بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ

الموسوعة القضائية

اردو ترجمہ

اسلامی عدالتوں کے فیصلوں پر مبنی انسائیکلوپیڈیا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے
اور
ان فیصلوں سے متعلقہ احادیث

فلاح فاؤنڈیشن پاکستان
۲۳ ابوبکر بلاک نیوگارڈن ٹاؤن لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ

الموسوعة القضائية

اردو ترجمہ

اسلامی عدالتوں کے فیصلوں پر مبنی انسائیکلوپیڈیا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے

اور

ان فیصلوں سے متعلقہ احادیث

فلاح فاؤنڈیشن پاکستان

۶۳- ابوبکر بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

FALAH FOUNDATION
LAHORE PAKISTAN

نام کتاب: الموسوعہ القضائیہ

تحقیق وترتیب: ریسرچ کمیٹی فلاح فاؤنڈیشن

اردو ترجمہ: ابوبکر صدیق

معاونین: قاری عبدلغفار عبداللہ فیصل

سمیع اللہ سمیع ثناء اللہ شاہد

نظر ثانی: پروفیسر ڈاکٹر سہیل حسن

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

تعداد: دو ہزار

طابع وناشر: خالد بک ڈپو

40۔اردو بازار لاہور۔

ہدیہ۔[redacted]روپے

فہرست

دوسرا باب: قصاص کے بارے میں ٨٤

تیسرا باب: دیت کے بارے میں ۹۸

کتاب الجهاد

کتاب النکاح

چوتھا باب: حرام اور باطل نکاحوں کے بارے میں ۳۲۱

پانچواں باب: رضاعت کے بارے میں ۳۳۷

چھٹا باب: متفرق مسائل کے بارے میں ۳۴۵

کتاب الطلاق

كتاب الأقضية

کتاب الھبہ والوصایا

کتاب الفرائض

دوسرا باب: اصحاب الفروض (یعنی حصہ داروں) کے بارے میں ۵۳۱

تیسرا باب: عصبات (یعنی باپ کی طرف سے رشتہ داروں) کے بارے میں ۵۴۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العلمین و الصلاۃ و السلام علی سید الانبیاء و المرسلین و علی آلہ و صحبہ اجمعین

جس طرح ہر ذی روح کو زندہ رہنے کے لیے آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے اور صحت مند جسم میں گردش خون لازمی اور ناگزیر ہے، بعینہ ایک صحت مند معاشرے کے قیام اور مہذب ریاست کے استحکام کے لیے عدل وانصاف کی فراہمی اور اس کا سہل الحصول ہونا لازمی اور ابدی ہے۔ یہی باعث ہے کہ علم وحی پر مشتمل تمام کتب وصحائف میں انصاف پروری اور عدل گستری کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسلامی ریاست میں عدل کے نفاذ کے ذمہ دار ادارے قائم کیے گئے۔ اسلامی عدالتوں نے انسانی حقوق کے اتلاف، بشری اختلافات اور باہمی تنازعات نیز ریاست سے متعلقہ امور اجتماعی خرابیوں اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے عظیم الشان فیصلے کیے ہیں اور نظائر چھوڑے ہیں۔ ان سب کا مطالعہ دینی حکمت وبصیرت کے بہت سے باب روشن کرتا ہے۔ قرآن مجید کی درجنوں آیات مقدسہ اور سینکڑوں احادیث مبارکہ میں اس نظام عدل کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ عدل کے قیام وانصرام کے اداروں اور قضاۃ سے متعلق ہزاروں کتب ومقالات دنیا کی مختلف زبانوں میں لکھے گئے ہیں اور یہ سب قانونی، فقہی اور عدالتی فیصلوں پر مشتمل ذخیرہ دین وشریعت کی عظیم اور وسیع تر حکمتوں کا امانت دار ہے۔ مگر افسوس کہ اس درجہ اہم علمی ذخیرہ کو بعض علمی وعملی مصالح کے اعتبار سے جس تکنیکی، تحقیقی اور قانونی اسلوب کے ساتھ مرتب ہونا چاہیے تھا، اس کی ضرورت ہنوز باقی ہے۔ اس سے یہ تاثر نہ لیا جائے کہ مسلمان سکالرز اور قاضیوں نے اس موضوع کو درخوراعتنا نہیں سمجھا ہے۔ بلاشبہ ان کی علمی خدمات کا دائرہ بہت وسیع اور متنوع ہے۔ بہت سی علمی فہارس اور مخطوطات کے تذکروں سے عدالتی اور قانونی ذخائر کا علم ہوتا ہے، مگر یہاں جس پہلو کی طرف ہم اہل علم کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ خالصتہ اسلامی عدالتوں جو کہ مراکش سے انڈونیشیا اور جزائر غرب الہند تک پھیلی ہوئی ہیں، ان سے وابستہ قاضیوں نے گذشتہ چودہ صدیوں میں اپنے جن فیصلوں کا ایک عظیم الشان ریکارڈ چھوڑا ہے، جو ہماری علمی غفلت اور تساہل کے باعث ابھی تک گوشۂ خمول میں پڑا ہے اور کسی نے ان ہزاروں اور لاکھوں فیصلوں کو کسی موزوں اور مناسب علمی ترتیب کے ساتھ جمع کر کے کسی دائرہ المعارف کی شکل نہیں دی ہے۔

اسلامی عدالتوں کے ان فیصلوں کا ابھی تک کسی مرتب شکل میں جمع نہ ہونا ایک عظیم علمی نقصان ہے، مگر ہمیں ذرا سنجیدگی سے اس غفلت کا جائزہ لینا چاہیے کہ آخر وہ کیا وجوہ تھیں کہ جس کے باعث امت مسلمہ کے علمی اکابرین اس کام کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ ان وجوہ کا جائزہ لینے اور تجزیہ کرنے سے پہلے صدر اوّل یعنی عہد رسالت اور دور خلافت راشدہ کی عدالتوں کے جو فیصلے مدون ہو چکے ہیں، ان کا اجمالی تذکرہ ضروری ہے۔ مسلمان علماء اور مصنفین نے سب سے زیادہ توجہ اسی عہد مبارک کی طرف مرکوز رکھی ہے۔ اور اس عہد کی ہمہ نوع کارروائیوں کو، اس کی تمام جزئیات کے ساتھ قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے، جس کے نتیجے میں ذخیرہ احادیث کا ایک عظیم الشان علمی و تحقیقی کام مرتب ہوا، جس کی مثال اس سے قبل کسی دوسرے مذہب یا امت میں نہیں ملتی ہے۔

ہمیں اس حقیقت کا اعتراف کرنا چاہیے کہ عدالتی فیصلوں میں جو اہمیت اقضیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اس کی نوعیت دین و شریعت کی اساسیات میں سے ہے، جن کا پرتو اور انعکاس ہمیں خلفائے راشدین کے عہد میں قائم ہونے والی عدالتوں کے فیصلوں اور نظائر میں ملتا ہے۔ اس سمت میں جو اولین قدم اٹھایا گیا، وہ اقضیۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمع و ترتیب کی وہ کوشش ہے، جسے محمد بن فرج المالکی المعروف با بن الطلاع الاندلسی (م ۴۹۷ھ) نے مرتب کیا اس کاوش کو جامعۃ الازہر میں ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی نے ایک تحقیقی مقالے کے بطور مرتب کر کے عربی زبان میں شائع کیا اور جس کا اردو ترجمہ ادارہ معارف اسلامی (منصورہ) لاہور کے زیر اہتمام شائع ہو چکا ہے۔ یہ بابرکت ذخیرہ بھی اس فنی اسلوب اور قانونی تکنیک کے مطابق مرتب نہیں ہوا، جو اسلوب آج کی عدالتوں میں پیش کیے جانے والے جدید فیصلوں میں موجود ہے۔ لیکن اس نوعیت کی تحقیقی کاوشوں سے فیصلوں کی نوعیت اور اس کی تفصیلات محفوظ ہوتی چلی گئیں۔ ''کشف الظنون'' جیسی فہارس مخطوطات میں شیخ ظہیر الدین مرغینانی حنفی (م ۵۰۱ھ) کی بھی ایک ایسی ہی تصنیف کا تذکرہ ملتا ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدالتی فیصلوں کو جمع کیا گیا مگر افسوس کہ آج یہ مخطوط اہل علم کی نگاہوں سے اوجھل ہے۔ ممکن ہے کہ یہ مخطوط ترکی کے ان ذخیرہ ہائے مخطوطات میں مل جائے، جو لاکھوں کی تعداد میں ابھی تک تفتیش اور شناخت کے مرحلے سے نہیں گزرے۔ البتہ برصغیر میں نواب سید صدیق حسن خاں کی کاوش ''بلوغ السئول فی اقضیۃ الرسول'' عنوان سے ۱۲۹۲ھ میں منصۂ شہود پر آ چکی ہے۔

یہاں ہم ایک اور اہم مخطوط کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو تذکروں میں امام محمد بن اسمٰعیل البخاری سے منسوب ہے۔

معروف محدث اور مؤرخ ذہبی نے لکھا ہے کہ امام بخاریؒ نے صحابہ اور تابعین کے اقضیہ کو بھی جمع کیا، مگر یہ کتاب نہ تو آج تک زیور طباعت سے آراستہ ہوئی اور نہ ہی اس کے کسی مخطوط کا سراغ دنیا کے کسی اہم کتب خانے میں ملتا ہے۔ مگر اہل علم اس اطلاع کو تحدیث نعمت تصور کریں گے کہ مؤسسۃ الفلاح الدولیہ پاکستان کے جس کے زیر اہتمام الموسوعۃ القضائیۃ العالمیۃ ترتیب پا رہا ہے، اس کے ایک فاضل رکن حافظ عبدالرحمن مدنی، جب اسی علمی منصوبے کے پیش نظر مراکش کی وزارت عدل اور وزارت اوقاف سے رابطہ کے لیے، وہاں تشریف لے گئے تو انہیں یہ باوثوق اطلاع فراہم کی گئی کہ امام بخاری رحمۃ اللہ کا وہ مخطوط جو اقضیۃ الصحابہ والتابعین سے متعلق ہے، اس کی تمام مجلدات مل گئی ہیں۔ اس عظیم علمی حوالے کی اطلاع سے اس منصوبے کی ابتدائی کڑیوں میں جو زبردست معاونت ملے گی، اسے ایک تائید غیبی تصور کیا جا سکتا ہے۔

اسلامی عدالتوں کے ان فیصلوں کے سلسلے میں جو مزید معلومات ہمیں میسر ہیں ان کے مطابق ''القضاء فی عہد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ'' کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض میں تکمیل پا چکا ہے، جو الدکتور ناصر بن عقیل بن جاسم الطریفی نے اپنی پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لیے لکھا ہے، مگر اس میں عہد فاروقی کی بائیس لاکھ مربع میل میں قائم ہونے والی اسلامی ریاست اور اس کی تمام اسلامی عدالتوں کے مکمل فیصلے شامل نہیں ہیں۔ اس موضوع پر تحقیق مزید کی ضرورت ہے۔

مذکورہ جامعہ کے ایک اور محقق عبداللہ بن عثمان بن مقبل نے ایم اے کے درجے میں ایک تحقیقی مقالہ بعنوان ''قضا امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ'' تحریر کیا ہے مگر اس میں بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے تمام فیصلوں کا احاطہ نہیں کیا گیا۔

ایک اور تحقیقی کاوش ''الاقضیۃ الجنائیۃ فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء الراشدین'' کے عنوان سے کی گئی ہے یہ تحقیقی مقالہ محمد عبداللطیف صدرالدین سلیمی نے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد نے (۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء) ایم اے کی ڈگری کے حصول کے لیے مکمل کیا ہے۔ اس تحقیق میں بھی مزید تحقیق کی گنجائش ہے۔

اسلامی عدالتوں کے ان فیصلوں کے مختلف مجموعے عربی زبان میں موجود ہیں مگر ان میں سے کوئی ایک یا سب مل کر بھی اس ضرورت کا احاطہ نہیں کرتے جو اس نوعیت کے ذخائر سے مطلوب ہے۔ موجود عدالتی فیصلے جس نوعیت سے جمع کیے گئے ہیں انہیں دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ قانونی، فقہی اور عدالتی تفصیلات جس منہج اور طریق سے مرتب ہونا چاہیے، وہ ان میں بہت کم دکھائی دیتا ہے۔ یہ مختلف فریقین کے مقدمات اور نزاعات کی مختصر تفصیل اور ان کے فیصلوں پر مشتمل

نگارشات ہیں، جو ایک حکایت سے ملتی جلتی شکل میں دکھائی دیتے ہیں۔ان تمام موجود ذخائر سے ہم ان مقاصد کو پورا نہیں کر سکتے، جو اسلامی ریاستوں کے عدالتی نظام سے متعلق ہیں۔ہمیں حیرت ہے کہ ایک طرف تو مسلمانوں کا عظیم عدالتی نظام ملتا ہے،جس میں قاضیوں کی تقرری، ان کی اہمیت کی شرائط، قضا کی تنظیم، قاضیوں کے فرائض اور ان کے حدود واختیارات سے مکمل بحث کی گئی ہے۔اور دوسری طرف ہمیں اسلامی عدالتوں کے طریق کار کا تذکرہ پڑھتے ہوئے عدلیہ کی آزادی اور قانون کی حاکمیت کی روشن مثالیں بھی ملتی ہیں۔اس نظام عدل کے قیام میں معاون دوسرے ادارے جن میں افتاء، شرطہ حسبہ اور دیوان المظالم شامل ہیں، ان سب کی تنظیم اور کارکردگی کی تفصیلات بھی مل جاتی ہے۔یہ قاضی فیصلہ کرتے ہوئے جن آداب کو ملحوظ رکھتے تھے ان کی باریک سے باریک جزئیات کو بھی قلمبند کیا گیا ہے۔مگر ان فیصلوں کے متون ہمیں کسی نظم اور ضبط کے ساتھ جمع وترتیب کے ساتھ نہیں ملتے۔

ہم اسلامی تاریخ کے اس المیے سے آگاہ ہیں کہ اسلامی ریاست عہد خلافت کے بعد ملوکیت اور موروثی بادشاہت میں تبدیل ہوگئی۔جس سے دین وسیاست کی روایات میں وہ وحدت ویکجائی باقی نہ رہی، جو عہد رسالت یا دور خلافت کا اختصاص تھی۔معرکہء دین وسیاست کے آئندہ ادوار میں جو ادارے اس کشمکش کا شکار ہوئے، ان میں ایک قضا اور منصب قضا بھی ہے۔اس عہد میں بھی قضا پر متمکن قاضیوں نے جس عزیمت، پامردی، حکمت اور تدبر سے کام لیا، وہ تاریخ قضا کا ایک روشن اور تابندہ باب ہے۔حکمرانوں اور قضاۃ کے درمیان اس کشمکش کی تفصیل اور تاریخ اس وقت نہ ہمارا موضوع ہے نہ مبحث۔مگر فی الوقت ہم نے یہ اشارہ جس غرض سے تحریر کیا ہے، وہ منصب قضا پر فائز حضرات کی فقہی بصیرت، حدود شریعت کی پاسداری اور بلیغ حکمت عملی کو واضح کرنا ہے۔امام ابوحنیفہ، میمون بن مہران، طاؤس بن کیسان، ایوب بن ابی تیمیہ سختیانی۔سفیان ثوری، ربیعۃ الرائی بن فروخ، محمد بن سیرین، عبداللہ بن وہب، اسمعیل بن علیۃ، محمد بن شیبانی، حارث بن مسکین، سعید بن ربیعہ، علی بن شراد العبدی جیسے بیسیوں اصحاب عزیمت نے سلاطین کی جانب سے منصبِ قضاۃ پیش کرنے پر جس رویے کا اظہار کیا، تاریخ نے اسے بخوبی محفوظ رکھا ہے۔اس طرح وہ اصحاب جو اس دور ملوکیت میں بھی اس منصب کو قبول کر لیتے تھے، ان کے اخلاق، طہارت اور تقویٰ کی تفصیلات ہمیں تاریخ قضا کے ابواب میں دکھائی دیتی ہیں۔جس اضطرار کی کیفیت میں ان حضرات نے اس منصب کو قبول کیا اس کی تفصیلات بہت سی کتب میں ملتی ہیں، مگر یہاں ان کی تفصیل ہمارا مقصود نہیں ہے۔

اقضیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اہم موضوع پر تمام تر لوازمہ مختلف تفاسیر، احادیث اور فقہی ذخیروں میں چھپا

رہا ہے۔ اہل علم کے پاس اس سلسلے میں پہلی با قاعدہ اور مستند کوشش مذکور شخصیت ابن الطلاع الاندلسی کی اقضیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو پانچویں صدی ہجری میں مرتب ہوئی اس کے مختلف قلمی نسخوں کا تذکرہ مخطوطات کی فہارس میں ملتا ہے۔ یہ تصنیف پہلی مرتبہ محرم ۱۳۴۶ھ میں قاہرہ کے مطبع دار احیاء الکتب العربیہ میں شائع ہوئی۔ مگر اسے نہ تو متنی تحقیق کے اصول کے مطابق مرتب کیا گیا اور نہ ہی اس میں آثار واحادیث کی تخریج کا کوئی انتظام دکھائی دیتا ہے۔ اس میں مختلف ائمہ کے درمیاں فقہی اختلافات اور ان کے دلائل کا جائزہ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ بالآخر نومسلم محقق ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی نے اس عظیم الشان ذخیرہ اقضیۃ پر ۱۹۷۳ء میں تحقیقی کام شروع کیا اور جامعۃ الازہر میں پی ایچ ڈی کے مقالے کے بطور پیش کیا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے سرفراز کیے گئے۔ اس مجموعہ قضایا میں کتاب الحدود کے سلسلے میں ۱۷، کتاب الجہاد کے سلسلے میں ۱۰، کتاب النکاح کے سلسلے میں ۱۰، کتاب الطلاق کے سلسلے میں ۱۰، کتاب البیوع کے سلسلے میں ۴، کتاب الاقضیہ کے سلسلے میں ۴، کتاب الوصایا کے سلسلے میں ۲۵، اقضیۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں فاضل محقق نے ''مستدرکات'' کا ایک عنوان قائم کیا ہے جس میں کتاب الحدود والدیات کے مزید ۱۸، کتاب الجہاد کے ۴، کتاب النکاح والطلاق کے ۱۰، کتاب البیوع کے ۶۷، کتاب الحسبہ کا ایک، کتاب القضاء کے ۶ اور کتاب الفرائض والعتق کے ۷ اقضیۃ کی تفصیل دی گئی ہے۔ ان اقضیہ کے ضمن میں فاضل محقق نے بہت گراں قدر تعلیقات وحواشی فراہم کیے ہیں۔ اور آخر میں مختلف علوم وفنون کے مراجع ومصادر کے اشاریئے بھی مرتب کر دیئے ہیں۔

ابن الطلاع الاندلسی کی یہ تصنیف اقضیۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں ایک قابل اعتماد ماخذ کا درجہ تو ضرور رکھتی ہے، مگر اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک کے تمام اقضیۃ کا احاطہ نہیں کیا گیا ہے نیز اس کی ترتیب فقہی ہونے کے باوجود افادیت سے خالی ہے جو دور جدید میں ہماری عدالتوں میں نظائر کے بطور مطلوب ہیں۔ یہ بات واضح رہے کہ دین وشریعت کی نصوص اور تعلیمات جہاں انفرادی سطحوں پر ایک فرد کے لیے ہدایت اور تزکیہ کا سامان فراہم کرتی ہیں، اس کے عقیدہ وعمل کا ایک منہج متعین کرتی ہیں، وہاں اجتماعی سطح پر ایک اسلامی ریاست کو عدل اجتماعی کی اساس پر قائم اور استوار کرنا چاہتی ہیں۔ اسلامی ریاست کے متنوع دائروں اور شعبوں میں ایک اہم دائرہ اور شعبہ قیام عدل بھی ہے۔ جو اسلامی تعلیمات کا مدعا اور اسلامی ریاست کی غایت اولیٰ ہے۔ یہی باعث ہے کہ ہر عہد میں قضاء عدل کو ایک بنیادی اہمیت حاصل رہی ہے۔ اس موضوع پر بلاشبہ اور بلا مبالغہ سینکڑوں کتب تصنیف کی گئی ہیں جن میں عدل گستری اور انصاف پروری کی اہمیت وضرورت عدالتوں کا قیام اور ان میں قاضیوں کے تقرر اور ان کے مطلوبہ اوصاف وشرائط کو تفصیل

سے واضح کیا گیا ہے۔ جن کے مطالعہ سے اسلام کے تصور عدل اور نظام عدل کی ایک بھرپور تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔ قرآن مجید کی بیسیوں آیات اور سینکڑوں احادیث میں قضا اور اس سے متعلق حدود و تعزیرات کی تفصیل ملتی ہے۔ مگر یہ تمام تر ذخیرہ علمی اپنی افادیت کے باوجود ابھی تک کسی ایسی شکل میں ترتیب نہیں پا سکا ہے، جو دور حاضر کی ایک جدید اسلامی ریاست میں عدل اور عدالتوں کی ضرورت کی کفالت کر سکے۔ ہمیں اعتراف ہے کہ ہر عہد میں محدثین اور نامور فقہا اور قضاۃ نے اس ضمن میں شاندار روایات قائم کی ہیں اور انہیں مراجع و مصادر کی برکت ہے کہ ہم ان کی مدد سے خالصۃ کتاب وسنت پر مبنی اقضیہ کی تفصیلات کو جمع کرنے کا ایک عظیم داعیہ محسوس کرتے ہیں۔

گذشتہ تین صدیوں میں استعماری قوتوں نے اپنے استبدادی ہتھکنڈوں سے اسلامی ریاستوں اور معاشروں کو مغلوب بنالیا۔ مراکش سے انڈونیشیا تک کے علاقے ان کے زیر نگیں آ گئے، اور یہاں پر انہوں نے اسلامی معاشرے کی تمام روایات کو بشمول ان کے عدالتی نظام کے تلپٹ کر دیا اور یوں ایک ہزار سال سے زائد اسلامی عدالتوں کی عظیم الشان کارکردگی کو جو ان عدالتوں کے قاضیوں نے اقضیہ کی صورت میں فراہم کیں، اس نقشے کو نیست و نابود کر دیا۔ یوں اجتماعی اور ریاستی سطح پر اسلام کے عدالتی نظام کو سمیٹ دیا گیا۔ اگرچہ مغلوبیت اور مرعوبیت کے اس دور میں بھی مسلمانوں نے کسی نہ کسی سطح پر اپنی عدالتوں کے شرعی نظام کو غیر منضبط انداز میں قائم رکھا، مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ استعماری قوتوں کے وضعی قوانین نے ان ممالک محروسہ میں اسلامی قوانین کی جگہ لے لی۔ وہ دن جائے اور آج کا آئے، اسلامی قوتیں، اہل علم اور اسلام دوست افراد اور تنظیمیں اسلامی ریاستوں کے احیاء اور ان کے اداروں کی اسلامی اور شرعی اساس پر تشکیل نو کے فریضے میں مصروف عمل ہیں اور انہیں اس سلسلے میں کچھ جزوی کامیابیاں بھی نصیب ہوئی ہیں اور بعض اسلامی ممالک میں تو حیرت انگیز نتائج بھی پیدا ہوئے ہیں۔

استعماری عہد کے نظام سے ملت اسلامیہ نے خلاصی حاصل کی مگر جو ادارے اس دور میں قائم کیے گئے ان کی وضع قطع اور ان کا دائرہ عمل ابھی تک قائم و دائم ہے۔ اس ضمن میں سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ ہم دین وشریعت کے سرمائے کو صحیح ترین شکل میں مرتب کرتے۔ اور اس ضمن میں گذشتہ صدیوں میں قابل قدر کوششیں کی گئی ہیں، مگر عدالتی نظام کی سطح پر یہ کاوشیں ہنوز تشنگی اور خلا کا احساس رکھتی ہیں۔

دین و شریعت کے علوم کے مزاج شناس اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ اسلام میں قرآن مجید کی نصوص کے بعد سنت کی آئینی اور تشریعی حیثیت کو ایک بہت بڑا مقام حاصل ہے۔ مگر بیشتر اسلامی ممالک کی عدالتوں کے اکثر منصف

صاحبان عدل گستری کے ان تمام کارناموں سے بے خبر ہیں، جو عربی زبان میں بیسیوں نوعیت کی کتب میں موجود ہیں۔ اسلامی عدالتوں نے آداب قضاء کے مطابق جو فیصلے گذشتہ چودہ صدیوں میں کیے، انہیں جدید خطوط پر مرتب کرنے کی ضرورت عدالتی حلقے شدید محسوس کررہے ہیں۔اس احساس نے ایک عملی شکل اختیار کی اور اس غرض سے ''فلاح فاؤنڈیشن پاکستان'' کے نام سے ایک ادارے کو ترتیب دیا گیا، جس میں حکومت پاکستان کے صدر مملکت عدالتوں کے ریٹائرڈ اور حاضر جج، علمائے کرام، قانون دان اور دانشور جمع ہوئے اور انہوں نے عالم اسلام کے ممتاز اہل علم اور محققین سے مراسلت اور بعد ازاں مختلف اجتماعات میں اس عظیم منصوبے کا نقشہ کار تیار کیا۔ ہم مختلف اسلامی ممالک کے ان تمام اہل علم اور دانشوروں کے شکر گزار ہیں، جن کی مسلسل رہنمائی کے نتیجے میں، ہم اس اہم فریضے کا موزوں آغاز کرسکے۔اس سلسلے میں ہمارے بعض اراکین نے متعدد ممالک کے علمی اور مشاورتی دورے کیے۔خود راقم الحروف نے مئی ۱۹۶۶ء میں جسٹس محمد رفیق تارڑ (سابق صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان)، حافظ عبدالرحمٰن مدنی، پروفیسر عبدالجبار شاکر اور ڈاکٹر ظفر علی راجا کے ساتھ سعودی عرب کا ایک وسیع تر دورہ کیا اور وہاں کے وزیر عدل، وزیر امور مذہبی، عدالتوں کے سربراہان مختلف جامعات کے کلیۃ الشریعہ کے اساتذہ، علمائے کرام اور محققین عظام سے مسلسل ملاقاتیں کرکے اپنے مجوزہ ''الموسوعۃ القضائیۃ العالمیۃ'' کا منصوبہ اور نقشہ کار ان کے سامنے پیش کیا جس کی ہر جگہ تحسین بھی کی گئی اور اس کی ضرورت واہمیت کا اعتراف بھی کیا گیا، مگر انہیں حیرت تھی کہ اس قدر عظیم اور وسیع کام کے لیے، جن علمی اور مادی وسائل کی ضرورت ہے، وہ یہ فاؤنڈیشن کہاں سے فراہم کرے گی۔ مقام شکر ہے کہ خود پاکستان ہی کے چند اسلام دوست اور صاحب ثروت حضرات نے ہمارے اس منصوبے کے ابتدائی اخراجات کو فراہم کردیا جس کے نتیجے میں ہمارے محققین کی ایک ٹیم نے مختلف تفاسیر، مجموعہ ہائے احادیث، آثار مصنفات، تاریخ وسیر، رجال حدیث، قضاء اور دوسرے ممکن فقہی ذرائع سے ان فیصلوں کو جمع کیا اور اپنی ان کوششوں اور حاصلات علمی وتحقیقی کو وقفے وقفے سے مختلف صاحبان علم ودانش کے سامنے پیش کرتے رہے۔ ان ارباب نقد ونظر نے ہمیں ہر مرحلے پر جن مفید مشوروں کے ساتھ مستفید کیا، وہ بالآخر ان اقضیہ کی جمع وترتیب کا منہج بنتے چلے گئے۔

اب ہم اختصار کے ساتھ ''الموسوعۃ القضائیۃ العالمیۃ'' کے خاکے، فیصلوں کو جمع کرنے کے طریق کار اور دوسرے فنی لوازم کا تذکرہ پیش کرتے ہیں۔

اس موسوعۃ میں ہمارے پیش نظر تو گذشتہ چودہ صدیوں میں تمام عالم اسلام کی تمام عدالتوں کے فیصلوں اور

نظائر کی جمع و ترتیب ہے، مگر مرحلہ اوّل میں ہم اقضیۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کریں گے۔ قرآن مجید کے احکام کے مطابق، یہی وہ مرحلہ ہے جس میں حزم و احتیاط کے ساتھ ان تمام نظائر کو جمع کرنے کی ضرورت ہے۔ اس موسوعہ کی یہ جلد اقضیۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے اور اس میں امکانی حد تک اس تمام ذخیرہ علمی اور وسائل علمی سے استفادہ کیا گیا ہے جو عالم اسلام میں کسی جگہ بھی شائع ہو چکے ہیں۔ اس کا اندازہ ان مراجع اور مصادر سے بخوبی ہو گا جو ہر جلد کے آخر میں فراہم کیے گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کی تعداد کے اعتبار سے بھی یہ مجموعہ ایک تاریخی شان رکھتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فیصلوں میں وہ فیصلے بھی شامل رکھے گئے ہیں، جو آپ کے عہد مبارک میں آپ ہی کے مقررہ کردہ قاضیوں نے کیے اور جن کی اطلاع پر آپ نے سکوت فرما کر ان پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ہم یہ بات بڑی عجز سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اقضیۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مجلدات اس عہد میں علم حدیث کے ایک نئے متن کو پیش کرنے کی سعادت ہے، جسے فن حدیث کے مسلمہ اصول وضوابط کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ ہم اس کوشش کو عالم اسلام کے اہل علم وفضل کے سامنے اس ارادے سے پیش کر رہے ہیں کہ وہ ان مجلدات میں اگر کچھ علمی اسقام اور تحقیقی تسامحات محسوس کریں تو اس سے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ اس کی آئندہ اشاعتوں میں ان کی علمی بصیرت اور تحقیقی شعور سے بہتر استفادہ کیا جا سکے۔

اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کے چند ارشادات جو کہ فقہی اصولوں کی بنیاد ہیں وہ بھی شامل کر دیئے گئے ہیں تاکہ اہل علم عہد نبوی میں تشکیل شدہ قانونی وفقہی اصولوں سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔

اقضیۃ کے متن کو پیش کرنے سے قبل اس جلد میں ہم نے اپنے موضوع کو متعارف کرانے کی کوشش کی ہے۔ ان اسباب اور مقاصد کو بھی بیان کیا ہے جو اس جمع و ترتیب میں ہمارے پیش نظر رہے ہیں۔ اس مجلّہ کی ابتداء میں ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی کی کتاب اقضیۃ الرسول کی فصل اول کا ترجمہ شامل کیا جا رہا ہے، جس میں فاضل مؤلف نے اسلام کے عدالتی نظام کے عمومی خدوخال بیان کئے ہیں، انہوں نے اسلام میں قضاء کی اہمیت، اس کا بنیادی تقاضا، رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کے چند نمونے، آداب قضاء منصب قضاء کے لئے شرائط اور رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ قاضیوں کے حالات زندگی اختصار سے بیان کئے ہیں۔

اسلامی شریعت میں قضاء ایک سائنٹفک موضوع ہے۔ اس موسوعہ کے مقدمے میں مجملاً قضاء کے مصادر کو بھی بیان کیا گیا ہے تاکہ ایک جج یا قاضی ان شرعی دلائل سے باخبر ہو سکے جن کی بنا پر یہ فیصلے صادر کیے جاتے ہیں۔ ان تمام

فیصلوں کے مراجع اور مصادر کو مرتب کیا گیا ہے۔ فیصلوں کی ترتیب زمانی نہیں بلکہ موضوعی ہے جس سے بہتر استفادے کی راہیں اور شکلیں پیدا ہوتی ہیں۔ فیصلے کا متن جن ذرائع سے اخذ کیا گیا ہے اس کے مراجع ہر صفحے کے تحتانی حصے پر کتابیاتی اسلوب کے مطابق فراہم کیے گئے ہیں۔ متن میں موجود آیات قرآنی احادیث نبوی، آثار خلفاء، فریقین مقدمہ قاضیوں کے نام اور دیگر تفصیلات کو حروف تہجی کے اعتبار سے اشاریوں کی شکل میں فراہم کرے گا۔ تمام مقدمات کی ایک فہرست بھی موضوعی اعتبار سے مرتب کی گئی ہے تاکہ عدالتی نظام سے متعلق ارباب اختیار اس سے بہتر استفادہ کر سکیں۔ اس کام کی تکمیل کے بعد آخر میں ایک جلد میں ان قاضیوں کے سوانحی کوائف بھی فراہم کیے جائیں گے، جن کی کتاب وسنت سے ماخوذ اور شعار حکمت کے نتیجے میں یہ فیصلے لکھے اور جمع کیے گئے۔ یہ کام فنی اور تحقیقی اعتبار سے کس قدر دشوار ہے، اس کا اندازہ اہل علم بخوبی کر سکتے ہیں۔ مگر ہمیں اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل وکرم اور عالم اسلام کے صاحبان علم ودانش کی مخلصانہ رہنمائی کے باعث یقین کامل ہے کہ یہ دشوار ترین کام بالآخر ان شاء اللہ العزیز پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔ اور عالم انسانیت کے لیے بالعموم اور اسلامیان عالم کے لیے بالخصوص موجب رحمت ہوگا۔

میں آخر میں مملکت سعودی عرب کے وزیر عدل معالی الشیخ عبداللہ بن محمد ابراہیم آل شیخ، عالم اسلام کے ممتاز علماء وفقہاء، اسلامی جامعات کے ممتاز اساتذہ کرام، فلاح فاؤنڈیشن پاکستان کے جملہ اراکین اور معاونین کا شکر گزار ہوں کہ جن کی محنت اور دعا کے نتیجے میں یہ جلد منصہ شہود پر آ رہی ہے۔ میں فلاح فاؤنڈیشن کے ریسرچ سکالرز، مجلس تحقیق اسلامی کے ناظم حافظ عبدالرحمٰن مدنی اور بیت الحکمت (لاہور) کے ڈائریکٹر پروفیسر عبدالجبار شاکر کے تعاون کا خصوصیت سے ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جن کی مخلصانہ کوششوں کے باعث اس کام کی پہلی جلد زیور طباعت سے آراستہ ہو رہی ہے۔

راقم نے گذشتہ چند سالوں میں عالم عرب اور دیگر اسلامی ملکوں کے متعدد دورے کیے اور وہاں کے اصحاب علم وفضل اور عدالتی صیغے سے متعلق ذمہ داران سے مفید ملاقاتیں کیں اور اس منصوبے کے لیے ان کی علمی رہنمائی حاصل کی۔ اس دوران میں مجھے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد کے ریکٹر کی ذمہ داریاں سپرد کی گئیں۔ اپنے اس نئے منصب کی ذمہ داریوں سے مجھے متعدد مخلص رفقائے کار کی مشاورت اور معاونت کی سعادت حاصل ہوئی، جن کے علمی تعاون اور تحقیقی مشاورت نے اس مرحلے کو آسان بنا دیا۔ خصوصاً عربی روزنامہ ''أخبار الأخبار'' کے چیف ایڈیٹر ابوبکر الصدیق شکریہ کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے اپنے اصحاب عبداللہ فیصل اور سمیع اللہ سمیع کی معاونت سے اس انسائیکلوپیڈیا کا اردو ترجمہ مکمل کیا۔ اور اسی طرح ادارہ تحقیقات اسلامی کے کارکن ڈاکٹر سہیل حسن بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں ہم نے اپنی اس علمی اور

تحقیقی کاوش کو مثالی بنانے میں بھرپور کوشش کی ہے، مگر ہمیں احساس ہے کہ اس کی اشاعت اوّل کے بعد ارباب علم وتحقیق اور عدالتی صیغے کے اصحاب بصیرت سے مزید اور مفید مشاورت ملے گی، جس سے اس کی آئندہ اشاعتوں میں استفادہ کیا جا سکے گا۔ اس کتاب کی اشاعت میں اوّلیں مراحل مجلس تحقیق اسلامی اور بیت الحکمت لاہور میں طے ہوئے، جس کے بعد عالم اسلام کے بیسیوں اہل علم کی مشاورت حاصل رہی۔ اس کے آخری مراحل میں انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے چند فاضل رفقاء نے جو معاونت فراہم کی، اس کے باعث اس کی طباعت کے مراحل آسان ہورہے ہیں۔ اس کتاب کے طباعتی امور میں جو تعاون خالد بک ڈپو، لاہور کے مالک و منتظم خالد پرویز سے میسر آیا، اس کے لیے میں شکرگزار ہوں۔ ان مخلص احباب کا شکریہ ادا نہ کرنا زیادتی ہوگا جن کا مالی تعاون ہمیں ہر قدم پر حاصل رہا اور انہوں نے یہ کام صرف جذبہ للّٰہیت سے کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اس عظیم منصوبے میں ہر مرحلے میں شامل تمام حضرات کی اس مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور سرمایہ آخرت بنائے، نیز اس علمی کام کو اسلامی ریاستوں کے عدالتی نظام میں معتبر و معاون بنائے۔ بالخصوص پاکستان کی عدالتوں پر جو ایک آئینی ذمہ داری ہے، اس کی ادائیگی کے لیے اس کام کو نافع اور اس عدالتی نظام کے جج صاحبان، وکلاء اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے علماء اور دانشوروں کے لیے مفید بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

جسٹس (ر) خلیل الرحمٰن خان
ناظم، فلاح فاؤنڈیشن پاکستان،
ریکٹر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
اسلام آباد

اسلام کا عدالتی نظام

قضاء کا لغوی مفہوم:

قضاء کے لغوی معنی فیصلہ کرنے کے ہیں۔ارشاد ربانی ہے:

''وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ'' (الاسراء ۲۳) اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ عبادت نہ کرو مگر صرف اسی کی۔

قضاءٌ دراصل قَضَایٌ تھا۔ یاء چونکہ الف کے بعد واقع ہوئی ہے اس لئے ہمزہ تبدیل ہوگئی ہے۔

قضاء کی جمع اَقْضِيَةٌ آتی ہے۔لفظ قَضِيَّةٌ بھی اسی طرح ہے۔اس کی جمع قَضَایَا ہے۔

عربی میں کہتے ہیں قَضٰى عليه يَقْضِى (اس نے اس کے خلاف فیصلہ صادر کیا) مصدر قَضَاء اور قَضِيَّةٌ ہے۔

دیکھیے لسان العرب ص:٦۔

قضاء کا شرعی مفہوم:

ابن رشد فرماتے ہیں:

قضاء کی حقیقت یہ ہے کہ کسی شرعی حکم کا اظہار واجب التعمیل فیصلے کی صورت میں کیا جائے۔ابن عابدین علامہ قاسم سے نقل کرتے ہیں:

''دنیوی معاملات میں جھگڑے پیدا ہوں ان کے بارے میں کسی اجتہاد کے مطابق فیصلے کو لازمی قرار دینے کا نام قضاء ہے''(۱)

تھانوی کہتے ہیں:

''کسی مجاز حاکم کے اس فیصلے کو قضاء کہتے ہیں جس پر عمل درآمد لازمی ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شریعت میں مقدمات اور تنازعات کے فیصلے کو قضاء کہتے ہیں۔

ان تعریفوں سے واضح ہوتا ہے کہ قضاء میں یہ بات شامل ہے کہ حاکم وقت قاضی کے فیصلے کے نفاذ کو ضروری قرار دیتا ہے اور یہ بات فتویٰ سے مختلف ہے اس لئے کہ فتویٰ اور قضاء دونوں کے مفہوم میں کسی شرعی حکم کا بتانا شامل ہے، البتہ دونوں

۱۔ حاشیہ ابن عابدین ۔ ج ۵۔ص ۳۵۲

۲۔ یہ مضمون ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمن کی کتاب اقضیۃ الرسول کے صفحہ نمبر 21 تا 54 سے لیا گیا ہے۔

میں فرق پایا جاتا ہے کہ فتویٰ واجب العمل نہیں ہوتا جیسے فتویٰ دیا گیا ہو، ضروری نہیں کہ وہ اس پر عمل بھی کرے۔

طاش کبریٰ زادہ نے فتویٰ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

''علم الفتویٰ میں وہ احکام نقل کئے جاتے ہیں جو فقہاء نے جزئی واقعات کے بارے میں صادر کئے ہوں۔ اس کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان فقہا کے بعد آنے والے لوگوں کے لئے سہولت پیدا ہو جو علم فقہ میں مہارت نہ رکھتے ہوں'' اس تعریف میں انہوں نے یہ الفاظ نہیں لکھے کہ اس پر عمل درآمد لازمی ہوتا ہے۔

اس بنا پر قاضی کی نسبت مفتی کی پوزیشن زیادہ محفوظ ہوتی ہے کیونکہ محض فتویٰ دینے سے کسی پر کوئی حکم لازم نہیں آتا۔ جو شخص فتویٰ پوچھتا ہے مفتی اسے جواب دیتا ہے، وہ چاہے تو اسے قبول کرے اور چاہے تو اسے رد کر دے۔ اس کے برعکس قاضی جو فیصلہ کرتا ہے اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس طرح مفتی اور قاضی دونوں شرعی حکم بتانے کے سلسلے میں تو مساوی ہیں لیکن قاضی کے صادر کردہ فیصلے پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے قاضی کا معاملہ مفتی کی نسبت نازک تر اور زیادہ پر خطر ہے۔ اس رائے کا اظہار حافظ ابن قیم نے اپنی مشہور کتاب اعلام الموقعین (۳۶۰) میں کیا ہے۔ علماء نے اس بات کو نا پسند کیا ہے کہ اپنی عدالت میں بیٹھ کر فتویٰ صادر کرتے کیونکہ اس صورت میں عوام قضاء اور فتویٰ میں فرق نہیں کر سکیں گے۔ یہ بات قاضی شریح رحمہ اللہ وغیرہ سے منقول ہے۔ ایک مرتبہ قاضی شریح سے کسی کو قید کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا ''میں فیصلہ کرتا ہوں فتویٰ نہیں (۱) دیتا''۔

اسلام میں قضاء کی اہمیت:

پوری دنیا میں اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو دین و دنیا کا جامع ہے۔ وہ ایک طرف انسان کا رابطہ خالق کے ساتھ استوار کرتا ہے اور دوسری طرف وہ مخلوق کے ساتھ اس کا تعلق جوڑتا ہے۔ دینی امور میں ایک مسلمان توحید، رسالت، آخرت، فرشتوں، کتابوں اور تقدیر کے اچھا یا برا ہونے پر ایمان لانے کا پابند ہے۔ ارکان دین میں سے نماز، زکواۃ اور روزہ کی پابندی صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں حج بیت اللہ کی ادائیگی اس کے لئے ضروری ہے، دنیوی امور میں سے نکاح، طلاق، خرید و فروخت، وارثت، ہبہ، وقف، وصیت اور اسی طرح کے دوسرے معاملات میں شریعت پر عمل پیرا ہونا اس پر فرض ہے۔

اس کے یہ معنی نہیں کہ دینوی اور دینی امور ایک دوسرے سے الگ تھلگ ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں، بلکہ یہ ایک دوسرے کا جزو اور

۱۔ ابجد ط (۱۶۔۸۵)

باہم ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں بظاہر دینی و دینوی امور میں جو تفریق نظر آتی ہے وہ صرف بیان و توضیح کے لئے ہے۔فقہا شرعی احکام کو جب عبادات اور معاملات میں تقسیم کرتے ہیں اور ان کے نزدیک ان دونوں میں کوئی جوہری فرق نہیں ہوتا۔اس لئے کہ جس طرح ایک مسلم کو بنیادی عقائد میں سے بعض کو ماننے اور بعض سے انکار کرنے کا اختیار نہیں، ٹھیک اسی طرح دنیوی امور سے متعلق احکام میں بھی اسے بعض کی پیروی کرنے اور بعض کی پیروی نہ کرنے کا حق حاصل نہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

''وما کان لِمُؤمِنٍ ولَامُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمْراً اَنْ يكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰه ورسُوْلَهُ فقدْ ضلَّ ضَلالاً مُبِيْنًا'' (الاحزاب۔ ۶۳)

''کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ صادر کردیں تو پھر اسے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار رہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ صریح گمراہی میں پڑ جائے گا''

اس طرح اسلام نے عقائد اور معاملات کو ایک دوسرے کے ساتھ نہایت مضبوطی سے اس طرح جوڑ دیا ہے کہ کسی حالت میں بھی ان کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر جس طرح یہ ذمہ داری تھی کہ آپ ﷺ لوگوں کی تربیت فرمائیں اور ان کا تزکیہ کریں ٹھیک اسی طرح آپ ﷺ کے فرائض میں یہ شامل تھا کہ آپ ﷺ لوگوں کے باہمی جھگڑوں کا تصفیہ فرمائیں اور ان کے جھگڑوں کے فیصلے کریں تاکہ کوئی طاقتور، کمزور پر ظلم کر کے اسے اس کے حقوق سے محروم نہ کردے۔اس چیز کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ انسان سرشت میں طمع و لالچ اور دوسروں پر غلبہ و تسلط کا جذبہ موجود ہے اور اس کے شر سے دوسرے کو محفوظ رکھنے کے لئے نظام عدل ناگزیر ہے۔

قرآن عزیز نے توحید کے اثبات اور شرک کی تردید کے بعد جس مسئلے پر سب سے زیادہ زور دیا ہے وہ ہے انسانوں کے درمیان عدل و انصاف کا قیام ظالموں اور غاصبوں کو سزا دے کر بنی نوع انسان کے حقوق کا تحفظ اور جابر لوگوں کو حق و انصاف کی قوت اور اقتدار کے سامنے جھکنا۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

وإذا حكمْتُمْ بيْنَ النّاس انْ تحْكُمُوْا بِالْعدْلِ: (النساء: ۵۸)

اور جب تم لوگوں کی درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔

اور پھر اللہ تعالی نے انبیاء سابقین کو زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھی اسی لئے بھیجا کہ وہ اس کی شریعت کو اس دنیا میں جاری وساری کر کے عدل وانصاف قائم کریں۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے:

وإذا قالَ رَبُّكَ لِلْمَلائِكَةِ إنّي جاعِلٌ فِي الأَرْضِ خَلِيْفَة (البقرة: ٣٠)

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

قضاء کا بنیادی تقاضا

دینی تعلیمات کی رو سے قاضی کا کام صرف یہی نہیں کہ وہ کسی واقعہ کے بارے میں شرعی حکم بتا دیا اور اسے اس کے تقاضوں کے مطابق نافذ کردے بلکہ اس کی ذمہ داری اس سے کہیں بڑھ کر ہے اور وہ یہ کہ جس مسئلہ کے بارے میں نص صریح موجود نہ ہو اس کے متعلق وہ اپنی ذہانت اور فہم وفراست سے مدد لے اور پیش آمدہ واقعہ کی جزئیات کے بارے میں شرعی حکم کا استنباط کرے۔ معاملہ فہمی اور استنباط کا یہ ملکہ خالص عطیہ خداوندی ہے اور قاضی کے لئے کتاب وسنت اجماع اور فقہی اختلافات کا جو علم ضروری ہے یہ اس سے زائد ایک صفت ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں اللہ نے علم کی صفت کو حضرت داؤد وسلیمان میں مشترک قرار دیا۔ مگر معاملہ فہمی کو حضرت سلیمان کی جداگانہ خصوصیت ٹھہرایا۔

قرآن کریم میں فرمایا:

"وَداوُدَ وَسُلَيْمانَ إذا يَحْكُمانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِيْنَ . فَفَهَّمْنَاها سُلَيْمانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْماً وَعِلْماً" (الانبیاء: ۷۸-۷۹)

اور داؤد وسلیمان (کو یاد کیجئے) جب وہ اس کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے۔ جس میں رات کے وقت دوسرے لوگوں کی بکریاں پھیل گئی تھیں اور ہم ان کی عدالت خود دیکھ رہے تھے۔ اس وقت ہم نے صحیح فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا حالانکہ حکم اور علم ہم نے دونوں ہی کو عطا کیا تھا۔

اسی معاملہ فہمی کا نتیجہ تھا کہ ایک شخص نے حضرت یوسف کی پیچھے کی جانب سے پھٹی قمیض دیکھ کر یہ بھانپ لیا تھا کہ آپ سچے اور الزام سے بری ہیں:

"قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيْصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ

الْـكَـاذِبِيْـنِ. وَإِنْ كَانَ قَمِيْصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَّبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فَلَمَّآ رَأٰى قَمِيْصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ. (سورہ یوسف : ۲۶-۲۷)

(یوسف) نے کہا اسی نے مجھ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا۔ اسی کے قبیلے میں سے ایک فیصلہ کرنے والے نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر اس کا کرتہ آگے سے پھٹا ہو تو یہ سچی اور یوسف جھوٹا۔ اگر کرتہ پیچھے سے پھٹا ہو تو یہ جھوٹی اور وہ سچا۔ جب اس کا کرتہ دیکھا (تو) پیچھے سے پھٹا تھا (تب اس نے زلیخا سے کہا) کہ یہ تم عورتوں کی چالاکیاں ہیں اور کچھ شک نہیں کہ بڑے غضب کی ہوتی ہیں تمہاری چالیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اپنے مشہور مکتوب گرامی میں اس طرف توجہ دلائی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خط میں لکھا ''تمہارے سامنے جو بھی ایسا معاملہ پیش کیا جائے جس کا فیصلہ کتاب وسنت میں مذکور نہ ہو تو اس پر خوب غور کرو۔ اور اس کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرو''۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''صحیح فہم اور حسن نیت اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے انعامات میں سے ہیں، بلکہ یوں کہیے کہ اسلام کی نعمت کے بعد کسی بندے کے لئے ان دونوں سے بڑھ کر کوئی انعام ہو سکتا ہی نہیں۔ یہ دونوں اسلام کے عظیم ستون ہیں اور اسلام کی عمارت ان دونوں کے سہارے کھڑی ہے'' (اعلام الموقعین ج ا-ص ۸۷)

حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْراً يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کا فہم عطا کرتا ہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں حضور ﷺ نے دعا فرمائی:

''اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ'' (صحیح فضائل الصحابہ باب ذکر ابن عباس)

اے اللہ! اس کو دین کا فہم عطا کر اور اس کو قرآن کی تفسیر و تاویل سکھا دے۔

مسند احمد میں یہ الفاظ ہیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ ''اے اللہ! اس کے علم و فہم میں اضافہ فرما''

(مسند احمد ج ا-ص ۳۳۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست میں سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا، چنانچہ آپؓ اپنی خداداد ذہانت وفراست

سے کام لے کران مسائل میں اجتہاد کیا کرتے تھے جن کے بارے میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی۔اور اکثر و بیشتر آپ کا اجتہاد صحیح ہوتا۔اس میں غلطی کا احتمال بہت کم ہوا کرتا تھا حتی کہ حضور ﷺ نے فرمایا:" اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ عَلٰی لِسَانِ عُمر "(سنن الترمذی۔۔۔۔۔۔اللہ تعالی نے حق کو عمرؓ کی زبان پر جاری کر دیا ہے۔

حضرت عمر کے بیٹے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں۔

''حضرت عمرؓ جس چیز کے بارے میں کہتے میرا خیال ہے کہ یہ بات یوں ہونی چاہئے تو وہ ویسے ہی ہوتی''۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ صحابہ میں فہم وفراست کے اعتبار سے بڑی شہرت رکھتے تھے۔مقدمات کے فیصلے کرنے کے بارے میں ان کا ایک واقعہ سنیے جوان کی ذہانت وفراست کی واضح دلیل ہے۔

حضرت زیدؓ بن ارقم کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ یمن سے ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ یمن کے رہنے والے تین آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مقدمہ لے کر آئے۔ان کا جھگڑا ایک لڑکے کے بارے میں تھا اس لئے کہ تینوں نے ایک ہی طہر میں ایک عورت کی ساتھ ہم بستری کی تھی حضرت علیؓ نے ان میں سے دو سے کہا کہ یہ لڑکا اس تیسرے آدمی کو مبارک ہو اس پر وہ دونوں بھڑک اٹھے پھر جب آپ نے دوسرے دو آدمیوں سے کہا کہ لڑکا تیسرے آدمی کو مبارک ہو۔وہ دونوں بھی یہ بات سن کر غضبناک ہو گئے۔اسی طرح آپؓ نے تیسری دفعہ بھی کیا جس پر وہ دونوں بھی غصہ میں آ گئے۔اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم جھگڑالو قسم کے حصہ دار ہو۔اب میں تمہارے درمیان قرعہ اندازی کروں گا۔جس کے نام کا قرعہ نکلے گا،لڑکا اسے دیا جائے گا اور اس کے ذمے اس کے باقی دو حصہ داروں کے لئے دو تہائی دیت کے برابر رقم کی ادائیگی ہوگی۔چنانچہ حضرت علیؓ نے اس کے درمیان قرعہ اندازی کی اور جس کے نام قرعہ نکلا لڑکا اس کے حوالے کر دیا۔یہ واقعہ سن کر نبی اکرم ﷺ اس طرح ہنسے کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

ابوداؤد[1] اور ابن ماجہ[2] نے بھی یہ روایت نقل کی ہے البتہ بعض اہل علم نے اس روایت کو اس بنا پر ضعیف قرار دیا ہے کہ یہ مرسل ہے لیکن ابن حزم پورے یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔صحیح بخاری[3] اور صحیح مسلم[4] میں حضرت

۱۔ سنن ابوداؤد (۲: ۲۸) کتاب الطلاق

۲۔ سنن ابن ماجہ کتاب الاحکام، باب بالقضاء بالقرعة

۳۔ صحیح البخاری، کتاب الفرائض،"باب اذا ادعت المراۃ ابنا"

۴۔ صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث بیان کی گئی ہے جس سے فیصلے صادر کرنے کے سلسلے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی فراست وذہانت کا پتہ چلتا ہے۔

كَانَتْ اِمْرَأتَانِ مَعَهُمَا اِبْنَاهُمَا. جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْداهُمَا فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وقَالَتْ اُخْرىٰ ، اِنَّما ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَا اِلَى داؤد عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَضٰى بِهِ لِلْكُبْرىٰ، فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بن داؤد عليهما السلامُ فَاَخْبَرَتَاهُ، فَقَالَ اِيْتُونِى بِالسِّكِيْنِ اَشُقُّه بَيْنَهُمَا، فقالتِ الصُّغرىٰ لاَ تَفْعَل يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هوَ ابْنُهَا، فَقَضٰى بِهِ لِلصُّغرىٰ.

دوعورتیں تھیں جن کے دو بیٹے تھے بھیڑیا آیا اور وہ ان میں سے ایک کے لڑکے کو اٹھا کر لے گیا۔اس عورت نے دوسری سے کہا کہ بھیڑیا تو تیرے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا ہے۔ان پر ان دونوں کا جھگڑا ہو گیا۔وہ مقدمہ داؤدؑ کی خدمت میں لے گئیں۔سیدنا داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا۔وہاں سے نکل کر دونوں حضرت سلیمان کے پاس گئیں اور ان کو سارا قصہ سنایا۔حضرت سلیمانؑ نے فرمایا۔چھری لاؤ، میں اس بچے کو دو ٹکڑے کر کے تم دونوں میں برابر تقسیم کیے دیتا ہوں۔یہ سن کر چھوٹی پکار اٹھی کہ اللہ آپ پر رحم کرے، ایسا ہرگز نہ کیجئے۔یہ لڑکا اس کا ہے (اسی کو دے دیجئے) تب حضرت سلیمانؑ نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ سنا دیا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اپنے والد حضرت داؤدؑ کے فیصلے کے خلاف فیصلہ دینا کیسے جائز ہوا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ایک بہترین تدبیر کے ذریعے صحیح صورت حال کا انکشاف کیا۔آپ نے ان دونوں کی بات سن کر چھری لانے کے لئے اس لئے نہیں کہا تھا کہ آپ واقعی بچے کے ٹکڑے کرنا چاہتے تھے بلکہ یہ سارا کچھ محض اس لئے کیا گیا تھا کہ صحیح صورت حال معلوم ہو جائے۔جب چھوٹی عورت اپنی ممتا کی وجہ سے اس خیال ہی سے سخت پریشان ہو گئی کہ بچے کہ دو ٹکڑے کر دیے جائیں گے اور اس نے اپنے حق سے دستبرداری کا اعلان یہ کہہ کر کر دیا کہ بچہ اس بڑی عورت ہی کا ہے، اسی کو دے دیا جائے، تو حضرت سلیمانؑ کا مقصد پورا ہو گیا۔آپ سمجھ گئے کہ وہ عورت محض اس بچے کی جان بچانے کے لئے یہ بات کہہ رہی ہے جبکہ بڑی کے یہ جذبات نہیں تھے اس لئے آپ نے صحیح فیصلہ صادر فرما کر بچہ اس کی حقیقی ماں کو دے دیا۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

اس واقعہ سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ کسی مقدمے میں حق ایک ہی فریق کے ساتھ ہوتا ہے۔ اب اگر قاضی سمجھ دار اور عبقری نہ ہو تو فیصلے میں حق وانصاف تک پہنچنا اس کے لئے بہت دشوار ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فریقین اپنے اپنے حق میں بعض اوقات دلائل اس انداز میں دیتے ہیں کہ صحیح اور غلط میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ شیخین [1] نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی جو روایت نقل کی ہے اس میں نبی ﷺ کا اشارہ اسی بات کی طرف ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

اَنَّما انا بَشرٌ مِثْلُکُمْ واَنَّکُمْ تختصِمُوْنَ الَیَّ ولعلَّ بَعْضَکُمْ انْ یَکُوْنَ الْحنَ مِنْ بَعْضٍ ، فَمَنْ قَضَیْتُ لَهُ بِشَیْءٍ مِنْ حقِ اَخِیْهِ، فلا یاَخُذْ مِنْهُ شَیْئاً فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ .

میں تمہاری طرح انسان ہوں۔ تم میرے پاس اپنے مقدمات لاتے ہو۔ ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے مدمقابل کی نسبت زبان پر زیادہ قدرت رکھتا ہو۔ پس اگر ایسی صورت ہو اور میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں، حالانکہ حقیقت میں وہ اس کے بھائی کا حق ہو، تو وہ اس میں سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ لے کیونکہ یہ تو اس کے لئے آگ کا ٹکڑا ہے۔

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ قاضی کا فیصلہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کر سکتا، لیکن اس کا فیصلہ بہر حال نافذ ہوگا، چاہے وہ حق کے مطابق ہو یا اس کے خلاف۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فیصلہ شہادتوں اور دلائل کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اب اگر حاکم یا قاضی میں اتنی معاملہ فہمی اور فراست نہ ہو کہ وہ معاملات کی تہہ تک پہنچ سکتا ہو تو لوگوں کے حقوق پامال ہوتے رہیں گے، طوائف الملکی کا دور دورہ رہے گا لوگوں میں اضطراب کی لہر دوڑ جائیگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حکومت کا نظام معطل ہو کر رہ جائے گا جیسا کہ عملاً یہی صورتحال ان تمام ممالک میں پیش آتی ہے جہاں وہ لوگ انصاف کی مسند پر لا بٹھائے جاتے ہیں جو اپنے دین، اخلاق اور فہم وفراست کے اعتبار سے اس کے اہل نہیں ہوتے۔

رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کی چند نمونے

پہلا نمونہ:

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح، کتاب ''الدیات'' باب اذا قتل بحجر وبعصا'' میں حضرت انسؓ بن مالک کی روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں ایک لڑکی یا لونڈی چاندی کا زیور پہنے ہوئے گھر سے باہر نکلی تو ایک یہودی نے

[1] صحیح بخاری، کتاب الشہادات، ''باب من اقام البینۃ بعد الیمین'' اس کے علاوہ بعض دوسرے ابواب میں بھی یہ روایت ہے۔ صحیح مسلم: کتاب الاقضیہ۔ ''باب الحکم بالظاہر''

اسے پتھر مارا۔ وہ لڑکی زخمی حالت میں نبی ﷺ کی خدمت میں لائی گئی جبکہ ابھی اس میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فلانٌ قَتلَکِ؟ فرفعتْ رَاسَهَا . فاعادَ علیْهَا قالَ یا فُلانٌ قتلکِ ؟ فرفعتْ رَاسَهَا فقالَ لهَا فِی الثَّالِثَةِ فلانٌ قتلکِ ؟ فدعَا بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَتَلَهُ بَیْنَ الْحَجَرَیْنِ.

فلاں شخص نے تجھے قتل کیا ہے؟ اس لڑکی نے اپنا سر اٹھایا حضور ﷺ نے اس سے دوبارہ وہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے فرمایا تجھے فلاں شخص نے قتل کیا ہے؟ اس نے پھر اپنا سر اٹھایا۔ تیسری بار آپ ﷺ نے پھر پوچھا کہ فلاں شخص نے تجھے قتل کیا ہے؟ تو اس نے اپنا سر اثبات میں نیچے کر دیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی کو بلوایا اور دو پتھروں کے درمیان رکھ کر اسے قتل کرا دیا۔

صحیح مسلم، کتاب انقسامة، باب "ثبوت القصاص فی القتل بالحجر وغیرہ من المحدد ذات والسقلات وقتل الرجل بالمراۃ" میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیاں، چنانچہ اسے رجم کیا گیا، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ قاتل کی اسی طرح قتل کیا جائے گا جس طرح اس نے قتل کیا ہوگا۔ مثلاً پتھر یا لاٹھی کے ذریعے یا گلا گھونٹ کر یا اسی طرح کسی دوسرے ایسے طریقے سے جس سے اس نے قتل کیا ہو۔

جمہور فقہاء کا مسلک یہی ہے، البتہ اہل کوفہ ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قصاص صرف تیز دھار آلے کے ذریعے ہی لیا جائے گا۔ ان کے اس مسلک کی بنیاد حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، لاقود الا بالسیف (ابن ماجہ کتاب الدیات) (قصاص صرف تلوار کے ذریعے ہی لیا جائے گا) امام کاسانی جو کبار علماء احناف میں سے ہیں، انہوں نے یہ مسلک اپنی کتاب البدائع والصنائع (۲:۸۹) میں نقل کی ہے۔ اس روایت کی سند میں جابر الجعفی راوی ہے جو معروف کذاب ہے۔ البزار بیہقی، طبرانی، طحاوی اور دارقطنی نے بھی یہ روایت مختلف لفظوں میں بیان کی ہے لیکن سب کی سندیں کمزور ہیں۔ ابن ماجہ نے "سنن" میں اسی طرح کی حدیث ابی بکرہ سے روایت کی ہے۔ اس روایت کی سند میں مبارک بن فضالہ راوی ہے جو مدلس ہے۔ اس نے حضرت حسن بصریؒ سے "عن الحسن" کے اسلوب میں روایت بیان کی ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس بارے میں دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت بھی نقل کی ہے لیکن اس میں سلیمان بن ارقم راوی ہے جو متروک ہے۔ دارقطنی نے حضرت علی

رضی اللہ عنہ کی روایت بھی نقل کی ہے جس میں لیل بن ہلال نامی روادی کذاب ہے۔ طبرانی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل ہے۔ اس کی سند نہایت ہی ضعیف ہے شیخ عبدالحق کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سب سندیں ضعیف ہیں۔ امام ابن جوزی کے رائے بھی یہی ہے۔ بیہقی کہتے ہیں کہ اس کی کوئی سند پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ دیکھئے "التلخیص الحبیر" (۱۹:۴)

دوسری مثال:

مؤطا، کتاب "العقول" باب "عقل الجنین" میں امام مالک حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ قبیلہ ہذیل کا ایک عورت نے دوسرے عورت کو پتھر مارا جس سے اس کا حمل گر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت کے طور پر ایک لونڈی یا غلام دینے کا فیصلہ فرمایا۔ صحیح بخاری، کتاب "الفرائض" باب "میراث المراۃ والزوج مع الولد" میں امام بخاری نے اس کے ساتھ اس بات کا بھی اضافہ کیا ہے کہ جس عورت پر آپ نے دیت عائد کی تھی وہ مرگئی تو حضور ﷺ فیصلہ فرمایا کہ اس کی وراثت تو اس کے خاوند اور اس کی اولاد کو ملے گی لیکن اس کی طرف سے دیت اس کے عصبہ (دھدیالی قریبی رشتہ دار) ادا کریں گے۔ صحیح مسلم، کتاب القسامۃ باب "دیۃ الجنین" میں امام مسلم نے اضافہ بھی کیا ہے کہ اس بارے میں حمل بن نابغہ الہذلی نے کہا کہ میں اس کی دیت کیسے ادا کروں جس نے کھایا پیا نہ چیخا چلایا اور نہ ہی بات کی۔ اس کا خون تو رائیگاں جائے گا۔ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ "یہ تو کاہنوں کی طرح تک بندی کر رہا ہے"۔ ہذیل بن مدرکہ کی طرف منسوب قبیلہ ہے مکہ معظمہ کے قریب وادیٔ نخلہ میں اس قبیلے کا اکثریت ہے۔

بعض روایت میں امام ابو داؤد نے ان دونوں عورتوں کے نام بھی نقل کیے ہیں۔ ایک کا نام ملیکہ تھا اور دوسری کا نام عظیف۔ طبرانی کہتے ہیں کہ جسے پتھر لگا وہ ملیکہ تھی۔

نبی ﷺ نے جو لونڈی یا غلام دیت میں دینے کا فیصلہ فرمایا، اس دور میں اس کی قیمت پچاس دینار یا چھ سو درہم تھی۔ امام مالک کا یہی قول ہے۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ اس کی اصل قیمت تو پانچ سو دینار تھی، لیکن نبی ﷺ نے بیسواں حصہ قیمت حصہ قیمت ادا کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ ہوسکتا ہے کہ رحم میں جو بچہ تھا وہ مرد ہو۔ اسی لئے علماء کی رائے یہ ہے کہ اگر حمل زندہ گرے پھر کچھ دیر بعد وہ اس ضرب کی وجہ سے مرجائے جس سے وہ گرا تھا تو مکمل دیت عائد کی جائے گی کیونکہ وہ ہر لحاظ سے ایک "جان" بن چکا تھا۔ امام مالک کی یہی رائے ہے اور اس کا مؤطا میں انہوں ذکر فرمایا ہے۔

تیسری مثال:

مؤطا میں امام مالک نے حضرت ابو ہریرہؓ اور خالد الجہنی کی روایت نقل کی ہے کہ دو آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں ایک مقدمہ لائے۔ان میں سے ایک نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیے دوسرا آدمی زیادہ سمجھ دار تھا۔اس نے کہا ''ہاں یا رسول اللہ! آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائے اور مجھے صورت حال پیش کرنے کی اجازت عطا فرمائیے'' آپ ﷺ نے فرمایا ''بات کرو''

اس شخص نے کہا کہ ''میرا بیٹا اس آدمی کے ہاں مزدوری کرتا تھا اور اس نے اس کی بیوی سے بدکاری کی اس نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو رجم کیا جائے گا، تو میں نے اس کو فدیہ کے طور پر ایک لونڈی اور سو بکریاں دے دیں یا پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں بتایا کہ میرا بیٹے کو تو سو درے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے اسے جلاوطن کیا جائے گا البتہ اس کی بیوی کو رجم کیا جائے گا''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

والَّذی نفسی بِیَدِہِ لَاقْضِیَنَّ بَیْنَکُما بِکِتَابِ اللّٰہِ جَلَّ ذِکْرُہُ، المائۃ شَاۃِ وَالْخَادِمُ رُدٌّ وَعلٰی اِبْنِکَ جَلْدُ مائۃ وَتَضْرِیْبُ عَامٍ

اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے۔میں تم دونوں کے درمیان اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کروں گا۔تیری لونڈی اور تیری بکریاں تو واپس تجھے دے دی جائیں گی البتہ تیرے بیٹے کو سو کوڑوں اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا دی جائے گی۔

پھر آپ ﷺ نے اس کے بیٹے کو سو درے لگوئے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا، ساتھ ہی آپ ﷺ نے انیس اسلمی کو حکم دیا کہ دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جا کر اس سے پوچھے۔اگر وہ اعتراف جرم کر لے تو اسے رجم کر دے، چنانچہ انیس اسلمی نے جا کر پوچھا تو اس نے زنا کا اعتراف کر لیا اور اسے رجم کر دیا گیا۔

امام بخاری نے صحیح، کتاب ''الحدود'' باب ''الاعتراف بالزنا'' اور کتاب الاحکام، باب ''ہل یجوز لحاکم ان یبعث رجلا وحدہ للنظر فی الامور'' میں متعدد سندوں کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔امام مسلم نے صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنا'' یہ روایت بیان کی ہے۔اسی طرح ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی اور ترمذی نے بھی اپنی اپنی ''سنن'' میں یہ حدیث

روایت کی ہے۔

لڑکے کو سو کوڑے مارنے اور ایک سال کے لئے جلا وطن کرنے کی سزا اس لئے دی گئی تھی کہ وہ غیر شادی شدہ تھا۔ یہ سزا اسے اس بنیاد پر دی گئی کہ اس نے جرم زنا کا اعتراف کیا تھا، اور نہ صرف باپ کا اعتراف حد قائم کرنے کے لئے کافی نہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ ''**لاقضین بینکما بکتاب الله**'' اس میں کتاب اللہ مراد قرآن مجید نہیں، کیونکہ قرآن میں نہ تو رجم کا حکم ہے اور نہ ہی جلا وطنی کا۔ اس سے مراد ہے اللہ کا وہ فیصلہ جس کا اعلان اس نے اپنے نبی کی زبان سے کرایا کیونکہ نبی ﷺ اپنی خواہش نفس کے تحت تو کوئی بات نہیں فرماتے تھے۔ (**وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ . إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ**) (النجم:۳،۴)

بعض علماء کہتے ہیں کہ کتاب اللہ سے رسول اللہ ﷺ کا اشارہ قرآن مجید کا اس آیت کی طرف تھا جس کی تلاوت تو منسوخ ہو چکی ہے، لیکن اس کا حکم باقی ہے۔ وہ آیت یہ ہے۔ **الشیخ و الشیخة اِذَا زَنَیَا فَارْجِمُوهُمَا**'' لیکن یہ رائے نہایت ہی کمزور ہے کیونکہ اگر یہ بات مان بھی لی جائے تو بھی اس میں جلا وطنی کا حکم تو موجود نہیں جبکہ نبی ﷺ نے اس لڑکے کو ایک سال کے لئے جلا وطنی کی سزا بھی دی۔ جمہور شارحین حدیث کے نزدیک پہلی تاویل ہی صحیح ہے۔

(انیسؓ مشہور صحابی انیس بن ضحاک اسلمی ہیں۔ جن لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ یہ انسؓ بن مالک تھے وہ غلطی پر ہیں کیونکہ اس وقت حضرت انسؓ کی عمر اتنی چھوٹی تھی کہ حد قائم کرنے کے لئے انہیں حکم نہیں دیا جا سکتا تھا)۔

چوتھی مثال:

مصنف عبدالرزاق میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایات ہے کہ ایک عورت کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی اور ساتھ ہی وہ اس بچہ بھی چھین لینا چاہتا تھا۔ اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ یہ بچہ میرے پیٹ میں رہا، میری چھاتیوں سے اس نے دودھ پیا اور میری گود اس کے لئے آرام کا گہوارہ بنی رہی اور اب یہ شخص اسے مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا **اَنْتِ اَحَقُّ بِهِ مَالَمْ تَتَزَوَّجِيْ** (جب تک تو دوسری شادی نہ کرے، تو اس کی زیادہ حق دار ہے)۔

اس کی سند میں مثنی بن صباح روای ضعیف اور امام نسائی کے نزدیک متروک ہے، لیکن مثنی والی اس سند کے علاوہ دو اور صحیح سندوں کے ساتھ بھی یہ روایت نقل کی گئی ہے، چنانچہ سند امام احمد میں ابن جریج سے اور ابو داؤد اور حاکم کے ہاں امام

اوزاعی سے بھی یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ وہ دونوں (ابن جریج اور اوزاعی) عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن رسول اللہ ﷺ کی سند کے ساتھ یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔ حاکم کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ حافظ ذہبی نے بھی حاکم کی اس رائے سے اتفاق کیا ہے۔ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند کے ساتھ روایت کو حجت ماننے کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف تو پایا جاتا ہے لیکن یا اس کے باوجود اس حدیث کے بارے میں لوگ عمرو بن شعیب ہی کی سند قبول کرنے اور دوسری شادی کے بعد عورت کے حق حضانت (بچے کی پرورش اور تربیت) کے ساقط ہو جانے پر اسے حجت ماننے پر مجبور ہیں۔ ائمہ اربعہ کا مسلک یہی ہے جسے حافظ ابن القیم نے ''زادالمعاد'' میں بیان کیا ہے۔

اسی طرح حضرت عمرؓ نے اپنی ایک بیوی کو طلاق دی تو اس کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فیصلہ دیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ (بچے کی ماں) اپنے بچے کیلئے باپ سے زیادہ شفیق، مہربان اور رحم دل ہے اور جب تک وہ دوسری شادی نہ کرے (پرورش اور تربیت کی خاطر) اس کا بچے پر حق مقدم ہے۔ یہ روایت عبدالرزاق نے ثوری سے، انہوں نے عاصم سے اور انہوں نے عکرمہ سے بیان کی ہے۔ اصحاب سنن (ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی کے ہاں ایک روایت اس طرح بھی کی ہے کہ اس عورت نے کہا کہ میرا یہ خاوند (جس نے طلاق دی تھی) میرے لڑکے کو مجھ سے لے جانا چاہتا ہے، حالانکہ وہ مجھے ابوعنبہ کے کنوئیں سے پانی لاکر دیتا اور فائدہ پہنچاتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

یا غلامُ هذا ابُوْکَ وهٰذہ اُمُّکَ فخُذْ بید ایّهما شِئْتَ.

لڑکے یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں، تو ان میں سے جس کا ہاتھ چاہے پکڑ لے، تو لڑکے نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اسے لے کر چلی گئی۔

اس روایت کی سند صحیح ہے۔ بظاہر ان دونوں روایتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ دونوں دو الگ الگ مقدمات سے متعلق ہیں۔

پانچویں مثال:

صحیح بخاری، کتاب ''المغازی''، باب ''عمرۃ القضاء'' میں امام بخاری سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی ﷺ نے گزشتہ سال (عام الحدیبیہ) کا قضا شدہ عمرہ ادا کیا اور جتنی مدت قیام مکہ کے لیے طے کی تھی وہ گزر گئی تو اہل مکہ نے حضرت علیؓ سے جا کر کہا کہ اپنے ساتھی سے کہو کہ وہ مکہ سے نکل جائے۔ نبی ﷺ وہاں سے نکلے تو حضرت حمزہؓ کی بچی ''چچا چچا''

پکارتے ہوئے پیچھے دوڑی۔ حضرت علیؓ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ یہ لو اپنے چچا کی بیٹی۔ اس پر حضرت علیؓ اور ان کے بھائی حضرت جعفرؓ اور حضرت زیدؓ بن حارثہ میں نزاع پیدا ہو گیا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی بھی ہے۔ حضرت زیدؓ نے کہا کہ یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا فیصلہ اس کی خالہ کے حق میں کیا اور فرمایا اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الاُمِّ'' کہ خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔ آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: اَنْتَ مِنِّی وَاَنَا مِنْکَ (تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں) حضرت جعفرؓ سے فرمایا ''اَشْبَهْتَ خَلْقِی وَخُلُقِی'' (تو صورت اور سیرت میں مجھ سے مشابہت رکھتا ہے) اور حضرت زیدؓ سے فرمایا ''اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا'' (تو ہمارا بھائی اور ساتھی ہے)

حضرت حمزہؓ کی بیٹی کا نام عمارہ یا امامہ تھا اور اس کی کنیت ام الفضل تھی۔

''خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے'' اس ارشاد کا مطلب ہے حق حضانت (تربیت و پرورش) میں نہ کہ حق وارثت ''اَنْتَ مِنِی وَاَنَا مِنْکَ'' کا مفہوم ہے کہ خاندانی رشتہ کے لحاظ سے، داماد ہونے کے اعتبار سے، اسلام میں مسابقت کے پہلو سے اور نبی ﷺ کے ساتھ محبت کے نقطہ نظر سے۔ اس سے مراد صرف چچا زاد بھائی ہونا نہیں کیونکہ اس لحاظ سے تو حضرت جعفرؓ کا بھی یہی تعلق بنتا تھا۔ یہ وضاحت حافظ ابن حجر نے کی ہے۔

یہ نبی ﷺ کے فیصلوں کے چند نمونے ہیں لیکن علماء نے نبی ﷺ کی حیات طیبہ سے متعلق باقی ہر چیز کو جمع کرنے، مرتب کرنے اور ان میں سے ایک ایک کی چھان پھٹک کرنے کا جس طرح اہتمام کیا ہے اس طرح کا کوئی اہتمام ان فیصلوں کو بھی مستقل تصانیف کی شکل میں جمع و مرتب کرنے کا دو جلیل القدر علماء شیخ ظہیر الدین المرغینانی حنفی (وفات ۵۰۱ھ) کے سوا کسی اور نے نہیں کیا، اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ امام ابن الطلاع کی کتاب کو بقا حاصل ہو تو اس نے مجھے اس کی تحقیق اس کی احادیث اور اس کے آثار کی تخریج اور اس کے اہم مقامات پر حاشیے لکھنے اور نبی ﷺ کے جو فیصلے مصنف کے قلم سے چھوٹ گئے تھے انہیں اس کتاب میں شامل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس طرح یہ ایک ضخیم کتاب بن گئی۔ اس پر ہم اللہ رب العالمین کا شکر ادا کرتے اور اس کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں۔

سنت میں مذکور آداب قضاء

صحاح اور سنن کی کتابوں میں علماء نے قاضی کے ان آداب اور اوصاف کا ذکر کیا ہے جنہیں فیصلے کرتے وقت ملحوظ رکھنا از بس ضروری ہے۔ ہم ان میں سے چند ایک کا یہاں ذکر کرتے ہیں۔ ان کا استنباط سنت کی کتابوں میں سے کیا گیا ہے۔

۱۔ غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرنا:

امام مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوبکرؓ کی یہ روایت بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا'' لَا يَحْكُمْ اَحَدُكُمْ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانِ '' (تم میں سے کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان ایسی حالت میں فیصلہ نہ کرے جب وہ غصے کی حالت میں ہو)

اس کی وجہ، جیسا کہ ماہرین نفسیات کہتے ہیں یہ ہے کہ غصہ خون کے کھولنے سے پیدا ہوتا ہے اور اس حالت میں آدمی کی آنکھوں پر جذبات کا اس طرح پردہ پڑ چکا ہوتا ہے کہ وہ حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتا، جبکہ اللہ کی شریعت تو قائم ہی حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرنے پر ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمادیا کہ قاضی اس وقت تک فیصلہ نہ کرے جب تک اس کو اپنے اوپر ضبط حاصل نہ ہو تاکہ کہیں غصہ کی حالت میں وہ حق کے خلاف فیصلہ نہ دے دے۔

۲۔ فریقین کی بات سنے بغیر فیصلہ نہ کرنا:

ابوداوٗد اور ترمذی نے ''سنن'' میں اور حاکم نے ''مستدرک'' میں حضرت علیؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا تقاضٰى اِلَيْكَ رَجُلانِ فَلا تَقْضِ للاَوَّلِ حَتَّى تِسْمَعَ كَلامَ الاٰخَرَ فَسَوْفَ تَدرِى كَيْفَ تَقْضِى.

جب دو آدمی تمہارے پاس اپنا مقدمہ لائیں تو دوسرے کی بات سنے بغیر پہلے کے حق میں فیصلہ نہ دے دینا کیونکہ دوسرے کی بات سن کر تمہیں معلوم ہوگا کہ کیا فیصلہ کرنا چاہئے۔

ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں شیخین نے یہ روایت نقل نہیں کی۔

۳۔قاضی کے سامنے فریقین کے بیٹھنے میں مساوات:

محمد بن نعیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو فیصلہ کرتے ہوئے دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ حارث بن حکم آئے اور اس گدے پر بیٹھ گئے جس کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔حضرت ابو ہریرہؓ سمجھے کہ وہ مقدمے کے علاوہ کسی اور کام کے لئے آئے ہیں اتنے میں ایک دوسرا آدمی آ کر حضرت ابو ہریرہؓ کے سامنے بیٹھ گیا ۔حضرت ابو ہریرہؓ نے اس سے پوچھا کہ کیسے آئے ہو؟ اس نے کہا ''حارث نے مجھ سے زیادتی کی ہے'' حضرت ابو ہریرہؓ نے حارث سے کہا کہ اٹھو اور اپنے فریق مخالف کے ساتھ بیٹھو کیونکہ یہ ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے۔وکیع نے ''اخبار القضاۃ میں اور حارث بن الواسامہ نے اپنی مسند میں یہ روایت نقل کی ہے۔

دونوں کو ایک ساتھ بٹھانا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اگر اس سلسلے میں ایک فریق کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جائے گا تو اس کی عزت افزائی ہوگی اور دوسروں پر زیادتی کرنے کے لئے اس کا حوصلہ بڑھے گا۔

۴۔نظر اور اشارہ میں فریقین میں مساوات:

بیہقی اور دارقطنی نے اپنی ''سنن'' میں امام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنِ ابْتُلِیَ بِالْقَضَاءِ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَلْیَعْدِلَ بَیْنَهُمْ فِی لِحَظِهِ وَاِشَارَتِهِ وَمَقْعَدِهِ وَمَجْلِسِهِ.

جسے مسلمانوں کا قاضی بننے کی آزمائش میں ڈالا گیا ہوا سے چاہیے کہ وہ اپنے اشاروں، کنایوں اور نشست میں ان کے درمیان انصاف کرے۔

یہ اس لئے کہ فریقین میں کسی ایک کو اس بات کا شبہ تک نہیں گزرنا چاہیے کہ قاضی دوسرے فریق کی طرف مائل ہے کہ کہیں اس وجہ سے وہ اپنے حق کے مطالبے میں کمزوری نہ محسوس کرے۔

۵۔کسی ایک فریق کو زیادہ بلند آواز سے نہ پکارنا:

بیہقی اور دارقطنی نے اپنی ''سنن'' میں حضرت ام سلمہؓ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنِ ابْتُلِیَ بِالْقَضَاءِ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَا یَرْفَعُ صَوْتَهُ عَلَی اَحَدِ الْخَصْمَیْنِ مَالَمْ یَرْفَعْ عَلَی الْاٰخِرِ

جسے مسلمانوں کا قاضی بننے کے امتحان میں ڈالا گیا ہو وہ فریقین میں سے کسی ایک پر دوسرے کی نسبت آواز زیادہ بلند نہ کرے۔یہ پہلی حدیث کا حصہ ہے۔

۶۔ایک فریق کومہمان بنانے کی ممانعت:

اسماعیل بن مسلم نے حسن سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت علیؓ جب کوفہ میں تھے اس زمانے میں ایک آدمی ان کے ہاں مہمان بن کر آیا، پھراس نے ایک مقدمہ آپ کے سامنے پیش کیا۔حضرت علیؓ نے اس سے کہا کہ اب تم فریق مقدمہ ہو اس لئے میرے گھر سے کسی دوسری جگہ منتقل ہو جاء کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فریقین میں سے ایک فریق کومہمان بنانے سے منع فرمایا ہے جب تک کہ ہم دوسرے فریق کو بھی مہمان نہ بنائیں۔یہ حکم فریقین میں مکمل مساوات ملحوظ رکھنے کے لئے ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے طبرانی نے اسے متصل سند کے ساتھ بیان کیا ہے، لیکن اس سند میں ہیثم بن غصن یا قاسم بن غصن راوی ہے جو مجہول ہے۔

۷۔فریقین جب تک اطمینان سے بیٹھ نہ جائیں اس وقت تک مقدمہ سماعت نہ کرنا:

ابو داؤود اور بیہقی نے اپنی ''سنن'' میں اور حاکم نے ''مستدرک'' میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ فریقین (سماعت شروع ہونے سے پہلے) قاضی کے سامنے بیٹھ جائیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ صحیح بخاری اور مسلم میں شیخین نے یہ روایت نقل نہیں کی اور حافظ ذہبی نے ان کی اس رائے سے اتفاق کیا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ صحیح بخاری اور مسلم میں شیخین نے یہ روایت نقل نہیں کی اور حافظ ذہبی نے ان کی اس رائے سے اتفاق کیا ہے۔

۸۔معزز اور غیر معزز اور آزاد اور غلام کے درمیان مساوات:

امام بخاری اور مسلم نے صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَّمَا النَّاسُ كَا لِإبِلِ المِائَةِ لاَ تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً (صحیح البخاری۔کتاب الرقاق)

لوگوں کی مثال ان سو اونٹوں کی سی ہے جن میں شاید تمہیں سواری کے قابل ایک بھی نہ ملے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام میں لوگ برابر ہیں۔ یہاں حسب ونسب کی بنیاد پر کوئی معزز اور غیر معزز اور کوئی ادنی اور کوئی اعلی نہیں ہے۔ جیسے کہ سو اونٹوں میں کوئی بھی سواری کے قابل نہ ہو اور اس لحاظ سے وہ سب برابر ہوں۔اس لئے

قاضی کا فرض ہے کہ وہ فیصلوں میں معزز اور غیر معزز، غلام اور آزاد بڑے اور چھوٹے اور مالدار اور مفلس میں کوئی فرق روا نہ رکھے۔اس طرح انسانی معاشرے میں مکمل مساوات کی فضا پیدا ہوگی۔

۹۔شدید بھوک اور پیاس کی حالت میں فیصلہ نہ کرنا:

بیہقی اور طبرانی نے حضرت ابوسعیدؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا یَقْضِ الْقَاضِی اِلَّا هُوَ شُبْعَانٌ رَیَّانٌ'' (قاضی صرف ایسی حالت میں فیصلہ کرے جب وہ اچھی طرح سے سیر ہو، یعنی وہ شدید بھوک اور پیاس کی حالت میں فیصلہ نہ کرے)

چنانچہ قاضی شریحؒ کو جب غصہ آجاتا یا شدید بھوک اور پیاس لگ جاتی تو وہ اٹھ کھڑے ہوتے اور اس وقت فیصلے نہ کرتے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بھوک اور پیاس کی شدت آدمی کی سوچ پر اثر انداز ہوتی ہے اور بسا اوقات اس حالت میں وہ صحیح حقیقت تک نہیں پہنچ پاتا۔

اس حدیث کی سند میں قاسم بن عبداللہ بن عمر راوی ہے جو متروک ہے اور بعض کے نزدیک وہ ضعیف ہے۔ یہ وہ بعض آداب ہیں جن کا استنباط ہم نے اللہ کے فضل سے سنت کی کتابوں سے کیا ہے اور قاضی کیلئے ان کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ قاضی

پچھلے صفحات میں ہم واضح کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے سب سے بڑے قاضی تھے اور اس منصب پر آپ کو خود اللہ تعالی نے متعین فرمایا تھا۔ارشاد باری ہے:

فَلاَ وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوا تَسْلِیْماً (النسآء: ۶۵)

تمہارے رب کی قسم یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دل میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں، بلکہ اس کے سامنے سر تسلیم پوری طرح خم کر دیں۔

لیکن جب اسلامی قلمرو میں اضافہ ہو گیا اور وعظ وارشاد، تزکیہ وتربیت، جہاد کی تیاری، وفود کے استقبال، صدقات وخیرات کی تقسیم اور اسی نوعیت کی دوسری سرگرمیوں کے سلسلے میں نبی ﷺ کی مصروفیات بہت بڑھ گئیں تو آپ ﷺ نے مختلف

صحابہ کومختلف علاقوں میں والی، حاکم اور قاضی مقرر کر کے بھیجا جو آپ کے نمائندوں کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔آپ کے یہ نمائند فیصلے کرتے تھے تا کہ اسلامی شریعت کے تحت قائم کردہ انسانی معاشرے میں کسی قوت والے کو اس بات کا حوصلہ نہ ہو سکے کہ وہ کسی کمزور کا حق مار کھائے یا اس پر کوئی زیادتی کر بیٹھے۔

چنانچہ نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں اپنے نمائندے کے طور پر جن لوگوں کو اس مقصد کیلئے قاضی مقرر فرمایا کہ وہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کی مطابق فیصلے کرتے تھے، تا کہ انہیں عملی تربیت ہوا اور بعض مدینہ سے دور دراز علاقوں میں تعینات کئے گئے ،ان کے فیصلے حضور تک پہنچتے ، پھر آپ ﷺ یا تو ان کو صحیح قرار دے کر بحال رکھتے یا ان میں کوئی غلطی ہوتی تو اس کی تصحیح فرمادیتے نبی ﷺ کا یہ انداز رحلت کے وقت تک رہا اور آپ ﷺ اس دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوئے کہ ان صحابہ کے کام سے آپ ﷺ راضی تھے۔

ا۔حضرت علیؓ بن ابی طالب:

یہ علیؓ بن ابی طالب ابن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف قرشی ہاشمی ہیں ۔کنیت ابو الحسن ہے۔سب سے پہلے مسلمان ہونے والے مردوں میں سے تھے۔ نبی ﷺ کے زیر سایہ پرورش اور تربیت پائی۔حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کے شوہر تھے۔حضرت عثمانؓ بن عفان کی شہادت کے بعد خلیفہ بنے۔ساڑھے تین ماہ کم پانچ سال تک خلیفہ رہے۔۴۰ھ میں رمضان المبارک کی سترھویں رات کو شہید ہوئے۔آپ کے فضائل ومناقب ان گنت ہیں وکیع ''اخبار القضاۃ'' میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے:ان علینا اقضی امتی (علی میری امت میں سب سے بہتر فیصلے کرنے والے ہیں) ۔اب منصب قضا پران کی تقرری کا قصہ سنیئے ۔

سنن ابوابوداود کتاب القصاء باب کیف بالقضاء میں ابوداود نیا اور جامع ترمذی کتاب ''الاحکام'' باب ''ماجاء فی القاضی لایقضی بین الخصمین حتی یسمع'' میں امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے نبی ﷺ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ ﷺ مجھے قاضی بنا کر بھیج رہے ہیں حالانکہ میں تو نوعمر ہوں اور مجھے قضاء کا کوئی تجربہ بھی نہیں ۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل تمہارے قلب کی راہنمائی فرمائے گا اور تمہاری زبان سے صحیح فیصلے کرائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ جب فریقین تمہارے سامنے آ کر بیٹھ جائیں تو ایک کی بات سن کر فیصلہ صادر نہ کرنا بلکہ دوسرے فریق کی بات بھی اسی طرح سننا جس طرح پہلے

کی سنی تھی۔اس سے صحیح فیصلے تک پہنچنے میں تمہیں مدد ملے گی۔

اس کے بعد فیصلہ صادر کرنا[1]۔حضرت علی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں مسلسل قاضی رہا اور مجھے کسی فیصلے کے بارے میں تردد نہیں ہوا۔

حضرت علی کی اس روایت پر معتزلہ، جہمیہ اور معطلۃ جیسے گمراہ فرقوں کے بعض کم عقل لوگوں نے اعتراضات کئے ہیں۔ان لوگوں کا وطیرہ یہ ہے کہ وہ شریعت کو اپنی عقل کی میزان میں تولتے ہیں یا پھر جو بات ان کی عقل میں آجائے اسے قبول کر لیتے ہیں اور جو نہ آئے اسے مسترد کردیتے ہیں۔ایسا کرتے وقت یہ بات ان کے ذہن میں نہیں رہتی کہ شریعت کی حکمتیں بعض اوقات تو عقل کی گرفت میں آجاتی ہیں لیکن بعض اوقات ذہن کی رسائی اللہ کی شریعت کی حکمتوں تک نہیں ہوتی۔اس موٹی سی بات کو نہ سمجھنے اور غلط بنیاد پر فیصلے کرنے کی وجہ سے وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی انہوں نے گمراہ کیا۔

اس روایت پر معتزلہ کے اعتراضات:

نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کے حق میں جو دعا فرمائی اس پر معتزلہ اور بعض دوسرے گمراہ گروہوں نے متعدد اعتراض کیے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے حضرت علیؓ کے اس قول پر بھی تنقید کی ہے کہ اس دعا کے بعد مجھے کسی فیصلے کے بارے میں شک یا تردد نہیں ہوا۔وہ کہتے ہیں کہ یہ ایسا دعویٰ ہے جس کی عقل اور نقل دونوں ہی سے تکذیب ہوتی ہے۔

ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے حاکم کہتے ہیں کہ یہ صحیح الاسناد ہے البتہ شیخین نے اس کی روایت نہیں کی۔حافظ ذہبی، حاکم کی اس رائے سے متفق ہیں بیہقی نے ''السنن الکبریٰ'' میں اور ابوداود طیاسی نے اپنی ''مسند'' میں یہ روایت نقل کی ہے اس سب روایتوں میں حنش بن معتمر الکنانی الکوفی راوی ہے جو حضرت علیؓ کا ساتھی تھا منذری نے مختصر ابی داؤد میں لکھا ہے کہ ترمذی نے اسے حسن کے درجہ کا راوی قرار دیا ہے۔حافظ ابن حجر ''التقریب'' میں لکھتے ہیں کہ یہ تھا تو سچا لیکن وہم کا شکار تھا۔ابن حزم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے وہ ''المحلی'' (۱۰-۱۵۹) میں لکھتے ہیں کہ یہ راوی درجہ اعتبار سے گرا ہوا ہے اور اس کی روایت ناقابل قبول ہے۔ امام ابن حزم جرح وتعدیل میں اپنی شدت کے سلسلے میں معروف ہیں اس روایت کی تائید میں دوسرے روایات بھی موجود ہیں، چنانچہ ابن ماجہ، حاکم اور بزار نے بختری عن علی کی سند کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے مگر بختری کی حضرت علیؓ سے نہ ملاقات ہوئی اور نہ اس نے اس نے حدیث کا سماع کیا۔ ابوحاتم وغیرہ کہتے ہیں کہ اس کا نام سعید بن فیروز تھا۔بزار نے ایک اور سند (عن حارثہ بن معزب عن علیؓ) کے ساتھ روایت کی ہے حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے اس روایت کی یہ بہترین سند ہے۔ اس کے بعد حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ ابن حبان نے ایک اور سند کے ساتھ (عن ابن عباس عن علی) بھی یہ روایت بیان کی ہے حاکم نے ایک اور طریقے سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ لوگوں کو شریعت کی تعلیم دینا اور ان کے باہمی اختلافات کے فیصلے کرنا۔دیکھیے (الدرایۃ :۲-۱۶۵) اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ بہت سی سندوں اور شواہد کی بنا پر یہ حدیث ان شاء اللہ صحیح الاسناد ہوگی۔

عقلی نقطہ نظر سے وہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی ﷺ حضرت علیؓ کیلئے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی زبان سے صحیح فیصلے کرائے اور کسی فیصلے میں ان سے غلطی سرزد نہ ہو جبکہ غلطی اور خطا و نسیان تو بشری تقاضوں میں سے ہیں۔

نقل کے پہلو سے وہ کہتے ہیں کہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ نبی ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت علیؓ نے متعدد ایسے فیصلے کیے جن سے صحابہ کرام نے اختلاف کیا اور خود انہوں نے ان سے رجوع کرلیا۔ یہ وہ فیصلے ہیں جنہیں تابعین اور فقہاء نے بھی قبول نہیں کیا مثال کے طور پر ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ ام الولد کے بارے میں ان کے مختلف اقوال ہیں پہلے انہوں نے اس سلسلے میں ایک بات کہی پھر اس سے رجوع کرلیا۔

۲۔ حدود کے بارے میں انہوں نے ایسے فیصلے کئے جو ایک دوسرے سے مختلف تھے۔

۳۔ مرتدین کو جلانے کی سزا دی لیکن جب حضرت ابن عباسؓ کا فتویٰ ان تک پہنچا تو اپنے فیصلے پر نادم ہوئے۔

۴۔ ان کی رائے یہ تھی کہ حاطب کی آزاد کردہ لونڈی کو رجم کیا جائے لیکن جب انہوں نے انہوں نے حضرت عثمانؓ کا یہ قول سنا کہ حد تو اس پر نافذ ہوتی ہے جو اس کا علم رکھتا ہو اور وہ لونڈی عجمی تھی، عربی زبان سے بے خبر ہونے کی وجہ سے اسے حد کا علم نہ تھا تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کی رائے کو قبول کرلیا۔

۵۔ انہوں نے ایک پچاس سالہ آدمی کو اسی کوڑوں کی سزا دی جس سے وہ مر گیا۔ اس پر آپ نے اس کی دیت ادا کی اور فرمایا کہ دیت میں نے اس لئے ادا کی ہے کہ اس کی موت واقع ہونے پر ہم نے باہم مشورے سے یہ فیصلہ کیا ہے آپ کو اپنے مندرجہ ذیل فیصلوں سے رجوع کرنا پڑا۔

(۱) یہ کہ کھانے پینے کی چیزوں میں اللہ کی حرام کردہ چیزیں صرف تین ہیں۔ (۲) یہ کہ چور کا ہاتھ انگلیوں کی جڑوں سے قطع کیا جانا چاہئے۔ (۳) یہ کہ چوری کرنے والے بچوں کی انگلیوں کو رگڑ کر یا کھرچ کر ختم کر دینا چاہیے (۴) یہ کہ بچوں کے معاملات میں بچوں کی شہادت قبول کرلینی چاہیے۔

اعتراضات کا جواب:

ان سب اعتراضات کا جواب عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ (وفات ۲۷۶ھ) نے اپنی کتاب "تاویل مختلف الحدیث" (ص ۱۵۹) میں دیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جب حضرت علیؓ کے دل اور زبان کے برسرِ حق رہنے کی دعا فرمائی تو اس سے آپ کا مقصد یہ نہیں تھا کہ ان سے کبھی کسی حالت میں بھی کوئی سہو یا نسیان یا غلطی نہ ہو کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جو کسی مخلوق میں ہو ہی نہیں سکتی۔ نبی ﷺ کی اس دعا کا مطلب یہ تھا کہ ان کے اکثر فیصلے درست ہوں اور ان کی اکثر باتوں

میں صحت کا پہلو غالب رہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح نبی ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے لئے دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو دین کا فہم اور قرآن کی سمجھ عطا فرمائے لیکن حضرت ابن عباسؓ حضور ﷺ کی اس دعا کے باوجود سارے قرآن پاک کا مکمل علم نہیں رکھتے تھے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ ''حنان''، ''اواہ''، ''غسلین'' اور ''الرقیم'' کا کیا مطلب ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ حضرت علیؓ نے بہت سے ایسے مقدمات کے بالکل درست فیصلے فرمائے جن کو سمجھنے سے حضرت عمرؓ سمیت دوسرے جلیل القدر صحابہ قاصر رہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ علیؓ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔ یہ بھی حضرت عمرؓ ہی کا قول ہے کہ میں ہر اس مشکل سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جیسے حل کرنے کے لئے ابوالحسن (حضرت علیؓ) موجود نہ ہو۔

مختلف صحابہ کرام مثلاً حضرت عمرؓ، ابوہریرہؓ، حسان بن ثابت، امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے لئے نبی ﷺ نے جو دعائیں مانگی ہیں ان کا مفہوم یہی لیا جائے گا کہ وہ اکثر حالات کے لئے ہیں نہ کہ ہر وقت اور ہر حالت کے لئے۔

۲۔ معاذ بن جبل:

یہ معاذؓ بن جبل بن عمرو بن اوس ابوعبدالرحمٰن انصاری خزرجی ہیں۔ حلال اور حرام کے علم مین یہ امامت کے منصب پر فائز ہیں۔

ابوادریس خولانی کہتے ہیں کہ ان کا رنگ سفید، چہرہ روشن، دانت چمکدار اور آنکھیں سرگیں تھیں۔ کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ معاذ حسین وجمیل، فیاض طبع اور اپنی قوم کے بہترین نوجوانوں میں سے تھے۔ واقدی کہتے ہیں کہ یہ سب غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ نے نبی ﷺ سے اور آپ سے حضرت ابن عباس، ابن عمر ابن عدی، ابن ابواونی اشعری، عبدالرحمٰن بن سمرہ، جابر بن انس اور دوسرے کبار تابعین نے احادیث روایت کی ہیں۔ حضرت عمرؓ ان کا اعزاز وتکریم کرتے اور فرماتے کہ عورتیں، معاذ جیسے بیٹے جننے سے قاصر ہیں اور اگر معاذ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔ کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ معاذؓ بن جبل مدینہ منورہ میں نبی ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کی زندگی میں فتوے دیا کرتے تھے۔ ابن سعد نے طبقات میں یہ بات بیان کی ہے۔

سیف نے ''الفتوح'' میں اپنی سند کے ساتھ عبید بن صخر سے روایت بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے جب حضرت معاذ کو یمن بھیجا تو فرمایا:

إِنِّي قَدْ عَرَفْتُ بَلَاءَكَ فِي الدِّينِ وَالَّذِي قَدْ رَكِبَكَ مِنَ الدَّيْنِ وَقَدْ طَيَّبْتُ لَكَ الْهَدِيَّةَ فَإِنْ أُهْدِيَ

اِلَیْکَ شَیءٌ فَاقْبَلْ.

میں دین کے بارے میں تمہاری مشکل کو جانتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم قرض میں دبے ہوئے ہو۔ اس لئے میں تمہارے لیے تحفہ کو حلال وطیب قرار دیتا ہوں اور اگر کوئی شخص تمہیں ہدیہ پیش کرے تو اسے قبول کرلیا کرنا۔

اسی سند کے ساتھ وہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذؓ کو الوداع کہتے ہوئے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سامنے سے، پیچھے سے، دائیں جانب سے اور بائیں طرف سے اور اوپر اور نیچے سے اپنی حفاظت میں رکھے اور تمام جن وانس کی شراتوں سے تمہیں محفوظ فرمائے۔ حافظ ابن حجر نے ''الاصابۃ'' میں یہ روایت نقل کی ہے۔

حضرت معاذؓ کے فضائل ومناقت بے شمار ہیں جن کا ذکر سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔ اب آپ وہ ہدایات ملاحظہ کیجئے جو نبی ﷺ نے انھیں منصب قضا پر فائز کرتے ہوئے ارشاد فرمائیں۔

ابوداؤد نے اپنی ''سنن'' میں کتاب الاقضیۃ باب ''فی اجتہاد الرأی فی القضاء'' میں اور ترمذی نے اپنی ''جامع'' میں کتاب ''الاحکام'' باب ''ما جاء فی القاضی کیف یقضی'' میں حارث بن عمرو بن اخی المغیرۃ بن شعبہ سے اور انھوں نے حضرت معاذؓ بن جبل کے حمص سے تعلق رکھنے والے بعض ساتھیوں سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ معاذؓ جب کوئی مقدمہ پیش ہوا تو تم کیسے فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے کہا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر سنت رسول اور کتاب اللہ دونوں ہی میں نہیں ملا؟ حضرت معاذؓ نے جواب دیا۔ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں اجتہاد کروں گا اور اس میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا:

الحمد لله الذی وفق رسول الله لما یرضی رسول الله [1]

اس اللہ کا شکر ہے جس نے رسول اللہ کے فرستادہ کو اس بات کی توفیق دی جس پر اللہ کا رسول راضی ہے۔

یہ واقعہ س بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت معاذؓ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں یمن میں فیصلے کرتے تھے حضرت معاذؓ بن جبل کی ۱۷ھ میں شام میں طاعون کی بیماری سے وفات ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر چونتیس برس تھی۔

۳۔ العلاء بن الحضرمی:

یہ عبداللہ بن عماد بن اکبر بن ربیعۃ الحضرمی ہیں۔ ان کا باپ مکہ معظمہ میں رہتا تھا۔ وہ ابوسفیان کے والد حرب بن امیہ کا حلیف تھا۔ حضرت عبداللہ کے کئی بھائی تھے۔ ان میں ایک عمرو بن الحضرمی تھا جو مشرکین میں سے پہلا مقتول تھا، اسے عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں نے محرم کے مہینے میں مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ کے مقام پر قتل کیا۔ محرم کے مہینے میں قتل کے اس واقعہ کو قریش نے مشرکین کا بھڑکانے کے لئے خوب استعمال کیا۔ انھوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں نے محرم کے مہینے کی حرمت کو پامال کرتے ہوئے اس میں خون ریزی کی، مال لوٹے اور لوگوں کو قیدی بنا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

يَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (البقرہ: ۲۱۷)

لوگ آپ ﷺ سے حرام مہینوں میں لڑائی کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے کہ ان میں لڑنا بہت برا ہے، مگر خدا کی راہ سے لوگوں کو روکنا اور اللہ سے کفر کرنا اور مسجد حرام کا راستہ خدا پرستوں پر بند کرنا اور حرم کے رہنے والوں کو وہاں سے

۱۔ ترمذی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس سند کے علاوہ کسی اور طریقے سے ہمارے علم میں نہیں اور میرے نزدیک اس کی سند متصل ہے۔

اس حدیث پر علماء نے طویل بحثیں کی ہیں حتی کہ بعض نے تو اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں کیونکہ اس سے شریعت کے ایک اہم اصول یعنی قیاس پر روشنی پڑتی ہے۔ میرے خیال میں اس پر سب سے بہتر بحث حافظ ابن القیم نے ''اعلام الموقعین'' (۱۔۲۰۲) میں کی ہے۔ جہاں وہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس حدیث کے ان راویوں کے ناموں کا ذکر نہیں کیا گیا جو حضرت معاذؓ کے ساتھی تھے لیکن اس سے حدیث کی اہمیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا کیونکہ حارث بن عمرؓ نے یہ حدیث حضرت معاذؓ کے ایک نہیں بلکہ متعدد ساتھیوں سے روایت کی ہے۔ جن کا دین، صداقت، فضیلت اور شہرت میں مقام اتنا معروف ہے کہ ان میں سے کسی پر بھی جھوٹ یا کسی اور برائی کی تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔ ان میں سے کوئی مجروح نہیں۔ اہل علم کو اس کے بارے میں کوئی شک نہیں۔

نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی برا ہے اور فتنہ قتل سے بڑا گناہ ہے۔

اس آیت کے نزول سے مسلمانوں کا وہ غم دور ہوا جس میں وہ قریش کے پراپیگنڈہ کی وجہ سے مبتلا ہو گئے تھے۔ اس کی تفصیل سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں

علاء بن الحضرمی نے اسلام قبول کرلیا، یہ مستجاب الدعا تھے، یہاں تک کہ وہ بعض دعائیہ کلمات پڑھتے ہوئے بلا خوف وخطر سمندر میں داخل ہو گئے صحابہ میں سے سائبؓ بن یزید اور ابو ہریرہؓ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں نبی ﷺ نے انھیں بحرین کا قاضی مقرر کیا اور ان کے لئے ایک طویل خط لکھوایا جس کا ذکر حارث بن اسامہ نے اپنی مسند میں کیا ہے اس کا ابتدائی حصہ یوں ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ محمد بن عبداللہ النبی الامی القرشی الہاشمی جو تمام انسانوں کے لئے اللہ کے رسول اور نبی ہیں کی طرف سے علاء بن الحضرمی اور ان کے ساتھی مسلمانوں کے لئے لکھا جانے والا ایک عہدنامہ ہے۔ اے مسلمانو! حتی الوسع اللہ کا تقوی اپنے اندر پیدا کرو میں علاء بن حضرمی کو تمہارے ہاں قاضی بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے اسے ہدایت کی ہے کہ وہ خدا سے ڈرتا رہے، تمہارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے، حسن سلوک سے پیش آئے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے کرے۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ جب تک وہ ایسا کرتا رہے اور تمہارے ساتھ انصاف کرے اور رحمت سے پیش آتا رہے تو اس کی بات اچھی طرح سنو، اس کی اطاعت کرو اور بہترین انداز میں اس کے ساتھ تعاون کرو بیشک میرا تم پر اطاعت کا اتنا عظیم حق ہے کہ تم وہ حق ادا نہیں کر سکتے:

یہ اس طویل گرامی نامہ کا ایک حصہ ہے جو نبی ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضرت عثمانؓ نے حضرت معاویہؓ کو املا کرایا۔ اس دوران میں نبی ﷺ ان کے پاس تشریف فرما رہے۔ جب حضور ﷺ یہ مکتوب حضرت علاء بن الحضرمی اور خالد بن ولیدؓ کے حوالے کیا تو اس وقت متعدد صحابہ مثلاً حضرات ابوذر غفاریؓ، حذیفہ بن الیمان العبسی، سعد بن عبادۃؓ الانصاری وغیرہ وہاں موجود تھے۔

نبی ﷺ نے حضرت خالدؓ کو حضرت علاء بن الحضرمی کا نائب مقرر فرمایا کہ اگر کوئی آفت یا ناگہانی حادثہ پیش آجائے تو وہ ان کی جگہ کام کریں گے۔

یہ مکتوب گرامی دنیا و آخرت کے بے شمار فوائد، متعدد شرعی احکام اور حضور ﷺ کی طرف سے کئی ایک ہدایات پر مشتمل ہے یہاں اس مکتوب کا صرف وہ حصہ نقل کیا گیا ہے جس میں حضور ﷺ نے حضرت علاء بن الحضرمی کو حکم دیا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے کریں۔

۴۔ معقل بن یسار:

ان کی کنیت ابوعلی اور بعض لوگوں کے نزدیک ابوعبداللہ المزانی ہے۔ مزنی کی نسبت مزنیہ کی طرف ہے جو عثمان بن عمرو کی والدہ تھی حضرت معقل حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہوئے۔ یہ بیعت رضوان میں شریک تھے بغوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے حکم کے تحت انہوں نے بصرہ میں نہر کھدوائی جس کا نام ''نہر معقل'' ہے۔ اس کی نسبت انہی کے نام کے طرف ہے۔

حضرت معقل نے بصرہ ہی میں اپنا گھر تعمیر کرایا اور وہیں حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

انہوں نے نبی ﷺ، حضرت نعمان بن مقرن، عمران بن حصین، عمرو بن میمون الاودی، ابوعثمان النہدی اور حسن بصری سے احادیث کی روایت کی ہے آپ کی روایت کردہ احادیث ''صحاح'' اور ''سنن'' کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔

حضرت معقل نبی ﷺ کے مقرر کردہ قاضیوں میں سے تھے۔ امام احمد نے ''مسند'' اور حاکم نے ''مستدرک'' میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت معقل فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا ''مجھ میں صحیح فیصلے کرنے کی صلاحیت نہیں پائی جاتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''**اللہ مع القاضی مالم یحف عمدا** '' کہ اللہ تعالی کی تائید اس وقت تک قاضی کے ساتھ ہوتی ہے جب تک وہ دانستہ ظلم وزیادتی نہ کرے (دیکھئے کنز العمال (۶۹۔۵۰)

اس حدیث کے شواہد دوسرے صحابہ کرام کی روایات سے بھی ملتے ہیں، چنانچہ طبرانی میں حضرت زید بن ارقم سے اسی طرح کی روایات مروی ہے جس میں ان لفظوں کا اضافہ ہے کہ ''جب تک قاضی اللہ کے علاوہ کسی اور کی رضا کو مقصود نہ بنا لے اس وقت تک اللہ تعالی اس کی راہنمائی جنت کی طرف کرتا رہتا ہے''۔ (مسند احمد ۵: ۲۶) جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إن اللّٰهَ مع القَاضِي مَا لَمْ يَجُرْ فَاذَا جَاءَ تَخَلَّى عنْهُ ولزِمَهُ الشَّيْطَان(۱)

اللہ کی تائید اس وقت تک قاضی کو حاصل رہتی ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے۔ جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور شیطان اس کے ساتھ چپک جاتا ہے۔

۱۔ جامع ترمذی کتاب الاحکام ''باب ماجاء الامام العادل'' ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ شیخ مبارکپوری ''تحفۃ الاحوذی'' (۴: ۵۶۰) میں لکھتے ہیں کہ حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے ''السنن الکبری'' میں یہ روایت نقل کی ہے۔ المناوی ''شرح الجامع الصغیر'' میں کہتے ہیں کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۵۔عمرو بن العاص القرشی:

ان کی کنیت ابوعبداللہ یا ابومحمد السہمی ہے۔فتح مکہ سے پہلے ۸ ھ میں صفر کے مہینے میں اسلام قبول کیا۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ صلح حدیبیہ اور فتح خیبر کے درمیانی عرصہ میں وہ مسلمان ہوئے۔زبیر بن بکار اور واقدی نے اپنی الگ الگ سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص نے سرزمین حبشہ میں نجاشی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمرو سے کہا تم عقل وفہم کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہو پھر بھی تم نے اسلام قبول کرنے میں اتنی تاخیر کیوں کی؟ حضرت عمرو نے جواب دیا کہ ہم ایسے لوگوں کے ساتھ تھے جن کو ہم پر فوقیت حاصل تھی، یہ وہ لوگ تھے جن کے دل اوہام کی آماجگاہ تھے۔جب نبی علیہ ﷺ مبعوث ہوئے تو ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی۔ہم نے بھی ان کا ساتھ دیا۔جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور معاملات کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں آئی تو ہم نے غور وفکر سے کام لیا، نتیجہ یہ نکلا کہ حق نے ہمارے دماغوں پر اثر کیا اور اسلام کی دعوت ہمارے دلوں میں داخل ہوگئی۔اس بات کا احساس بعد میں قریش کو بھی اس طرح ہوگیا کہ اب میں پہلے کی طرح ان کے ساتھ تعاون میں دلچسپی نہیں لیتا تھا۔چنانچہ انہوں نے ایک نوجوان کو میرے پاس بھیجا جس نے مجھ سے مباحثہ کیا۔میں نے اسے کہا کہ میں تجھے اللہ کی جو تیرا اور تجھ سے پہلے اور بعد کے سب لوگوں کا رب ہے قسم دے کر کہتا ہوں کہ بتاؤ کہ ہم زیادہ صحیح دین پر ہیں یا اہل روم وفارس۔اس نے کہا کہ ہم زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔میں نے پوچھا کہ ہم خوشحال ہیں یا وہ؟ اس نے کہا ''وہ'' میں نے کہا کہ ہماری ان پر فضیلت کسی کام کی اگر یہ ہمیں اس دنیا میں حاصل نہ ہو جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ دنیوی اعتبار سے ہم سے ہر چیز میں آگے ہیں۔سن لو میرا دل اس بات کو قبول کرتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ بات حق ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے تاکہ نیکوکار کو اس کی بھلائیوں اور بدکار کو اس کی برائیوں کا بدلہ دیا جا سکے۔اب باطل کے آگے بڑھتے چلے جانے میں کوئی خیر نہیں۔حافظ ابن حجر نے یہ روایات الاصابہ میں نقل کی ہے۔حضرت عمرؓ بن العاص کبار صحابہ میں سے تھے۔آپکے بے شمار مناقب وفضائل ہیں۔وہ مصر اور قنسرین کے فاتح اور فلسطین کے گورنر تھے۔وہ عرب کے اہل دانش وبینش لوگوں میں ایک تھے۔حضرت معاویہؓ نے جنگ صفین کے بعد اپنی طرف سے انہیں ثالث نامزد کیا جس طرح کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوموسیٰؓ اشعری کو نامزد کیا تھا۔

حضور علیہ ﷺ نے ان کو قاضی مقرر کرتے وقت مندرجہ ذیل حکم لکھوایا تھا۔

امام احمد مسند میں روایت کرتے ہیں کہ ابوالنصر نے فرج سے انہوں نے محمد بن عبدالأعلی سے انہوں نے اپنے باپ سے

اور انہوں نے حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاص سے روایت کیا کہ دو شخص حضور ﷺ کے خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے آپ ﷺ نے فرمایا: عمرو! ان کے درمیان فیصلہ کرو" حضرت عمرو نے عرض کی "حضور ﷺ! آپ یہ کام مجھ سے بہتر طور پر انجام دے سکتے ہیں" آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے کیا فرق پڑتا ہے حضرت عمرو نے عرض کی اگر میں نے ان کے درمیان یہ فیصلہ کر دیا تو اس کا مجھے کیا صلہ ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنْ اَنْتَ قَضَيْتَ بَيْنَهُمَا فَاَصَبْتَ الْقَضَاءَ فَلَكَ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَاِنْ اَنْتَ اجْتَهَدْتَ فَاَخْطَاتَ فَلَكَ حَسَنَةٌ (اگر تم نے ان کے درمیان صحیح فیصلہ کیا تو تمہیں دس نیکیاں ملیں گی اور اگر تمہارا اجتہاد غلط نکلا تو پھر تمہیں ایک نیک ملے گی۔

اس طرح نبی ﷺ نے ان کو فیصلہ صادر کرنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس پیرائے میں ایک ایسے قاضی کی تعریف فرمائی جو عدل وانصاف تک پہنچنے کی پوری پوری کوشش کرے۔قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت سے حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی کی تائید ہوتی ہے مَنْ جَاءَ كُمْ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (سورہ الانعام۔۱۶۰)

جو نیکی کرے گا اس کو دس گنا اجر ملے گا۔

باقی رہا حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی کہ اجتہاد کی صورت میں تمہیں ایک نیکی ملے گی تو یہ نیکی ان کو غلطی کرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ملے گی کہ انہوں حق وانصاف کی جستجو میں کوتاہی سے کام نہیں لیا۔اور یہ نیکی قاضی کو تب ملے گی جب کہ وہ کتاب وسنت کا عالم ہوا اور اختلافی مسائل میں اجتہاد کی صلاحیت رکھتا ہو۔ جہاں تک اس نادان اور جاہل شخص کا تعلق ہے جو مطلوبہ استعداد کے بغیر قاضی کی کرسی پر براجمان ہو جائے تو اس پر نبی ﷺ کی یہ حدیث صادق آتی ہے آپ نے فرمایا:

الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ مِنْهُمْ قَاضٍ يَقْضِيْ وَهُوَ لَايَعْلَمُ فَهُوَ فِي النَّارِ وَاِنْ اَصَابَ.

قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں ان میں سے ایک قاض وہ ہے جو علم کے بغیر فیصلہ کرے۔ایسا قاضی اہل دوزخ میں سے ہے اگر چہ اس کا فیصلہ درست ہی کیوں نہ ہو

صحیح روایت کے مطابق حضرت عمرؓ بن العاص کی وفات ۴۳ ھ میں ہوئی حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

۶۔عقبہ بن عامر:

عقبہ بن عامر الجہنی مشہور صحابی ہیں حضور ﷺ سے بکثرت احادیث انہوں نے روایت کی ہیں یا پھران سے متعدد صحابہ وتابعین مثلاً حضرت ابن عباسؓ ابوامامہؓ جبیرؓ بن نفیر، بجبہؓ بن عبداللہ الجہنی ، ابوادریسؒ خولانی اور کئی دوسرے لوگوں نے احادیث روایات کی ہیں ابوسعید بن یونس لکھتے ہیں:

وہ قرین، فقہ اور خاص طور پر علم وارثت کے جلیل القدر عالم تھے، فصیح و بلیغ شاعر اور کاتب تھے ۔ یہ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے قرآن جمع کیا۔

ایک دفعہ دو شخص جھگڑتے ہوئے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے حضرت عقبہؓ کو حکم دیا کہ ان کے درمیان فیصلہ کریں۔

دارقطنی اپنی سند کے ساتھ عقبہ بن عامر سے نقل کرتے ہیں کہ دو شخص جھگڑتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔آپ نے فرمایا ''عقبہؓ! اٹھواوران کے درمیان فیصلہ کرو۔ اگر تمہارا فیصلہ صحیح ہوا تو دس گنا اجر ملے گا اور اگر تم نے اجتہاد کیا اور اس میں غلطی ہوئی تو تمہیں ایک گنا اجر ملے گا۔

اس حدیث کی سند میں ابوالفرج بن فضالہ راوی ہے جو ضعیف ہے، البتہ حدیث کا معنی ومفہوم صحیح ہے اور کئی دوسری اسناد کے ساتھ یہ روایت حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ سے بھی مروی ہے۔

۷۔حذیفہؓ بن یمان عبسی:

یہ کبار صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔انہوں نے نبی ﷺ سے اوران سے حضرت جابرؓ، جندب، عبداللہؓ بن یزید، ابوالطفیل اور بکثرت تابعین نے بکثرت احادیث روایت کی ہیں حضرت حذیفہؓ رسول کریم ﷺ کے محرم اسرار کے طور پر معروف تھے ۔حضرت عمرؓ ان سے دینا میں رونما ہونے والے فتنوں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ جب حذیفہؓ کسی جنازہ میں شریک ہوتے تو حضرت عمرؓ بھی شرکت کرتے اور اگر وہ کسی جنازے میں شرکت سے اجتناب کرتے تو حضرت عمرؓ بھی شرکت نہ کرتے ۔آپ کے فضائل ومناقب بیشمار ہیں نبی ﷺ نے حضرت حذیفہؓ کو دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے یمامہ بھیجا ابن شعبان لکھتے ہیں کہ وہ دو آدمی سرکنڈے کی ایک جھونپڑی کے بارے میں جھگڑتے ہوئے

حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوء۔امام نسائی کتاب الاسماء والکنی'' میں ذکر کرتے ہیں کہ یمامہ کے رہنے والے دو شخص ایک باغ کے بارے میں جھگڑتے ہوئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے آپ نے حذیفہ بن یمان کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے بھیجا حذیفہ نے اس شخص کے حق میں فیصلہ صادر کیا جو اس رسّی کی قریب تر تھا جس کے ساتھ وہ جھونپڑی باندھی گئی تھی۔پھر وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اپنے فیصلے سے آگاہ کیا آپ نے فرمایا تم نے ٹھیک فیصلہ کیا''۔

دارقطنی نے یہ حدیث دہشم بن قران کی سند کے ساتھ روایت کی ہے لیکن یہ راوی ضعیف ہے۔ابن ماجہ نے یہ نمران بن جاریہ کی سند کے ساتھ روایت کی مگر نمران مجہول راوی ہے۔

۹۔عتابؓ بن اسید:

یہ عتابؓ بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس اموی ہیں۔ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن یا ابومحمد ہے۔والدہ کا نام زینب بنت عمر بن امیہ ہے۔فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے۔بہت نیک طینت اور صاحب فضلیت تھے۔ان کی عمر اس وقت بیس سال سے کچھ ہی زیادہ تھی۔اماوردی لکھتے ہیں'' رسول کریمﷺ فتح مکہ کے بعد عتابؓ بن اسید کو مکہ کا حاکم او رقاضی مقرر کیا عتابؓ کو مخاطب کر کے حضورﷺ نے فرمایا:

يَاعَتَابَ اِنْهَهُمْ عَنْ بَيْعِ مَالَمْ يَقْبِضُوا وَعَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يَضْمَنُوْا

عتاب!لوگوں کو اس مال کی بیع سے منع کرو جوان کے قبضہ میں نہ ہو۔اوراس چیز کا نفع لینے سے روکو جس کے ضمان کی وہ ذمہ داری قبول نہ کریں۔

الخ اززمی امام ابوحنیفہ سے بسند یحیی بن عبداللہ بن موہب التیمی القرشی الکوفی عن عامر الشعبی عن عتابؓ بن اسید نقل کرتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو اس مال کی بیع سے منع کریں جو ان کے قبضہ میں نہ ہو۔نیز ایک ہی سودے میں دو طرح کی شرطیں مقرر کرنے سے روکیں۔(اور وہ یوں کہ اگر نقد ادائیگی کریں تو رقم اتنی ہوگی اور اگر ادھار کریں تو اتنی مزید براں بائع کو ایسی چیز پر نفع لینے سے منع کریں جس کے ضمان کی ذمہ دار وہ قبول نہ کرے۔اس کے ساتھ ساتھ ایسی بیع کو بھی ممنوع قرار دے دیں،جس میں قیمت کی متقبل میں ادائیگی کی شرط پر چیز کو فروخت کر کے قبضہ دے دیا جاتا ہے(مسند ابی حنیفہ ج ۲ص ۷۰٦)حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریمﷺ نے عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم مقرر کیا منافقین کے بارے میں بڑے سخت اور سچے اہل ایمان کیلئے نہایت نرم تھے:حضرت عتاب

فرمایا کرتے تھے ''کسی شخص کے بارے میں مجھے پتہ چل جائے کہ وہ نماز باجماعت میں شرکت نہیں کرتا تو میں اسے قتل کردوں گا۔ کیونکہ نماز باجماعت سے مستقل طور پر غیر حاضر وہی شخص رہتا ہے جو منافق ہو۔

اہل مکہ نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ نے ایک ورشت خو بدو کو مکہ کا حاکم مقرر کر دیا ہے آپ نے فرمایا:

اِنِّی رَاَیْتُ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ اَنَّهُ اَتٰی بَابَ الْجَنَّةِ فَاَخَذَ بِحَلْقَةِ الْبَابِ فَقَعْقَعَهَا حَتّٰی فَتَحَ لَهُ وَدَخَلَ.

میں نے خواب میں دیکھا کہ عتاب ؓ بن اسید جنت کے دروازے پر آیا اور اس نے دروازے کی زنجیر پکڑ کر اسے زور سے ہلایا یہاں تک کہ دروازہ کھل گیا اور عتاب اندر داخل ہو گیا۔

حافظ ابن حجر ''الاصابہ'' میں یہ روایت نقل کی ہے۔

حضرت عتاب ؓ نے اسی روز وفات پائی جس روز حضرت ابو بکر صدیق کا انتقال ہوا۔

۹۔ دحیہ کلبی:

دحیہ ؓ بن خلیفہ بن فردہ قلبیلہ قضاعہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آغاز میں مشرف بہ سلام ہوئے۔ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے جبریل امین جب انسانی شکل میں نازل ہوتے تو ان کی حضرت دحیہ سے بہت مشابہت ہوتی ابن سعد نے مہاجرین وانصار کے دوسرے طبقہ کے ذکر کے دوران میں بیان کیا ہے کہ انہیں یعلی بن لبید، عبید اللہ بن موسیٰ اور فضل بن وکیع نے بتایا کہ ان سے زکریا بن ابوزائدہ نے حضرت عامر الشعبی کے حوالے سے روایت بیان کی کہ نبی ﷺ نے تین آدمیوں کو تین اشخاص کے مشابہ قرار دیا آپ نے فرمایا:

۱۔ دحیہ کلبی جبریل کے مشابہ ہیں۔

۲۔ عورہ بن مسعود ثقفی عیسیٰ بن مریم سے ملتے جلتے ہیں

۳۔ عبدالعزیٰ یعنی الولہب دجال کے مشابہ ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

اَشْبَهُ مَنْ رَاَیْتَ بِجبریلَ دِحیة الکلبی.

جس آدمی کی شکل میں نے جبریل کے بہت مشابہ پایا وہ دحیہ کلبی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جبیرل آپ کے پاس دحیہ کلبی کی شکل میں آیا

کرتے تھے یہ حضرت دحیہ ہیں جوحضور کا مکتوب گرامی پہنچانے قیصر کے ہاں گئے تھے الماوردی لکھتے ہیں:

''دحیہ کلبی کوحضور نے یمن کے ایک علاقے کا قاضی مقرر کیا تھا اور وہ شکل وصورت میں جبریل سے مشابہت رکھتے تھے (۱)

۱۰۔حضرت ابوموسی اشعری

نام عبداللہ بن قیس اور کنیت ابوموسی ہے۔

قبیلہ اشعری سے تعلق رکھتے تھے۔نام اور کنیت دونوں کے ساتھ معروف تھے۔بلکہ کنیت نسبتا زیادہ مشہور ہے۔ان کی والدہ کا نام طیبہ بنت وہب بن علی ہے۔مشرف باسلام ہوئیں اور مدینہ میں وفات پائی ابوموسیؓ رملہ میں سکونت پزیر تھے یہ سعیدؓ بن العاص کے حلیف تھے پھر اسلام لائے اور حبشہ کی جانب ہجرت کی اکثر مورخین کی رائے ہے جب انہوں اسلام قبول کیا تو حبشہ کی جانب ہجرت نہیں کی جب بلکہ وہ اپنے وطن (یمن) چلے گئے یہی وجہ ہے کہ موسی بن عقبہ،ابن اسحاق،واقدی اور دوسرے سیرت نگاروں نے ان کومہاجرین حبشہ میں شامل نہیں کیا۔جب خیبر فتح ہوگیا تو مدینہ تشریف لائے اتفاقا جعفر بن ابی طالب کی کشتی کے ساتھ ہی ان کی کشتی بھی کنارے لگی وکیع ''اخبار القضاۃ'' میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ابوموسیؓ کویمن کا حاکم اور بعض کہتے ہیں قاضی بنا کر بھیجا حافظ ابن حجر الاصابۃ میں لکھتے ہیں:

''نبی ﷺ نے حضرت ابوموسیؓ اشعری کویمن کے کچھ علاقوں مثلا زبید،عون اور اس کے گردنواح کا حاکم بنا کر بھیجا حضرت عمر نے مغیرہ بن شعبہ کے بعد ان کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا،چنانچہ انہوں نے پہلے اہواز اور پھر اصفہان کا علاقہ فتح کیا حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں ان کوکوفہ کا حاکم مقرر کیا۔حضرت علیؓ نے جنگ صفین مین ان کوثالث مقرر کیا تھا''

حضرت ابوموسیؓ نے نبی کریم ﷺ،خلفاء راشدین،حضرت معاذؓ،ابن مسعودؓ،ابی کعبؓ اور عمارؓ سے روایت حدیث کی ہے اور ان سے ان کے بیٹون موسی،ابراہیم،ابو بردہ،ابوبکر اور ان کی اہلیہ ام عبداللہ اور دوسرے لوگوں نے آپ کا انتقال ۴۲ھ میں ہوا جب کہ آپ کی عمر ساٹھ سال سے کچھ اوپر تھی۔

۱۔ ادب القاضی (ج۱،ص۱۳۲)

۱۱۔ حضرت عمر بن الخطابؓ

آپ عمر بن الخطاب بن نفیل القرشی العدوی، ابو حفص امیر المومنین ہیں۔ حرب فجار کے چار سال بعد اور بعثت نبوی سے تیس سال پہلے پیدا ہوئے۔ خلیفہ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ عام الفیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے۔ دور جاہلیت میں سفارت کی ذمہ داری آپ کے سپرد تھی۔ جب نبی ﷺ نے اپنی بعثت کا اعلان فرمایا تو مسلمانوں کے ساتھ ان کا رویہ بڑا سخت تھا۔ پھر انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو ان کا اسلام لانا مسلمانوں کے لئے ایک عظیم کامیابی تھی۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن عمر سے کہا '' جاؤ اور لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرو وہ کہنے لگے امیر المؤمنین! اس خدمت سے معاف رکھیے'' حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ تم اس منصب کو ناپسند کرتے ہو جبکہ تمہارے والد لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرتے تھے''

ابن العربی کہتے ہیں:

''حضرت عثمانؓ عبداللہ بن عمر سے جو یہ کہا کہ تمہارے والد لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرتے تھے تو ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ حضرت عمرؓ نبی ﷺ کے مقرر کردہ قاضی تھے''

۱۲۔ حضرت اُبی بن کعب

آپ سید القراء اور بیت عقبہ ثانیہ میں شریک ہونے والوں میں سے تھے۔ آپ نے غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں حصہ لیا۔

۱۳۔ حضرت زید بن ثابت انصاری خزرجی

آپ کاتبین وحی صحابہ میں سے تھے۔ وراثت کے احکام ان کو سب سے زیادہ معلوم تھے۔

ابن سعد ان کو مفتی صحابہ کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں قضاء وفتوی میں ان کا مقام بہت بلند تھا قرآن حکیم کے ان قاریوں میں سے تھے جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا:

مَنْ سَرَّہُ اَنْ یَقْرَاَ الْقُرْآنَ غَضًّا کَمَا نَزَلَ فَلْیَقْرَاْہُ عَلٰی قِرَاءَۃِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ

جو شخص قرآن کو اسی طرح تروتازہ پڑھنا چاہے جس طرح وہ نازل ہوا ہے تو وہ اس کو عبداللہ بن مسعود کی طرح تلاوت کرے ان تینوں صحابہ کرام کو مسروق نے آنحضرت ﷺ کے قاضیوں میں شمار کیا ہے الکتانی نے طبری کے حوالے سے مسروق کی یہ رائے نقل کی ہے (دیکھیے التراتیب الاداریہ ج:ص ۲۵۸)

منصب قضاء کے لئے شرائط

ابویعلی الفراء کہتے ہیں:

' منصب قضاء پر صرف اس شخص کو فائز کیا جا سکتا ہے جس میں مندرجہ ذیل سات شرائط پائی جاتی ہوں (۱) مرد ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) صحیح العقل ہونا (۴) آزاد ہونا (۵) مسلمان اور عادل ہونا (۶) قوت سماعت و بصارت کا ٹھیک ہونا (۷) اور علم و فضل'' (الاحکام السلطانیہ ص ۶۰)

مرد ہونے کی شرط اس لئے عائد کی گئی ہے کہ عورت کو حکمران بننے اور گواہی دینے کے اعتبار سے مرد کے برابر درجہ نہیں دیا جاتا۔

الماوردی کہتے ہیں:

' ابن جریر طبری کا یہ انفرادی مسلک ہے کہ عورت تمام احکام شرعیہ میں فیصلہ صادر کرنے اور قاضی بننے کی مجاز ہے۔ ان کا یہ قول خلاف اجماع ہونے کی وجہ سے وزنی نہیں۔ علاوہ ازیں یہ درج ذیل آیت کریمہ سے بھی متصادم ہے۔

الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (النساء۔۳۴)

مرد عورتوں پر قوام ہیں اس لئے کہ خدا نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

لہٰذا یہ جائز نہیں کہ عورتیں مردوں پر حاکم بنائی جائیں'' (الحکام السلطنیہ ص ۔۶۰)

صحیح بخاری میں حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: لَنْ يُّفْلِحُ قَوْمٌ وَلِيَتهُمْ امرَاَةٌ '' وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پا سکتی جس کے حکمران عورت ہو۔

جو علماء عورت کو قاضی بنانے کے حق میں ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ عورت کو منصب خلافت نہ سونپا جائے۔ امام ابوحنیفہ کا قول ہے کہ جن معاملات میں اس کو قاضی بھی بنایا جا سکتا ہے، یہی ان کے نزدیک حدود قصاص کے علاوہ باقی تمام امور میں عورت کا قاضی بنانا درست ہے۔ قاضی کے لئے بالغ اور عاقل ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ جب بچے اور مجنوں کو اپنی ذات پر ہی اختیار حاصل نہیں ہوتا ہے تو ان کو دوسروں پر اختیار کیسے حاصل ہو سکتا ہے علاوہ ازیں واقعات کی تہ تک پہنچنا اور گواہوں کی شہادت کا پورا ادراک کرنا ان کے بس میں نہیں ہوتا ہے اس لئے وہ منصب قضاء پر

فائز نہیں ہو سکتے۔

قاضی کے لئے آزاد ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ غلام نہ ولی بن سکتا ہے اور نہ ہی اس کی شہادت مکمل شمار ہوتی ہے۔

الماوردی کہتے ہیں:

''چونکہ غلام کو اپنی ذات پر بھی اختیار حاصل نہیں ہوتا ہے اس لئے وہ کسی اور کا مختار بھی نہیں بن سکتا۔ اسی طرح جب غلام کی شہادات ہی قابل قبول نہیں اور اس کا فیصلہ کیسے نافذ ہو سکتا ہے؟ علی ہذا القیاس جو شخص پوری طرح آزاد نہیں وہ بھی قضاء کے منصب پر فائز نہیں ہو سکتا۔ مثلاً مدبر (وہ غلام جس کو آقا یہ کہے کہ تم میری موت کے بعد آزاد ہو مکاتب (وہ غلام جس کے ساتھ آقا یہ معاہدہ کرے کہ تم اتنی رقم ادا کر کے آزاد ہو سکتے ہو۔ مگر اس نے وہ رقم ابھی ادا نہ کی ہو) اسی طرح وہ غلام جس کا کچھ حصہ آزاد ہوا اور کچھ غلامی کی حالت میں ہوا (مثلاً ایک غلام کے چند آقا ہوں۔ ان میں سے کچھ تو اس کو آزاد کر دیں اور کچھ یہ کہیں کہ تم اتنی رقم ادا کر کے آزاد ہو سکتے ہو) اس قسم کے نیم آزاد افراد کو بھی قاضی نہیں بنایا جا سکتا''

مگر غلامی فتوی دینے اور حدیث روایت کرنے میں مانع نہیں۔ اس لئے کہ فتوی دینے اور روایت کرنے کے لئے صاحب اختیار ہونا ضروری نہیں۔ علاوہ ازیں غلام جب آزاد ہو جائے تو اسے قاضی بنایا جا سکتا ہے۔ چاہے ابھی اس کے ذمہ ولاء کا مال ادا کرنا باقی ہو اس لئے کہ حکمران بنانے میں نسب کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

حضرت عمرؓ نے ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم کے بارے میں فرمایا تھا کہ ''اگر آج (اس وقت حضرت عمر زخمی ہونے کے باعث بستر علالت پر دراز تھے) سالم زندہ ہوتے تو خلافت ان کے سپرد کرنے میں مجھے کوئی تردد نہ ہوتا'' الماوردی نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ سالم آزاد ہو چکے تھے اور ان پر غلامی کا کوئی اثر باقی نہ تھا اور آزاد شدہ آدمی کو منصب خلافت وقضاء پر فائز کیا جا سکتا ہے۔ (ادب القاضی ج۱ص ۶۳۰)

قاضی کے لئے مسلمان ہونے کی شرط اس لئے عائد کی گئی ہے کہ جب فاسق مسلمان کو منصب اختیارات پر فائز کرنا جائز نہیں تو ظاہر ہے کہ کافر کو تو ایسے منصب پر فائز کرنا بطریق اولی جائز نہیں۔

الماروی کہتے ہیں:

''یہ شرط اس لئے ضروری ہے کہ شہادت کی قبولیت کے لئے بھی مسلمان ہونا شرط ہے (تو اسلام کے بغیر جب شہادت قبول نہیں ہو سکتی تو غیر مسلم کو قاضی بنایا جا سکتا ہے؟) مزید برآں قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

'' وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ الْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلاً '' (النساء. ۱۴۱)

اور خدا کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔

اس لئے کافر کو نہ اہل اسلام کا قاضی مقرر کیا جا سکتا ہے نہ کفار کا۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ کافر کو اس کے ہم مذہب لوگوں کا قاضی مقرر کیا جا سکتا ہے عموما والیان علاقہ کے ہاں یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ وہ غیر مسلموں کو منصب اور عہدے دے دیتے ہیں مگر دراصل یہ قضاء کا منصب نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک طرح کی سیادت وقیادت ہے جو ایک غیر مسلم کو اپنے اہل مذہب پر حاصل ہو جاتی ہے۔ مزید براں اپنے ہم مذہب لوگوں کے درمیان وہ جو فیصلے بھی کرے گا وہ اس لئے نافذ ہوں گے کہ انہوں نے اس فیصلے کو قبول کر لیا نہ کہ اس وجہ سے کہ اس نے انھیں وہ فیصلہ قبول کرنے کے لئے پابند کیا۔ چنانچہ جب غیر مسلم اپنے مقدمات اس کے پاس لیے جانا پسند نہ کریں تو ان کو اس بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کے مقدمات کا اسلامی قانون کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا'' الحکام السلطانیہ ص ۶۵ دیگر تفصیلات کے لئے دیکھیے ادب القاضی ج ۱ ص ۱۳۴)

قاضی کے لئے عادل ہونیکی شرط اس لئے ضروری ہے کہ فاسق کے دین اور اس کی دیانت کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ منصب قضاء ایک امامت ہے اس لئے یہ فاسق کے سپرد نہیں کی جا سکتی۔

الماوردی کہتے ہیں:

''کسی شخص کو کسی منصب پر فائز کرتے وقت اس میں عدالت کی صفت کو بہر صورت ملحوظ رکھا جائے گا عدالت کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص راست گفتار امانت دار محرمات سے اجتناب کرنے والا اور گناہوں سے بچنے والا ہو اس کا کردار شکوک شبہات سے بالاتر ہو وہ غصے اور خوشی دونوں حالتوں میں متوازن اور دین اور دنیوی معاملات میں صاحب مروت ہو۔ جب یہ اوصاف اس میں بتمام وکمال پائے جائیں تو ایسا شخص عادل کہلائے گا اس کی شہادت جائز ہوگی اور اس کو حکمران یا قاضی بنا صحیح ہوگا اور اگر ان میں سے کوئی صفت مفقود ہو تو اس کی شہادت بھی قبول نہیں کی جائے گی اور اس کو حاکم بھی نہیں بنایا جائیگا نہ اس کی کسی بات کا وزن ہوگا اور نہ اس کا کوئی حکم نافذ ہوگا (مذکورہ بالا حوالہ جات ملاحظہ کیجیے)

قاضی کی قوت سماعت وبصارت کا صحیح ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اس کی قوت سماعت وبصارت ٹھیک ہوتا کہ وہ صاحب حق کے حق کا صحیح طور تعین کر سکے طالب ومطلوب اور اقرار کرنے اور انکار کرنے والے کے درمیان امتیاز کر سکے اور حق وباطل میں فرق کر سکے۔ چونکہ نابینا آدمی اس صلاحیت سے محروم ہوتا ہے اس لئے ایسے شخص کو منصب پر متعین نہیں کیا جا سکتا مگر امام مالک کی رائے میں اس کا حاکم بننا بھی درست ہے اور اس کی شہادت بھی معتبر ہے قاضی کے بہرہ ہونے کی

صورت میں وہ اختلاف پایا جاتا ہے جس کا ذکر امانت کے ضمن میں پہلے کیا جا چکا ہے قاضی کے بارے میں دیگر اعضاء کے صحیح سالم ہونے کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا مگر حکمران کے سلسلہ میں ان کو ملحوظ رکھا جائے گا، لہذا ایک اپاہج اور معذور شخص کو بھی منصب قضاء پر فائز کیا جا سکتا ہے، تاہم بہتر یہی ہے کہ ایسے عظیم منصب پر فائز ہونے والے شخص کے اعضاء صحیح سلامت ہوں تا کہ اس کے وقار اور رعب میں اضافہ ہو (الاحکام السلطانیہ ص ۱۶۵ ادب القاضی ج ۱ ص ۶۱۸، ۶۲۵)

قاضی کے لئے شرعی احکامات کا علم ہونا از بس ضرور ہے اور احکام شریعہ کا عالم ہونے کے لئے چار بنیادی چیزوں کی معرفت لازمی ہے وہ چار چیزیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ پہلی بات یہ ہے کہ کتاب اللہ کے احکام، ناسخ ومنسوخ، محکم ومتشابہ، عام وخاص، مجمل ومفصل کا اسے صحیح علم اور معرفت حاصل ہے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے ہو رسول اللہ ﷺ کی اس سنت سے آگاہ ہو جو آپ ﷺ کے افعال واقوال سے ثابت ہے اس کے ساتھ ساتھ احادیث نبویہ کی اسناد واقسام مثلاً متواتر، خبر واحد، صحیح اور ضعیف، مطلق اور مقید وغیرہ کا علم بھی رکھتا ہو

۳۔ تیسری بات یہ ہے کہ علماء سلف کی آراء سے باخبر ہو مثلاً یہ کہ کس مسئلہ پر ان کے یہاں اجماع منعقد ہوا ہے اور کون سا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اجماع مسائل کی پیروی کرے گا اور اختلافی مسائل میں اجتہاد سے کام لے گا۔

۴۔ چوتھی بات یہ کہ وہ قیاس کے اصول وضوابط سے واقفیت رکھتا ہو تا کہ جن فروعی مسائل کے بارے میں شارع نے سکوت اختیار کیا ہے ان کے متعلق وہ نص میں مذکور وہ متفق علیہ اصولوں کی روشنی میں اجتہاد کر سکے۔

الماوردی لکھتے ہیں:

''جب قاضی احکام شرعیہ کا ان چار بنیادی باتوں سے باخبر ہو تو اس کا شمار ان علماء میں ہوگا جو دین میں اجتہاد کرنے کے اہل تصور کئے جاتے ہیں ایسا شخص فتوی بھی دے سکتا ہے اور لوگوں کے مقدمات کے فیصلے بھی کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ دوسرے اہل علم سے فتوے پوچھنے اور ان سے مقدمات کا حل دریافت کرنے کا بھی مجاز ہے اور اگر قاضی میں یہ صفات یا ان میں سے بعض نہ پائی جاتی ہوں تو وہ مجتہد نہیں ہوگا۔ ایسا شخص نہ مفتی ہو سکتا ہے اور نہ اسے قاضی بنایا جا سکتا ہے ایسے شخص کو

اگر قاضی بنادیا گیا، تو پھر وہ چاہے غلط فیصلے صادر کرے یا صحیح، بہرحال اس کی تقرری باطل ہے۔اس کے درست فیصلوں کو بھی رد کردیا جائے گا اور اس کیا غلط فیصلوں سے جو نقصان ہوگا اس کی ذمہ داری اس شخص پر عائد ہوگی جس نے اس کو اس منصب پر مقرر کیا''

امام ابوحنیفہ کی رائے میں غیر مجتہد کو بھی قاضی بنایا جاسکتا ہے وہ کہتے ہیں کہ جو مسائل اس کے سامنے پیش ہوں گے ان کے بارے میں وہ اہل علم سے پوچھ کر فیصلے کرے گا۔ یہ امام ابوحنیفہ کی انفرادی رائے ہے۔جمہور فقہاء کا قول یہ ہے کہ غیر مجتہد قاضی کی تقرری غلط اور اس کے صادر کردہ احکام باطل ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ منصب قضاء کسی شخص کو ایک ضرورت کے تحت تفویض کیا جاتا ہے، لہذا اس پر ایسے ہی شخص کا تقرر جائز ہے جو حق کا التزام کرنے والا ہو نہ یہ کہ وہ حق کو اپنی تابع بنانے والا ہو۔

اس کے برعکس امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھی ایسے شخص کو بھی قاضی بنانے کے قائل ہیں جو علماء سے مسائل دریافت کر کے مقدمات کے فیصلے کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو (المبسوط ج ۱۶ ص ۷۲ اور حاشیہ ابن عابدین ج ۴ ص ۴۲۴) ابن قتیبہ اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

۱۔ قاضی بنائے جانے سے پہلے وہ صاحب علم ہو

۲۔ اہل علم سے (علمی معاملات) میں مشورے لینے والا۔

۳۔ منصب کا حریص نہ ہو۔

۴۔ دشمن سے بھی انصاف کرنے والا ہو۔

۵۔ اجماع امت کی پیروی کرنے والا ہو''

منصب قضاء قبول کرنے سے علماء کا اجتناب:

علماء سلف رحمہ اللہ تعالی منصب قضاء قبول کرنے سے اجتناب کرتے رہے اس لئے کہ یہ منصب ایک بہت بھاری ذمہ داری ہے اور متعدد احادیث میں اس منصب کے قبول کرنے والے کو اللہ کی بارگاہ میں شدید گرفت سے ڈرایا گیا ہے:

اس سلسلے میں چند احادیث درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اَلْقَضَاءَ ثَلاَثَةٌ ، وَاحِدَ فِي الْجَنَّةِ ، وَاثْنَانِ فِي النَّارِ ، فَامَّا الَّذِى فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ ،

وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ ، وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ

(رواہ ابوداود والترمذی وابن ماجہ)

قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں ان میں سے ایک جنت میں جائیگا اور دو جہنم میں جنتی قاضی وہ ہے جو حق کو پہچانے لیکن فیصلہ صادر کرنے میں زیادتی کرے وہ دوزخی ہے۔ اسی طرح وہ قاضی جو جہالت کے باوجود فیصلے کرے وہ بھی جہنمی ہے۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

لَيَاتِيَنَّ عَلَى الْقَاضِيْ العَدْلِ سَاعَةٌ يَتَمَنَّى اَنَّهُ لَمْ يَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنَ فِي تَمْرَةٍ قَطُّ (رواه احمد فی مسنده وابن حبان فی صحيحه)

قیامت کے دن منصف قاضی پر بھی ایک وقت ایسا آئے گا جب وہ حسرت سے یہ کہے گا کہ اے کاش! میں نے دو آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کے بارے میں بھی فیصلہ نہ کیا ہوتا۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت حمزہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''یارسول اللہ'' مجھے کوئی ایسا منصب دیجئے جس سے میں گزر بسر کرسکوں'' حضور نے فرمایا:

يَا حَمْزَةُ نَفْسٌ تُحْيِيهَا اَحَبُّ اِلَيْكَ اَمْ نَفْسٌ تُمِيْتُهَا

اے حمزہؓ! کیا تمہیں کسی شخص کو زندہ رکھنا زیادہ پسند ہے یا ہلاک کرنا؟

حضرت حمزہؓ نے جواب دیا ''زندہ رکھنا'' آپ نے فرمایا ''تو پھر اپنے کام سے کام رکھنا چاہئے (یعنی کسی عہدہ کا لالچ نہیں کرنا چاہیے)

۴۔ حضرت ابوہریرہ بیان کرے ہیں کہ حضور نے فرمایا: من ولی القضاء أو جعل قاضيا بين الناس فقد ذبح بغير سكين جو منصب قضاء پر فائز کیا گیا یا جسے لوگوں کا قاضی بنا دیا گیا اسے گویا الٹی چھری سے ذبح کیا گیا۔

(ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ، اور حاکم نے یہ روایت کی ہے)

شعبی المقصد المحمود میں فرماتے ہیں:

''منصب قضا ایک کٹھن آزمائش ہے جو اس میں داخل ہوا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیا۔ اس لئے کہ اس سے پیچھا چھڑانا بڑا مشکل ہے، لہذا اس سے راہ فرار اختیار کرنا واجب ہے، خصوصا عصر حاضر میں منصب قضاء کا طلب کرنا حماقت ہے اگر چہ اس میں اجر و ثواب کی امید ہی کیوں نہ ہو'' (تاریخ قضاۃ الاندلس ص ۱۰)

القباہی نے اپنی کتاب ''تاریخ قضاۃ الاندلس میں متعدد ایسے علما اور فقہاء کا ذکر کیا ہے جنہیں منصب قضاء پیش کیا گیا مگر انہوں نے اسے قبول نہیں کیا مثلاً:

ابراہیم بن محمد، مصعب بن عمران، ابان بن عیسی بن دینار، قاسم بن ثابت بن عبدالعزیز الفہری، ابوعیسی احمد بن عبدالملک اشبیلی، محمد بن عبدالسلام الخشنی (تاریخ قضاۃ الاندلس ص۱۲)

ابو قلابہ کو منصب قضاء کی پیش کش کی گئی تو وہ عراق سے بھاگ کر شام پہنچ گئے۔ اسی اثناء میں جب شام کے قاضی کو معزول کیا گیا تو ابو قلابہ شام سے بھاگ کھڑے ہوئے اور یمامہ جا کر دم لیا (کہ کہیں انہی شام کا قاضی نہ مقرر کر دیا جائے سفیان ثوری کے متعلق روایات ہے کہ ان کو منصب قضاء کی پیش کش کی گئی تو وہ بصرہ کی جانب بھاگ گئے اور وہاں چھپے رہے یہاں تک کہ وہیں ان کا انتقال ہو گیا، امام ابوحنیفہ کے متعلق روایت ہے کہ ان کو پیٹا گا اور قید و بند کی صعوبتوں سے دو چار کیا گیا، مگر انہوں نے زندگی بھر منصب قضاء قبول نہ کیا۔ ان علماء کے علاوہ بے شمار دوسرے اہل علم نے بھی اس منصب کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے سیرت وسوانح کی کتابیں ان کے حالات سے بھری ہوئی ہیں۔ ان میں علماء وفقہاء بھی تھے اور محدثین اور زاہد و عابد لوگ بھی ان کو مار پیٹا گیا، گالیاں دی گئیں قید و بند میں ڈالا گیا مگر انہوں نے صبر وتحمل سے کام لیا اور اس منصب کو قبول نہ کیا بلکہ ان اذیتوں پر اللہ کے ہاں سے اجر کی توقع رکھی۔

دوسری جانب، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے یہ بھی ایک امر واقعہ ہے قضاء کا منصب خلافت کے بعد ایک عظیم منصب ہے انبیاء علیہم السلام بھی اپنے اپنے دور کے قاضی ہوا کرتے تھے۔

بکثرت احادیث میں اس عادل قاضی کی ستائش کی گئی ہے جو اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت کی پروا نہ کرتا ہو اس سلسلے میں چند احادیث درج ذیل ہیں

۱۔ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَا لًا فَسَلَّطَهُ عَلٰی هَلَکَتِهٖ وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْحِکْمَةَ فَهُوَ یَقْضِی بِهَا وَیَعْمَلُ بِهَا رشک صرف دو آدمیوں پر کرنا چاہیے ایک تو اس شخص پر جسے کو اللہ تعالی نے مال دیا ہے اور اسے حق کی راہ میں لٹانے کی توفیق بھی عطا کی ہے دوسرے اس شخص پر جس کو اللہ تعالی نے علم وحکمت سے نوازا ہو اور وہ اس خداداد حکم کے ذریع فیصلے کرتا ہو اور اس پر عمل پیرا ہو۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

'' هَلْ تَدْرُوْنَ مَنِ السَّابِقُوْنَ اِلٰی ظِلِّ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ؟ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ الَّذِیْنَ اِذَا عَلِمُوْا

الْحَقَّ قَبِلُوه وَاِذَا سُئِلُوا عَنْهُ بَذَلُوْهُ وَاِذَا حَكَمُوْا لِلْمُسْلِمِيْنَ حَكَمُوْا كَحَكِيمُ الانفُسِهِمْ "

(رواه احمد فی مسنده وابو نعیم فی الحلیة، وابو العباس فی کتاب آداب القاضی)

کیا تمہیں معلوم ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے سائے میں کے لئے کون سبقت کریں گے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا وہ لوگ کہ جب حق بات انھیں معلوم ہو جائے تو اسے قبول کر لیتے ہیں اور جب اس سے حق بات دریافت کی جائے تو اس کا ٹھیک ٹھیک اظہار کر دیتے ہیں اور جب مسلمانوں کے مابین انھیں فیصلہ کرنے کے لئے کہا جائے تو ایسا فیصلہ صادر کرتے ہیں جیسے اپنی ذات کے بارے میں کر رہے ہوں۔

۳۔ حارث بن اسامہ اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

" بَعَدْلُ الْعَامِلِ فِی رَعِیَّتِهِ یَوْماً وَاحِدًا افْضَل مِنْ عِبَادة العابدِ فِی اهْلِهِ مِائَةَ عَامٍ اَوْ خَمْسِیْنَ عَامٍ"

(المطالب العالیۃ ج ۲ ص ۲۳۲)

حاکم کا اپنی رعیت کے بارے میں ایک روز انصاف کرنا عابد کی اپنے گھر میں صد سالہ عبادت سے افضل ہے راوی کو شک ہے کہ حضور نے سو سال فرمایا یا پچاس سال۔

۴۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور نے فرمایا: "سَبْعَة یُظِلُّهُم اللّٰه تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِه یَوْمَ لاَ ظِلَّ الَّا ظِلَّهُ"

سات آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس روز اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جب اس کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔

ان سات آدمیوں میں سب سے پہلے آپ نے عادل حاکم کو شمار کیا۔

بعض احادیث ایسی بھی ہیں جن میں منصب قضاء قبول کرنے اور اس میں عدل وانصاف پر قائم رہنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اس لئے علماء نے دونوں قسم کے احادیث کے مابین تطبیق کی راہ نکالی ہے اور وہ یہ کہ منصب قضاء کے قبول کرنے سے اس شخص کو ڈرایا گیا ہے جو خود اس کا طالب ہو اور جب اسے وہ مطلوبہ مسند مل جائے) تو اس کا حق ادا کرنے سے قاصر رہے اور ترغیب اس شخص کو دلائی گئی ہے جس کو طلب کے بغیر یہ منصب مل جائے اور اس منصب پر فائز ہونے کے بعد وہ بیم ورجا کی کیفیت کے ساتھ صحیح راہ پر چلتا رہے میرے علم کی حد تک اس موضوع پر سب سے بہتر کتاب ابن فرحون نے لکھی ہے اس کا نام تبصیر الحکام ہے مصنف نے اس میں اس پہلو پر تفصیلی بحث کی ہے جو حضرات مزید تحقیق چاہتے ہوں وہ اس کتاب کی طرف رجوع کریں۔

کتاب الحدود

پہلا باب: حدود کے بارے میں

دوسرا باب: قصاص کے بارے میں

تیسرا باب: دیت کے بارے میں

چوتھا باب: قسامت

[قاتل معلوم نہ ہونے کی صورت میں قسم سے فیصلہ]

پانچواں باب: قتل کے بارے میں

چھٹا باب: متفرقات کے بارے میں

پہلا باب

حدود کے بارے میں

اس میں (۲۲) فیصلے ہیں۔

۱-(ا) امام کے روبرو چور کا جرم ثابت ہونے پر حد قائم کرنا واجب ہے

احکامات:

☆ امام کے روبرو چور کا جرم ثابت ہونے پر اس کا ہاتھ کاٹنا واجب ہوگا۔

☆ نبی کریم ﷺ کی اپنی امت کے لیے انتہائی رحمت۔

☆ مسلمان کی پردہ پوشی کرنے اور اس سے درگذر کرنے کی ترغیب۔

☆ اس بات کی وضاحت کہ مسلمان کے عیوب کا افشاء شیطان کی مدد کرنا ہے۔

☆ گنہگار کو اپنا گناہ چھپانے اور اللہ سے توبہ کرنے کی تلقین۔

☆ عدالت میں مقدمہ پیش کرنے سے پہلے آپس میں حدود کی معافی کا جواز۔

دلائل:

۱- **حدیث عبداللہ بن مسعودؓ:**[۱] فرماتے ہیں مجھے وہ پہلا شخص یاد ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کاٹا تھا۔ آپ ﷺ کے پاس چور کو لایا گیا اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتے ہوئے آپ ﷺ کا چہرہ افسردہ ہوگیا[۲] [چہرے کا رنگ بدل گیا][۳] تو صحابہ کرامؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ یوں لگ رہا ہے جیسے آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنا ناپسند فرمایا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن اس ناپسندیدگی نے مجھے اپنے فیصلے سے نہیں روکا، تم اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے معاون نہ بنو کیونکہ امام تک حدود کا مقدمہ پہنچنے کی صورت میں حد قائم کرنے کے علاوہ کوئی فیصلہ زیب نہیں دیتا، یقیناً اللہ تعالیٰ معافی کو پسند کرتا ہے ”لہذا تم معافی اور درگذر سے کام لو، کیا تم یہ پسند نہیں کرتے اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کردے وہ معاف کرنے والا مہربان ہے“۔[۴]

۲- **حدیث عبداللہ بن عمرؓ:**[۵] رسول اللہ ﷺ الاسلمی کے رجم کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمایا اس گندگی سے بچو جس

۱- مستدرک حاکم ۴/۳۸۲ امام حاکم کہتے ہیں یہ روایت سنداً صحیح ہے لیکن اسے بخاری مسلم نے ذکر نہیں کیا۔ الصحیحۃ ۱۶۳۸ مسند احمد ۱/۴۳۸۔

۲- چہرہ تبدیل ہونا غریب الحدیث ابن الجوزی۔

۳- مسند احمد ۱/۴۱۹۔

۴- سورۃ النور ۲۲۔

۵- مستدرک حاکم ۴/۳۸۳ امام ذھبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے الصحیحۃ (۶۶۳) الفتح ۱/۴۸۷۔

سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے جو اس میں گر جائے تو اسے اللہ کی پردہ داری سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور توبہ کرنی چاہئے کیونکہ جو شخص ہمارے سامنے اپنی غلطی کو ظاہر کرے گا تو ہم اس پر اللہ تعالیٰ عزوجل کا فیصلہ قائم کریں گے۔

۳- حدیث عمرو بن شعیب:[۱] وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپس میں حدود کو معاف کروا لیا کرو اور جو حد میرے پاس پہنچ جاتی ہے اس کا فیصلہ کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔

۲-(۲) حد قذف کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ حضرت عائشہؓ کی فضیلت اور برأت کا بیان۔

☆ جمعہ کے علاوہ کسی اور معاملے کے بیان کے لیے منبر پر کھڑا ہونا۔

☆ بہتان کی سزا اسی (۸۰) کوڑے ہے۔

☆ دو لعان کرنے والے میاں بیوی کے بچے اور اس کی ماں کے درمیان وراثت کا ثبوت۔

☆ بہتان کی سزا مرد و عورت کے لئے برابر ہے۔

☆ مسلمان کی عزت کی حفاظت دینی فریضہ ہے۔

☆ لعان سے عورت اور اس کے بچے کے خلاف بہتان کی حرمت ساقط نہیں ہوتی۔

دلائل:

۱- حدیث عائشہؓ:[۲] وہ فرماتی ہیں کہ جب میری برأت نازل ہوئی [سورۃ النور کی دس آیات جنہیں اللہ تعالیٰ نے میری برأت کے لیے نازل فرمایا][۳] تو نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے اس واقعہ سے متعلق نصیحت کی اور ﴿ان الذین جاؤوا بالافک عصبة منکم ...... سے آخر تک﴾[۴] آیات کی تلاوت فرمائی جب آپ ﷺ منبر

۱- مستدرک حاکم ۴/۳۸۳ امام حاکم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے بخاری مسلم نے اسے ذکر نہیں کیا امام ذھبی اور امام بیہقی ۸/۳۳۱ نے بھی ان کی موافقت کی ہے الصحیحۃ ۱۶۳۸ الفتح ۱۲/۸۷۔

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۵۶، صحیح سنن ترمذی ۳۱۸۰، صحیح سنن ابن ماجہ ۲۵۶۷۔

۳- البخاری ۴۱۴۱۔

۴- سورۃ النور ۱۱۔

سے نیچے اترے تو دو آدمیوں [حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ] [1] اور ایک عورت [حمنہ بنت جحش] [2] کے بارے میں فیصلہ کیا اور ان تینوں پر حد لگائی گئی۔

۲- حدیث عمرو بن شعیب: [3] وہ اپنے باپ اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والے خاوند اور بیوی کے بچے کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ وہ اپنی ماں کا وارث بنے گا اور اس کی ماں اس کی وارث ہوگی اور جس شخص نے عورت کو بدکاری کا طعنہ دیا (جس کی وجہ سے لعان ہوا) اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور جس نے اس کی اولاد کو زنا کی اولاد کہا تو اسے بھی کوڑے لگائے جائیں گے۔

۳- حدیث ابن عباس ؓ: [4] نبی ﷺ نے فرمایا جب کوئی آدمی کسی آدمی کو مخنث کہے تو اسے بیس کوڑے مارو اور جب کوئی شخص کسی شخص کو لونڈے باز کہے تو اسے بھی بیس کوڑے مارو۔

۳-(۳) زنا کا اعتراف کرنے والے شادی شدہ شخص کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

- ☆ ایک دفعہ اقرار کرنا حد قائم کرنے کے لئے کافی نہیں۔
- ☆ اس چیز کا جواز کہ قاضی گناہ کا اقرار کرنے والے کو تلقین کرسکتا ہے کہ وہ اپنے اقرار سے لوٹ جائے اور اپنے گناہ کی پردہ پوشی کر کے اللہ سے توبہ کرے۔
- ☆ رجم کے دوران باندھنے اور سختی نہ کرنے کا بیان۔
- ☆ توبہ کرنے سے زانی سے زنا کی حد ساقط نہیں ہوگی۔
- ☆ غیر شادی شدہ زانی کو سنگسار نہ کرنے کا بیان۔

۱،۲- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۷۵۔

۳- الفتح الربانی ترتیب مسند الامام احمد ۱۵/۱۰۹۔

۴- ضعیف سنن ابن ماجہ ۵۵۹۔

☆ حاملہ عورت پر بدکاری کی سزا، بچے کی ولادت اور پھر دودھ چھڑانے تک مؤخر کرنا واجب ہے۔

☆ سنگسار کرنے کے دوران عورت کے لیے گڑھا کھودنے اور اس کے کپڑے باندھنے کا بیان۔

دلائل:

ا- حدیث جابرؓ:[1] [بن عبداللہؓ][2] اسلم قبیلے کا ایک آدمی [ماعز بن مالک جو کہ پست قامت پٹھوں والا تھا[3]][4] [پراگندہ بالوں والا تھا[5] (ایک روایت میں ہے) سخت پٹھوں والا تھا تہبند پہنے ہوئے تھا][6] دوسری روایت میں ہے اس نے چادر اوڑھی ہوئی نہیں تھی[7] [وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے حضرت ابوبکرؓ نے اس سے پوچھا: کیا تو نے اس چیز کا ذکر میرے علاوہ کسی اور سے کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! حضرت ابوبکر نے اسے کہا کہ اللہ سے توبہ کر اور اللہ کی پردہ داری میں خود کو چھپائے رکھ، اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے لیکن اسے اطمینان نہ ہوا اور وہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ انھوں نے بھی وہی جواب دیا لیکن اسے تسلی نہ ہوئی حتی کہ][8] وہ نبی ﷺ کے پاس آیا [آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اس نے پکارا اے اللہ کے رسول ﷺ!][9] [مجھے پاک کیجئے][10] [آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لئے ہلاکت ہو، واپس جا کر اللہ سے استغفار کر اور توبہ کر۔ وہ کچھ دور جا کر دوبارہ واپس لوٹ آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے پاک کیجئے۔ نبی ﷺ نے اسے ویسا ہی جواب دیا حتی کہ چوتھی دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: [میں تجھے کس چیز سے پاک کروں][11] اس نے زنا کا اعتراف کیا تو نبی ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ [لیکن وہ بھی کھسک کر اس طرف کھڑا ہو گیا جدھر آپ ﷺ نے اپنا منہ پھیرا تھا اور ان سے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے زنا کیا ہے، آپ ﷺ نے پھر اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا اور وہ بھی دوبارہ اس طرف آ گیا جدھر آپ نے منہ پھیرا تھا][12] یہاں تک کہ اس

۱- بخاری ۶۸۲۰۔

۲- المنتقی ابن جارود ۸۱۳، مسلم ۴۳۹۸۔

۳- جسم میں موجود سخت گوشت کو عضلات کہتے ہیں۔

۴، ۷- مسلم ۴۳۹۹ جابر بن سمرہ کی روایت سے۔

۵- تیل نہ لگانے اور کنگھی نہ کرنے کی وجہ سے پراگندہ بالوں اور بدلے ہوئے سر والا۔

۶- مسلم ۴۴۰۰ جابر بن سمرہ کی روایت سے۔

۸- مؤطا امام مالک ۱۴۱ کتاب الحدود ۸۲۰/۲ سعید بن مسیب کی روایت سے۔

۹، ۱۲- بخاری ۶۸۲۵، ابوھریرہؓ کی روایت سے۔

۱۰، ۱۱- مسلم ۴۴۰۶، سلمان بن بریدہؓ کی روایت سے۔

نے اپنے نفس پر چار دفعہ گواہی دے دی تو نبی ﷺ نے اسے فرمایا کہ [شاید تو نے بوسہ دیا ہو یا اشارہ کیا ہو یا دیکھا ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں ! اے اللہ کے رسول ﷺ ! آپ ﷺ نے اس پر فرمایا: کیا پھر تو نے ہم بستری ہی کر لی ہے؟ اس مرتبہ آپ ﷺ نے کنایہ سے کام نہیں لیا][1] [تو اس نے کہا: ہاں !][2] [آپ ﷺ نے پوچھا کہ][3] کیا تو پاگل ہے؟ اس نے کہا: نہیں [آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس نے شراب پی ہے؟ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس کا منہ سونگھا لیکن اس نے اس سے شراب کی بو نہیں پائی][4] [پھر آپ ﷺ نے اسکی قوم سے پوچھا، انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ اسے کوئی بیماری ہے مگر اس نے ایسا کام کیا ہے جس کے بارے میں اس کا خیال ہے کہ وہ حد قائم ہو جانے کے سوا اس سے چھٹکارا نہیں پا سکتا[5] آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں ! [نبی ﷺ نے فرمایا: اسے لے جاؤ !][6] آپ ﷺ نے اسے عید گاہ میں سنگسار کرنے کا حکم دیا جب اسے پتھر پڑے تو وہ بھاگ کھڑا ہوا [راوی کہتا ہے: ہم اسے بقیع غرقد میں لے گئے ہم نے اسے باندھا نہیں اور نہ ہی اس کے لیے گڑھا کھودا اور اسے ہڈیوں، مٹی کے ڈھیلوں اور کنکریوں سے مارا وہ بھاگا ہم بھی اسکے پیچھے بھاگے یہاں تک کہ وہ حرہ میں نمودار ہوا][7] اسے [حرہ کے پاس][8] پکڑ لیا گیا [پھر ہم نے اسے حرہ کے پتھروں سے مارا][9] یہاں تک کہ وہ مر گیا [صحابہ کرام ؓ نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا][10] [آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسے چھوڑ کر میرے پاس کیوں نہ لے آئے اور یہ آپ ﷺ نے اس لیے فرمایا تھا کہ آپ ﷺ ان کو حد قبول کرنے کے لیے مضبوط کر دیں نہ کہ حد موقوف کرنے کے لیے][11] [جابر کہتے ہیں کہ رجم کرنے والوں میں میں بھی شامل تھا، ہم نے اسے عید گاہ کے پاس رجم کیا تھا][12] نبی ﷺ نے اس کے لیے کلمہ خیر کہا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی ۔ [ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بھی

۱، ۴، ۱۰- مسلم ۴۴۰۶، سلمان بن بریدہؓ کی روایت سے۔

۲- بخاری ۶۸۲۵ ابو ہریرہؓ کی روایت سے۔

۳- بخاری ۶۸۲۴۔

۶- بخاری ۶۸۱۵

۵، ۷، ۹- مسلم ۴۴۰۳، ابوسعید کی روایت سے۔

۸، ۱۲- بخاری ۶۸۱۶

۱۰- شرح السنہ ۲۵۸۴، ابو بریدہ کی روایت سے۔

۱۱- صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۱۷۔

جہاد کے لیے نکلیں اور تم میں سے ایک شخص پیچھے رہ جائے اور وہ سانڈ بکرے کی طرح آوازیں نکالتا ہے (جیسے بکرے کی آواز ہو بوقت جفتی نکالتا ہے) اور وہ اسے تھوڑا سا دودھ دیتا ہے (یعنی اس سے زنا کرتا ہے) اللہ تعالیٰ مجھے ایسے شخص پر قدرت دے تو میں سزا دے کر دوسروں کے لیے عبرت بنا دوں]"[1] [اور ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے جو اسلام لایا، اسے ہزال کہا جاتا تھا، فرمایا: اے ہزال اگر تو اسے اپنی چادر کے ساتھ چھپا لیتا تو تیرے لیے بہتر ہوتا]"[2] [اور ایک روایت میں ہے کہ ماعز جو ہزال کے مکانوں میں رہتا تھا اس نے اس محلہ کی ایک لونڈی سے زنا کر لیا تو ہزال نے اسے کہا: تو رسول اللہ ﷺ کے پاس جا اور جو غلطی تجھ سے سرزد ہوئی ہے وہ آپ ﷺ کو بتا تاکہ آپ ﷺ تیرے لیے بخشش مانگیں۔ شاید کہ اس سے کوئی راہ نکل آئے]"[3] [بریدہ نے کہا کہ اس کے بارے میں لوگوں کے دو گروہ تھے۔ ایک کہنے والا کہہ رہا تھا: وہ ہلاک (تباہ) ہو گیا ہے اسے اس کی غلطی نے گھیر لیا ہے اور دوسرا کہنے والا کہہ رہا تھا: ماعز کی توبہ سے کوئی توبہ افضل نہیں۔ ماعز، اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا تو اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر رکھا اور کہا: آپ ﷺ مجھے پتھر سے قتل کر دیجئے، بریدہ نے کہا: لوگ دو یا تین دن اسی حالت میں رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں سلام کیا پھر بیٹھ گئے اور فرمایا: ماعز بن مالک کیلئے بخشش کی دعا کرو، بریدہ نے کہا: انہوں نے ماعز بن مالک کے لیے اللہ سے بخشش کی دعا کی۔ بریدہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے جو توبہ کی ہے اگر میری امت پر تقسیم کی جائے تو ان سب کے لیے کافی ہو جائے]"[4]

۲- حدیث عمران بن حصین:[5] جہینہ قبیلہ [ازد کی شاخ غامد قبیلہ سے][6] کی ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت حاضر ہوئی۔ وہ زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے پاک کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے؟

۱- مسلم ۴۴۰۰، جابر بن سمرہ کی روایت سے۔

۲- موطا امام مالک ۲/۸۲۱، سعید بن مسیب کی روایت سے۔

۳- مسند احمد ۵/۲۱۷، نعیم بن ہزال کی روایت سے۔

۴،۶- [illegible]، سلیمان بن بریدہ کی روایت ان کے والد سے۔

۵- مسلم ۴۴۰۸۔

لوٹ جا! اللہ سے معافی مانگ اور توبہ کر[1] جب دوسرا دن ہوا تو وہ عورت دوبارہ آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ مجھے کیوں لوٹاتے ہیں[2] میں دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ مجھے اسی طرح واپس لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح آپ ﷺ نے ماعز کو لوٹایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا چاہتی ہے؟[3] اس نے کہا: میں زنا کا ارتکاب کر چکی ہوں، مجھ پر حد قائم کی جائے [اللہ کی قسم میں حاملہ ہوں][4] آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے زنا کیا ہے؟ اس عورت نے کہا: جی ہاں![5] نبی ﷺ نے اس کے ولی کو بلایا اور فرمایا: اس سے اچھا سلوک کر، جب یہ بچے کو جنم دے لے تو اسے میرے پاس لے آنا [بچہ جننے کے بعد وہ اسے کپڑے میں لپیٹ کر آپ ﷺ کے پاس لے آئی۔ اس نے کہا: یہ ہے! جس کو میں نے جنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا][6] [اس وقت ہم اس پر حد نہیں لگائیں گے اور اس کے چھوٹے بچے کو اس حالت میں نہیں چھوڑیں گے اس کو دودھ پلانے والی کوئی نہ ہو][7] جا اس بچے کو تب تک دودھ پلا جب تک وہ دودھ پینا نہ چھوڑ دے، جب اس نے بچے کو دودھ چھڑا دیا تو بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا دے کر آپ ﷺ کے پاس آئی، اے اللہ کے نبی ﷺ یہ رہا! میں نے اسے دودھ چھڑا دیا ہے اور اس نے اب روٹی کھانا شروع کر دی ہے، آپ ﷺ نے وہ بچہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی کو دیا[8] [جو انصار میں سے تھا][9] آپ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا [اس کے لیے سینے تک گڑھا کھودا گیا][10] [اور لوگوں کو حکم دیا گیا][11] اس کے کپڑے باندھ دیئے گئے پھر اس کے متعلق حکم دیا گیا تو اسے رجم کر دیا گیا [اور ایک روایت میں ہے، خالدؓ بن ولید پتھر لے کر اس پر پھینکنے آئے تو خالدؓ کے چہرے پر عورت کے خون کے چھینٹے پڑے تو خالدؓ نے اسے برا بھلا کہا، نبی ﷺ نے خالدؓ کی اس ملامت کو سنا تو فرمایا: اے خالدؓ! ایسی باتوں سے رک جا، اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس عورت نے تو ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ظلم و زیادتی سے دوسروں کا مال ہڑپ کرنے والا بھی توبہ کرتا تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا][12] پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی [اور اسے دفنایا گیا][13] تو حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ سے عرض کی: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے جب کہ اس نے زنا کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے اگر اسے مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کیا جائے تو ان کے لیے کافی ہو اور کیا تو نے اس عورت سے زیادہ کسی کی توبہ کو افضل پایا ہے کہ جس نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے لیے دے دی۔

۱، ۳، ۵، ۷، ۹ – مسلم ۱۶۹۵۔ سلیمان بن بریدہ کی روایت ان کے والد سے۔

۲، ۴، ۶، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ – مسلم ۱۶۹۵۔ سلیمان بن بریدہ کی ان کے والد سے روایت۔

۴-(۴) رسول اللہ ﷺ کا یہودیوں کے لیے رجم کا فیصلہ

احکامات:

☆ ذمی بھی نکاح سے شادی شدہ متصور ہوگا اور اس کا حالت شرک کا نکاح درست ہوگا۔

☆ کافر ذمی پر، جو مسلمان عورت سے زنا کرے، رجم واجب ہے۔

☆ شادی شدہ ہونے کے لیے اسلام شرط نہیں۔

☆ ذمیوں کا مقدمہ جب قاضی کے پاس جائے تو اس کا فیصلہ کرنا قاضی پر واجب ہے۔

☆ کفار شریعت اسلامیہ کے فروعی احکام کے پابند ہیں۔

☆ پہلے انبیاء کی شریعت ہمارے لئے شریعت ہے جبکہ صحیح دلیل کے ساتھ وہ منقول ہو اور اسکا منسوخ ہونا ثابت نہ ہو۔

دلائل:

حدیث عبداللہ ابن عمر:[1] انہوں نے فرمایا: یہودی رسول اللہ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے ذکر کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کرلیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم رجم کے بارے میں تورات کے اندر کیا (حکم) پاتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم انہیں رسوا کرتے ہیں [اور انکے چہروں کو سیاہ کر کے سواری پر مختلف طریقے سے بٹھا کر چکر لگواتے ہیں][2] اور کوڑے مارتے ہیں، عبداللہ بن سلام ؓ نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا، اس میں تو رجم ہے [انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ کی کسی وادی میں آنے کی دعوت دی آپ ﷺ ان کے تعلیمی[3] مرکز میں تشریف لائے انہوں نے کہا: اے ابو قاسم! ہم میں سے ایک آدمی نے ایک عورت سے زنا کیا ہے، آپ ﷺ فیصلہ فرمائیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کیلئے تکیہ رکھ دیا، آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تورات لاؤ][4] وہ تورات لائے

۱- البخاری ۶۸۴۱۔

۲- مسلم ۴۴۱۲، براء بن عازب کی روایت سے۔

۳- المدراس وہ گھر جہاں پڑھایا جاتا ہے (النہایہ)۔

۴- صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۳۹۔

آپ ﷺ نے تکیہ اپنے نیچے سے نکال کر اس پر تورات رکھی، پھر فرمایا: میں تجھ پر، اور جس نے تجھے نازل فرمایا، اس پر ایمان لایا ہوں پھر آپ ﷺ نے فرمایا] (۱) [تم اپنے میں سے دو زیادہ علم رکھنے والے آدمی میرے پاس لاؤ، آپ ﷺ کے پاس ابن صوریا کے دو بیٹوں کو لایا گیا (۲)] انہوں نے تورات کو کھولا [اور پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ آیت رجم پر سے گزرے] (۳) جو ان میں سے پڑھتا تھا (۴) اس نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھا، پھر اس نے پہلے اور بعد کے الفاظ پڑھے، تو عبداللہ بن سلام نے فرمایا: [جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے] (۵) اس سے کہا اپنا ہاتھ اٹھا، اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا، اس میں رجم کی آیت تھی، انہوں نے کہا، اے محمد ﷺ اس نے سچ کہا ہے اس میں رجم کی آیت موجود ہے ان دونوں نے کہا: ہم تورات میں یہ حکم پاتے ہیں کہ جب چار آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے اس مرد کے عضو تناسل کو (اس طرح) اس عورت کی شرمگاہ میں دیکھا ہے جیسے سلائی سرمہ دانی میں، تو ان دونوں کو رجم کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں ان دونوں کو رجم (سنگسار) کرنے سے کونسی چیز روکتی ہے؟ ان دونوں نے کہا: [جب سے ہماری حکومت ختم ہوئی تو ہم نے قتل کو ناپسند کرنا شروع کر دیا] (۶) [ایک روایت میں ہے کہ دراصل ہمارے معزز لوگوں میں یہ چیز عام ہو گئی ہے جب ہم کسی معزز آدمی کو ایسا کرتا ہوا پاتے تو اسے چھوڑ دیتے اور غریب آدمی پر حد قائم کرتے، ہم نے کہا آؤ ایسی چیز پر جمع ہو جائیں جسے معزز اور غریب لوگوں پر حد قائم رکھ سکیں تو ہم نے رجم (سنگسار) کی جگہ چہرے کو سیاہ کرنا اور کوڑے لگانا شروع کیا] (۷) [تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا جبکہ انہوں نے اسے ختم کر دیا تھا] (۸) [تو رسول اللہ ﷺ نے گواہ طلب کیے، چار گواہ آئے، انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے اسکے عضو تناسل کو اس کی شرمگاہ میں، سرمہ دانی میں سلائی کی طرح داخل ہوتے دیکھا] (۹) رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کیلئے فیصلہ دیا تو انہیں رجم کر دیا گیا [ہموار زمین کے پاس] (۱۰) میں نے مرد کو دیکھا کہ وہ عورت کو پتھر لگنے سے بچاتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات

۱،۲،۳۔ صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۳۹۔

۴،۵۔ مسلم ۴۴۱۲ براء بن عازب کی روایت سے۔

۶،۹۔ صحیح سنن ابو داؤد ۳۷۴۰ جابر بن عبداللہ کی روایت سے۔

۷۔ مسلم ۴۴۱۲ براء بن عازب کی روایت سے۔

۸۔ صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۳۸ جابر بن عبداللہ کی روایت سے۔

۱۰۔ البخاری ۶۸۱۹۔

نازل فرمائیں ﴿یا أیھا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر ... ان اوتیتم ھذا فخذوہ .. تک ہے﴾[1] انہوں نے کہا: تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ، اگر وہ تمہیں چہرہ سیاہ اور کوڑے لگانے کا حکم دے تو مان لو، اگر تمہیں رجم (سنگسار) کا فتویٰ دے تو اس سے بچ جاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائیں [جو شخص اللہ کے نازل کردہ حکم پر فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں][2] [اور جو شخص نازل کردہ حکم پر فیصلہ نہ کرے وہ ظالم ہیں][3] [اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم پر فیصلہ نہ کرے وہی فاسق ہیں][4] [یہ تمام آیات کفار کے بارے میں نازل ہوئیں][5]

۵-(۵) رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فیصلہ جو اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرے

احکامات:

☆ خاوند کا اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرنا حرام ہے۔

☆ بیوی کی لونڈی سے زبردستی کرنے پر سخت سزا۔

☆ بیوی کی لونڈی سے زنا کرنے پر حد قائم نہیں ہوگی۔

☆ خاوند اپنی بیوی کے مال کی ہلاکت کا ذمہ دار ہے۔

☆ خاوند کو بیوی کی لونڈی سے خدمت لینا جائز ہے۔

دلائل:

۱- حدیث سلمہ بن محبق[6]: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں فیصلہ فرمایا، جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کیا اگر اس (خاوند) نے اس سے مجبور کیا ہے تو وہ آزاد ہوگی، اور اسے اس کی مالکہ کو اس کی قیمت ادا کرنا ہوگی۔ اور اگر اس لونڈی نے اپنی مرضی سے زنا کیا تو وہ لونڈی اسکی ہوگئی؛ اور اسکی مالکہ کو اس کی قیمت ادا کرنا ہوگی۔

۲- حدیث سلمہ بن المحبق[7] نبی ﷺ کے ایک صحابی اکثر سفر اور جہاد پر رہتے تھے، انکی بیوی نے اپنی لونڈی ساتھ

۱،۲،۳،۴- سورۃ المائدۃ ۴۱، ۴۴، ۴۵، ۴۷۔

۵- مسلم ۴۴۱۲ براء بن عازب کی روایت سے۔

۶- سنن الکبریٰ للبیہقی ۸/۲۴۰ سنن ابی داؤد مختصر ۴۴۶۰ مصنف عبدالرزاق ۱۳۴۱۷۔

۷- سنن الکبریٰ للبیہقی ۸/۲۴۰۔

بھیج دی، اس نے کہا: یہ آپ کا سر دھوئے گی اور خدمت کرے گی، سامان کی حفاظت کرے گی، اور اس نے وہ مکمل اسے نہ دی۔ ان کا وہ سفر لمبا ہوگیا، انھوں نے اس سے مباشرت کرلی۔ لونڈی نے واپسی پر اپنی مالکہ کو اس سے آگاہ کیا، مالکہ نے بہت زیادہ غیرت اور غصہ کا اظہار کیا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، اور آپ ﷺ کو اس واقعہ کے متعلق بیان کیا اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اس نے اس سے زبردستی کی ہے تو وہ (لونڈی) آزاد ہے۔ اس پر اس کی قیمت کے برابر عوض ادا کرنا ہوگا۔ اور اگر وہ اس کے پاس اس کی رضامندی سے آیا تو وہ اس کی ہوگئی اور تجھے اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔ اور آپ ﷺ نے اس پر حد قائم نہیں کی۔

٦-(٦) رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فیصلہ جو اپنی بیوی کے ساتھ دوسرے مرد کو پائے

احکامات:

☆ فاجرہ عورت سے نکاح جائز ہے۔

☆ سعد بن عبادہ کی فضیلت کا بیان۔

☆ اسلام نظم وضبط کا دین ہے، اسی لئے اس نے ہر چیز کے لئے اصول وضع کئے ہیں۔

☆ زنا کے دعوی کے ثبوت کیلئے دلیل ضروری ہے۔

☆ طلاق ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے ذریعے خاوند اپنی عورت پر شک وشبہات کی صورت میں اس سے چھٹکارہ حاصل کرسکتا ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن عباس رضی اللہ عنہ[۱] وہ فرماتے ہیں: ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا: میری بیوی کسی بھی چھونے والے کے ہاتھ کو نہیں روکتی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو دور کردے[۲] اس نے کہا: مجھے یہ ڈر ہے کہ اس کے پیچھے میری جان چلی جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس سے اپنی خواہش پوری کر۔

۱- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۰۴ اور نسائی ٦/ ٦٦۔

۲- یعنی اسے طلاق دیکر دور کردے۔

۲- حدیث ابو ہریرہؓ:[۱] سعد بن عبادہ انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ خاوند اپنی عورت کے ساتھ دوسرے آدمی کو پائے تو کیا اسے قتل کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! سعدؓ نے کہا، کیوں نہیں! اللہ کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو عزت دی۔ تو رسول اللہ نے فرمایا لوگو! تم اپنے سردار کی بات سنو [لوگوں نے عرض کی [اے اللہ کے رسول ﷺ! اسے ملامت نہ کیجئے کیونکہ یہ بہت باغیرت ہے، اس نے جب بھی شادی کی کنواری عورت سے کی اور جس عورت کو اس نے طلاق دی اس سے ہم میں سے کوئی بھی شخص شادی نہیں کر سکا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ دلیل کے بغیر قتل سے منع کرتا ہے][۲] [ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تلوار ہی دلیل ہے[۳] اس بات کو ابھی مکمل نہ کیا تھا کہ اگلی بات کی اور فرمایا: یوں تو نشہ کرنے والا اور غیرت مند دونوں ہی اس میں ایک دوسرے کی روش پر چل پڑیں گے (یعنی یوں تو قتل کا دروازہ کھل جائے گا)][۴]

۷-(۷) بیمار پر حد قائم کرنے کے طریقہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ حد کے ثبوت کیلئے مریض کا اقرار درست متصور ہوگا۔

☆ حد، ضعیف اور کمزور سے ساقط نہیں ہوتی۔

☆ حاکم کو خبر پہنچانا ممنوعہ جاسوسی میں سے نہیں۔

☆ شریعت اسلامیہ کی رحمت اور شفقت کا بیان۔

☆ کوڑوں کی سزا میں ضرورت کی بنا پر حیلہ جائز ہے۔

۱- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۶۰۵ (اس حدیث کو نسائی اور شیخین نے دوسری سند سے روایت کیا ہے)۔

۲- مصنف عبدالرزاق ۱۷۹۱۷ از ہریؒ سے روایت کیا ہے۔

۳- دونوں کا اکٹھے مقتول پائے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں برا کام کر رہے تھے جس وجہ سے قتل کر دئے گئے، لیکن نبی کریم ﷺ نے اس سے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ یوں قتل کا دروازہ کھل جائے گا۔

۴- کنز العمال ۱۳۶۱۳۔

دلائل:

۱- حدیث ابوامامہ بن سھل بن حنیف:[۱] بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی جو بہت کمزور تھا[اپاہج ام سعد کی دیوار کے پاس رہتا تھا][۲] وہ اتنا کمزور تھا کہ اسکی ہڈیوں پر صرف چمڑا تھا ایک دفعہ [بنی ساعدہ کی لونڈی][۳] اسکے پاس آئی؛ وہ اس لونڈی سے بہت خوش ہوا۔اس نے لونڈی سے زنا کرلیا۔[لونڈی حاملہ ہوگئی جب اس نے بچہ جنا تو اس سے پوچھا گیا: یہ بچہ کس کا ہے؟ اس نے جواب دیا: فلاں کمزور اور لاغر، بدصورت شخص کا جو کہ کمزوری کی وجہ سے باریک چھلکے کی طرح ہے][۴] جب اسکی قوم کے لوگ اسکے پاس آئے، بات کو دھرایا،[اس اپاہج شخص سے سوال کیا گیا تو اس نے اعتراف کرلیا اور][۵] اس نے انہیں بتایا[اس لونڈی نے سچ کہا، وہ بچہ میرا ہی ہے][۶] اس نے لوگوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میرے لئے فتوی طلب کرو، میں نے لونڈی سے جماع کیا ہے، کیونکہ وہ میرے پاس خود آئی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا،[سعد بن عبادہ نے اسکا معاملہ اٹھایا][۷] [آپ ﷺ نے فرمایا: اسے سو کوڑے لگاؤ][۸] [رسول اللہ ﷺ کو اس کی حالت کے بارے میں بتایا گیا اسے سزا نہیں دی جاسکتی][۹] انہوں نے کہا: اللہ کے نبی ﷺ وہ آدمی بہت کمزور ہے یعنی مار سے بھی، اگر ہم اسے سو کوڑے ماریں تو وہ مرجائیگا][۱۰] انہوں نے کہا ہم نے اس سے زیادہ کمزور انسان نہیں دیکھا، اگر ہم اسے اٹھا کر آپ ﷺ کے پاس لائیں تو اسکی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔اسکی ہڈیوں پر صرف کھال ہے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ایک کھجور کا خوشہ لاؤ[جسکی سو شاخیں ہوں][۱۱] وہ اسے ایک ہی دفعہ ماردو۔

۸-(۸) زنا کرنے والی غیر شادی شدہ لونڈی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ لونڈیوں پر حد قائم کرنا واجب ہے۔

☆ وہ شخص جس نے زنا کیا، اسے سزا دی گئی، لیکن وہ پھر بھی اس گناہ کو دوبارہ کرے تو اس پر دوبارہ سزا ہوگی۔

۱- صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۵۴۔

۲،۳،۴،۵،۹- دار قطنی ۳/۱۰۰۔

۶،۷- بیہقی ۸/۲۳۰۔

۸،۱۰،۱۱- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۰۸۷۔

☆ بدکاروں سے میل جول رکھنے کی سخت ممانعت ہے۔

☆ مالک حاکم وقت کی اجازت کے بغیر بھی اپنے غلام پر حد قائم کرسکتا ہے۔

دلائل:

۱- حدیث ابو ہریرہ اور زید بن خالد[۱] [الجہنی][۲]: رسول اللہ ﷺ سے اس کنواری لونڈی کے بارے میں سوال کیا گیا جو زنا کی مرتکب ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب [ہم میں سے کسی کی لونڈی][۳] زنا کرے [اس کا زنا ظاہر ہو جائے][۴] تو اسے کوڑے لگاؤ [اور ملامت][۵] [اور نہ عیب لگاؤ][۶] پھر اگر وہ دوبارہ مرتکب ہو تو اسے حد لگاؤ [اللہ تعالی کے حکم کے مطابق][۷] پھر اگر وہ دوبارہ مرتکب ہو تو اسے حد لگاؤ پھر [اگر وہ تیسری بار ایسا کرے تو][۸] اسے بیچ دو [ایک روایت میں ہے اگر وہ اسی جرم کا اعادہ کرے تو اسے بیچ دو][۹] چاہے تمہیں [بالوں کی][۱۰] چٹیا کی قیمت کے عوض فروخت کرنا پڑے۔

۹-(۹) رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فیصلہ جسے زنا کے کوڑے لگائے گئے پھر پتہ چلا کہ یہ شادی شدہ ہے

احکامات:

☆ حاکم اور قاضی اپنے علم کے مطابق حد لگا سکتا ہے۔

☆ شادی شدہ کو کوڑے لگا دینے سے رجم کی حد ساقط نہیں ہوگی۔

☆ کوڑے اور رجم کو جمع کرنا جائز ہے، اگر مجرم رجم کا بھی مستحق ہے۔

۱- البخاری/ ۶۸۳۷۔

۲- موطا امام مالک ۲/ ۸۲۶۔

۳،۴،۵،۶- مسلم ۴۴۲۰۔

۷- صحیح سنن ابی داود ۳۷۵۲۔

۸،۹،۱۰- صحیح سنن الترمذی ۱۱۶۷۔

دلائل:

حدیث جابرؓ[1]: کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرد کو سو کوڑے لگائے، تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ شادی شدہ ہے تو آپ ﷺ نے اسے رجم کرنیکا حکم دیا۔

۱۰-(۱۰) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ جو شخص بغیر تعین کے اپنی کسی بیوی پر تہمت لگائے تو اس شخص پر حد نہیں ہے

احکامات:

☆ کسی نامعلوم شخص پر تہمت لگانے سے حد واجب نہیں ہوگی۔

☆ شک کی وجہ سے حد معاف ہو جاتی ہے۔

☆ خاوند کو اگر بیوی کے زنا پر یقین نہ ہو تو اس کے درمیان لعان نہیں ہوگا۔

دلائل:

حدیث عطاء خراسانی[2]: انہوں نے وہ سنا جو نبی ﷺ نے عتاب بن اسید کی طرف لکھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیویوں سے کہے: تم میں سے کسی ایک نے زنا کیا ہے، وہ نہیں جانتا کہ وہ کون سی ہے؟ اور نہ ہی اس نے کسی کا تعین کیا کہ وہ فلاں عورت ہے۔ اس پر نہ حد ہوگی اور نہ ہی لعان۔

۱۱-(۱۱) کہ مجبور شخص سے حد ساقط ہونے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ جس سے زبردستی زنا کیا گیا اس پر حد نہیں ہوگی۔

☆ زنا کے اعتراف سے حد واجب ہو جاتی ہے۔

☆ مجرم کا اپنے آپ پر حد کا مطالبہ کرنا، اسکی توبہ کی دلیل ہے۔

۱- سنن الکبریٰ للبیہقی ۸/ ۲۱۷۔

۲- مصنف عبدالرزاق ۷/ ۱۲۷۔

☆ انسان اپنے عمل کا جوابدہ ہے۔

☆ حدود کے نفاذ کا دارومدار مجرم کے اقرار اور اختیاری فعل پر ہے۔

دلائل:

۱- حدیث علقمہ بن وائل الکندی:(۱) وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے زمانہ میں نماز کے ارادہ سے نکلی تو اسے راستہ میں ایک آدمی ملا جس نے اسے کپڑے میں ڈھانپ کر زنا کیا تو وہ عورت چلائی۔ وہ مرد چلا گیا تو ایک آدمی اس عورت کے پاس سے گزرا اس عورت نے کہا: فلاں مرد نے مجھ سے ایسا ایسا کام کیا۔ اس کے بعد مہاجرین کا ایک گروہ اس عورت کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا: میرے ساتھ فلاں آدمی نے ایسا ایسا کام کیا، وہ گئے اور اس مرد کو انہوں نے پکڑ لیا جس پر عورت کو یقین تھا کہ اس نے اس سے زنا کیا ہے۔ تو وہ اس مرد کو اس عورت کے پاس لائے تو اس کہا: ہاں یہ وہی ہے تو وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا تو تو وہ شخص کھڑا ہو گیا جس نے اس عورت سے زیادتی کی تھی اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں وہ شخص ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا: تو جا! اللہ نے تجھے بخش دیا ہے۔ اور پہلے شخص کو اچھے کلمات ارشاد فرمائے۔ اور اس عورت کے ساتھ زنا کے مرتکب شخص کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر مدینہ کے تمام لوگ ایسی توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ ان سے توبہ قبول کر لیں گے۔

۲- حدیث عبدالجبار بن وائل بن حجرؓ(۲): انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک عورت سے جبراً زنا کیا گیا تو نبی ﷺ نے اس سے حد ساقط فرما دی اور اس مرد پر حد قائم کی جس نے اس کے ساتھ زنا کیا، راوی نے ذکر نہیں کیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے عورت کے لئے مہر مقرر کیا۔

۱- صحیح سنن الترمذی ۱۱۷۵، الصحیحہ ۹۰۰، اسے رجم کردہ کے قول کے علاوہ حدیث حسن ہے۔

۲- ضعیف سنن الترمذی ۲۴۲۔

۱۲-(۱۲)رسول اللہ ﷺ کا نفاس والی اور بیمار عورت پر حد مؤخر کرنے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ غلام اور لونڈی اگر زنا کے مرتکب ہوں تو ان پر حد قائم ہوگی۔

☆ حد قائم کرنے کیلئے غلام کے شادی شدہ ہونے اور غیر شادی شدہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

☆ نفاس، مرض اور ایسے ہی دوسرے اسباب کی بنا پر حد کے نفاذ میں تاخیر کی جائے گی۔

☆ غلام اور لونڈی کے لئے زنا کی سزا کوڑے ہی ہیں اگرچہ وہ شادی شدہ ہوں۔

☆ مجتہد شرعی مصلحت کے سبب اجتہاد کر سکتا ہے۔

دلائل:

۱- حدیث ابی عبدالرحمان [السلمی]، [۱][۲] انہوں نے کہا: علیؓ نے خطبہ دیا تو فرمایا: اے لوگو! اپنے غلاموں پر حد قائم کرو، وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کیا [زنا کا بچہ جنا تو] [۳] آپ ﷺ نے اس لونڈی کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ [میں اس کے پاس آیا] [۴] تو وہ ابھی نفاس کی حالت میں تھی۔ [اس کا خون خشک نہیں ہوا تھا اور نہ ہی پاک ہوئی تھی] [۵] میں نے ڈر محسوس کیا کہ اسے کوڑے لگاؤں تو وہ مر جائے گی۔ [میں واپس لوٹا] [۶] اور نبی ﷺ سے یہ ماجرا بیان کیا اور کہا [اے اللہ کے نبی ﷺ میں نے ڈر محسوس کیا کہ اگر میں اسے ماروں تو وہ مر جائے گی، اس لئے میں نے اس تندرست ہونے تک چھوڑ دیا کہ اسے تب کوڑے لگاؤں (جب وہ تندرست ہو جائے)] [۷] تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے اچھا کیا [جب وہ پاک ہوگی تو اس پر حد قائم کرنا، اور فرمایا: تم اپنے غلاموں اور لونڈیوں پر حد قائم کرو] [۸]

۱- مسلم ۴۴۲۵۔

۲،۴،۶- صحیح سنن الترمذی ۱۱۶۶۔

۳،۵،۷- الدارقطنی ۳/۱۵۸ حدیث صحیح ہے علیؓ کی روایت سے۔

۸- الدارقطنی ۳/۱۵۹ اور حدیث صحیح ہے حضرت علیؓ کی روایت سے۔

۱۳-(۱۳) رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فیصلہ جس نے کسی عورت کے ساتھ زنا کا اقرار کیا لیکن اس عورت نے انکار کردیا

احکامات:

☆ اقرار صرف اقرار کرنے والے پر حجت ہے۔

☆ غیر شادی شدہ زانی کی حد سو کوڑے ہے۔

☆ غیر شادی شدہ کے لئے کوڑوں کی سزا ہوگی۔

☆ مدعی اگر گواہ نہ پیش کر سکے تو اسے بہتان کی حد لگائی جائے گی۔

☆ زنا ایک بے حیائی کا عمل ہے۔

☆ دو جرائم کا ارتکاب یا اقرار کرنے والے پر دو حدیں لاگو ہوں گی۔

دلائل:

۱- **حدیث** سہل بن سعدؓ[۱] وہ نبیؐ سے روایت کرتے ہیں کہ (اسلم قبیلہ سے)[۲] ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا [اور کہا:][۳] اس نے ایک عورت کا نام لیا کہ اس سے اس نے زنا کیا رسول ﷺ نے اس عورت کی طرف پیغام بھیجا [اور اسے بلایا][۴] اس سے اس بارے میں پوچھا: اس نے زنا کا انکار کردیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر حد لگائی اور عورت کو چھوڑ دیا۔

۲- **حدیث** ابن عباسؓ[۵]: وہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ بنی لیث بن بکر بن عبد مناۃ کا ایک آدمی، لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا، آپ ﷺ کے قریب آ کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ پر حد قائم کریں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جا! آپ ﷺ نے اسے ڈانٹا تو وہ بیٹھ گیا۔ اس نے دوسری مرتبہ

۱- صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۴۹۔

۲،۳،۴- مسند احمد ابن حنبل ۳۳۹/۵۔

۵- السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۲۸/۸ ہیثمی نے اسے مجمع الزوائد ۲۷۰/۶ میں ذکر کیا اور کہا کہ اسکی سند میں قاسم بن فیاض ہے جسے ابوداؤد نے ثقہ کہا اور ابن معین نے ضعیف کہا اور اسکے باقی راوی ثقہ ہیں۔

کھڑے ہوکر وہی بات کہی آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جا! اس نے تیسری مرتبہ کھڑے ہوکر وہی بات کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا تیرا کیا حد ہے؟ اس مرد نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے حرام تعلق قائم کیا ہے تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے کچھ لوگوں سے، جن میں علیؓ بن ابی طالب، زیدؓ بن حارثہ اور عثمانؓ بن عفانؓ تھے، فرمایا: اسے لے جاؤ، اور اسے سو کوڑے لگاؤ۔ کیونکہ وہ لیثی شخص شادی شدہ نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اس عورت کو کوڑے نہیں لگائے جائیں گے جس سے اس نے ارتکاب کیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس مرد کو کوڑے لگا کر لاؤ، جب اسے ان کے پاس لایا گیا تو انہوں نے فرمایا: تیری ساتھی کون ہے؟ اس نے کہا: بنی بکر کی فلاں عورت، رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو بلایا اور اس بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ جھوٹا ہے، میں تو اسے جانتی بھی نہیں ہوں، اور اس کے اس قول سے بری ہوں اور اپنی بات پر اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہراتی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے مرد سے پوچھا: تیرے کون سے گواہ ہیں کہ تو نے اس عورت سے برائی کی، کیونکہ وہ انکار کر رہی ہے۔ اگر تیرے پاس گواہ ہیں تو اسے کوڑے لگاؤں گا، ورنہ تجھ پر بہتان کی حد لگاؤں گا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میرے پاس گواہ نہیں ہیں۔ تو انہوں نے اس پر بہتان کی حد کے اسی (۸۰) کوڑے لگانے کا حکم دیا۔

۱۴- (۱۴) رسول اللہ ﷺ کا حد میں سفارش کو برا سمجھنے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ مقدمہ حاکم تک پہنچ جائے تو پھر حدود میں سفارش جائز نہیں۔

☆ حدود میں اعلیٰ و ادنیٰ سب برابر ہیں۔

☆ چوری کی حد ہاتھ کاٹنا ہے۔

☆ ضرورت کی بنا پر حاکم لوگوں سے خطاب کر سکتا ہے۔

☆ بنی اسرائیل کی برائی اور قباحت کا بیان۔

☆ جرم سے سچی توبہ کرنے والا مسلمان پہلے کی طرح معزز ہو جاتا ہے۔

دلائل:

حدیث عائشہ (۱) [رضی اللہ عنہا] (۲): کہ ایک مخزومی عورت کے معاملے نے قریش کو پریشان کر دیا۔ جس نے [رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں، فتح مکہ کے موقع پر] (۳) چوری کی [وہ سامان ادھار لیتی اور پھر اس سے انکار کر دیتی] (۴) تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے کون بات کرے گا؟ [اس عورت کے بارے میں، ہم ۴۰ اوقیہ فدیہ کے طور پر دینے کے لئے تیار ہیں] (۵) انہوں نے کہا: اسامہؓ کے سوا، کوئی اس کی جرأت نہیں کرے گا کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے چہیتے ہیں [انہوں نے اسامہؓ سے بات کی] (۶) اسامہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی۔ [تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا] (۷) [آپ ﷺ نے اسے ایسے کرنے سے روک دیا] (۸) اور فرمایا: کیا تم اللہ کی حدود میں سفارش کرتے ہو؟ [اسامہؓ نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ: میرے لئے بخشش طلب کیجئے] (۹) پھر [جب شام کا وقت ہوا] (۱۰) [رسول ﷺ نے اس بارے میں لوگوں کی دوڑ دھوپ کو دیکھا] (۱۱) تو آپ ﷺ خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے [اللہ کی تعریف کی، جس کا وہ اہل ہے] (۱۲) آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم سے پہلے [بنی سرائیل] (۱۳) کے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ ان میں جب کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے، جب کوئی ادنی شخص چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ اللہ کی قسم: اگر میں محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی، میں اسکا بھی ہاتھ کاٹ دیتا [لوگ ناامید ہو گئے اور آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا] (۱۴) [اور ایک روایت میں ہے عائشہؓ نے فرمایا: بعد میں اس کی توبہ نے اسے سنوار دیا اور اس نے شادی کر لی۔ اس کے بعد وہ میرے پاس آتی تو میں اس کی حاجت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاتی] (۱۵)

۱- مسلم ۴۳۸۶۔

۲- البخاری ۶۷۸۸۔

۳- صحیح سنن ابوداؤد ۳۶۷۸۔

۴- الارواء ۲۴۰۵ اور صحیح سنن ابوداؤد ۳۶۷۷۔

۵،۱۱- مستدرک حاکم ۴/۳۸۰۔

۶،۱۳- صحیح سنن النسائی ۴۵۴۶۔

۷،۹،۱۰،۱۲،۱۵- مسلم ۴۳۸۷۔

۸- صحیح سنن النسائی ۴۵۵۰۔

۱۴- المستدرک ۴/۳۸۰، مسلم ۴۳۸۷۔

۱۵-(۱۵)رسول اللہ ﷺ کا غلط معاہدہ توڑنے اور کنوارے زانی پر حد قائم کرنے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ فتویٰ صرف مفتی ہی دے سکتا ہے اگر چہ وہاں اس سے بڑا عالم موجود ہو۔

☆ کنواری عورت اگر زنا کی مرتکب ہو تو اسے سو کوڑے اور جلاوطنی کی سزا دی جائے گی اور شادی شدہ کو سنگسار کیا جائے گا۔

☆ شرعی حد کو ساقط کرنے والی ہر شرط باطل ہوگی۔

☆ شرعی حد کو ساقط کرنے والا ہر معاہدہ باطل ہوگا۔

☆ خبر واحد حجت ہے اور علم کا فائدہ دیتی ہے۔

☆ حد قائم کرنے کے لئے درمیانے درجے کا کوڑا استعمال ہوگا۔

☆ بدکاری ایک ایسا برا عمل ہے جس کو مسلمان کی طبیعت ناپسند کرتی ہے۔

☆ حدود کے جرائم کو ظاہر کرنے کی بجائے پردہ پوشی اور توبہ کرنا بہتر ہے۔

دلائل:

حدیث ابی ہریرہؓ [1] اور زیدؓ بن خالد الجہنی : دونوں کہتے ہیں : ایک دیہاتی آدمی رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لئے کتاب اللہ کا فیصلہ کریں۔دوسرے مخالف نے کہا [جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا] جی ہاں ! آپ ﷺ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کیجئے اور مجھے اجازت دیجئے [کہ میں آپ ﷺ سے کلام کروں] [2] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو بات کر،اس نے کہا: میرا بیٹا اس کا مزدور تھا [3] میرے بیٹے نے اسکی عورت سے زنا کر لیا اور مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے پر رجم کی

۱- البخاری ۲۷۲۴۔

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۳۵۔

۳- موطا امام مالک ۲/۸۲۲۔

حد ہے تو میں نے اسے ایک سو بکریاں اور [اپنی لونڈی][1] فدیہ کے طور پر دے دی۔ میں نے اہل علم سے سوال کیا، انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی کی سزا ہے اور اس مرد کی بیوی پر رجم کی حد ہوگی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تم دونوں کے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کرونگا۔ تیری لونڈی اور بکریاں تجھے واپس کی جائیں گی۔ تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی کی سزا ہے [تو رسول اللہ ﷺ نے کوڑا منگوایا، وہ کوڑا ٹوٹا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا اس سے بڑا کوڑا لاؤ تو نیا کوڑا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے کم لاؤ تو آپ کے پاس جڑا ہوا کوڑا لایا گیا][2] [آپ ﷺ نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے لگائے اور ایک سال کیلئے جلا وطن کردیا][3] اور فرمایا اے انیس! [اسلمی][4] اس مرد کی بیوی کے پاس جاؤ اگر اس نے اعتراف کرلیا تو اسے سنگسار کردو۔ [انیس][5] اس کے پاس گئے تو اس عورت نے اعتراف جرم کرلیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور وہ سنگسار کردی گئی [پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تمہارے لئے اب وقت آگیا ہے کہ اللہ کی حدود سے تجاوز کرنے سے باز آجاؤ، جو شخص ان برائیوں میں سے کسی میں ملوث ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ کے ڈالے ہوئے پردہ کی وجہ سے اس کی پردہ پوشی کرے، جو شخص اسکا گناہ ہم پر ظاہر کریگا، ہم اس پر حد قائم کریں گے][6]

(۱٦)۱٦-(۱٦) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ مساجد میں حدود قائم نہ کی جائیں اور مالک سے غلام کا قصاص نہ لیا جائے

احکامات:

☆ مساجد میں حدود قائم کرنا جائز نہیں۔

☆ باپ کو بیٹے کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائیگا۔

۱- تجرید التمہید ۴۳۳، اور موطا امام مالک ۲/۸۲۲۔

۲،۳- صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۳۵۔

۴،۵- المحقق ۸/۲۱۲۔

٦- بخاری ٦۸۲٦۔

☆ انسان یا اس کے کسی عضو کو آگ میں جلانا جائز نہیں۔

☆ مالک سے غلام کا قصاص نہیں لیا جائے گا۔

☆ حاکم، مظلوم غلام کو آزاد کر سکتا ہے۔

دلائل:

۱- حدیث ابن عباسؓ[۱]: وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: مساجد میں حدود قائم نہیں کی جائیں گی اور نہ باپ کو بیٹے کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

۲- حدیث ۔ابن عباس رضی اللہ عنہ: انہوں نے کہا[۲]: عمر بن خطابؓ کے پاس ایک لونڈی آئی، اس نے کہا: میرے آقا نے مجھ پر تہمت لگائی اور مجھے آگ پر بٹھا دیا یہاں تک کہ میری شرمگاہ جل گئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا اس نے یہ بات تجھ میں دیکھی ہے؟ اس نے کہا نہیں! انہوں نے کہا: کیا تو نے اس کے سامنے کچھ اعتراف کیا؟ اس نے کہا نہیں! عمرؓ نے فرمایا: تو میرے ساتھ آ، عمرؓ نے جب آدمی کو دیکھا تو پوچھا کیا تو اللہ کے عذاب کی طرح عذاب دیتا ہے۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں نے اپنی طرف سے الزام لگایا ہے۔ عمرؓ نے پوچھا: کیا تو نے اسے برائی میں دیکھا ہے؟ کہنے لگا نہیں! انہوں نے پھر پوچھا، کیا اس نے اعتراف کیا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں! عمرؓ نے کہا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ مالک سے غلام کا قصاص نہ لیا جائیگا اور نہ باپ سے بیٹے کا قصاص لیا جائیگا تو میں ضرور تجھ سے اس کا بدلہ لیتا، پھر اسے باہر نکالا اور سو کوڑے لگائے پھر لونڈی سے کہا: جا! تو اللہ کیلئے آزاد ہے، تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لونڈی ہے۔

۱۷-(۱۷) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ حدود میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں

احکامات:

☆ رسول اللہ ﷺ کے افعال و اقوال کی طرح صحابہؓ کے اقوال و افعال پر بھی سنت کا اطلاق ہوتا ہے۔

۱- صحیح سنن الترمذی/۱۱۳۰ اور مستدرک حاکم ۴/ ۳۶۹ دیکھو ارواء الغلیل ۷/ ۲۷۱ اور نصب الرایہ ۴/ ۳۳۹۔

۲- مستدرک حاکم ۲/ ۲۱۶ حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔ لیکن ذھبی نے یہ کہہ کر اس کا تعاقب کیا ہے کہ عمر بن عیسی منکر حدیث ہے۔ اور مستدرک ہی میں ۴/ ۳۶۸ میں حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ اور اپنے پہلے قول کو بھول گئے۔ یہ بات البانی نے ذکر کی ہے۔

☆ طلاق اور قصاص کے مقدمات میں عورتیں نہ گواہی دیں اور نہ انہیں گواہ بنایا جائے۔

دلائل:

حدیث حجاج: وہ زہریؒ سے روایت کرتے ہیں [۱] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اور ان کے بعد دونوں خلفاء سے یہی سنت جاری ہے کہ حدود میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں ہے۔ [حضرت علیؓ نے فرمایا: حدود، طلاق اور قصاص میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں] [۲]

۱۸- (۱۸) رسول اللہ ﷺ کا اپنے مالک سے آزادی کا معاہدہ کرنے والے غلام کی حد کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ غلام اگر مشترکہ ہو تو ایک مالک کے آزاد کرنے پر اس کے حصے کی غلامی سے آزاد ہو جائے گا۔

☆ مالک سے آزادی کا معاہدہ کرنے والا وراثت میں اتنا ہی حق دار ہوگا جتنا وہ آزاد ہوا ہے۔

☆ مالک سے آزادی کا معاہدہ کرنے والا غلام اگر جرم کرے تو جس قدر غلام ہوگا اس قدر اسے غلام کی سزا اور جس قدر آزاد ہوگا اسی قدر اسے آزاد کی سزا ملے گی۔

دلائل:

حدیث ابن عباسؓ [۳] رسول اللہ نے فرمایا: جب مالک سے آزادی کیلئے معاہدہ کرنے والے غلام پر حد قائم کی جائے یا اسے وراثت دی جائے [تو وہ] [۴] آزادی کے برابر وارث ہوگا۔ [اور اس پر حد بھی آزادی کے حساب سے قائم ہوگی] [۵]

۱- مصنف ابن ابی شیبہ ۱۰/ ۵۸، اور نصب الرایہ ۴/ ۷۹ اور زھریؒ کی روایت مرسل ہے۔

۲- مصنف عبدالرزاق ۸/ ۳۲۹ اور یہ حدیث حضرت علیؓ پر موقوف ہے۔

۳- صحیح سنن ابی داؤد ۳۸۳۰۔

۴- مستدرک حاکم ۲/ ۲۱۹ حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے روایت نہیں کیا۔ اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

۵- البیہقی ۹/ ۳۲۵۔

۱۹-(۱۹)رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ جب چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو اس پر جرمانہ عائد نہیں ہوگا

احکامات:

☆ حد کی سزا کے ساتھ جرمانہ عائد نہیں ہوتا۔

☆ چور کا ہاتھ کاٹنا، اس کے پورے جرم کی سزا ہے۔

☆ چوری کی سزا، چور کے دائیں ہاتھ کا کاٹنا ہے۔

دلائل:

۱- حدیث عبدالرحمٰن بن عوفؓ[۱] کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چور پر جب حد قائم کر دی جائے تو اس پر جرمانہ عائد نہ کیا جائے گا۔

۲- حدیث عبدالرحمٰن عوفؓ: وہ کہتے ہیں[۲]: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، آپ ﷺ نے اسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا[اس کا دایاں ہاتھ کاٹنے کے بعد][۳] فرمایا: اس پر تاوان نہیں ہے۔

۲۰-(۲۰)رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ اعتراف کے بعد ہاتھ کاٹنے کی سزا ضروری ہے

احکامات:

☆ اعتراف جرم سے مجرم کیلئے سزا ثابت ہو جاتی ہے۔

☆ اونٹ کی چوری سے حد لاگو ہوگی۔

☆ قاضی کو چاہیئے کہ مجرم کو، اقرار جرم سے رجوع کی تلقین کرے۔

☆ جس پر حد کی سزا قائم کی جائے، اسے توبہ اور استغفار کی تلقین کرنا چاہیئے۔

☆ اثبات جرم میں، شبہ دور کرنے کے لئے ایک یا دو مرتبہ مجرم کے اعتراف کو رد کیا جائے، تا کہ جرم واضح ہو سکے۔

۱- سنن النسائی ۸/۹۳۔ اور نسائی نے کہا یہ مرسل ہے

۲- دارقطنی ۳/۱۸۳۔

۳- دارقطنی ۳/۱۸۲۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبدالرحمٰن بن ثعلبہ انصاریؓ[1] وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن سمرہ بن حبیب بن عبدشمس، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ! میں نے فلاں شخص کا اونٹ چوری کر لیا ہے، اس لئے آپ ﷺ مجھے پاک کیجئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ انہوں نے کہا: ہمارا ایک اونٹ گم ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، تو ثعلبہ کہتے ہیں جب اس کا ہاتھ نیچے گرا، تو میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا، اور وہ کہہ رہا تھا کہ تمام تعریفیں اس ذات کے لیے، جس نے مجھے (اے ہاتھ) تجھ سے پاک کر دیا، تو چاہتا تھا کہ میرے سارے جسم کو آگ میں داخل کر دے۔

۲- **حدیث** ابوامیہ مخزومیؓ[2]: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، جس نے اعتراف جرم تو کر لیا تھا مگر اس سے مسروقہ مال برآمد نہ ہوا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرا کیا خیال ہے، تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! پھر آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ یہی بات پوچھی، بالآخر آپ کے حکم کے مطابق اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور اسے دوبارہ خدمت میں حاضر کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے بخشش طلب کر، اور توبہ کر لے۔ اس نے کہا: میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ تو اسکی توبہ قبول فرما لے۔

۲۱-(۲۱) رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فیصلہ جس نے کسی چیز کو اس کے اصل مقام سے اٹھایا تو اس سے کسی انسان کو نقصان پہنچا

احکامات:

☆ انسان اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے۔

☆ سد ذرائع (برائی کے ذرائع بند کرنا) شریعت کا مسلمہ اصول ہے۔

☆ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔

۱- ضعیف سنن ابن ماجہ ۵۶۲۔

۲- ضعیف سنن ابی داؤد ۹۴۳ یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔

دلائل:

حدیث ابوبکرہ[1]: وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی چیز کو اپنی جگہ سے اٹھایا اور اس چیز سے کسی کو نقصان پہنچ گیا تو اٹھانے والا اس کا ذمہ دار ہوگا۔

۲۲-(۲۲) رسول اللہ ﷺ کا شرابی کی حد کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ حد کے تعین سے پہلے شرابی کو جوتے، لکڑی اور چھڑی وغیرہ سے مارا جاتا تھا۔

☆ گناہ کے مرتکب شخص کو یہ بدعا دینا جائز نہیں کہ اللہ تجھے رسوا کرے۔

☆ گنہگار کیلئے اللہ سے بخشش ورحمت طلب کرنی چاہیئے۔

☆ شرابی کی سزا ۸۰ کوڑے ہے۔

☆ شرابی کو قتل نہیں کرنا چاہیئے اگرچہ وہ بار بار شراب نوشی کا مرتکب ہو۔

دلائل:

۱- **حدیث ابوہریرہؓ**[2] نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی [النعیمان یا ابن النعمان][3] لایا گیا [اور وہ بے ہوش تھا][4] جس نے [شراب][5] پی تھی [اور وہ حنین کے مقام پر][6] خالد بن ولید کا کجاوہ تلاش کر رہا تھا][7] [تو اس کی طبیعت بوجھل سی ہوگئی][8] [اس نے اپنے چہرے پر مٹی ڈالنی شروع کی][9] [پھر][10] [گھر میں موجود لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے

۱- مصنف عبدالرزاق ۱۰/۳۷۷ حدیث نمبر ۱۸۴۰۷ یہ حدیث حسن راوی سے مرسل روایت کی گئی ہے اور ہیثمی نے مجمع الزاوئد ۶/۲۹۵ میں اسے موصول بیان کیا اور یہ بات بزار کی طرف منسوب کی ہے۔ اور ذہبی کا یہ قول نقل کیا کہ وہ مجہول ہے۔ ابن حزم نے اسے محلی ۱۰/۵۲۷ میں بیان کیا۔

۲- البخاری ۶۷۷۷۔

۳- البخاری ۶۷۷۴ عقبہؓ بن حارث کی روایت سے۔

۴، ۸- البخاری ۶۷۷۵ عقبہؓ بن حارثؓ کی روایت سے۔

۵- صحیح سنن الترمذی ۱۱۶۸ انسؓ کی روایت سے۔

۶، ۹، ۱۰- صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۶۷ عبدالرحمان بن الازھر کی روایت سے۔

۷- صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۶۶ عبدالرحمان بن الازھر کی روایت سے۔

حکم دیا](1) اور(2) فرمایا: اسے مارو! ابوھریرہؓ نے کہا: ہم میں سے [تقریباً چالیس آدمی اسے مارنے لگے](3) بعض اسے ہاتھوں سے، بعض جوتے سے اور بعض کپڑے سے مار رہے تھے۔ [اور میں بھی اسے جوتوں سے(4) مارنے والوں میں شامل تھا](5) جب وہ چلا گیا تو بعض لوگوں نے کہا: اللہ تجھے رسوا کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا مت کہو! اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو [لیکن کہو! اے اللہ اسے معاف کر دے اور اس پر رحم فرما](6)

۲- حدیث ابن عباسؓ(7): رسول اللہ ﷺ نے شراب کی سزا مقرر نہیں فرمائی(8)

۳- حدیث معاویہ(9): وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے شراب پی اسے کوڑے لگاؤ اگر وہ چوتھی دفعہ شراب پیئے تو اسے قتل کر دو۔ اور جابرؓ بن عبداللہ کی روایت میں ہے، وہ کہتے ہیں: اس واقعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ایسا آدمی لایا گیا جس نے چوتھی دفعہ شراب پی تھی، آپ ﷺ نے اسے کوڑے لگوائے، قتل نہیں کروایا، اور قبیصہؓ بن ذویب کی روایت میں ہے، انھوں نے کہا کہ (شرابی کے) قتل کو ختم کر دیا گیا اور یہ رخصت کے طور پر تھا۔

۴- حدیث سائب بن یزید(10): انھوں نے کہا کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں، ابوبکر صدیقؓ کی خلافت اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں ہم شرابی کو لاتے تو اسے ہاتھوں، جوتوں اور کپڑوں سے مارنا شروع کر دیتے۔ جب حضرت عمرؓ کی خلافت کا آخری دور آیا تو انھوں نے چالیس کوڑوں کی سزا مقرر کر دی۔ جب لوگ اور زیادہ سرکش اور فاسق ہو گئے [تو حضرت عمرؓ نے لوگوں کو بلایا اور فرمایا کہ لوگ خوشحالی کے زیادہ قریب ہو گئے ہیں تو اب شراب کی حد کے

۱،۴- البخاری ۶۷۷۵ عقبہ بن حارث کی روایت سے۔
۲- صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۵۸۔
۳- صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۶۰ انس بن مالک کی روایت سے۔
۵- البخاری ۶۷۷۴، عقبہ بن حارث کی روایت۔
۶- صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۵۹ ابن الھاد کی روایت سے۔
۷- مختصر سنن ابی داؤد للحافظ المنذری ۴۳۱۱۔
۸- صحیح سنن الترمذی ۱۱۶۹۔
۹- صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۶۴ ابوھریرہؓ کی روایت سے۔
۱۰- البخاری ۶۷۷۹۔

بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو عبدالرحمانؓ بن عوف نے جواب دیا کہ ہمارا خیال ہے کہ آپ اسے سب سے کم حد کے برابر کردیں[1] تو حضرت عمرؓ نے اسی کوڑے سزا مقرر کردی۔

۱۔ صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۶۰۔

دوسرا باب

قصاص کے بارے میں

اس میں (۱۴) فیصلے ہیں۔

۱-(۲۳) رسول اللہ ﷺ کا اس غلام کے بارے میں فیصلہ جس کا کان کاٹ دیا گیا

احکامات:

☆ قتل سے کم زیادتی میں غلاموں کے مابین قصاص ساقط ہوگا۔

☆ غریب شخص کے غلام کا قتل سے کم جرم قابل معافی ہے۔

☆ غریبوں پر اسلام کی رحمت وشفقت کا بیان۔

دلائل:

۱- **حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ**[۱]: غریب لوگوں کے غلام نے مالدار لوگوں کے غلام کا کان کاٹ دیا تو اس کے گھر والے نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم غریب لوگ ہیں۔ تو انھوں نے [ان پر][۲] کوئی تاوان نہیں ڈالا۔

۲-(۲۴) رسول اللہ ﷺ کا والد سے قصاص نہ لینے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ والد سے بیٹے کا قصاص نہیں لیا جائے گا۔

☆ بیٹے پر باپ کے حقوق کا بیان۔

☆ قاتل، مقتول کی وراثت کے حق سے محروم ہوگا خواہ وہ مقتول کا باپ ہی کیوں نہ ہو۔

☆ حق پدری سے قصاص ساقط ہوتا ہے، دیت نہیں۔

☆ قتل کی دیت سو اونٹ ہے۔

۱- صحیح سنن ابی داود (۴۵۹۰)

۲- صحیح سنن النسائی (۴۴۲۶)

دلائل:

۱- **حدیث** سراقہ بن مالک[1]: وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ باپ کو قصاص دلواتے تھے بیٹے سے جبکہ بیٹے کو باپ سے قصاص نہیں دلواتے تھے۔

۲- **حدیث** عمر بن خطابؓ:[2] وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ باپ سے بیٹے کا قصاص نہ لیا جائے۔ [امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر اس طرح عمل ہوگا کہ اگر باپ بیٹے کو قتل کردے تو اسے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا اور اگر اس پر تہمت لگادے تو اس پر حد بھی نہیں لگائی جائے گی]۔[3]

۳- **حدیث** عمرو بن شعیب:[4] وہ اپنے باپ اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ قتادہ بن عبداللہ کی ایک لونڈی تھی جو ان کی بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن قتادہ نے اسے بکریاں چرانے کے لیے بھیجا تو ان کا بیٹا جو اس لونڈی کے بطن سے تھا انہیں کہنے لگا آپ کب تک میری ماں کو لونڈی بنائے رکھیں گے اللہ کی قسم! جتنا آپ نے اس کو لونڈی بنالیا ہے اس سے زیادہ آپ اسے لونڈی نہیں رکھ سکتے تو قتادہ نے اس کے پہلو میں نیزہ مارا جس سے وہ مرگیا۔ راوی کہتا ہے کہ سراقہ بن مالک بن جعشم نے یہ بات عمرؓ بن خطاب سے ذکر کی تو عمرؓ بن خطاب نے قتادہ سے فرمایا: جب تم آئندہ میرے پاس آؤ تو تمہارے پاس ایک سو چالیس یا کہا کہ ایک سو بیس اونٹ ہونے چاہییں۔ راوی کہتا ہے کہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو حضرت عمرؓ نے ان میں سے تیس چار سالہ، اور تیس پانچ سالہ، اور چالیس چھ سے آٹھ سال کے درمیان عمر والے اونٹ اور اونٹنیاں لیں اور مقتول کے بھائیوں کو دے دیں اور ان میں اس کے باپ کو وارث نہیں بنایا۔ اور فرمایا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ ''بیٹے کے قتل کی وجہ سے باپ سے قصاص نہیں لیا جائے گا'' تو میں تجھے ضرور قتل کرتا یا تیری گردن اڑادیتا۔

۱،۲- صحیح سنن الترمذی ۱۱۲۹ اور صحیح سنن ابن ماجہ ۲۶۶۲۔

۳- ضعیف سنن الترمذی: ۲۳۴۔

۴- سنن الکبری للبیہقی صفحہ ۷۲/۸، اور دار قطنی ۱۴۰/۳ مختصر۔

۳- (۲۵) دو بھائیوں کے درمیان قصاص کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ دو بھائیوں کے درمیان قصاص کا جواز۔

☆ حق اخوت سے قصاص ساقط نہیں ہوتا۔

دلائل:

حدیث مرداس بن عروہ:[۱] وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنے بھائی کو تیر مار کر قتل کر دیا اور بھاگ گیا۔ ہم نے اسے ابوبکرؓ کے پاس پایا اور اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تو انھوں نے اس سے قصاص لیا۔

۴۔ (۲۶) دو آدمیوں کے مشترکہ غلام سے قصاص نہ لینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

دلائل:

حدیث انس رضی اللہ عنہ[۲]: نبی کریم ﷺ نے دو آدمیوں کے مشترکہ غلام سے قصاص لینے سے منع فرمایا ہے۔

۵۔ (۲۷) حاکم سے قصاص لینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ رسول اللہ ﷺ کے عظیم اخلاق کا بیان۔

☆ حاکم سے قصاص لینے کا جواز۔

☆ اسلام میں مساوات کا بیان۔

☆ حاکم کا فرض ہے کہ وہ اپنی رعایا میں، انہی جیسا بن کر رہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابوسعید الخدری[۳]: وہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مال تقسیم کر رہے تھے کہ ایک آدمی آ کر

۱- مجمع الزوائد صفحہ ۶/۲۹۱ یہ طبرانی کی روایت ہے اور اس میں محمد بن جابر السحیمی ضعیف ہے۔

۲- مجمع الزوائد صفحہ ۶/۲۹۱، یہ البزار کی روایت ہے اس میں محمد بن ثابت البنانی ضعیف ہے۔

۳- صحیح سنن ابوداؤد ۳۶۴۵۔

آپ ﷺ کے اوپر جھک گیا۔ انھوں نے اپنی کھجور کی ٹیڑھی اور کھردری لکڑی کے ساتھ، اسے کچوکا دیا تو اس [آدمی] [1] کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ [جب وہ آدمی نکلا] [2] تو اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آ کر مجھ سے اپنا بدلہ لے لو تو اس شخص نے کہا: میں تو آپ ﷺ کو [پہلے ہی] [3] معاف کر چکا ہوں۔

۲۔ **حدیث** ابوفراس [4]: انہوں نے کہا کہ عمرؓ بن خطاب نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: میں نے اپنے گورنروں کو اس لئے نہیں بھیجا کہ وہ تمہارے جسموں کو اذیت دیں اور نہ اس لیے بھیجا ہے کہ وہ تمہارے مال ہڑپ کر جائیں۔ جس نے ایسا کیا، اسے میرے پاس لایا جائے تا کہ میں اس سے قصاص لوں۔ حضرت عمرو بن العاص نے کہا: اگر کوئی حاکم اپنی رعایا کی اصلاح کے لیے ایسا کرتا ہے تو کیا آپ اس سے بھی قصاص لیں گے؟ حضرت عمرؓ نے کہا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں اس سے بھی قصاص لوں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے آپ سے قصاص لیا۔

۳۔ **حدیث** فضل بن عباسؓ [5] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے جیسا بشر ہوں، شاید تمہارے درمیان سے میری رحلت [6] کا وقت قریب آ چکا ہے۔ اگر میں نے کسی کی عزت، بالوں، جسم یا مال کو کوئی نقصان پہنچایا ہو تو محمد ﷺ کی عزت، بال، جسم اور مال حاضر ہیں، وہ کھڑا ہو اور بدلہ لے لے، کوئی یہ نہ کہے کہ میں محمد ﷺ کی عداوت اور بغض سے ڈرتا ہوں کیونکہ یہ دونوں چیزیں میری طبیعت اور اخلاق کا حصہ نہیں ہیں۔

۶-(۲۸) دانت کے قصاص کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ دانت توڑنے میں قصاص کا جواز۔

۱۔ سنن بیہقی ۸/۴۳۔

۲،۳۔ سنن نسائی ۸/۳۲۔

۴۔ سنن ابوداود ۴۵۳۷ اور سنن نسائی ۸/۳۴۔

۵۔ کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۹۸۳۔

۶۔ ''رحلت کا وقت قریب آ گیا'' یعنی رسول اللہ ﷺ اپنی موت سے ڈرانا چاہتے تھے (النہایۃ)

☆ حدود اور قصاص میں ادنیٰ واعلیٰ برابر ہیں۔

☆ دانت ٹوٹنے پر قصاص کی بجائے دیت لینے کا جواز۔

☆ انس بن نضرؓ کی فضیلت، ان کے مضبوط ایمان اور اللہ پر ان کے مکمل اعتماد کا بیان۔

☆ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں، اگر وہ اللہ پر قسم ڈال دیں تو اللہ اسے ضرور پورا کرتا ہے۔

دلائل:

ا۔ حدیث انسؓ[1]: وہ فرماتے ہیں کہ انسؓ بن مالک کی پھوپھی ربیع [بنت نضر][2] نے انصار کی ایک لونڈی کا اگلا دانت توڑ دیا تو اس کے گھر والوں نے ان سے قصاص کا مطالبہ کیا۔ [یہ ان سے معافی کے طلب گار ہوئے، انہوں نے انکار کر دیا، انہوں نے دیت کی پیشکش کی تو انہوں نے اس کے لینے سے بھی انکار کر دیا][3] وہ نبی ﷺ کے پاس آئے [تو انھوں نے کتاب اللہ کے ساتھ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا][4] [ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ جھگڑے کا فیصلہ نبی ﷺ کے پاس لے کر آئے][5] نبی کریم ﷺ نے [انھیں][6] قصاص کا حکم دیا۔ [ربیعؓ کے بھائی][7] انسؓ بن مالک کے چچا، انسؓ بن نضر نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ! [کیا آپ ﷺ ربیع کا اگلا دانت توڑیں گے؟][8] اللہ کی قسم آپ ﷺ اس کا دانت [دوسری روایت میں ہے، آج اس کا اگلا دانت][9] نہیں توڑیں گے۔ [جب کہ وہ اس لونڈی کے گھر والوں سے معافی اور دیت کا مطالبہ کر چکے تھے][10] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے انسؓ: کتاب اللہ قصاص کا مطالبہ کرتی ہے۔ [جب ربیع کے بھائی، جو انس کے چچا اور احد کے شہید ہیں، نے قسم اٹھائی][11] تو وہ لوگ راضی ہو گئے [انھوں نے معاف کر دیا][12] اور دیت قبول کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں، اگر وہ اللہ پر قسم ڈال دیں تو اللہ اسے ضرور پورا کرتا ہے۔

۱- بخاری حدیث نمبر ۴۶۱۱۔
۲، ۱۱، ۱۲- بخاری حدیث نمبر ۲۷۰۳۔
۳- صحیح سنن النسائی حدیث نمبر ۴۴۳۰۔
۴، ۹- صحیح سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۳۸۴۱۔
۵- مسلم حدیث نمبر ۴۳۵۰۔
۶، ۸- بخاری حدیث نمبر ۲۷۰۳۔
۷، ۱۰- صحیح سنن نسائی حدیث نمبر ۴۴۲۹۔

۷- (۲۹) زخم کے قصاص میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور آپ کا یہ فرمان کہ زخم درست ہونے کے بعد ہی اس کا قصاص لیا جائے گا۔

احکامات:

☆ زخموں پر قصاص کا جواز۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں میں دین و دنیا کی حقیقی مصلحت ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا حکم ماننا واجب ہے۔

☆ زخم ٹھیک ہونے تک قصاص نہیں لیا جائے گا۔

☆ اگر زخم درست ہونے سے قبل، قصاص لینے کی وجہ سے، کوئی معذوری یا نقصان پہنچ جائے تو جس سے قصاص لیا جا رہا ہے اس سے مزید قصاص نہیں لیا جائے گا۔

دلائل:

۱- **حدیث** عمرو بن شعیب:[۱] وہ اپنے باپ اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کے بارے میں، جس کی ٹانگ [ران][۲] میں دوسرے شخص نے سینگ مارا تھا، فیصلہ کیا [وہ نبی ﷺ کے پاس آیا][۳] اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے قصاص دلوایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا کہ تو زخم درست ہونے تک جلدی مت کر۔ [وہ پھر آیا اور کہا مجھے قصاص دلوایئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی انتظار کر، پھر تیسری مرتبہ آیا اور کہا: مجھے قصاص دلوایئے][۴] راوی کہتا ہے کہ جب اس آدمی نے قصاص لینے پر اصرار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قصاص دلوا دیا۔ قصاص لینے والا لنگڑا ہو گیا اور وہ شخص جس سے قصاص لیا گیا تھا اس کا زخم بھر گیا۔ قصاص لینے والا

۱- مسند احمد بن حنبل ۲/۲۱۷۔

۲- دار قطنی ۳/۸۸۔

۳- مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۷۹۹۳ اور دار قطنی ۳/۸۸۔

۴- سنن الکبریٰ للبیہقی ۸/۶۶ جابر اور محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ کی روایت سے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ [میری ٹانگ بیکار ہوگئی ہے] (۱) "میں لنگڑا ہوگیا اور میرا ساتھی ٹھیک ہوگیا۔[اس لئے مجھے دوبارہ قصاص دلوایا جائے] (۲) رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا [تیرے لئے کچھ نہیں ہے، تو نے انکار کیا تھا] (۳) [کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ اپنا زخم درست ہونے تک ہرگز مت لے تو نے میری نافرمانی کی اس لئے اللہ نے تجھے محروم کر دیا، تو نے جلدی کی] (۴) اور تیرا زخم خراب ہوگیا۔ (۵) لنگڑا ہونے والے اس آدمی کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دے دیا "اگر کسی کو کوئی زخم پہنچ جائے تو وہ زخم درست ہونے تک قصاص نہ لے، جب اس کا زخم درست ہو جائے تو وہ قصاص لے" [زخم کا اتنا ہی لحاظ کیا جائے گا جتنا ہے، بعد میں جو خرابی یا لنگڑا پن پیدا ہو، اس پر قصاص نہیں بلکہ دیت ہوگی۔ اور اگر کسی شخص سے زخم پر قصاص لیتے وقت، اس کے لگائے گئے زخم سے، زخم کم ہو تو دیت ہوگی] (۶) [ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زخمی ہونے والے کے اپنا زخم درست ہونے تک قصاص لینے سے منع فرما دیا] (۷)

۸-(۳۰) رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فیصلہ جس نے کسی کو پتھر سے قتل کیا

احکامات:

- ☆ قصاص میں قتل کی نوعیت ایک جیسی ہونے کا بیان۔
- ☆ اشارہ ایسا قرینہ ہے، جس سے کسی امر کے ثبوت یا نفی کا استدلال کیا جاتا ہے۔
- ☆ قتل خواہ کسی قسم کا ہو، اس میں قصاص واجب ہے۔
- ☆ اسلام میں قصاص کا جواز، خون ہونے سے بچاؤ اور جانوں کی حفاظت کے لیے ہے۔

۱- سنن الکبریٰ للبیہقی ۸/ ۶۷ ابن عباس اور محمد بن طلحہ کی روایت سے۔
۲- سنن الکبریٰ للبیہقی ۸/ ۶۷ ابن عباس اور محمد بن طلحہ کی روایت سے۔
۳- سنن الکبریٰ للبیہقی ۸/ ۶۶ جابر اور محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ کی روایت سے۔ ابن عباس کی روایت میں فقد اخذت حقی کے الفاظ ہیں۔
۴- سنن دارقطنی ۳/ ۹۰ محمد بن طلحہ کی روایت سے۔
۵- ایک روایت میں عرجک کے الفاظ ہیں مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۷۹۹۱، دارقطنی ۳/ ۸۸۔
۶- کنز العمال حدیث نمبر ۴۰۲۱۰ عمر کی روایت سے۔
۷- دارقطنی ۳/ ۸۸۔

دلائل:

۱- **حدیث** انس بن مالک ؓ [1]: ایک [آدمی] [2] یہودی نے [انصار کی] [3] ایک لونڈی کو سونے کے زیورات کے لیے پتھر سے قتل کر دیا [پھر اسے کنویں میں پھینک کر، پتھر سے اس کا سر کچل دیا] [4] اس لونڈی کو نبی ﷺ کے پاس لایا گیا، اس میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا [تجھے کس نے قتل کیا؟] [5] کیا تجھے فلاں نے قتل کیا؟ اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں! پھر آپ ﷺ نے اس سے دوسری مرتبہ پوچھا، اس نے اپنے سر سے نفی میں اشارہ کیا پھر اس سے تیسری مرتبہ پوچھا [حتی کہ اس یہودی کا نام لیا گیا] [6] تو اس نے اپنے سر سے اثبات میں اشارہ کیا [تو یہودی کو پکڑا گیا] [7] [اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا] [8] [اس نے اقرار کر لیا] رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ اس کے سر کو پتھر سے کچل دیا جائے] [9] پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے دو پتھروں کے درمیان رکھ کر قتل کر دیا [10]

۲- **حدیث** زیاد بن علاقہ [11]: وہ مرداس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے دوسرے کو پتھر مار کر قتل کر دیا، اسے نبی ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے اس سے قصاص لیا۔

۹۔(۳۱) رسول اللہ ﷺ کا کافر محاربین کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ ایک کے بدلے گروہ کو قتل کرنے کا بیان۔

☆ قصاص میں مثلہ کرنے کا جواز۔

☆ اونٹوں کے پیشاب اور دودھ سے علاج کا جواز۔

☆ قصاص میں، جرم میں کیے گئے عمل کے مطابق سختی کرنے کا جواز۔

۱- مسلم حدیث نمبر ۴۳۳۷۔
۲،۳،۴،۸- مسلم حدیث نمبر ۴۳۳۹۔
۵- صحیح سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۳۷۹۶۔
۶- صحیح سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۳۸۰۲۔
۷،۹- مسلم حدیث نمبر ۴۳۴۱۔
۱۰- بخاری کی ایک روایت میں دو پتھروں کے لفظ ہیں، بخاری حدیث نمبر ۶۸۷۹۔
۱۱- سنن الکبریٰ للبیہقی ۴۳/۸۔

☆ مفسدین کا خاتمہ حاکم وقت پر واجب ہے۔

☆ حدود اللہ میں نرمی برتنا جائز نہیں۔

☆ انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں بھی اپنے عمل کی سزا سے غافل نہ ہو۔

دلائل:

۱- حدیث ابوقلابہ[1]: وہ فرماتے ہیں کہ مجھے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ عکل [اور عرینہ][2] قبیلے کے آٹھ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس [مدینہ][3] آئے اور اسلام پر آپ ﷺ سے بیعت کی [اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے نبی! ہم کسان نہیں بلکہ گوالے تھے][4] [اور وہ صفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے][5] مدینہ کی آب وہوا ان کو موافق نہ آئی[6] اور وہ لوگ بیمار ہو گئے جس کی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہمارے چرواہے کے ساتھ اونٹوں کے باڑے میں کیوں نہیں چلے جاتے، ان کا دودھ اور پیشاب پیو؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! وہ چلے گئے اور انہوں نے دودھ اور پیشاب پیا تو وہ تندرست ہو گئے [اور موٹے ہو گئے][7] [وہ حرہ کے مقام پر تھے][8] [پھر انہوں نے اسلام کے بعد کفر کا ارتکاب کیا اور][9] رسول اللہ ﷺ کے [مومن][10] چرواہے کو قتل کرنے کے بعد، اونٹوں کو ہنکا کر [محاربہ کا ارتکاب کرتے ہوئے، بھاگ گئے][11]

۱- بخاری حدیث نمبر ۶۸۹۹۔

۲، ۴، ۸، ۹- بخاری حدیث نمبر ۴۱۹۲۔

۳- بخاری حدیث نمبر ۶۸۰۵۔

۵، ۷- بخاری حدیث نمبر ۶۸۰۴۔

۶- وہاں کی آب وہوا ان کے جسموں کو موافق نہ آئی۔

۱۰- صحیح سنن النسائی حدیث نمبر ۳۷۶۱۔

۱۱- صحیح سنن النسائی حدیث نمبر ۳۷۶۴۔

رسول اللہ ﷺ کو [صبح کے وقت] [1] اس بات کی خبر ہوئی [اس وقت آپ ﷺ کے پاس انصار کے تقریباً بیس نوجوان موجود تھے] [2] آپ ﷺ نے انہیں ،ان کے پیچھے ،روانہ کیا[ان کے ساتھ ایک کھوجی بھی بھیجا جو ان کے قدموں کے نشان کا کھوج لگا رہا تھا] [3] انہوں نے ان کو پالیا[ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ] [4] انھیں آپ ﷺ کے پاس لایا گیا اور ان کے بارے میں فیصلہ کیا گیا کہ [ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیری جائیں] [5] ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیری گئیں [6] [اور انہیں قتل نہیں کیا گیا] [7] پھر انھیں دھوپ میں پھینک دیا گیا۔ انہیں [حرۃ کے مقام پر پھینکا گیا ،وہ پانی مانگتے تھے تو پانی نہ دیا گیا] [8] [انس کہتے ہیں کہ میں نے ان میں سے ایک کو پیاس کی وجہ سے زمین چاٹتے [9] ہوئے دیکھا] [10] وہ [اسی حال میں] [11] مر گئے ۔ابو قلابہ کہتے ہیں کہ جو کام انہوں نے کیا تھا ،کیا اس سے زیادہ بھی کوئی برا کام ہو سکتا ہے؟ وہ اسلام سے مرتد ہوئے ،انہوں نے قتل کیا ،چوری کی [اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کی] [12]

۱۰-(۳۲) اپنے غلام کو قتل کرنے والے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اپنے غلام کے قتل کی وجہ سے ،مالک پر قصاص نہیں ہے۔

☆ اپنے غلام کو قتل کرنے والے کی حد ،سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔

۱، ۸، ۱۱- بخاری حدیث نمبر ۶۸۰۵۔

۲، ۳- مسلم حدیث نمبر ۴۳۳۴۔

۴، ۱۲- بخاری حدیث نمبر ۶۸۰۴۔

۶- سنن نسائی کی حدیث نمبر ۴۰۲۷، میں لفظ سمل آیا ہے اور مسلم کی حدیث نمبر ۴۳۲۹ میں لفظ سمر اعینهم آیا ہے۔ اس کا مطلب ہے لوہے کی گرم سلائیں ان کی آنکھوں میں پھیری گئیں جبکہ سمل کا مطلب ہے کہ گرم لوہے سے ان کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں۔(النہایہ)

۷- صحیح سنن نسائی حدیث نمبر ۳۷۵۸۔

۹- یعنی اس پر سہارا لے کر اسے کاٹ رہا تھا۔

۱۰- صحیح سنن النسائی حدیث نمبر ۴۰۳۴۔

۱۱- بخاری حدیث نمبر ۴۱۹۲۔

☆ جس نے اپنے غلام کو قتل کیا، مسلمانوں سے اس کا حصہ ختم کر دیا جائے گا۔

☆ جس نے اپنے غلام کو قتل کیا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک گردن آزاد کرے۔

دلائل:

۱- **حدیث عمرو بن شعیب:**(۱) وہ اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: ایک آدمی نے اپنے غلام کو عمداً قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے سو [کوڑے](۲) لگائے اور اسے ایک سال کے لیے جلاوطن کر دیا اور مسلمانوں سے اس کا حصہ ختم کر دیا۔ [اور اس سے قصاص نہیں لیا](۳) [اور اسے ایک گردن آزاد کرنے کا حکم دیا](۴)

۱۱- (۳۳) ورثا میں سے کچھ کے قصاص معاف کرنے اور کچھ کے نہ کرنے پر رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ مقتول کے بعض ورثا کے معاف کر دینے کی وجہ سے، قاتل سے قصاص ساقط ہو جائے گا۔

☆ عورت کا قصاص معاف کر دینا، مرد کے معاف کرنے کی طرح ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** زوجہ نبی ﷺ حضرت عائشہؓ(۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قاتلوں کو چاہیے، وہ قصاص سے معافی کے لئے قریب سے قریب تر وارث سے رجوع کریں، اگر چہ وہ عورت ہی ہو۔ [یہ اس صورت میں ہوگا کہ ایک مقتول کو قتل کر دیا جائے اور اس کے ورثا میں مرد اور عورتیں دونوں ہوں۔ زیادہ قریبی رشتہ داروں میں، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، جس نے خون معاف کر دیا، اس کا معاف کرنا جائز ہے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ رو کو! یعنی قصاص لینے سے روکو](۶)

۱- ضعیف سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۵۱۰۔

۲، ۳، ۴- دارقطنی ۳/۱۴۴۔

۵- صحیح سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۳۵۳۱، سنن الکبریٰ للبیہقی ۸/۵۹، شرح السنۃ ۸/۳۷۲۔

۶- بیہقی، ابوعبید کی روایت سے ۸/۵۹۔

۱۲-(۳۴) رسول اللہ ﷺ کا ایسے زخم کا قصاص نہ لینے کے بارے میں فیصلہ جس سے ہڈی ننگی نہ ہو

احکامات:

☆ طلاق عورت کی ملکیت کے زائل ہونے کا نام ہے، اس لئے ملکیت ہونے سے پہلے واقع نہیں ہوتی۔

☆ ہڈی کو ننگا کرنے والے زخم سے کم پر قصاص نہیں ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث محمد بن المنکدر:** [۱] وہ طاؤس سے روایت کرتے ہیں انہوں نے نبی ﷺ کا تذکرہ کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ملکیت سے قبل طلاق نہیں اور جن زخموں میں ہڈی ظاہر نہ ہو، ان پر قصاص نہیں ہے۔

۱۳-(۳۵) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ معذور ہو جانے یا لنگڑا پن پیدا ہونے پر قصاص نہیں ہوگا

احکامات:

☆ جن زخموں کی مماثلت ناممکن ہو، ان کا قصاص جائز نہیں ہے۔

☆ شل ہونے کی یا لنگڑا پن کی مکمل مماثلت ناممکن ہے اس لئے ان دونوں میں قصاص جائز نہیں۔

دلائل:

۱- **حدیث عمرو بن شعیب:** [۲] وہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معذور ہو جانے اور لنگڑا ہو جانے پر قصاص نہیں ہے۔

۱- سنن الکبریٰ للبیہقی ۸/ ۶۵۔ یہ حدیث مرسل اور منقطع ہونے کی وجہ سے دلیل نہیں ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہم نے مالکؒ کو یہ سنایا کہ ہم پہلے اور بعد والے ائمہ میں سے کسی امام کو نہیں جانتے، جس نے ہڈی ظاہر ہونے سے کم زخم پر، کسی قصاص کا فیصلہ دیا ہو۔ دیکھئے بیہقی صفحہ ۸۳ جلد ۸۔

۲- دار قطنی ۳/ ۹۱، اس کی سند میں بقیہ راوی ہے جو بہت زیادہ تدلیس کرنے والا ہے۔

۱۴-(۳۶) دماغ اور پیٹ تک پہنچنے اور ہڈی کو ہلا دینے والے زخموں پر قصاص نہ لینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ دماغ اور پیٹ تک پہنچنے والے اور ہڈی کو ہلا دینے والے زخم پر قصاص جائز نہیں۔

☆ ہڈی کے اس طرح ٹوٹنے پر، جسے جوڑا نہ جا سکے، قصاص جائز نہیں۔

☆ جن زخموں میں قصاص نہیں، ان پر دیت کا واجب ہونا۔

دلائل:

۱- **حدیث عباس**ؓ بن عبدالمطلب:[۱] انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دماغ اور پیٹ تک پہنچنے اور ہڈی کو ہلا دینے والے زخم پر قصاص نہیں۔

۲- **حدیث** نمران بن جاریہ:[۲] وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے دوسرے کی کلائی پر تلوار کا وار کیا اور اسے جوڑ سے ہٹ کر کاٹ دیا! تو نبی ﷺ نے اس پر زیادتی کی تلافی کے لیے دیت کا فیصلہ کیا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں قصاص چاہتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے [اسے][۳] فرمایا: دیت لے لے، اللہ تیرے لئے اس میں برکت ڈالے گا۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے قصاص کا فیصلہ نہیں کیا۔

۱- صحیح سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۱۲۶۳۷ الصحیحہ حدیث نمبر ۲۱۹۰۔

۲- صحیح سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۶۳۶، الارواء حدیث نمبر ۲۲۳۵۔

۳- البیہقی ۶۵/۸۔

تیسرا باب

دیت کے بارے میں

اس میں (۳۴) فیصلے ہیں۔

۱-(۳۷) قسط وار دیت ادا کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ قسطوں میں دیت ادا کرنے کا جواز۔

☆ اسلام میں دیت کے ثابت ہونے کا بیان۔

☆ جو السلام علیکم کہے اسے قتل کرنے کی حرمت۔

☆ معاملات کی مکمل تحقیق کرنا واجب ہے۔

☆ جو قصاص کا طلب گار ہو، اسے دیت پیش کرنے اور اس پر اصرار کرنے کا جواز۔

دلائل:

۱- **حدیث** یحیٰ بن سعید[۱]: وہ کہتے ہیں کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ دیت تین سال میں، قسط وار ادا کی جائے۔ [ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ اونٹوں کی سخت دیت کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ تمام قسموں میں سے ایک سو اونٹ ہے، سال کے گزرنے پر تیرہ اونٹ چھے سے آٹھ سالہ، دس اونٹ پانچ سالہ اور دس اونٹ چار سالہ لیے جائیں گے][۲]

۲- **حدیث** عبداللہ بن ابو حدرد[۳]: انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے ایک گروہ میں، جس میں ابو قتادہ، حارث بن ربعی اور محلم بن جثامہ بن قیس بھی شامل تھے، اضم بستی کی طرف بھیجا۔ہم نکل کھڑے ہوئے، جب ہم اضم بستی کے قریب پہنچے تو عامر بن الاضبط الاشجعی اپنی سواری پر ہمارے پاس سے گزرا، اس کے ساتھ اس کا توشہ اور تازہ دودھ بھی تھا، اس نے ہمیں سلام کیا تو ہم نے اس سے اپنا ہاتھ روک لیا لیکن محلم بن جثامہ نے، کسی پرانی دشمنی کی وجہ سے، اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کا اونٹ اور سامان لے لیا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے اور انہیں بتایا تو ہمارے بارے میں قرآن نازل ہوا (اے ایمان والو! جب تم زمین میں سفر کرو تو پوری تحقیق کر لیا کرو۔ جو تمہیں سلام کہے، اسے یہ نہ کہو کہ یہ مومن نہیں ہے، تم دنیاوی زندگی کا سامان چاہتے ہو، اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔تم بھی پہلے اس طرح

۱،۲- سنن الکبریٰ للبیہقی ۸/۷۰۔

۳- مسند احمد بن حنبل ۶/۱۱۔

تھے، اللہ نے تم پر احسان کیا، اس لئے تم تحقیق کر لیا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے)۔

۳- **حدیث** عروہ بن زبیر[۱]: اپنے باپ سے حدیث بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ موسیٰ اور ان کا دادا، دونوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین میں حاضر تھے کہ محلم بن جثامہ لیثی نے بنو اشجع کے ایک مسلمان آدمی کو مار ڈالا۔ یہ پہلی دیت ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا۔ عیینہ نے مقتول کی طرف سے گفتگو کی، اس لئے کہ وہ قبیلہ غطفان سے تھا اور اقرع بن حابس نے محلم کی طرف سے گفتگو کی، کیونکہ وہ خندف[۲] میں سے تھا تو بہت سی آوازیں بلند ہوئیں اور طرفین کی جانب سے شور و غل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عیینہ! تو دیت نہیں لے لیتا، عیینہ نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! میں دیت نہ لوں گا، جب تک کہ اس کی عورتوں کو وہی صدمہ اور رنج نہ دوں جو میری عورتوں کو پہنچا ہے، پھر آوازیں بلند ہوئیں اور خوب جھگڑا ہوا اور شور و غل مچا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عیینہ! تو دیت قبول کیوں نہیں کر لیتا۔ عیینہ نے ویسا ہی جواب دیا۔ یہاں تک کہ بنی لیث کا ایک آدمی کھڑا ہوا جسے مکتیل کہا جاتا تھا، وہ ہتھیار باندھے ہوئے تھا اور اس کے ہاتھ میں چمڑے کی ڈھال تھی اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! شروع اسلام میں اس قاتل کی مثال ایسے ہے جیسے چند بکریاں کسی چشمے پر پانی پینے آئیں۔ جو پہلے آئیں، ان کو تیر مار دیا تو پچھلی سب بھاگ گئیں۔ آج ایک سنت قائم کیجئے تا کہ وہ کل تبدیل نہ کرنی پڑے[۳]۔ رسول اللہ ﷺ نے محلم سے فرمایا کہ پچاس اونٹ اب دے دو اور پچاس مدینہ واپس جا کر دے دینا۔ یہ سفر کا واقعہ تھا۔ محلم ایک لمبے قد کا گندمی رنگ والا آدمی تھا، لوگوں سے ایک طرف ہٹ کر بیٹھا ہوا تھا، جب وہ مان گئے[۴] تو وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے گناہ کیا ہے جس کی اطلاع آپ کو پہنچی ہے، اب میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں، آپ ﷺ میرے لئے مغفرت کی دعا کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے اسے اسلام کے شروع میں اپنے

۱- صحیح سنن ابو داؤد ۳۵۰۳۔

۲- خندف: خاء کی زیر کے ساتھ یہ الیاس بن مضر کی بیوی تھی۔ (فتح الباری)

۳- کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ نے آج قصاص نہ لیا تو کل آپ کی سنت ثابت نہ ہوگی اور آپ کے بعد آپ کا حکم نافذ نہ ہوگا (منذری)
سنن ابو داؤد ۴، ۶۴۱۔

۴- یعنی وہ دیت دینے پر راضی ہو گئے۔ البدایہ والنہایہ ۴، ۲۲۵۔

ہتھیاروں سے قتل کردیا؟'' ''اے اللہ! محلم کو معاف نہ کرنا'' یہ آپ ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا۔ ابوسلمہ نے مزید کہا: محلم یہ سن کر کھڑا ہوا، وہ اپنی چادر کے کونے سے اپنے آنسو پونچھ رہا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ محلم کی قوم کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد اس کے لیے مغفرت کی دعا کی۔

۲-(۳۸) رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فیصلہ جو کسی قوم کے درمیان، غلطی سے مارا گیا

احکامات:

☆ جس مقتول کے قاتلوں کا پتہ نہ ہو، اس کے لئے کی قتل خطا والی دیت واجب ہوگی۔

☆ قتل عمد میں قصاص واجب ہے۔

☆ حدود اللہ میں سے کسی حد کے نفاذ کو روکنا حرام ہے۔

☆ جسے مسلمانوں نے کافر سمجھتے ہوئے قتل کردیا، بعد میں پتہ چلا کہ وہ مسلمان ہے تو اس کی دیت مسلمانوں کے بیت المال سے ادا ہوگی۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن عباسؓ [۱]: وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اندھا دھند قتل و غارت گری یا تیر اندازی [یا عصبیت] [۲] میں پتھر، کوڑے یا لاٹھی سے مارا گیا تو وہ غلطی سے قتل متصور ہوگا۔ وہ قتل خطا ہے اور اس کی دیت قتل خطا والی ہوگی اور جو شخص عمداً مارا گیا، اس پر قصاص ہے اور جو شخص قصاص لینے میں رکاوٹ بنے، اس پر اللہ کی لعنت و غضب [اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے] [۳] اس کی فرضی یا نفلی عبادت قبول نہ ہوگی۔

۲- **حدیث** محمود بن لبیدؒ [۴]: انہوں نے کہا کہ حذیفہ کے باپ یمان پر، اُحد کے دن مسلمانوں کی تلواریں غلطی سے پڑ گئیں۔ انہوں نے نادانستگی میں انہیں قتل کردیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی دیت دینے کا ارادہ کیا، لیکن حذیفہؓ نے دیت کو مسلمانوں پر صدقہ کردیا۔

۱- سنن ابوداؤد ۴۵۳۹۔

۲- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۶۳۵۔

۳- سنن النسائی ۸/۴۰۔

۴- مجمع الزوائد ۶/۲۸۹، ہیثمی کہتے ہیں کہ اس روایت میں ایک راوی محمد بن اسحاق مدلس ثقہ ہے باقی صحیح ہیں۔

۳-(۳۹) رسول اللہ ﷺ کا ان چار آدمیوں کے بارے میں فیصلہ جو کنویں میں گر پڑے اور ایک دوسرے سے لٹکنے کی وجہ سے، سبھی ہلاک ہو گئے۔

احکامات:

☆ اسباب، فیصلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

☆ حضرت علیؓ کی ذھانت اور ان کے درست فیصلہ کا بیان۔

☆ کنویں یا گڑھے میں گرنے والے کی دیت، کنواں کھودنے والے کے ذمہ ہوگی۔

☆ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت، گھٹنے باندھ کر بیٹھنے کا جواز۔

☆ بڑے کی موجودگی میں چھوٹے کے فیصلہ کرنے کا جواز۔

دلائل:

۱۔ **حدیث** حضرت علیؓ [۱]: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن بھیجا، ہم ایک قوم کے پاس گئے، جنہوں نے شیر کے شکار کیلئے گڑھا کھود رکھا تھا، [شیر اس میں گر گیا تو لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا] [۲] وہ اس حالت میں تھے کہ ایک آدمی گر پڑا، وہ دوسرے آدمی کے ساتھ چمٹ گیا پھر وہ دوسرا، تیسرے کے ساتھ چمٹ گیا یہاں تک کہ اس میں چار آدمی گر پڑے۔ ان کو شیر نے زخمی کر دیا۔ شیر کو ایک آدمی نے اپنے ہتھیار سے زخمی کر کے قتل کر دیا۔ وہ سب اپنے زخموں کی وجہ سے چل بسے۔ [ان میں سے بعض موقع پر مر گئے اور بعض اس وقت مرے جب ان کو باہر نکالا گیا] [۳] پہلے آدمی کے لواحقین، دوسرے آدمی کے لواحقین کے مقابلے پر اتر آئے اور لڑائی کرنے کیلئے، اسلحہ نکال لیا، حضرت علیؓ فوراً ان کے پاس پہنچے اور فرمایا: تم لڑنا چاہتے ہو جبکہ رسول اللہ ﷺ ابھی زندہ ہیں، میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اگر تم راضی ہو جاؤ تو وہ فیصلہ لاگو ہوگا اگر تم راضی نہ ہو تو اس وقت تک ایک دوسرے پر ہاتھ نہ اٹھاؤ کے جب تک تم نبی ﷺ کے پاس نہیں جاتے اور وہ

۱- مسند امام احمد ۱/ ۷۷۔

۲- مسند امام احمد ۱/ ۱۲۸۔

۳- مسند امام احمد ۱/ ۱۵۲۔

تمہارے درمیان فیصلہ نہیں فرما دیتے، جس نے اس کے بعد بھی زیادتی کی، اس کے لئے دیت یا قصاص کا کوئی حق نہیں ہوگا۔

جن قبائل نے کنواں کھودا ہے ان سے ایک چوتھائی دیت، ایک تہائی دیت، نصف دیت اور مکمل دیت علیحدہ علیحدہ جمع کرو۔ پہلے کے لیے ایک چوتھائی دیت ہے کیونکہ اس کے ساتھ [تین][1] اور بھی ہلاک ہوئے، دوسرے کے لئے ایک تہائی دیت ہے، [کیونکہ اس کے ساتھ دو اور بھی ہلاک ہوئے ہیں][2] تیسرے کے لئے نصف دیت ہے، [کیونکہ اس کے ساتھ ایک اور بھی ہلاک ہوا ہے][3] [چوتھے کیلئے مکمل دیت ہے][4] [اس فیصلے پر بعض رضامند ہو گئے اور بعض نے اسے ناپسند کیا][5] انہوں نے راضی ہونے سے انکار کر دیا اور [اگلے سال][6] نبی ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ مقام ابراہیم کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے سارا قصہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ آپ ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے تو اس فیصلے کے لئے اپنے گھٹنوں کو باندھ کر بیٹھ گئے۔[7]

قوم میں سے ایک آدمی نے کہا کہ علیؓ نے ہمارے درمیاں فیصلہ کیا ہے۔ [رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ اس نے تمہارے درمیان کیا فیصلہ کیا؟][8] تو انہوں نے سارا قصہ بیان کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس فیصلہ کو درست قرار دیا۔

۴-(۴۰) رسول اللہ ﷺ کا دیت کے مستحقین کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ دیت مقتول کے ورثا کو ملے گی۔

☆ دیت کی ادائیگی قاتل کے عصبات (یعنی باپ کی طرف سے رشتہ داروں) پر ہے۔

☆ عورت اپنے خاوند کی دیت میں وارث ہوگی۔

☆ تمام مسائل میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کی جستجو کرنا واجب ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابراہیم[9]: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیت میں وراثت ہوگی۔ (یعنی ورثا میں تقسیم ہوگی) اور دیت کی ادائیگی عصبات (باپ کی طرف سے رشتہ داروں) پر ہے۔

۱،۲،۳،۴،۵،۶،۷،۸- مجمع الزوائد صفحہ ۶/ ۲۸۷۔

۹- مصنف ابن ابی شیبہ ۹/۳۱۴۔

۲- **حدیث** سعید بن مسیب [۱]: عمرؓ بن خطاب نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ دیت باپ کی طرف سے بننے والے رشتے داروں (عصبات) کو ملے گی کیونکہ وہی دیت کی ادائیگی کرتے ہیں، تو کیا تم میں سے کسی شخص نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ ضحاک بن سفیان الکلابی، جن کو رسول اللہ ﷺ نے دیہاتیوں پر گورنر مقرر کیا تھا، نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف لکھا کہ میں اشیم الضبابی کی بیوی کو اس کے شوہر کی دیت سے وارث بناؤں، حضرت عمرؓ نے پھر اس کے مطابق عمل کیا۔

۵- (۴۱) رسول اللہ ﷺ کا ایسے غلام کی دیت کے بارے میں فیصلہ جو آزادی کے لیے اپنے مالک سے معاملہ طے کر چکا ہو

احکامات:

☆ غلام کی دیت، آزاد سے کم ہے۔

☆ ایک شخص میں غلامی اور آزادی جمع ہو سکتی ہے۔

☆ ایک شخص میں دو قسم کی دیتوں کے جمع ہونے کا جواز۔ (آزاد اور غلام کی دیت)۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن عباسؓ [۲]: انہوں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آقا سے آزادی کے لیے معاملہ طے کرنے والے مقتول غلام کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ وہ طے شدہ رقم کا جتنا حصہ ادا کر چکا ہے، اس کے برابر آزاد والی دیت ہوگی اور باقی غلام والی دیت ہوگی۔ [۳] [ایک روایت میں ہے کہ اپنے آقا سے آزادی کے لیے معاملہ طے کرنے والا غلام اتنی دیت ادا کرے گا جس قدر وہ ادائیگی کر چکا ہے] [۴]

۱- مصنف عبدالرزاق صفحہ ۹/ ۳۹۷۔

۲- صحیح سنن ابو داؤد ۴۵۸۱ ۔ نسائی کتاب القسامہ باب نمبر ۳۸۔ مسند احمد ۱/ ۳۶۳-۹۴، مسند ۱/ ۲۶۰-۲۹۴، بیہقی ۱۰/ ۳۲۵ اور ۳۲۶، معانی الآثار ۳/ ۱۱۰، مصنف ابن ابی شیبہ ۹/ ۳۹۶، طبرانی کبیر ۱۱/ ۳۵۳، دار قطنی ۴/ ۱۲۳۔

۳- مسند احمد ۱/ ۳۶۳۔

۴- مسند احمد ۱/ ۹۴ علی بن ابی طالب کی روایت سے۔

٦-(۴۲) رسول اللہ ﷺ کا اس مسلمان آدمی کے بارے میں فیصلہ جسے جنگ میں غلطی سے دشمن سمجھ کر قتل کر دیا جائے

احکامات:

☆ حذیفہؓ کا مرتبہ اور اپنے باپ کے قتل پر ان کا صبر جمیل۔

☆ جو غلطی سے گناہ کا ارتکاب کرلے، اس کے لئے استغفار کرنے کا جواز۔

☆ ایسا آدمی جو مسلمانوں کی طرف سے غلطی سے مشرک سمجھ کر قتل کر دیا جائے، اس کی دیت بیت المال سے واجب الأداہوگی۔

دلائل:

۱- حدیث عروہ[۱]: وہ کہتے ہیں کہ ابو حذیفہؓ بن یمان بہت بوڑھے شخص تھے، اس لئے ان کو اُحد کے دن عورتوں کے ساتھ، ٹیلوں پر چڑھا دیا گیا۔ وہ شہادت کی آرزو لے کر نکلے اور جس طرف مشرکین تھے ادھر سے میدان جنگ میں آئے تو مسلمان ان پر جھپٹ پڑے اور اپنی تلواروں سے انہیں کاٹ کر رکھ دیا جبکہ حذیفہؓ کہتے رہ گئے کہ یہ میرے باپ ہیں، میرے باپ ہیں، لیکن جنگ کی وجہ سے وہ نہ سن سکے اور انہیں قتل کر دیا۔ حذیفہؓ نے کہا: اللہ تمہیں معاف کرے، وہ بہت رحم کرنے والا ہے۔ [انہوں نے کہا: ہم نے انہیں نہیں پہچانا، اور اس بات پر) وہ سچے بھی تھے۔][۲] نبی ﷺ نے اس بارے میں دیت کا فیصلہ فرمایا [اور حذیفہؓ کو دیت دینے کا ارادہ کیا، لیکن انہوں نے اسے مسلمانوں پر صدقہ کر دیا۔][۳] [عروہ کہتے ہیں کہ اس وجہ سے موت تک حذیفہؓ خیر میں رہے][۴]

۱- سنن کبری بیہقی ۱۳۲/۸۔

۲،۳- سنن کبری بیہقی ۱۳۲/۸ بخاری میں ابو حذیفہؓ کے قتل کا واقعہ ہے مگر دیت کا ذکر نہیں۔

۴- بخاری ۳۲۹۰۔

۷-(۴۳) رسول اللہ ﷺ کا مجوسیوں کی دیت کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ مجوسی، یہودی، عیسائی اور ذمیوں کے قتل میں دیت کا ثبوت۔

☆ اہل کتاب اور مجوسیوں کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف ہوگی۔

دلائل:

۱- **حدیث مکحولؒ** [۱]: وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سو درہم کا فیصلہ کیا، [زہریؒ کہتے ہیں یہودی، عیسائی، مجوسی اور ذمی کی دیت ایک مسلمان کی دیت کے برابر ہے اور رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے دور میں ایسا ہی تھا۔ جب حضرت معاویہؓ کا دور آیا تو انہوں نے آدھی دیت بیت المال اور آدھی مقتول کے وارثوں کو دی۔ پھر ان کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے آدھی دیت کا فیصلہ کیا اور وہ آدھی جو معاویہؓ نے بیت المال کے لئے رکھی تھی، وہ ختم کر دی] [۲]

۸-(۴۴) رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فیصلہ جو دیت لینے کے بعد بھی قتل کرے

احکامات:

☆ دیت، قصاص کی ایک قسم ہے۔

☆ دیت لینے سے قصاص کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔

☆ دیت لینے کے بعد قتل کرنا ظلم اور زیادتی ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** جابر بن عبداللہ [۳]: وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس شخص کو معاف نہیں کروں گا جس نے دیت لینے کے بعد قتل کر دیا، [اسماعیل بن امیہ نے ثقہ راویوں کی وساطت سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

۱- مصنف عبدالرزاق ۱۸۴۹۰۔

۲- مصنف عبدالرزاق ۱۰/۹۵-۱۸۴۹۱۔

۳- سنن کبریٰ بیہقی ۸/۵۴۔

[قسم اٹھا کر اس بات کی تاکید کی کہ اس آدمی کو کبھی معاف نہیں کریں گے، جس نے خون معاف کر دیا، پھر دیت لی اور پھر اسے قتل کر دیا] [1] [ثوری کہتے ہیں کہ فرمان الٰہی ﴿فمن اعتدی بعد ذلك فله عذاب الیم﴾ [2] ''جو اس (قصاص) کے بعد زیادتی کرے، اس کے لئے دردناک عذاب ہے'' یہاں وہ آدمی مراد ہے جو دیت لینے کے بعد قتل کرے] [3]

۹-(۴۵) رسول اللہ ﷺ کا سواری کی آنکھ کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ زخم کی نوعیت اور مقدار کے اعتبار سے، دیت میں کمی بیشی ہوتی ہے۔

☆ عیب اور نقص پیدا کر دینے کی دیت، مکمل دیت کا ایک تہائی ہے۔

☆ ایسا زخم جو ہڈی کو ہلا دے، اس کی دیت پندرہ اونٹ ہیں۔

☆ ایسا زخم جس میں ہڈی واضح ہو جائے اگر غلطی سے لگ جائے تو اس کی دیت پانچ اونٹ ہیں۔

☆ سواری کی آنکھ کی دیت، اس کی قیمت کا ایک چوتھائی ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** زید بن ثابتؓ: [4] وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین فیصلے کیے کہ (آمۃ) ایسا زخم جس سے عیب یا نقص پیدا ہو جائے میں ۳۳ اونٹ، (منقلہ) ایسا زخم جس سے ہڈی ہل جائے میں پندرہ اونٹ اور (موضحہ) ایسا زخم جس سے ہڈی ظاہر ہو جائے میں پانچ اونٹ دیت مقرر کی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے سواری کی آنکھ کی دیت میں سواری کی ایک چوتھائی قیمت کا فیصلہ فرمایا۔

۱- مصنف عبدالرزاق ۱۰/۱۶۔

۲- سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۷۸۔

۳- مصنف عبدالرزاق ۱۸۲۰۱۔

۴- طبرانی کبیر ۴۸۷۸، ۵/۱۳۹، ھیثمی نے اسے مجمع میں ۶/۳۰۱ پر بیان کیا اور کہا کہ اس کی اسناد میں ابوامیہ بن یعلی ضعیف ہے۔

۱۰-(۴۶) رسول اللہ ﷺ کا، امان طلب کرنے والے کافر کے بارے میں فیصلہ، جسے ایک مسلمان نے قتل کر دیا۔

احکامات:

☆ کافر اگر دارالحرب میں نہ ہو تو اس کے قتل پر دیت واجب ہوگی۔

☆ اسلام نظم وضبط کا دین ہے اور ہر چیز کو اس کے اصل مقام پر رکھتا ہے۔

☆ اسلام رحمت وشفقت کا دین ہے مخلوق میں خوف اور دہشت پھیلانے کی اجازت نہیں دیتا۔

دلائل:

۱- **حدیث** حسن:[1] مشرکین کے ایک آدمی نے حج کیا، جب وہ حج سے واپس لوٹ رہا تھا تو اسے ایک مسلمان شخص ملا، جس نے اسے قتل کر دیا۔ نبی ﷺ نے حکم دیا کہ مقتول کے گھر والوں کو دیت دی جائے۔

۱۱-(۴۷) رسول اللہ ﷺ کا ایسے مقتول کے بارے میں فیصلہ جو کسی ویران جگہ پر مقتول پایا گیا

احکامات:

☆ اسلام میں خون کی قدر وقیمت کا بیان۔

☆ اس چیز کا بیان کہ جس کا کوئی کفیل نہ ہو، بیت المال اس کا کفیل ہے۔

☆ کسی ویران مقام پر مقتول پائے گئے شخص کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

دلائل:

۱- **حدیث** کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف[2]: وہ اپنے باپ اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں کسی ویران مقام پر مقتول پائے گئے شخص کو اس کے قبیلے کے ساتھ تعلق قائم کئے بغیر نہ چھوڑا جائے۔ [محمد بن حسن نے کہا کہ (مفرج) وہ مقتول ہے، جو کسی ویران جگہ پر مقتول پایا جائے۔ اس کی دیت بیت المال

۱- مصنف ابن ابی شیبہ ۹/ ۴۵۱

۲- طبرانی کبیر ۱۷/ ۲۲ ہیثمی نے المجمع ۶/ ۲۹۶ میں کہا کہ اس کی اسناد میں کثیر بن عبداللہ المدنی ضعیف ہے، اس کو ترمذی نے حسن کہا ہے، اس روایت کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

سے ادا کی جائے گی اور اس کا خون باطل نہیں جائے گا][1]

۱۲-(۴۸) رسول اللہ ﷺ کا اس آدمی کے بارے میں فیصلہ جس نے عورت کو مارا تو اس کے پیٹ کا بچہ مر گیا

احکامات:

☆ پیٹ کے بچے کے قتل میں دیت کا ثبوت۔

☆ پیٹ کے بچے کی دیت، غلام یا لونڈی کی دیت کے برابر ہے۔

☆ دیت کی ادائیگی کے ذمہ دار قاتل کے ورثا ہیں اس کے شوہر اور بیٹے پر ذمہ داری نہیں ہے۔

☆ شریعت میں حاکم کے حکم کو رد کرنا جائز نہیں۔

☆ مقفی و مسجع گفتگو سے کراہت کا بیان۔

☆ قاتلہ عورت جب فوت ہو جائے تو اس کی وراثت، اس کے خاوند اور بیٹوں کو ملے گی۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابو ہریرۃؓ: [2] کہ رسول اللہ ﷺ نے ہذیل کی دو عورتوں کے درمیان فیصلہ فرمایا [جو آپس میں سوکنیں تھیں][3] [ایک ام عفیف بنت مسروح جو بنو سعد بن ہذیل میں سے تھی۔ اور دوسری ملیکہ بنت عویمر جو بنولحیان بن ہذیل میں سے تھی][4] ان دونوں کی لڑائی ہوگئی، ایک نے دوسری کو پتھر مارا، [5] اس کے پیٹ پر لگا، وہ حاملہ تھی تو اس کے پیٹ کا بچہ مر گیا۔ [6] [ان دونوں عورتوں کے خاوند اور بیٹے بھی تھے][7] وہ نبی ﷺ کی خدمت میں جھگڑا لے گئے۔

۱- شرح السنہ بغوی ۱۰/۲۱۰۔

۲- متفق علیہ، بخاری ۵۷۵۸، مسلم ۴۳۶۵۔

۳- صحیح سنن الترمذی ۱۱۳۸۔

۴- مصنف عبدالرزاق ۱۸۳۵۶۔

۵- سنن بیہقی کی ایک روایت میں مسطح کا الفاظ ہیں، سنن ترمذی اور مسلم میں فسطاط اور عود کے لفظ ہیں سنن ابوداؤد ۳۸۲۵۔ ترمذی ۱۴۴۳/۱۱۳۸، مسلم ۴۳۶۹۔

۶- سنن ابوداؤد ۳۸۲۵ کے الفاظ ہیں کہ ماں اور بچے دونوں کو قتل کر دیا۔

۷- سنن ابوداؤد ۳۸۲۶۔

آپ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ پیٹ کے بچے کی دیت، لونڈی یا غلام کی دیت جتنی ہوگی [یہ دیت عورت کے (عصبات) ددھیالی رشتہ داروں پر ہے جبکہ اس کے خاوند اور بیٹے کو دیت کی ادائیگی سے بری کر دیا][1] وہ عورت جس پر دیت پڑی تھی، اس کے ولی [حمل بن نابغہ ہذلی][2] نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ اس بچے کی دیت کیونکر ادا کروں جس نے ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں، نہ وہ بولا اور نہ ہی چیخا؟ اس طرح کا قتل بغیر قصاص کے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ [باطل ہو جاتا ہے][3] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کاہنوں کا ساتھی ہے [کیونکہ اس نے کاہنوں کی طرح مقفیٰ مسجع گفتگو کی تھی][4] [پھر جس عورت پر دیت کا حکم لگایا گیا تھا،][5] فوت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اس کی میراث اس کے بیٹے اور خاوند کے لئے ہے۔ جبکہ اس کی دیت اس کے عصبات کے ذمہ ہے][6]

۱۳-(۴۹) رسول اللہ ﷺ کا ٹانگ کی دیت کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ ایک ٹانگ میں نصف دیت ہے جبکہ دونوں ٹانگوں میں مکمل دیت ہے۔

☆ اونٹوں کی قیمت کے مطابق سونے اور چاندی سے دیت ادا کرنے کا جواز۔

دلائل:

۱- **حدیث** عکرمہؒ بن خالد:[7] وہ آل عمرؓ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک ٹانگ میں [آدھی[8] دیت][9] پچاس [اونٹ][10] ہیں۔

۱- سنن ابوداؤد ۴۵۸۲۔

۲،۴- مسلم ۴۳۶۷۔

۳- موطأ امام مالک ۲/۸۵۵۔

۵- بخاری ۶۷۴۰ میں ایک روایت قضی لها بالغرة (یعنی ان کا فیصلہ تلوار کی دھار سے کیا) کے الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔

۶- مسلم ۴۳۶۶۔

۷- مصنف ابن ابی شیبہ ۹/۲۰۹۔

۸- عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک ٹانگ میں نصف دیت یا اس کے بقدر سونا یا چاندی، قتادہ کہتے ہیں کہ دونوں ٹانگوں میں مکمل دیت ہے، مصنف عبدالرزاق ۹/۳۸۱

۹- سنن الدارمی ۲/۱۱۴۔

۱۰- مصنف عبدالرزاق ۱۷۶۷۹۔

۱۴-(۵۰) رسول اللہ ﷺ کا آنکھ کی دیت کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ فیصلے لکھنے کا جواز۔

☆ ایک آنکھ کی نصف دیت ہے جبکہ دو آنکھوں کی مکمل دیت ہے۔

☆ دیت میں سونے اور چاندی کا اندازہ اونٹوں کی قیمت کی بنیاد پر ہوگا۔

☆ نصف دیت گائیوں میں ایک سو ہے اور بکریوں میں ایک ہزار ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبداللہ بن ابوبکر (۱): وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے لئے ایک فیصلہ لکھا جس میں یہ تھا کہ آنکھ کی دیت پچاس اونٹ ہیں [یا ان کی قیمت کے برابر سونا چاندی یا ایک سو گائیں یا ایک ہزار بکریاں] (۲) [اور دونوں آنکھوں کے بدلے میں مکمل دیت ہے] (۳)

۱۵-(۵۱) رسول اللہ ﷺ کا ناک کی دیت کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ ناک کو سرے سے کاٹنے پر مکمل دیت ہے جبکہ اس کی نوک سے کاٹنے پر آدھی دیت ہوگی۔

☆ اسلام میں دیت جرم کے حساب سے ہوتی ہے۔

☆ ایسی تمام چیزیں جن کی ادائیگی دیت میں جائز ہے، ان سے دیت ادا کرنے کا جواز۔

دلائل:

۱- **حدیث** عکرمہؓ بن خالد (۴): وہ آل عمرؓ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، انہوں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

۱- مصنف عبدالرزاق ۹/۳۲۶۔

۲- مسند احمد ۲/ ۲۱۷۔

۳- سنن النسائی ۸/ ۵۸۔

۴- مصنف ابن ابی شیبہ ۹/۱۵۴۔

فرمایا کہ ناک کی دونوں اطراف جب سرے سے کاٹ دی جائیں تو ان کی دیت [مکمل ہے۔ اگر اس کے کنارے سے کاٹی جائے [۱] تو پچاس اونٹ ہیں یا ان کی قیمت کے برابر سونا یا چاندی یا سو گائیں یا ہزار بکریاں دی جائیں گی] [۲]

۱۶-(۵۲) رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ کی دیت کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ ایک ہاتھ، جب کندھے سے کاٹا جائے تو اس کی نصف دیت ہے۔

☆ ایک انگلی میں دیت کا دسواں حصہ اور تمام انگلیوں میں مکمل دیت ہے۔

☆ اونٹوں کی دیت، چار حصوں میں تقسیم کی جائے گی۔ ایک چوتھائی پانچ سالہ اونٹنیاں، ایک چوتھائی چار سالہ اونٹنیاں، ایک چوتھائی دو سے تین سالہ اونٹنیاں اور ایک چوتھائی ایک سے دو سالہ اونٹنیاں [۳]۔

دلائل:

۱- **حدیث عکرمہؓ بن خالد:** [۴] وہ آل عمرؓ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاتھ کی دیت پچاس اونٹ ہیں۔

۲- **حدیث ابن عباس:** [۵] انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انگلیوں کے بدلے دس دس اور ہاتھ کے بدلے پچاس اونٹوں کا فیصلہ کیا۔

۳- قول حضرت علیؓ: [۶] ہاتھ کی دیت نصف یعنی پچاس اونٹ ہیں جو چار حصوں میں تقسیم کیے جائیں گے، ایک چوتھائی پانچ سالہ ایک چوتھائی چار سالہ، ایک چوتھائی دو سے تین سالہ اونٹنیاں اور ایک چوتھائی ایک سے دو سالہ اونٹنیاں۔

۱- یعنی ناک کی ایک طرف اور اس کا ابتدائی حصہ (النھایہ)۔

۲- کنز العمال ۶۲/۱۵۔

۳- جذعہ: ۵ سالہ اونٹ، حقہ: ۴ سالہ سالہ اونٹ، بنت لبون: دو سے تین سال کے درمیان اونٹنی، بنت مخاض: ایک سے دو سال کے درمیان اونٹنی۔

۴- مصنف ابن ابی شیبہ ۱۸۰/۹۔

۵- مجمع الزوائد ۳۰۱/۶۔

۶- مصنف ابن ابی شیبہ ۱۸۱/۹۔

[ابن جریج کہتے ہیں کہ عطا نے کہا کہ جو ہاتھ جڑ سے کاٹا جائے، اس کے بدلے میں پچاس اونٹ ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا اس سے مراد مونڈھے کا ٹنا ہے یا کندھے سے؟ انہوں نے کہا: نہیں! بلکہ مونڈھے سے][1]

۱۷-(۵۳) رسول اللہ ﷺ کا زبان کی دیت کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ انسان کے لئے زبان کی اہمیت کا بیان۔

☆ زبان میں مکمل دیت اس صورت میں ہوگی جب اسے جڑ سے نکالا جائے یا وہ گفتگو کرنے کے قابل نہ رہے۔

☆ انسان کے ایسے اعضاء جو اکیلے اکیلے ہیں، ان کے ضائع ہونے پر مکمل دیت کا بیان۔

دلائل:

۱- **حدیث ابی بکر بن محمد بن حزم**[2]: وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کی طرف ایک کتاب لکھ بھیجی، جس میں تھا، زبان [اگر جڑ سے کاٹ دی جائے][3] تو اس میں [مکمل][4] دیت ہے، (یہ اس صورت میں ہوگا) [جب وہ بات کرنا چھوڑ دے][5] [سعید بن مسیب کہتے ہیں: دیت میں سنت یہی ہے کہ زبان کی مکمل دیت ہوگی][6] [زید بن اسلم کہتے ہیں: انسان سے متعلقہ اشیا میں سنت یہ ہے کہ زبان میں مکمل دیت ہوگی اور اگر اس کے بولنے کی صلاحیت ختم ہو جائے تو اس میں بھی مکمل دیت ہوگی][7]

۱- مصنف عبدالرزاق ۹/۳۷۱۔

۲- سنن دارمی ۲/۱۱۴۔

۳، ۴- مصنف ابن ابی شیبہ ۹/۱۹۰۔

۵، ۶، ۷- سنن بیہقی ۸/۸۹۔

۱۸- (۵۴) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ اگر کسی نے دوسرے کے گھر میں جھانکا اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو کوئی دیت نہیں ہوگی

احکامات:

☆ لوہے کے کنگھے سے سر کھجلانا جائز ہے۔

☆ اجازت لینے سے پہلے، کسی کے گھر میں جھانکنا حرام ہے۔

☆ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے، اس سے اجازت لینا ضروری ہے۔

☆ اجازت لینے سے پہلے دیکھنے والے کی آنکھ پھوڑ دینے پر کوئی دیت نہیں۔

☆ مسلمانوں کی پردہ گاہ کی ٹوہ میں رہنا حرام ہے۔

☆ گھر پردہ گاہ ہیں ان کی ٹوہ لگانا جائز نہیں۔

دلائل:

۱- **حدیث** سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ [۱] ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے سوراخ سے اندر جھانکا، رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ایک لوہے کا کنگھا تھا جس سے آپ ﷺ اپنا سر کھجلا رہے تھے، جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اگر پتہ ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں یہ مارتا، آپ ﷺ نے دیکھنے سے پہلے اجازت کا حکم دیا [آپ نے دیکھنے کے لئے اجازت کو ضروری قرار دیا] [۲] [اگر کوئی تمہارے گھر بغیر اجازت کے جھانکے اور تم کنکر مار کے اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی گناہ نہیں] [۳]

۱- متفق علیہ، بخاری ۶۹۰۱، اور مسلم ۵۶۰۴۔

۲- متفق علیہ، بخاری ۶۲۴۱، مسلم ۵۶۰۳۔

۳- متفق علیہ، بخاری ۶۹۰۲، مسلم ۵۶۰۷۔

١٩-(٥٥) رسول اللہ ﷺ کا انگلیوں کی دیت کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ ہر انگلی کی دیت، مکمل دیت کا دسواں حصہ ہے۔ انگلی کے بدلے میں دس اونٹ یا ان کے مساوی دیت ہوگی۔

☆ دیت کے لحاظ سے انگلیوں میں کوئی فرق نہیں انگوٹھا اور چھوٹی انگلی برابر ہیں۔

دلائل:

١- **حدیث** ابن عباس [١] وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: [دیت کے لحاظ سے انگلیاں برابر ہیں ان کے بدلے دس دس اونٹ ہیں] [٢] یہ اور یہ برابر ہیں۔ یعنی چھوٹی انگلی اور انگوٹھا۔

٢- **حدیث** ابن عباس [٣]: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دیت کے لحاظ سے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کو برابر قرار دیا ہے۔

٢٠-(٥٦) رسول اللہ ﷺ کا دانتوں کی دیت کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ ہیں۔

☆ تمام دانتوں کے بدلے میں مکمل دیت واجب ہوگی۔

☆ دیت کے لحاظ سے آگے اور پیچھے والے دانت برابر ہیں۔

دلائل:

١- **حدیث** ابن عباسؓ [٤]: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیت کے لحاظ سے انگلیاں اور دانت برابر ہیں، کچلی اور ڈاڑھ برابر ہیں۔

٢- **حدیث** ابن عباسؓ [٥]: وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دانت کے بدلے دیت میں

١- بخاری ٦٨٩٥۔
٢- صحیح سنن ابن ماجہ ٢١٢٨۔
٣- صحیح سنن ابوداؤد ٣٨١٥۔
٤- صحیح سنن ابوداؤد ٣٨١٣۔
٥- صحیح سنن ابن ماجہ ٢٦٥١۔

پانچ اونٹوں کا فیصلہ کیا[اور ڈاڑھ بھی دانت ہے][1]

۳- حدیث ابن غطفان بن الطریف المری:[2] مروان بن حکم نے انہیں عبداللہ بن عباس کے پاس ڈاڑھ کی دیت کے بارے میں سوال کرنے کے لئے بھیجا۔عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ اس کے بدلے پانچ اونٹ ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ مران نے مجھے،عبداللہ بن عباس کے پاس دوبارہ بھیجا اور کہا کہ کیا آپ منہ کے پہلے حصے کو ڈاڑھ کی طرح سمجھتے ہیں؟ عبداللہ بن عباس نے کہا کہ اگر ان کا قیاس انگلیوں پر بھی کیا جائے تو ان کی دیت برابر ہے۔

۲۱-(۵۷)ہڈی کو ہلا دینے والے زخم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ ہڈی کو ہلا دینے والے زخم میں قصاص نہیں ہوگا۔

☆ ہڈی کو ہلا دینے والے زخم کی دیت، پندرہ اونٹ یا ان کی قیمت کے مساوی سونا چاندی ہوگی۔

☆ مرد اور عورت، ہڈی کو ہلا دینے والے زخم میں برابر ہیں۔

دلائل:

۱- حدیث شفاء ام سلیمان:[3] نبی ﷺ نے ابوجہم بن غانم کو جنگ حنین والے مال غنیمت پر مقرر کیا تو انہوں نے ایک شخص کو اپنی کمان ماری جس کے لگنے والے زخم نے ہڈی ہلا دی۔رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت میں پندرہ اونٹوں کا فیصلہ فرمایا۔

۲- حدیث عمرو بن شعیب:[4] وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:ہڈی کو ہلا دینے والے زخم میں پندرہ اونٹ یا ان کے بقدر سونا، چاندی یا بکریاں ہیں،حضرت عمر بن خطابؓ نے مرد اور عورت کے ہڈی کو ہلا دینے والے زخم میں اسی طرح فیصلہ کیا۔

۱- سنن کبری بیہقی ۹۰/۸۔

۲- موطا امام مالک ۸۶۲/۲۔

۳- دار قطنی ۱۷۹/۳۔

۴- مصنف عبدالرزاق ۱۷۳۶۹۔

۲۲-(۵۸) دماغ تک پہنچ جانے والے زخم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ دماغ تک پہنچ جانے والے زخم کی دیت ۳۳ اونٹ یا ان کے بقدر سونا، چاندی یا ان کی قیمت ہے۔

☆ دماغ تک پہنچ جانے والا زخم اگر عقل کو زائل کردے یا دماغ کی ایک جانب خراب کردے تو اس میں مکمل دیت ہوگی۔

دلائل:

۱- **حدیث عمرو بن شعیب**[۱]: وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دماغ تک پہنچ جانے والے زخم میں ایک تہائی دیت یعنی ۳۳ اونٹ یا ان کی قیمت کے برابر سونا، چاندی، گائیوں یا بکریوں کا فیصلہ فرمایا۔[۲]

۲۳-(۵۹) کمر توڑنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اہل یمن کی طرف رسول اللہ ﷺ کا لکھ کر فیصلہ بھیجنے کا بیان اور اس کا جواز۔

☆ کمر توڑنے پر اگر وہ چلنے یا بوجھ اٹھانے سے عاجز آجائے تو مکمل دیت ہوگی۔

☆ کمر پر مارنے کی صورت میں اگر وہ چلنے اور اس پر وزن اٹھانے کی طاقت رکھتا ہو تو آدھی دیت ہوگی۔

دلائل:

۱- **حدیث ابوبکر بن محمد بن حزم**[۳]: وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کے لئے ایک کتاب لکھ بھیجی، جس میں لکھا کہ کمر کی مکمل دیت ہے۔ [زہری کہتے ہیں کہ رسول

۱- سنن بیہقی ۸/۸۳۔

۲- مجاہد کہتے ہیں کہ اگر اس کے دماغ کی ایک جانب خراب ہوجائے یا اس پر غشی طاری ہوجائے یا اس کی عقل ضائع ہوجائے تو اس میں مکمل دیت ہے، مصنف عبدالرزاق ۱۷۳۵۹۔

۳- صحیح سنن النسائی ۸/۵۸، سنن کبری بیہقی ۸/۹۵۔

اللہ ﷺ نے کمر کی مکمل دیت کا فیصلہ فرمایا] [1] [سعید بن میتب نے کہا کہ دیت میں سنت طریقہ یہ ہے کہ کمر کی دیت سو اونٹ ہیں] [2] [جب وہ ٹوٹ جائے اور وہ وزن اٹھا سکتی ہو اور اگر وہ وزن نہ اٹھا سکتی ہو تو اس میں آدھی دیت ہے] [3]

۲۴-(۶۰) مکمل عضو تناسل یا اس کی سپاری کاٹنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ زبان کے کاٹنے پر، اگر وہ بولنے سے رک جائے تو مکمل دیت ہوگی۔

☆ عضو تناسل مکمل یا اس کی سپاری کاٹنے پر مکمل دیت ہوگی۔

☆ دونوں ہونٹ کاٹنے کی صورت میں مکمل دیت واجب ہوگی۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبداللہ بن عمرو بن العاص: [4] وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: زبان جب بولنے سے رک جائے تو اس میں مکمل دیت ہے، مرد کا عضو تناسل کاٹا جائے تو اس میں مکمل دیت ہے، اس کی سپاری اور دونوں ہونٹوں کے عوض مکمل دیت ہے۔

۲- **حدیث** زہری: [5] انہوں نے کہا کہ مرد کا عضو تناسل جب جڑ سے کاٹا جائے تو اس میں نبی ﷺ نے مکمل دیت، سو اونٹ، کا فیصلہ فرمایا۔

۱- مصنف ابی شیبہ ۹/۲۲۹۔

۲- بیہقی ۸/۹۵۔

۳- مصنف ابی شیبہ ۹/۲۳۰۔

۴- سنن کبریٰ بیہقی ۸/۸۹۔

۵- مصنف ابن ابی شیبہ ۹/۲۱۵۔

۲۵-(۶۱) ہڈی کو ننگا کرنے والے زخم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اگر ہڈی کو ننگا کر دینے والے زخم جدا جدا ہوں، تو ان کی دیت پانچ پانچ اونٹ ہوگی۔

☆ حرم میں قتل کرنا گناہ عظیم ہے۔

☆ قاتل کے علاوہ کسی دوسرے کو قتل کرنا حرام ہے، جس نے ایسا کیا وہ اللہ کا سب سے بڑا دشمن ہوگا۔

☆ جاہلیت کی دشمنی کی وجہ سے قتل کرنا حرام ہے، اللہ اسے ناپسند کرتا ہے۔

☆ بچہ بستر والے کا ہے (یعنی بچے کی ماں جس کے نکاح میں ہے) اور زانی کیلئے پتھر ہیں (یعنی اسے رجم کیا جائے گا)۔

☆ کسی عورت کے ساتھ، اس کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح پر، نکاح کرنا حرام ہے۔

دلائل:

۱- حدیث عمرو بن شعیب: وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا[۱] [عبداللہ بن عمرو بن العاص][۲] سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہڈی کو ننگا کر دینے والے زخم میں پانچ پانچ اونٹوں [یا ان کے بقدر سونا یا چاندی][۳] کا فیصلہ فرمایا۔

۲- حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص[۴]: انہوں کہا جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ہتھیار روک لو! مگر خزاعہ قبیلے کو بنی بکر سے عصر تک لڑنے کی اجازت دے دی۔ عصر کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ہتھیار روک لو!۔ دوسرے دن مزدلفہ میں خزاعہ کا ایک آدمی، بنو بکر کے ایک آدمی کو ملا اور اس نے اسے قتل کر دیا، یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کعبہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انسانوں میں سے، اللہ کا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جس نے حرم

۱- سنن دارمی ۲/ ۱۱۵۔

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۳۸۲۰۔

۳- مصنف ابن ابی شیبہ ۹/ ۱۴۳۔

۴- مجمع الزوائد ۲/ ۱۷۷۔ انہوں نے اس کے بعد والا حصہ بھی ذکر کیا ہے، پھر انہوں نے کہا اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

میں قتل کیا یا قاتل کے علاوہ کسی کو قتل کیا یا جاہلیت کی دشمنی [1] کی بنا پر قتل کیا۔ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ فلاں میرا بیٹا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں کوئی دعویٰ نہیں ہے، جاہلیت کا معاملہ ختم ہو گیا، بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔ [2] انگلیوں کی دیت میں دس دس اونٹ ہیں، ہڈی کو ننگا کرنے والے زخم کی دیت میں پانچ پانچ اونٹ، صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں، عورت کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح پر اس کے ساتھ شادی نہیں ہوگی۔

۲۶-(۶۲) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ پڑوسی کے قتل اور حرمت والے مہینوں میں قتل کی دیت، سخت دیت (مغلظہ) ہوگی

احکامات:

☆ پڑوسی کے قتل یا حرمت والے مہینوں میں قتل پر سخت دیت (مغلظہ) واجب ہوگی۔

☆ الحمدللہ سے خطبہ شروع کرنا واجب ہے۔

☆ تمام خطبوں میں اما بعد کہنا مستحب ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو قیامت تک کے لئے حرمت والا بنا دیا ہے، اس کی حرمت پامال کرنا حرام ہے۔

☆ اس بات کا بیان کہ گناہ کے درجات ہیں۔

☆ اس بات کا بیان کہ حرم میں قتل کرنا اور جاہلیت کی دشمنی کی وجہ سے قتل کرنا یا قاتل کے علاوہ کسی آدمی کو قتل کر دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے، جسے اللہ سخت ناپسند کرتا ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن طاؤس [3]: وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پڑوسی کے قتل یا حرمت والے مہینوں میں قتل کی صورت میں سخت دیت (مغلظہ) ہے [مکمل دیت اور تہائی دیت اضافی] [4]

۱- حدیث میں لفظ ذحل آیا جس کا مطلب ہے دشمنی یا قتل کا بدلہ طلب کرنا (النھایہ)۔

۲- حدیث میں لفظ الاثلب آیا ہے جس کا مطلب پتھر ہے مجمع الزوائد ۶/۱۷۷۔

۳- مصنف ابن ابی شیبہ ۹/۳۲۸۔

۴- مصنف عبدالرزاق ۹/۲۹۸۔

۲- **حدیث** ابو شریح بن عمرو خزاعی[1]: وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے، حرم میں ہذیل کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جس سے وہ جاہلیت کے خون کا بدلہ طلب کر رہے تھے، وہ شخص اسلام پر بیعت کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا رہا تھا۔ جب اس قتل کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ شدید غصے میں آ گئے۔ بنو بکر حضرت ابو بکرؓ اور دوسرے صحابہ کی طرف دوڑے تا کہ رسول اللہ ﷺ سے ان کو معافی دلوائیں جب شام کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف کی پھر اما بعد کے بعد فرمایا: اللہ نے مکہ کو حرام کیا، لیکن لوگوں نے اس کی حرمت کو برقرار نہیں رکھا۔ میرے لئے اللہ نے اسے دن کی ایک ساعت کے لئے حلال کیا تھا، یہ پھر اسی طرح حرام ہے، جیسا اللہ نے اسے پہلے حرام کیا تھا۔ تین قسم کے لوگ اللہ کے دشمن ہیں ایک ایسا آدمی جس نے حرم میں کسی کو قتل کیا، دوسرا وہ جس نے قاتل کے علاوہ کسی کو قتل کیا، تیسرا وہ جس نے جاہلیت کے جرم کا بدلہ لیا۔ جس آدمی کو تم نے قتل کیا ہے، اللہ کی قسم! میں اس کی دیت ادا کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت ادا کی۔

۲۷-(۶۳) رسول اللہ ﷺ کا زخمی کو، زخم کی دیت سے زیادہ دے کر راضی کرنے کے جواز میں فیصلہ جب کہ وہ قصاص کا طلب گار ہو۔

احکامات:

☆ قصاص کو دیت سے تبدیل کرنے کا جواز۔

☆ زخمی کو زخم کی دیت سے زیادہ دینے کا جواز۔

☆ دو جھگڑنے والوں کے درمیان صلح کا اعلان کرنا جائز ہے۔

☆ قصاص کو دیت سے تبدیل کرنے کی صورت میں زخمی کو رضامند کرنا ضروری ہے اور رضامندی کا اعلان کرنا جائز ہے۔

۱- سنن کبریٰ بیہقی ۷۱/۸۔

دلائل:

۱- **حدیث عائشہ:**[۱] نبی ﷺ نے حذیفہ قبیلہ کے ابوجہم کو صدقہ اکٹھا کرنے کیلئے بھیجا۔ ایک آدمی نے ان سے اپنے صدقہ کے بارے میں جھگڑا کیا۔ ابوجہم نے اسے مارا اور زخمی کر دیا۔ وہ لوگ (زخمی شخص کے رشتہ دار) نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم فلاں فلاں چیز لے لو، لیکن وہ رضامند نہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: تم فلاں فلاں چیز لے لو، وہ پھر بھی رضامند نہ ہوئے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے فلاں فلاں چیز ہے، وہ رضامند ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں شام کے وقت لوگوں کو خطبہ دوں گا اور انھیں تمہارے راضی ہونے سے متعلق آگاہ کروں گا؟ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور [فرمایا]: "یہ لیث قبیلے کے لوگ میرے پاس قصاص لینے کیلئے آئے، میں نے ان پر فلاں فلاں چیز پیش کی تو وہ رضامند ہو گئے۔ پوچھا: کیا تم راضی ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں! مہاجرین نے انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں رک جانے کا حکم دیا، وہ رک گئے۔ پھر ان کو بلا کر کچھ اضافہ کیا اور پھر پوچھا: کیا تم راضی ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں! پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: میں لوگوں کو خطبہ دوں گا تاکہ انہیں تمہاری رضامندی کے متعلق باخبر کروں؟ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے! رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور پوچھا کہ کیا تم راضی ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں!

۲۸- (۶۴) رسول اللہ ﷺ کا ایسے مقتول کے بارے میں فیصلہ جو دو بستیوں کے درمیان پایا جائے

احکامات:

☆ اسلام میں کسی کا خون رائیگاں نہیں جانے دیا جائے گا۔

☆ امن و سلامتی اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے بارے میں اسلام کا اہتمام۔

☆ ہر بستی اور قبیلے والے، وہاں پر ہونے والے جرم کے بارے میں ذمہ دار ہیں۔

☆ مدعی علیہ پر قسم ہے۔

۱- صحیح سنن ابو داؤد ۳۸۰۱۔

۲- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۶۳۸۔

☆ اس مقتول کے بارے میں مدعی کے قسم اٹھانے کا جواز جو کسی قوم کے درمیان مقتول پایا جائے اور وہ مدعی علیہ قسم اٹھانے سے انکار کر دیں۔

☆ جب دونوں گروہ، قسم اٹھانے سے انکار کر دیں تو دیت دونوں پر نصف نصف تقسیم ہوگی۔

دلائل:

۱- **حدیث ابو سعیدؓ**[۱]: دو محلوں کے درمیان ایک مقتول پایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ فاصلہ ماپا جائے ان دونوں میں سے کس کے زیادہ قریب ہے۔ [دونوں بستیوں کا فاصلہ بالشت سے ماپا گیا][۲] وہ ایک بستی سے قریب پایا گیا۔ ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بالشت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مقتول [جس بستی کے قریب تھا][۳] رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت ان پر ڈال دی۔ عبدالعزیز بن عمر کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کی کتاب میں یہ الفاظ تھے[۴] رسول اللہ ﷺ نے ایسے مقتول کے بارے میں جو دو بستیوں کے درمیان پایا جائے، فیصلہ فرمایا کہ مدعی علیہ پر قسم اٹھانا لازم ہے۔ اگر وہ انکار کر دیں تو مدعی قسم اٹھائیں گے اور وہ دیت کے حقدار بن جائیں گے۔ اگر دونوں فریق قسم اٹھانے سے انکار کر دیں تو دیت دو حصوں میں تقسیم ہوگی۔ آدھی مدعی علیہ ادا کریں گے اور باقی آدھی دعویٰ کرنے والے اس صورت میں ختم کر دیں گے جب وہ قسمیں اٹھا کر اس کا مستحق بننا پسند نہ کریں۔

۲۹-(۶۵) رسول اللہ ﷺ کا دیت کے تعین کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ مختلف اجناس سے دیت متعین کرنے کا بیان۔

☆ مختلف اقسام کی دیت کا مقصد آسانی پیدا کرنا ہے۔

۱- سنن الکبریٰ بیہقی ۱۲۶/۸۔

۲- مسند احمد ۸۹/۳۔

۳- مجمع الزوائد ۲۹۰/۶۔

۴- مصنف عبدالرزاق ۱۸۲۹۰۔

☆ مجرم کے ولی کے پاس جس قسم کی چیزیں ہوں، ان میں سے دیت قبول کرنا ضروری ہے، وہ دیت کی اقسام سے ہوں یا نہ ہوں۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن عباسؓ:[۱] انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں قتل کر دیا تو آپ ﷺ نے اس کے لئے دیت بارہ ہزار (درہم) مقرر فرمائی۔ [عمر بن خطابؓ نے بھی ایسا ہی فیصلہ کیا][۲] [ابن شہاب مکحول اور عطا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم نے لوگوں سے سنا کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں آزاد آدمی کی دیت سو اونٹ تھی۔ حضرت عمرؓ نے شہر والوں کیلئے اس دیت کی قیمت، ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درھم مقرر کی۔ انہوں نے کہا کہ جس دیہاتی پر یہ دیت آ جائے، اس کی دیت سو اونٹ ہی ہے۔ کسی دیہاتی کو سونے چاندی کا مکلّف نہیں بنایا جائے گا][۳]

۲- **حدیث** عطاء بن ابی رباح[۴]: رسول اللہ ﷺ نے دیت کے بارے میں، اونٹوں والوں کیلئے سو اونٹ، گائے والوں کیلئے دو سو گائیں، اور بکریوں والوں کیلئے دو ہزار بکریاں، جن کے پاس کپڑوں کے جوڑے ہیں ان کے لئے دو سو جوڑوں کا فیصلہ کیا۔ محمد (راوی) بھول گئے کہ گندم والوں کیلئے کیا چیز مقرر تھی۔

۳- **حدیث** عبداللہ بن عمروؓ[۵]: رسول اللہؐ نے فرمایا: جس نے غلطی سے قتل کیا، اس کی دیت سو اونٹ ہے۔ تیس ایک سے دو سالہ، تیس دو سے تین سالہ، تیس چار سالہ اونٹنیاں اور دس ایک سے دو سالہ اونٹ کے بچے۔ رسول اللہ ﷺ شہر والوں کے لئے اس کی قیمت کا اندازہ، چار سو دینار یا اس کے برابر چاندی سے لگایا کرتے تھے۔ اونٹوں والوں کے لئے وقت کے مطابق اس کی قیمت مقرر کرتے تھے۔ جب وہ مہنگے ہو جاتے تو اس کی قیمت بڑھا دیتے اور سستے ہونے پر ان کی قیمت کم کر دیتے۔ اس کی قیمت رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چار سو سے آٹھ سو دینار یا اس کے بقدر چاندی تک پہنچ گئی۔ گائیوں میں سے دو سو گائیں اور بکریوں میں سے دو ہزار بکریوں کا آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا۔

۱- سنن کبریٰ بیہقی ۸/۷۸، ضعیف سنن نسائی ۴۸۰۳۔

۲- سنن کبریٰ بیہقی ۸/۷۷۔

۳- سنن کبریٰ بیہقی ۸/۷۶۔

۴- سنن کبریٰ بیہقی ۸/۷۸، بیہقی کہتے کہ محمد جو کہ عطاء سے روایت کرتے ہیں، کا حافظہ قوی نہیں۔

۵- صحیح سنن نسائی ۴۴۶۸، صحیح سنن ابوداؤد ۳۸۱۸۔

۳۰-(۶۶) رسول اللہ ﷺ کا ناقص اعضاء کی دیت کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ عیب دار اعضاء کی دیت ایک تہائی ہوگی۔

☆ مجرم کے عمل کا محاسبہ کرنے میں حد درجہ احتیاط۔

☆ اسلامی شریعت ایک مکمل شریعت ہے۔

☆ سزا جرم کے حساب سے ہوگی۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبداللہ بن عمروؓ[۱]: رسول اللہ ﷺ نے بھینگی آنکھ کے پھوڑنے پر، اس کی ایک تہائی دیت کا فیصلہ کیا۔ اسی طرح ناکارہ ہاتھ جب کاٹ دیا جائے اور سیاہ دانت جب نکال دیا جائے تو ان میں ان اعضاء کی ایک تہائی دیت کا فیصلہ فرمایا۔

۳۱-(۶۷) رسول اللہ ﷺ کا مشرک کی دیت کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ اہل کتاب کی دیت، مسلمان کی دیت سے آدھی ہوگی۔

☆ اہل کتاب، خواہ یہودی ہو یا عیسائی ان کی دیت برابر ہے۔

☆ اسلام، انسانیت کی قیمت اور مرتبے میں اضافہ کرتا ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** عمرو بن شعیب:[۲] وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر کی دیت، مومن کی دیت سے آدھی ہوگی۔

۲- **حدیث** عمرو بن شعیب:[۳] وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ

۱- صحیح سنن نسائی ۴۵۰۰۔

۲- صحیح سنن الترمذی ۱۴۴۶۔

۳- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۶۴۴۔

رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ کی دیت، ایک مسلمان کی دیت سے آدھی ہوگی۔

۳- **حدیث مجاہد**:[1] دو نبی ﷺ کے پاس اپنے بھائی کی دیت طلب کرنے کے لئے آئے جسے بنوسدوس نے قتل کردیا تھا، نبی ﷺ نے فرمایا: اگر میں نے مشرک کی دیت مقرر کی ہوتی تو تیرے بھائی کے لئے ضرور مقرر کرتا، لیکن میں تجھے اس کا پورا حق دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے خمس میں سے جو کہ مشرکین بنوذھیل سے خراج کے طور پر آتا تھا، اس کے لئے سو اونٹ لکھ دیئے، اس نے ان میں سے ایک حصہ لے لیا۔

۳۲-(۶۸) رسول اللہ ﷺ کا ایک آنکھ والے شخص کے بارے میں فیصلہ جس نے کسی دوسرے کی دو آنکھوں میں سے ایک پھوڑ دی

احکامات:

☆ قصاص میں، بھینگے کی آنکھ پھوڑنا جائز نہیں۔

☆ انسان پر اسلام کی رحمت وشفقت۔

☆ اسلام نے انسانی جان اور اعضاء کو خصوصی اہمیت اور احترام دیا ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث عصمہ**:[2] انہوں نے کہا: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جس کی آنکھ پھوڑ دی گئی تھی تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس نے مارا ہے؟ اس نے کہا: فلاں کے بیٹے نے جو بھینگا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو بلا کر پوچھا کہ تو نے اس کی آنکھ پھوڑی ہے؟ اس نے کہا: ہاں! رسول اللہ ﷺ نے اس پر دیت کا فیصلہ کیا اور فرمایا: اس کی آنکھ نہیں پھوڑی جائے گی کیونکہ اس سے یہ اندھا ہو جائے گا۔

۱- ضعیف سنن ابوداؤد ۲۹۹۰۔

۲- معجم کبیر طبرانی ۱۷/۱۶۶، ہیثمی کہتے ہیں کہ اس کی سند میں فضل بن مختار ہے، جو ضعیف ہے، المجمع ۶/۲۹۵۔

۴۴-(۶۹) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ دانت سے کاٹنے والے کے دانت کا بدلہ نہیں دیا جائے گا۔

احکامات:

☆ ظلم کے جواب میں جو بھی نقصان ہو، اس میں دیت نہیں گی۔

☆ ہر ممکن ذریعہ سے اپنی جان اور اعضاء کی حفاظت ضروری ہے۔

☆ دانت سے کاٹے ہوئے زخموں میں قصاص جائز ہے۔

☆ جھگڑے کے دوران دانت سے دوسرے کا جسم کاٹنا ناجائز ہے۔

دلائل:

— **حدیث** صفوان یعلی بن امیہ:[۱] وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شامل ہوا، یعلی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اس غزوہ میں شمولیت میرا سب سے بہترین عمل تھا۔ عطاء نے کہا: صفوان نے بتایا کہ یعلی نے کہا: میرا ایک مزدور تھا [ابھی ہم راستے میں تھے][۲] کہ اس نے [ایک مسلمان سے][۳] جھگڑا کیا، ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے صفوان نے بتایا کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ لیا ہے۔ [جب اسے تکلیف ہوئی][۴] تو اس نے کاٹنے والے کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچا، جس سے [کاٹنے والے کے منہ سے][۵] اس کا ایک دانت گر پڑا تو وہ نبی ﷺ کے پاس اس کے دانت کی دیت[۶] [کا جھگڑا لے کر آیا][۷] [نبی ﷺ نے][۸] اس کے دانت کا کوئی بدلہ نہیں دیا [اور فرمایا:][۹]

۱- مسلم ۴۴۳۸۔

۲،۶- سنن ابن ماجہ ۲۱۵۱۔

۳- سنن نسائی ۴۴۳۸۔

۴- سنن نسائی ۴۴۴۵۔

۵- مسلم ۴۴۴۷۔

۷- مسلم ۴۴۴۴۔

۸- سنن نسائی ۴۴۴۱۔

۹- مسلم ۴۴۴۴۔

[تیرے لئے کوئی دیت نہیں][1] [تو اس کا گوشت کھانا چاہتا تھا]۔[2] [تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ تو چاہتا ہے کہ میں اسے حکم دوں، وہ تیرے منہ میں اپنا ہاتھ دے پھر تو اسے ایسے چبا دے جیسے جانور چباتا ہے۔ اگر تو چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ اسے چبانے کے لئے دے پھر اگر تو چاہے تو اسے نکال لے۔][3]

۳۴-(۷۰) رسول اللہ ﷺ کا ایسے زخموں کے بارے میں فیصلہ جن میں قصاص نہیں

احکامات:

☆ بعض زخموں میں قصاص نہیں ہے۔

☆ اس حدیث اور اس کی ہم معنی احادیث کی، اللہ کے فرمان (زخموں میں قصاص ہے) کے ساتھ تخصیص ہوگی۔

☆ دماغ تک پہنچنے والے، پیٹ تک پہنچنے والے یا ہڈی کو ہلا دینے والے زخم میں دیت ہے، قصاص نہیں۔

☆ جوڑ سے ہاتھ کاٹ دینے میں قصاص ہے اور نمران بن جاریہ کی حدیث ضعیف ہے جو قابل حجت نہیں ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** عباسؓ بن عبدالمطلب:[4] انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دماغ تک پہنچنے والے، پیٹ تک پہنچنے والے یا ہڈی کو ہلا دینے والے زخم میں قصاص نہیں ہے۔

۲- **حدیث** نمران بن جاریہ:[5] وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے دوسرے کی کلائی پر تلوار ماری اور اسے جوڑ سے کاٹ دیا۔ اس نے نبی ﷺ سے فریاد کی تو آپ ﷺ نے اس کے لئے دیت کا فیصلہ فرمایا۔ اس نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ میں قصاص چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیت لے لے، اللہ تیرے لئے اس میں برکت ڈالے گا۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے قصاص کا فیصلہ نہیں فرمایا۔

۱- سنن نسائی ۴۴۴۳۔

۲- مسلم ۴۳۴۴۔

۳- سنن نسائی ۴۴۳۱۔

۴- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۱۳۲۔

۵- ضعیف سنن ابن ماجہ ۵۷۸، یہ حدیث قابل حجت نہیں ہے۔

چوتھا باب

قسامت

[قاتل معلوم نہ ہونے کی صورت میں قسم سے فیصلہ]

اس میں (۴) فیصلے ہیں۔

۱-(۱۷) رسول اللہ ﷺ کا قسامت پر قتل کا فیصلہ

احکامات:

☆ قسم اٹھانے پر قتل کا ثبوت۔

☆ قسم اٹھانے پر قصاص کا ثبوت۔

☆ مقتول کے ورثا اگر ملزموں میں سے کسی کے بارے میں قسم اٹھالیں تو وہ مقتول کے خون بہا کے حقدار ہونگے۔ اگر قاتل کے ورثا بھی قسم (قسامت) اٹھالیں تو اس کے بعد، ان پر قصاص اور دیت نہ ہوگی۔

دلائل:

۱- **حدیث عمرو بن شعیب**[۱]: وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بنونضر بن مالک کے ایک آدمی کو **بحرۃ الرعاء** میں **شطلیہ** کے مقام پر، قسم کی بنا پر قتل کروادیا اور فرمایا کہ قاتل اور مقتول انہیں میں سے ہیں۔

۲- **حدیث ابوالمغیرہ**[۲]: نبی ﷺ نے **طائف** کے مقام پر، قسم کی بنا پر قصاص کا فیصلہ فرمایا۔ خارجہ بن زید بن ثابت کہتے ہیں کہ انصار کے ایک آدمی نے، نشے کی حالت میں ایک ایسے آدمی کو قتل کردیا، جس نے اسے ایک نوک دار لکڑی سے مارا تھا، لیکن ان کے پاس کوئی مضبوط دلیل نہیں تھی، صرف تھپڑ یا اس قسم کا کوئی نشان تھا اور صحابہ کرامؓ میں سے کسی دو میں بھی اس بات پر اختلاف نہیں تھا کہ مقتول کے ورثا قسم اٹھالیں اور بدلے میں قتل کردیں یا قصاص لے لیں، تو انہوں نے پچاس قسمیں اٹھالیں۔

۲-(۲۷) قاتل معلوم نہ ہونے کی صورت میں، رسول اللہ ﷺ کا قسم کی بنا پر فیصلہ

احکامات:

☆ بڑوں کا احترام اور ان کی موجودگی میں چھوٹوں کا گفتگو نہ کرنا۔

☆ قسم اٹھانے کا بیان کہ اگر مقتول کے ورثا قسم اٹھالیں تو وہ خون بہا کے حقدار ہوں گے۔

۱- سنن کبریٰ بیہقی ۸/۱۲۷، یہ حدیث منقطع ہے۔

۲- سنن کبریٰ بیہقی ۸/۱۲۷۔

☆ ملزموں میں سے پچاس آدمی قسم اٹھا کر کہیں کہ ہم نے قتل نہیں کیا۔

☆ دیت قسامت کے قائم مقام ہو سکتی ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابولیلی بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سہل [۱]: وہ سہل بن ابوحثمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اور ان کی قوم کے چند بڑوں نے انہیں بتایا کہ [انصار کے کچھ آدمی] [۲] عبداللہ بن سہل اور محیصہ [بن مسعود] [۳] اپنی ایک تکالیف کی وجہ سے خیبر گئے۔ [وہ ایک کھجور کے باغ میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے] [۴] [عبداللہ بن سہل قتل کر دیئے گئے] [۵] محیصہ کو بتایا گیا کہ عبداللہ کو قتل کر کے ایک ویران گڑھے [کنویں] [۶] یا چشمے میں پھینک دیا گیا ہے [انھوں نے اپنے ساتھی کو خون میں لت پت پایا] [۷] [تو انہیں دفن کر دیا وہ یہودیوں کے پاس گئے] [۸] اور کہا کہ اللہ کی قسم تم نے ہی اسے قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور یہ واقعہ بتایا۔ اس کے بعد وہ اپنے بڑے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل [جو ان میں سب سے چھوٹے تھے] کے ساتھ [۹] رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ [عبدالرحمٰن] [۱۰] [چونکہ خیبر میں موجود تھے، اس لئے اپنے دونوں ساتھیوں سے پہلے] [۱۱] آگے بڑھے تاکہ وہ بات کریں۔ نبی ﷺ نے محیصہ سے کہا کہ بڑا آگے آئے، بڑا آگے آئے، ان کی مراد عمر سے تھی تو پہلے حویصہ نے بات کی پھر محیصہ نے بات کی [انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارا یہ ساتھی ہم سے باتیں کر رہا تھا، وہ ہم سے جدا ہو گیا تو ہم نے اسے خون میں لت پت پایا۔ رسول اللہ ﷺ باہر آئے اور فرمایا: تم اس کے قتل سے متعلق کس پر گمان کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اسے یہودیوں نے قتل کیا ہے] [۱۲] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے ساتھی کی دیت ادا کریں گے، بصورت دیگر ان کے خلاف

۱- بخاری ۷۱۹۲۔

۲، ۷- بخاری ۶۸۹۹ ابوقلابہ کی روایت۔

۳، ۴، ۵- صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۹۰ رافع بن خدیج کی روایت۔

۶- مؤطا امام مالک ۲/۸۷۸۔

۸، ۹، ۱۰، ۱۱- مسلم ۴۳۱۸۔

۱۲- بخاری حدیث نمبر ۶۸۹۹ ابوقلابہ کی روایت۔

اعلان جنگ کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف اس بارے میں خط لکھا [انھیں دعوت دی اور کہا کہ تم نے فلاں آدمی کو قتل کیا ہے] [1] انہوں نے جواباً لکھا کہ ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمٰن سے کہا کہ [کیا تمہارے پاس قاتلوں کے خلاف کوئی دلیل ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ] [2] کیا [تم میں سے پچاس آدمی قسم اٹھا سکتے ہیں؟] [3] تا کہ اپنے ساتھی کے خون بہا کے حقدار بن سکو۔ [یہ قسم یہودیوں کے ایک آدمی کے خلاف ہوگی اور قاتل کو مکمل طور پر تمہارے سپرد کیا جائے گا] [4] انہوں نے کہا: نہیں! [ایسا معاملہ جسے ہم نے دیکھا نہیں، ہم اس کے بارے میں کیسے قسم اٹھا سکتے ہیں؟] [5] آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہودی تمہارے لئے قسم اٹھائیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ تو غیر مسلم ہیں، انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں، وہ ہم سب کو قتل کر کے قسم اٹھا کر بچ جائیں گے] [6] رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے پاس سے [صدقہ کے اونٹوں میں سے] [7] سو اونٹنیاں دیت کے طور پر ادا کر دیں۔ وہ انہیں گھر لے گئے۔ سہل کہتے کہ [ایک دن میں ان کے باڑے میں داخل ہوا] [8] تو ان میں سے ایک [سرخ] [9] اونٹنی نے مجھے [اپنی ٹانگ سے] [10] لات ماری۔

۲۔ (۴۳) نبی ﷺ کا جاہلیت کی قسامت کو برقرار رکھنا

احکامات:

☆ اسلام نے جاہلیت کی بعض اچھی عادات کو برقرار رکھا ہے۔

☆ جاہلیت میں قسامت کا رواج تھا۔

☆ قسامت، یہود و نصاریٰ پر ایسے ہی لاگو ہوگی جیسے مسلمانوں پر۔

☆ قسامت وغیرہ میں قسم کے برے اثرات اور نتائج دنیا میں ہی ظاہر ہوتے ہیں۔

۱، ۳، ۶۔ بخاری حدیث نمبر ۶۸۹۹ ابو قلابہ کی روایت۔

۲۔ بخاری ۶۸۹۸۔

۴، ۵، ۸، ۱۰۔ مسلم ۴۳۱۹۔

۷۔ صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۹۲۔

۹۔ صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۹۱۔

دلائل:

۱- **حدیث** سلیمان بن یسار [۱]: جو نبی ﷺ کی بیوی میمونہ کے غلام ہیں، وہ انصار صحابہ کرامؓ میں سے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قسامت کو اسی طرح برقرار رکھا ہے جس طرح وہ جاہلیت میں تھی۔

۲- **حدیث** ابن عباسؓ [۲]: انہوں نے کہا کہ جاہلیت کی سب سے پہلی قسامت، ہمارے قبیلہ بنو ہاشم میں ہوئی تھی۔ بنو ہاشم کے ایک آدمی کو، قریش کے کسی دوسرے خاندان کے ایک آدمی نے ملازمت دی۔ اب یہ ہاشمی نوکر اپنے مالک کے ساتھ، اس کے اونٹ لے کر باہر نکلا، وہاں کہیں اس نوکر کے پاس سے ایک دوسرا ہاشمی شخص گذرا، اس کی بوری کا بندھن ٹوٹ گیا تھا۔ اس نے اپنے نوکر بھائی سے التجا کی: ''میری مدد کر، اونٹ باندھنے کی ایک رسی مجھے دے دے، میں اس سے اپنا تھیلا باندھوں، اگر رسی نہ ہوگی تو اونٹ نہیں بھاگے گا''۔ اس نے ایک رسی اسے دے دی اور اس نے اپنی بوری کا منہ اس سے باندھ لیا (اور چلا گیا)۔ پھر جب اس مالک اور نوکر نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا تو ایک کے سوا تمام اونٹ باندھے گئے جس آدمی نے اسے مزدوری پر مقرر کیا تھا اس نے پوچھا کہ اس اونٹ کا کیا معاملہ ہے؟ سب اونٹ باندھے گئے ہیں اور یہ اونٹ نہیں باندھا گیا؟ اس نے جواب دیا کہ اس کی رسی نہیں ہے، اس نے پوچھا کہ اس کی رسی کہاں ہے؟ تو [اس نے کہا کہ میرے پاس سے بنو ہاشم کے ایک آدمی کا گذر ہوا، اس کی بوری کا بندھن ٹوٹ چکا تھا تو اس نے مجھ سے التجا کی کہ میری مدد کرو اور اونٹ باندھنے والی ایک رسی مجھے دے دو، میں اس سے اپنی بوری کا بندھن باندھ لوں، اونٹ نہیں بھاگے گا تو میں نے اسے رسی دے دی] [۳] [راوی کہتے ہیں کہ اس آدمی نے اسے اپنی لاٹھی سے مارا، اس سے اس کی موت واقع ہوگئی، اس کے پاس سے ایک یمنی شخص کا گذر ہوا، ہاشمی نوکر نے اس سے پوچھا کہ کیا تو حج کے لئے جائے گا؟ اس نے جواب دیا کہ ابھی تو ارادہ نہیں ہے، لیکن یقیناً میں جاؤں گا۔ اس نے کہا کہ زندگی میں صرف ایک مرتبہ، تو وہاں میرا ایک پیغام پہنچا سکتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! اس نوکر نے اسے لکھ دیا کہ جب بھی تو حج پر جائے تو منادی کرنا کہ اے قریش

۱- مسلم ۴۳۲۶۔

۲- بخاری ۳۸۴۵۔

۳- صحیح سنن نسائی حدیث نمبر ۴۳۸۸۔

کے لوگو! جب وہ تجھے جواب دیں تو آواز دینا کہ اے بنو ہاشم! جب وہ تمہارے پاس آ جائیں تو ابو طالب کے بارے میں پوچھنا، اسے بتانا کہ فلاں آدمی نے مجھے ایک رسی کے بدلے قتل کر دیا ہے، اس کے بعد وہ مزدور مر گیا۔ جس شخص نے اسے مزدوری پر رکھا تھا، جب وہ واپس گیا تو ابو طالب نے اس سے پوچھا کہ ہمارے ساتھی کا کیا بنا؟ اس نے جواب دیا کہ وہ بیمار ہو گیا تھا، میں نے اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کی (پھر وہ فوت ہو گیا) تو میں نے اسے دفن کر دیا، ابو طالب نے کہا کہ وہ تجھ سے اسی بات کا حقدار تھا۔ ایک مدت کے بعد وہی یمنی شخص، جسے مقتول نے اپنا پیغام پہنچانے کی وصیت کی تھی، حج کے لیے آیا، اس نے کہا: اے قریش کے لوگو! اسے جواب دیا گیا کہ یہ قریش ہیں، پھر اس نے کہا کہ اے بنو ہاشم! اسے کہا گیا کہ یہ بنو ہاشم ہیں، پھر اس نے پوچھا کہ ابو طالب کہاں ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ یہ ابو طالب ہیں۔

اس آدمی نے کہا کہ مجھے فلاں آدمی نے حکم دیا تھا کہ میں تجھے پیغام پہنچاؤں کہ اسے فلاں آدمی نے ایک رسی کے بدلے قتل کر دیا ہے۔ ابو طالب قاتل کے پاس گئے اور اسے کہا کہ ہماری تین باتوں میں سے ایک کو تسلیم کر لے، اگر تم چاہو تو سو اونٹ دیت میں دے دو کیونکہ تم نے ہمارے قبیلہ کے آدمی کو قتل کیا ہے اور اگر چاہو تو تیری قوم کے پچاس آدمی قسم اٹھائیں کہ تو نے اسے قتل نہیں کیا، اگر تم انکار کرو تو ہم تجھے اس کے بدلے میں قتل کر دیں گے۔ وہ اپنی قوم کے پاس آیا، انہوں نے کہا کہ ہم قسم اٹھانے کو تیار ہیں۔ بنو ہاشم کی ایک عورت جو اس قوم کے ایک آدمی کے نکاح میں تھی اور اس کے بیٹے کو بھی جنم دے چکی تھی، وہ آئی اور کہنے لگی کہ اے ابو طالب! آپ مہربانی کریں اور میرے اس بیٹے کو ان پچاس آدمیوں میں سے معاف کر دیں اور جہاں قسمیں لی جاتی ہیں (یعنی رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان) اس سے وہاں قسم نہ لیں، ابو طالب نے اسے معاف کر دیا۔ اس کے بعد ان میں ایک دوسرا آدمی آیا اور کہا کہ اے ابو طالب! تو نے پچاس آدمیوں سے، سو اونٹوں کے بدلے میں قسم طلب کی ہے، اس طرح ہر آدمی کے حصے میں دو اونٹ آتے ہیں، اس لئے مجھ سے دو اونٹ لے اور مجھے اس جگہ قسم کے لیے مجبور نہ کر جہاں قسم لی جاتی ہے، ابو طالب نے اسے بھی منظور کر لیا، باقی اڑتالیس آدمی آئے اور انہوں نے قسمیں اٹھائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ابھی اس واقعہ کو پورا سال بھی نہیں گذرا تھا کہ ان اڑتالیس آدمیوں

میں سے ایک بھی ایسا نہیں رہا جو آنکھ ہلاتا (یعنی سارے مر گئے) [اسی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے ایک مقتول کا فیصلہ فرمایا، جس کا انہوں نے یہودیوں پر دعویٰ کیا تھا][1]

۴-(۴۷) رسول اللہ ﷺ کا ایسے مقتول کے بارے میں قسامت کا فیصلہ جو کسی قوم کی لڑائی کے درمیان غلطی سے مارا جائے

احکامات:

☆ قسامت کا جواز۔

☆ قسامت کی وضاحت کہ یہ پچاس قسمیں ہیں۔

☆ قسامت ایک ایسے گروہ کے خلاف ہوگی کہ جس میں قاتل محصور ہو۔

☆ قسامت کا نفاذ، ایسی علامت یا دشمنی کی صورت میں ضروری ہے جو قتل کے احتمال پر دلالت کرے۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبدالعزیز بن عمر:[2] عمر بن عبدالعزیز کی کتاب میں یہ بات موجود تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ جنگ والوں میں سے جو بھی قتل ہونے سے بچ گیا، یا اسے ایسا زخم آیا جو بعد میں اس کی موت کا سبب بنا، زخمی نے زخم لگانے والوں میں سے، بعض کو چھوڑ کر بعض کے خلاف دعوی کر دیا اور جنگ میں شامل ایسے لوگوں نے اس پر گواہی دے دی جن کے اور مدعا علیہ کے درمیان کسی قسم کی دشمنی مشہور نہیں تھی تو مقتول کے ورثا قسموں کی بنا پر ان سے نرمی برتیں گے۔ اس فساد کی وجہ سے، جو ان کے درمیان برپا ہے، وہ اس اللہ کے نام پر پچاس قسمیں اٹھائیں گے جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ فلاں آدمی نے ہمارے ساتھی کو قتل کر دیا ہے اور وہ صرف اسی کی چوٹ سے فوت ہوا ہے۔

۱- مسلم ۴۳۴۷، سلیمان بن یسار کی روایت۔

۲- مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۸۳۰۵۔

پانچواں باب

قتل کے بارے میں

اس میں (۲۱) فیصلے ہیں۔

۱-(۷۵)رسول اللہ ﷺ کا اس قیدی کے بارے میں قتل کا فیصلہ جو قید ختم ہونے کے بعد بھی اپنے کفر پر اصرار کرے

احکامات:

☆ نبی کریم ﷺ کی نگاہ میں صحابہ کا مقام۔

☆ مروت اور اعلیٰ اخلاق کا تقاضا ہے کہ کسی کا احسان فراموش نہ کیا جائے۔

☆ اسلام لوگوں کی جان و مال کی سلامتی کی ضمانت دیتا ہے۔

☆ قیدی اگر کفر پر قائم اور اپنے رویہ پر مصر رہے تو اسے قتل کرنا جائز ہے۔

☆ جس کے ساتھ بھلائی کی جائے، وہ اسے قبول نہ کرے تو بھلائی روک دی جائے۔

دلائل:

۱- **حدیث عروہؓ**[1]: انہوں نے کہا: ثابت بن قیس بن شماس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: زبیر یہودی (جو قیدی تھا) مجھے عنایت کیجئے تاکہ میں اس کے احسان کا بدلہ چکا دوں جو اس نے بعاث کے دن مجھ پر کیا تھا۔

نبی ﷺ نے وہ یہودی ان کے حوالے کر دیا۔ ثابت اس یہودی کے پاس آئے اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ اس یہودی نے جواب دیا: ہاں! کیا کوئی اپنے بھائی کو بھی بھول سکتا ہے؟ ثابت نے کہا کہ میں آج تیرے بعاث والے دن کے احسان کا بدلہ چکانا چاہتا ہوں۔ یہودی نے کہا: ٹھیک ہے، شریف آدمی شریف کو اچھا ہی بدلہ دیا کرتا ہے۔ ثابت نے کہا: میں ایسا ہی کر چکا ہوں، میں نے تجھے رسول اللہ ﷺ سے حاصل کر کے آزاد کر دیا ہے۔ زبیر نے کہا: میرا کوئی سہارا نہیں ہے کیونکہ تم نے میرے بیوی بچوں کو بھی پکڑ رکھا ہے۔ ثابت، زبیر کے پاس دوبارہ آئے تو کہا: رسول اللہ ﷺ نے تیرے بیوی بچوں کو بھی واپس کر دیا ہے۔ زبیر نے کہا: میرا ایک کھجوروں کا باغ (بھی تمہارے پاس ہے)، اس کے علاوہ میرا اور میرے اہل وعیال کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے، ثابت دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے وہ باغ بھی انہیں عطا کر دیا۔ ثابت زبیر کے پاس آئے اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے تیرے اہل وعیال

۱- سنن کبریٰ بیہقی ص ۶۶ ج ۹۔

اور مال سب کچھ تجھے لوٹا دیا ہے، اس لئے تو اسلام قبول کر کے سلامتی حاصل کر لے۔ اس (یہودی) نے اپنے دو ساتھیوں کا تذکرہ کر کے پوچھا کہ انہوں نے کیا کیا؟ ثابت نے کہا: وہ تو قتل ہو چکے ہیں، شاید اللہ تعالیٰ نے تجھے بھلائی کے لیے زندہ رکھا ہے۔ زبیر نے کہا: اے ثابت! میں تجھ پر اللہ کی قسم ڈال کر، بعاث والے دن کے احسان کے واسطے سے، تجھے کہتا ہوں اگر تو نے مجھے ان کے ساتھ نہ ملایا تو میرے لئے ان کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ ثابت نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے زبیر کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

۲-(۷۶) اسلام سے مرتد ہو جانے والی عورت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ ارتداد کی سزا قتل ہے۔

☆ مرتد کو اسلام کی دعوت اور توبہ کا موقع دیا جانا چاہیے۔

☆ مرتد، مرد اور عورت کے لیے ایک جیسا حکم ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث جابر بن عبداللہ** [۱]: انہوں نے کہا کہ ایک عورت [جسے ام مروان کہا جاتا تھا] [۲] [احد کے دن] [۳] اسلام سے مرتد ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جائے اگر وہ اسلام قبول کر لے تو فبہا، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔ اس پر اسلام پیش کیا گیا، لیکن اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو اسے قتل کر دیا گیا۔

۱- دار قطنی ص ۱۱۹ ج ۳۔ وبیہقی ص ۲۰۳ ج ۸۔

۲- بیہقی صفحہ ۲۰۳ جلد ۸۔

۳- دار قطنی صفحہ ۱۱۸ جلد ۳۔

۳-(۷۷)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہ کرنے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ دیت کی شرعی حیثیت اور اس کی شرعی بنیاد۔

☆ کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

☆ سب مسلمان ایک امت ہیں اور ایک جسم کی مانند ہیں۔

☆ دین میں بدعت کی ایجاد بہت بڑے خطرے کی علامت ہے۔

☆ کسی شرعی جواز کے بغیر، کافر کے قتل پر دیت عائد ہوتی ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابو جحیفہ [۱]: انہوں نے کہا: میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس کوئی کتاب ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں! صرف اللہ کی کتاب ہے یا وہ سمجھ ہے جو ایک مسلمان کو عطا کی گئی ہے یا یہ صحیفہ ہے۔ میں نے پوچھا اس صحیفے میں کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: (اس صحیفے میں) دیت، اور قیدیوں کو آزاد کرنے اور مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کرنے کے بارے میں بیان ہے۔

۲- **حدیث** قیس بن عباد: [۲] انہوں نے کہا: میں اور اشتر حضرت علیؓ کے پاس گئے اور پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کوئی ایسی خاص چیز دی ہے جو دوسرے لوگوں کو نہیں دی، انہوں نے کہا: نہیں! صرف وہی ہے جو میری اس کتاب میں ہے اور اپنی تلوار کی میان سے ایک کتاب نکالی، جس کے الفاظ تھے: مومنوں کا خون برابر ہے اور وہ اپنے دشمنوں کے خلاف یک جان ہیں۔ ان میں سب سے ادنیٰ شخص بھی ان کی طرف سے ذمہ دار بن سکتا ہے (یعنی دوسرے کو امان دے سکتا ہے)۔ کسی مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کسی معاہدہ کرنے والے کو اس کے عہد کے دوران میں قتل کیا جائے گا۔ جس نے کوئی نیا کام نکالا، اس کا گناہ اسی پر ہے۔ جس نے کسی بدعت کو رواج دیا یا کسی بدعتی کو پناہ دی، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

۳- **حدیث** عمران بن حصین [۳]: وہ کہتے ہیں: جاہلیت میں ھذیل قبیلہ کے ایک آدمی نے، خزاعہ قبیلے کے ایک

۱- بخاری ۱۱۱۔

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۹۷۔

۳- مجمع الزوائد ص ۲۹۲ ج ۶ انہوں نے کہا کہ اس کے راویوں کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔

آدمی کو قتل کیا تھا اور وہ ان سے چھپتا پھرتا تھا، لیکن فتح مکہ کے دن وہ ظاہر ہو گیا، اسے خزاعہ کے ایک آدمی نے دیکھ لیا اور بکری کی طرح ذبح کر دیا۔ نبی ﷺ نے پوچھا: تو نے اسے ندار، (پکار) سے پہلے قتل کیا یا بعد میں؟ اس نے جواب دیا: بعد میں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کافر کے بدلے مومن کو قتل کرنا روا سمجھتا تو تجھے ضرور قتل کرتا لیکن اب تم اس کی دیت ادا کرو اور یہ اسلام کی پہلی دیت تھی۔

۴- **حدیث عمرو بن شعیب**[1]: وہ اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

۴-(۷۸) رسول اللہ ﷺ کا اس آدمی کو قتل کرنے کا فیصلہ، جس پر آپ کی لونڈی کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی گئی

احکامات:

☆ خبر واحد مفید علم (اور حجت) ہے۔

☆ جس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہو، اسے زنا کے الزام میں سزا نہیں دی جائے گی۔

☆ نبی ﷺ کے لیے اجتہاد کا ثبوت اور ضرورت کی بنا پر، بھیجنے والے کے حکم کی تاویل کا جواز۔

دلائل:

۱- **حدیث انسؓ**[2]: ایک [قبطی][3] آدمی پر رسول اللہ ﷺ کی لونڈی [ماریہ][4] کے ساتھ زنا کا الزام تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: جا! [اگر تو اسے لونڈی کے پاس پائے][5] تو اسے قتل کر دینا، حضرت علیؓ اس کے پاس آئے، وہ ایک جھونپڑی میں سردی سے ٹھٹھر رہا تھا، حضرت علیؓ نے اسے کہا: باہر نکل! [اپنا ہاتھ مجھے پکڑا][6] اس نے

۱- صحیح سنن ترمذی ۱۱۴۴۶ اور سنن ابن ماجہ ۲۶۵۹، ارواء الغلیل ۲۲۰۸ اور مسند احمد ص ۱۹۴ ج ۲۔

۲- مسلم ۲۷۹۵۔

۳، ۴، ۵- کنز العمال ص ۴۵۴ ج ۵۔

۶- مسند احمد ص ۲۸۱ ج ۳۔

اپنا ہاتھ حضرت علیؓ کو پکڑایا تو انہوں نے اسے باہر کھینچ لیا۔ اس کا عضوتناسل کٹا ہوا تھا۔ حضرت علی نے اس سے اپنا ہاتھ روک لیا (یعنی اسے قتل نہ کیا) پھر حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! [اللہ کی قسم][1] اس کا تو عضوتناسل ہی کٹا ہوا ہے۔

۵-(۷۹) رسول اللہ ﷺ کا اس قاتل کے بارے میں فیصلہ، جس کو معاف کر دیا جائے

احکامات:

☆ قتل عمد اور قتل خطا میں قاتل کو معاف کرنا جائز ہے۔

☆ خون معاف کر دینا، معاف کرنے والے کے لیے کفارہ ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث قتادہ**[2]: عروہ بن مسعود ثقفی نے اپنی قوم کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی تو ان میں سے ایک آدمی نے ان کو تیر مارا، جس سے وہ فوت ہو گئے، لیکن انہوں نے اس حالت میں قاتل کو معاف کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ معاملہ لے جایا گیا تو آپ ﷺ نے اس معافی کو درست قرار دیا اور فرمایا: یہ صاحب یٰسین (یعنی حبیب مازنی) کی طرح ہے۔

۲- **حدیث عدی بن ثابت**[3]: وہ کہتے ہیں: ایک صحابی نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے خون یا اس سے کم کا صدقہ کیا، یہ صدقہ اس کے لئے پیدائش کے دن سے لے کر صدقے کے دن تک کا کفارہ ہے۔

۱- مسند احمد ص ۲۸۱ ج ۳۔

۲- مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۲۴ ج ۹۔

۳- المحلی ص ۴۸۷ ج ۱۰ المطالب العالیہ ۱۸۶۱۔ مجمع الزوائد ص ۳۰۲ ج ۶ انہوں نے کہا کہ اس حدیث کے راوی عمران بن ضبیان کے بارے میں اختلاف ہے اس کے علاوہ اس روایت کے تمام راوی صحیح ہیں۔

۶-(۸۰) کسی دوسرے کے قیدی کو قتل نہ کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ کسی دوسرے کے قیدی سے تعرض کرنا منع ہے۔

☆ بغیر شرعی جواز کے، کسی کا خون بہانا جائز نہیں۔

☆ دوسروں کے معاملات میں مداخلت کرنا منع ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** سمرہ بن جندب ؓ[1]: وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے قیدی [کو پکڑ کر][2] قتل کرنے کی جسارت نہ کرے۔

۷-(۸۱) رسول اللہ ﷺ کا جادوگر کو قید کرنے اور اسے قتل کرنے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ جادوگر کو قید کرنا جائز ہے۔

☆ حد کے طور پر جادوگر کی سزا قتل ہے۔

☆ جادو سیکھنا اور سکھانا حرام ہے، چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

دلائل:

۱- **حدیث** یزید بن رومان ؒ[3]: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک جادوگر لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: اسے قید کر دو، اگر اس کا ساتھی (یعنی جس پر اس نے جادو کیا ہے) مر جائے تو اسے قتل کر دو۔

۲- **حدیث** صفوان بن سلیم[4]: وہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جادو سیکھا، خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ، اس نے اللہ سے اپنے کیے ہوئے وعدے کو توڑ ڈالا۔

۱- مسند احمد ص ۱۸ ج ۵۔

۲- کنز العمال ۱۱۲۸۹۔

۳- مصنف عبدالرزاق ۱۸۷۵۴۔

۴- مصنف عبدالرزاق ۱۸۷۵۳۔

۳- **حدیث** جندبؓ[۱]: وہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جادوگر کی سزا یہ ہے کہ اسے تلوار سے قتل کردیا جائے۔

۸- (۸۲) رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے خون کو رائگاں جانے دینے کا فیصلہ، جس نے قتل کے ارادہ سے مسلمان پر اپنی تلوار اٹھائی

احکامات:

☆ مسلمان کے خون کی حرمت کا بیان۔

☆ حملہ آور کو اپنے دفاع میں قتل کرنا جائز ہے۔

☆ جس نے کسی مسلمان پر تلوار اٹھائی اس کا خون رائگاں ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن الزبیر[۲]: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی تلوار اٹھائی پھر اس سے وار کیا اس کا خون رائگاں ہے۔

۲- **حدیث** علقمہ بن ابوعلقمہ[۳]: وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ البابی[۴] کا ایک غلام، جسے وہ اکثر مارتا اور سزا دیتا رہتا تھا۔ وہ اسے دھمکیاں دیتا رہتا تھا اس لئے مالک نے اس کو بیچ دیا۔ ایک دن یہی غلام اسے ملا، اس کے پاس تلوار بھی تھی --- یہ سعید بن العاص کے دور حکومت کا واقعہ ہے --- غلام نے البابی پر تلوار سونت لی، غصے کی وجہ سے اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی، لیکن لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔ بابی حضرت عائشہؓ کے پاس آیا اور انہیں غلام کی کارستانی کے بارے میں بتلایا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، جس نے قتل کی نیت سے کسی مسلمان کی طرف اپنے ہتھیار سے اشارہ کیا، اس کا خون حلال ہوجاتا ہے۔ بابی وہاں سے نکلے اور اس مالک کے پاس گئے، جس نے ان سے یہ غلام خریدا تھا اور اس سے غلام کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس نے غلام واپس کردیا تو انہوں نے اسے قتل کردیا۔

۱- سنن کبری بیہقی ص ۱۳٦ ج ۸ ضعیف سنن ترمذی ۲۴۴۔

۲- مستدرک حاکم ص ۱۵۹ ج ۲، وہ کہتے ہیں کہ یہ روایت شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور ذہبی نے بھی اس کی موافقت کی ہے۔

۳- مستدرک حاکم ص ۱۵۸ ج ۲ حاکم کہتے ہیں کہ یہ روایت شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے ذکر نہیں کیا، ذہبی نے بھی اس کی موافقت کی۔

۴- یہ ابن وہب الحمیری کے بیٹے ہیں جو کہ باب البابی الحمصی کے نام سے مشہور تھے البابی دراصل "دربند" شہر کے مقام باب الابواب کی طرف نسبت ہے

۹-- (۸۳) کسی کے گھر بغیر اجازت داخل ہونے والے شخص کے خون کو رائگاں جانے دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا واجب ہے۔

☆ ہر شخص کا گھر اس کا حرم ہے، جس کا احترام کرنا سب کے لئے لازم ہے۔

☆ جو بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہو، اس کا خون رائگاں ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبادہ بن صامتؓ[۱]: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھر حرم ہے جو تیرے حرم میں داخل ہو، اسے قتل کر دے۔

۱۰- (۸۴) مشرک تاجروں کو قتل نہ کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ تجارت کی خاص اہمیت کا بیان۔

☆ مشرک تاجروں کے قتل سے گریز۔

☆ معاشی معاملات میں شریعت کی خصوصی توجہ اور اہتمام۔

دلائل:

۱- **حدیث** جابرؓ[۲]: وہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرک تاجروں کو قتل مت کرو۔

۱- مسند احمد ص ۳۲۶ ج ۵۔

۲- تاریخ جرجان ۳۶۵۔

۱۱-(۸۵)رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فیصلہ جو اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح کرلے

احکامات:

☆ بیٹے کے لیے باپ کی منکوحہ سے نکاح حرام ہے۔

☆ جوکوئی اپنے باپ کی منکوحہ سے شادی کرے،اس کی سزا قتل ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** براءؓ[1]: وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے ماموں [ابو بردہ بن نیار][2] سے ملا،ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ میں نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے [مدینہ کے][3] ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے، جس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کی منکوحہ سے نکاح یا شادی کرلی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے [مجھے حکم دیا ہے کہ][4] میں اس آدمی کو قتل کردوں [اور اس کا مال لے لوں][5]

۲- **حدیث** براء بن عازبؓ[6]: وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے گمشدہ اونٹ کو تلاش کر رہا تھا، اچانک چند گھڑسوار میرے سامنے ظاہر ہوئے جن کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ نبی کریم ﷺ کے ہاں میرے مقام ومرتبہ کی وجہ سے، دیہاتیوں نے میرے اردگرد چکر لگانا شروع کردیا۔ وہ لوگ ایک کٹیا کے پاس آئے اور اس سے ایک آدمی کو نکال کر قتل کردیا۔ میں نے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس نے اپنے باپ کی منکوحہ سے شادی کی تھی۔

۱- صحیح سنن نسائی ۳۱۲۳۔

۲- صحیح سنن ترمذی ۱۰۹۸۔

۳،۴- علل الحدیث ابن ابی حاتم ص ۴۲۴ ج ۱۰- (۱۲۷۷)۔

۵- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۴۲۔

۶- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۴۳۔

۱۲-(۸٦) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کو قتل کرنے کا فیصلہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے

احکامات:

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط بات منسوب کرنا حرام ہے۔

☆ معاملات میں حد درجہ احتیاط اور ثبوت سے کام لیا جائے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط بات منسوب کرنے والے کو، حاکم کی اجازت سے قتل کرنا جائز ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ کا بیان۔

دلائل:

۱- **حدیث** سعید بن جبیر[۱]: وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی [جس کا نام جدجد الجدعی] [۲] تھا، وہ انصار کی ایک بستی کی طرف آیا اور کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم فلاں عورت کی مجھ سے شادی کردو۔ [وہ ان کی ایک عورت سے محبت کرتا تھا] [۳] اس عورت کے قبیلے کے ایک آدمی نے کہا کہ یہ ہمارے پاس ایسی خبر لایا ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اس آدمی کو اچھے طریقے سے بٹھاؤ، یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے کوئی اطلاع نہ لے آؤں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ شخص حاضر ہوا اور اس بات کا تذکرہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ اگر تم اسے پاؤ تو قتل کر دینا، میرا نہیں خیال کہ تم اسے پالو گے۔ وہ دونوں گئے تو انہوں نے دیکھا کہ اسے ایک سانپ نے ڈس کر مار دیا ہے۔ انہوں نے واپس آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ سے غلط بات منسوب کرتا ہے، اسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنا لے۔

۱،۲،۳- دلائل النبوۃ بیہقی ص ۲۸۴ ج ٦ اس کی سند میں ایک راوی عطاء بن سائب ہے جسے حافظے میں اختلاط سے پہلے، علماء نے ثقہ کہا ہے دیکھئے سیر اعلام النبلاء ص ۱۱۰ ج ٦ اس حدیث کا آخری حصہ صحیح اور متفق علیہ ہے۔

۱۴-(۸۷)رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ قاتل کو حاکم کے پاس کیسے لے جایا جائے گا اور اس سے قتل کا اقرار کیسے کروایا جائے گا

احکامات:

☆ قتل جب بظاہر قتل عمد ہو تو اس بارے میں قاتل کی بات نہیں سنی جائے گی۔

☆ قصاص کے معاملے میں حتی الامکان احتیاط سے کام لینا چاہیئے تاکہ غلطی کی صورت میں الٹا گناہ نہ ہو۔

☆ مقتول کے ورثا کو اختیار ہے کہ چاہیں تو قصاص یا دیت لے لیں یا چاہیں تو معاف کر دیں۔

دلائل:

۱- **حدیث** سماک بن حرب[1]: علقمہ بن وائل نے ان سے بیان کیا، علقمہ کے باپ نے ان سے کہا: میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں ایک شخص، دوسرے کو رسی سے کھینچتے ہوئے لایا اور کہنے لگا: اس نے میرے بھائی کو مار ڈالا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تو نے اسے قتل کر دیا ہے؟ بولا: اگر یہ اقرار نہ کرتا تو میں اس پر گواہ لاتا۔ تب وہ شخص بولا: بے شک میں نے اس کو قتل کیا ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: تو نے اسے کیسے قتل کیا؟ وہ بولا: میں اور وہ دونوں درخت کے پتے جھاڑ رہے تھے کہ اس نے مجھے گالی دی، مجھے غصہ آ گیا، میں نے کلہاڑی اس کے سر پر ماری، جس سے وہ مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تیرے پاس کچھ مال ہے؟ جو تو اپنی جان کے بدلے میں دے سکے، وہ بولا: میرے پاس اس کلہاڑی اور چادر کے سوا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تیری قوم کے لوگ (دیت دے کر) تجھے چھڑائیں گے؟ اس نے کہا: ان کے ہاں میری اتنی وقعت نہیں ہے۔ [آپ ﷺ نے مقتول کے وارث کو بلایا اور پوچھا: کیا تم اسے معاف کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا: نہیں! آپ ﷺ نے پھر پوچھا: کیا تو دیت لے گا؟ اس نے جواب دیا: نہیں! آپ ﷺ نے پھر پوچھا: کیا تو قتل کرے گا؟ اس نے کہا: ہاں!][2] آپ ﷺ نے اس کی طرف وہ رسی پھینک دی اور فرمایا: یہ لو! یہ تیرا ساتھی ہے [اسے لے جا][3] [قاتل نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم! میرا اسے قتل کرنے کا ارادہ نہیں تھا،

۱- مسلم ۴۳۶۳۔

۲،۳- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۷۶۔

آپ ﷺ نے مقتول کے وارث سے فرمایا: دیکھ! اگر وہ سچا ہے اور تو اسے مار ڈالے گا تو تو جہنم میں جائے گا][1] وہ آدمی اسے لے گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ اس کو قتل کرے گا تو (اجر میں) اس کے برابر ہی رہے گا (کیونکہ اس نے اپنا حق دنیا ہی میں وصول کر لیا) یہ سن کر، وہ واپس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں اسے قتل کروں گا تو اس کے برابر ہوں گا، حالانکہ میں نے تو اسے آپ کے حکم سے پکڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو یہ نہیں چاہتا؟ کہ وہ تیرا اور تیرے بھائی کا گناہ سمیٹ لے۔ اس نے پوچھا: کیا ایسا ہی ہوگا؟ آپ نے جواب دیا: کیوں نہیں! اس نے کہا: اگر ایسا ہی ہے تو خیر! اور اس نے اس کی رسی کو پھینک دیا اور اسے چھوڑ دیا [رسی سے اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے ہوئے تھے، وہ تسمے کو کھینچتا ہوا چلا گیا، جس سے اس کا نام تسمے والا پڑ گیا][2]

۱۴-(۸۸) کسی محرم عورت سے تعلق قائم کرنے والے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ کسی محرم عورت سے جنسی تعلق قائم کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

☆ اپنے بیٹے کی منکوحہ سے شادی کرنے والا واجب القتل ہے۔

☆ اپنی خوش دامن سے زنا کرنے والا واجب القتل ہے۔

☆ اپنی بہن سے زنا کرنے والا واجب القتل ہے۔

☆ اسلام میں قرابت اور صلہ رحمی کی حفاظت کی اہمیت۔

دلائل:

۱- حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ[3]: وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: محرم عورت سے جنسی تعلق قائم کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

۲- حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ[4]: نبی کریم ﷺ نے ایک ایسے آدمی کو قتل کروانے کے لیے قاصد بھیجا جس نے

۱- صحیح سنن نسائی ۴۴۰۳۔

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۷۵۔

۳- طبرانی کبیر ص ۴۸ ج ۱۱ ۱۱۰۳۱۔

۴- مجمع الزوائد ص ۲۷۳ ج ۶۔

اپنی بہو سے نکاح کرلیا تھا۔

۳- حدیث صالح بن راشد قرشی[۱]: وہ کہتے ہیں: حجاج بن یوسف کے پاس ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جس نے اپنی بہن سے زنا کرلیا تھا، حجاج نے کہا کہ اسے قید کرلو اور یہاں پر موجود کسی صحابیِ رسول ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کرو۔ انہوں نے عبداللہ بن مطرفؓ سے پوچھا، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے دو حرمتوں کو پامال کیا، اسے قتل کردو۔ پھر لوگوں نے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی طرف اس بارے میں لکھا، انہوں نے بھی عبداللہؓ بن مطرف جیسا ہی جواب دیا۔

۴- حدیث مطرفؓ[۲]: وہ کہتے ہیں: کچھ لوگ ایک کٹیا کے پاس آئے اور وہاں سے ایک آدمی کو نکال کر قتل کردیا۔ میں نے پوچھا: یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اس آدمی نے اپنی خوشدامن سے زنا کیا ہے، اس لئے اسے قتل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو بھیجا ہے۔

۵- حدیث براء[۳]: وہ کہتے ہیں: میں اپنے ماموں سے ملا ان کے پاس جھنڈا تھا، انہوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کو قتل کرنے کے لیے بھیجا ہے، جس نے اپنے باپ کی منکوحہ سے شادی کرلی ہے۔

۱۵-(۸۹) رسول اللہ ﷺ کا لواطت کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ لواطت حرام ہے اور اس کے مرتکب، فاعل اور مفعول، دونوں واجب القتل ہیں۔

☆ جانور سے بدفعلی حرام ہے اور یہ بہت برا کام ہے۔

۱- کنز العمال ص ۳۲۵ ج ۱۶ ہیثمی کہتے کہ اس روایت میں ایک راوی رفدۃ بن قضاعہ ہیں جسے ہشام بن عمار نے ثقہ کہا ہے باقی راوی ثقہ ہیں۔ دیکھئے المجمع ص ۲۷۲ ج ۶

۲- مجمع الزوائد ص ۲۷۲ ج ۶۔

۳- فتح الباری ص ۱۱۸ ج ۱۲۔

☆ جس جانور سے بدفعلی کی گئی ہو، اس کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔

☆ اسلام پاکیزگی اور پارسائی کا دین ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ نے امت کو، لواطت جیسے انتہائی برے کام سے سخت منع فرمایا ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ نے امت میں، لواطت جیسے انتہائی برے کام کے پھیلنے کا خدشہ ظاہر فرمایا۔

دلائل:

۱- **حدیث ابن عباسؓ**[۱]: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے تم قوم لوط جیسا کام کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل [یعنی جو قوم لوط جیسا کام کرتا ہے][۲] اور مفعول، دونوں کو قتل کردو۔ [اور][۳] [جسے تم جانور سے بدفعلی کرتے ہوئے پاؤ، تو اسے جانور سمیت قتل کر دو۔ ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ جانور کا اس میں کیا گناہ؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے تو کچھ نہیں سنا، لیکن ایسے جانور کے بارے میں میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کا گوشت کھانا اور اس سے کوئی نفع حاصل کرنا، ناپسند فرماتے تھے]۔[۴]

۲- **حدیث جابرؓ**[۵]: وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے سب سے زیادہ خوف، اپنی امت میں قوم لوط کے عمل کے پھیلنے کا ہے۔

۱۶-(۹۰) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ حملہ آور کو دفاع میں قتل کرنے پر نہ تو قصاص ہے اور نہ دیت

احکامات:

☆ اپنے مال کی حفاظت کے لیے حملہ آور سے لڑنا واجب ہے۔

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۴۵۔

۲- بیہقی ص ۲۳۲ ج ۸

۳- مستدرک علی الصحیحین ص ۳۵۵ ج ۴۔

۴- صحیح سنن ترمذی ۱۱۷۶۔

۵- صحیح سنن ترمذی ۱۱۷۸۔

☆ ناحق مال چھیننے کے لیے حملہ کرنے والے کو قتل کرنا جائز ہے۔

☆ جو شخص اپنے مال یا گھر والوں کی حفاظت میں مارا گیا، وہ شہید ہے۔

☆ حملہ آور کو دفاع میں قتل کرنے پر نہ تو قصاص ہے اور نہ دیت۔

☆ مسلمانوں کی عزت وحرمت کا بیان اور ان سے تعرض نہ کرنے کا حکم۔

☆ مسلمان کے مال، خون اور آبرو کی حرمت۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابو ہریرہؓ [۱]: انہوں نے کہا: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی آدمی میرا مال چھیننا چاہے؟ آپ نے جواب دیا: تو اسے اپنا مال مت دے۔ اس نے کہا: اگر وہ مجھ سے لڑائی کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو بھی اس سے لڑائی کر، اس نے کہا: اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: پھر تو شہید ہے۔ اس نے کہا: اگر میں اسے قتل کر دوں تو نبی ﷺ نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے گا۔

۲- **حدیث** سعید بن زیدؓ [۲]: وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے، وہ شہید ہے اور جو اپنے خون کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے، وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے دین کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے، وہ بھی شہید ہے۔

۳- **حدیث** عبداللہ بن عمرؓ [۳]: انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا [مال ناحق چھیننے کی کوشش کی گئی، اس نے اسے بچانے کے لیے لڑائی کی، پھر] [۴] وہ مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا تو وہ شہید ہے۔

۴- **حدیث** ابو ہریرہؓ [۵]: انہوں نے کہا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: اگر کوئی میرا مال

۱- مسلم ۳۵۸۔

۲- صحیح سنن ترمذی ۱۱۴۸۔

۳- مسلم ۳۵۹۔

۴- صحیح سنن ترمذی ۱۱۴۷۔

۵- مسند احمد ص ۳۳۹ ج ۲۔

چھیننا چاہے؟ (تو میں کیا کروں)۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: اس پر اللہ کی قسم ڈال۔ اس نے کہا: اگر وہ نہ مانے آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اس پر اللہ کی قسم ڈال۔ اس نے پھر پوچھا: اگر وہ نہ مانے، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اس پر اللہ کی قسم ڈال۔ اس نے دوبارہ پوچھا، اگر وہ نہ مانے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: پھر تو اس سے لڑائی کر، اگر تو مارا گیا تو جنت میں جائے گا، اگر تو نے اسے ماردیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔

۱۷- (۹۱) رسول اللہ ﷺ کو جس نے زہر دے کر مارنے کی کوشش کی تھی، اس کے بارے میں آپ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ یہودیوں کی دشمنی اور خباثت کا بیان۔

☆ اللہ کی مرضی سے، اسباب کو نظام کائنات میں دخل حاصل ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ کی وفات، شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔

☆ زہر کے ذریعے کسی کو ہلاک کرنے والا، بدلے میں قتل کردیا جائے گا۔

دلائل:

۱- **حدیث انسؓ**[1]: ایک یہودی عورت [زینب بنت حارث جو سلام بن مشکم کی بیوی تھی][2] رسول اللہ ﷺ کے پاس [بھنی ہوئی][3] زہر آلود بکری لے کر آئی۔ [اس نے (پہلے ہی) پوچھ لیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو، بکری کا کون سا عضو، سب سے زیادہ پسند ہے۔ اسے بتایا گیا کہ دستی۔ اس لئے اس نے اس میں بہت زیادہ زہر ڈالی، پھر ساری بکری کو زہر آلود کیا، جب اس نے بکری کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھا تو آپ ﷺ نے دستی لے لی][4] آپ ﷺ نے اس سے ایک ٹکڑا کھا لیا لیکن نگلا نہیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ بشر بن براء بن معرور تھے، انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح ایک

۱- مسلم ۵۶۶۹۔

۲- سیرۃ ابن ہشام ص ۳۳۷ ج ۳۔

۳- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۸۴۔

۴- سیرۃ ابن ہشام ص ۳۳۷-۳۳۸ ج ۳۔

ٹکڑا لے لیا، بشر نے تو اسے نگل لیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا] [1] [اپنے ہاتھ اٹھالو، اس (بکری) نے مجھے بتایا ہے کہ یہ زہر آلود ہے] [2] [رسول اللہ ﷺ نے یہودیہ کی طرف قاصد بھیجا] [3] اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے اس سے اس بارے میں پوچھا۔ [اس نے اعتراف کرلیا] [4] [آپ ﷺ نے پوچھا: جو تو نے کیا ہے، اس پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا؟] [5] اس نے کہا: میں آپ ﷺ کو قتل کرنا چاہتی تھی۔ [اگر آپ نبی ہوں گے تو میرا کیا ہوا یہ کام آپ ﷺ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اگر آپ ﷺ بادشاہ ہوئے، تو میں لوگوں کو آپ ﷺ سے چھٹکارہ دلا دوں گی] [6] نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھے اس چیز پر یا فرمایا: مجھ پر اتنی طاقت دینے والا نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کی: ہم اس عورت کو قتل نہ کردیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں!

[بشر بن براء بن معرور انصاری فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو بھی قتل کرنے کا حکم دے دیا] [7]

انسؓ کہتے ہیں کہ میں زہر کا اثر، رسول اللہ ﷺ کے حلق کے کوے میں دیکھتا رہتا تھا [آپ ﷺ نے اپنی مرض الموت میں ارشاد فرمایا: خیبر کے لقمے نے میری رگیں کاٹ دیں] [8]

۱۸-(۹۲) جس نے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ تسلیم نہ کیا، اس کے بارے میں آپ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو تسلیم کرنا، مسلمانوں پر واجب ہے۔

☆ جو شخص نبی کریم ﷺ کے فیصلے پر راضی نہ ہو، اس کا خون رائگاں ہے۔

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۸۴۔

۳- سیرۃ ابن ہشام ص ۳۳۷-۳۳۸ ج ۳۔

۴- سیرۃ ابن ہشام ص ۳۳۷-۳۳۸ ج ۳۔

۵- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۸۶۔

۶- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۸۴۔

۷- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۸۴۔

۸- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۸۴۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نہ ماننے والے کے لیے حضرت عمرؓ کا سخت رویہ۔

دلائل:

۱- **حدیث ابو اسود**[۱]: وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس جھگڑے کا فیصلہ لے کر آئے، آپ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرما دیا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا، اس نے کہا کہ عمرؓ کے پاس چلتے ہیں۔ وہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو دوسرے آدمی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کے خلاف میرے حق میں، فیصلہ فرما دیا ہے، لیکن یہ کہتا ہے کہ عمرؓ کے پاس چلیے۔ حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا: کیا اسی طرح ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! حضرت عمرؓ نے کہا: تم دونوں اسی جگہ ٹھہرو، میں ابھی آ کر تمہارا فیصلہ کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ ان کے پاس تلوار لے کر آئے اور جس نے کہا تھا کہ عمرؓ کے پاس چلو، اسے قتل کر دیا [دوسرا رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم عمرؓ نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا، اگر میں وہاں سے نہ بھاگتا، تو وہ مجھے بھی قتل کر دیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یقین نہیں تھا کہ عمرؓ کسی مومن کو قتل کرنے کی جرات کر سکے گا][۲] اللہ نے یہ آیت نازل فرما دی ﴿فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک...﴾[۳] (تیرے رب کی قسم! یہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے، جب تک تجھے اپنے جھگڑوں میں قاضی تسلیم نہ کر لیں......) [اس لئے آپ ﷺ نے اس آدمی کا خون رائگاں قرار دیا][۴]

۲- **حدیث مکحول**[۵]: وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی مسلمان اور منافق کے درمیان، کسی بات پر جھگڑا ہو گیا، وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے منافق کے خلاف فیصلہ فرما دیا۔ پھر وہ دونوں حضرت ابو بکرؓ کی طرف چلے گئے، انہوں نے کہا: جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو نہیں مانتا، میں اس کے درمیان فیصلہ نہیں کر سکتا۔ پھر وہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا۔ عمرؓ نے کہا: میرے واپس آنے تک تم اسی جگہ ٹھہرنا، حضرت عمرؓ گھر سے تلوار لے کر آئے اور منافق کو قتل کر دیا اور کہا: جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر راضی نہیں ہوتا، اس کے لیے میں اسی طرح فیصلہ کرتا ہوں۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل کر دی۔ ﴿فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک......﴾ اسی وجہ سے حضرت

۱- لباب النقول فی اسباب النزول ص ۷۳ ج ۱۔

۲،۴- درالمنثور فی تفسیر الماثور ص ۱۸۰ ج ۲۔

۳- سورۃ النساء ۶۵۔

۵- درالمنثور فی تفسیر الماثور ص ۱۸۱ ج ۲۔

عمرؓ کا لقب فاروق پڑ گیا۔

۱۹-(۹۳) رسول اللہ ﷺ کا اس چور کے بارے میں فیصلہ جو بار بار چوری کرے

احکامات:

- ☆ چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔
- ☆ چور اگر چار مرتبہ، یکے بعد دیگرے چوری کرے تو اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں گے۔
- ☆ اس کے بعد بھی چوری کرے تو واجب القتل ہے۔
- ☆ چور کا کٹا ہوا ہاتھ، گلے میں لٹکانے کا جواز۔
- ☆ بچوں کو چرانے والے کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔
- ☆ چور کا ہاتھ کلائی سے کاٹا جائے گا۔

دلائل:

۱- **حدیث** جابر بن عبداللہ [۱]: انہوں نے کہا: نبی ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کردو۔ عرض کی گئی اے اللہ کے رسول! اس نے تو صرف چوری کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر اسے دوسری مرتبہ لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کردو، عرض کیا گیا، اس نے تو صرف چوری کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دو۔ اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ پھر اسے تیسری مرتبہ لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کردو۔ عرض کیا گیا، اس نے تو صرف چوری کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا پاؤں کاٹ دو۔ پھر چوتھی مرتبہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کردو۔ عرض کیا گیا اس نے تو صرف چوری کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا دوسرا پاؤں بھی کاٹ دو۔ [حتیٰ کہ اس کے تمام ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے] [۲] پھر اسے پانچویں مرتبہ لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کردو [حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت اس چور (کی

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۰۱۔

۲- ضعیف سنن نسائی ۳۷۰۰۔

نفسیات) سے واقف تھے، اسی لئے آپ ﷺ نے اسے قتل کروانے کا حکم دیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے قتل کروانے کے لیے اسے قریش کے ایک گروہ کے سپرد کر دیا جن میں عبداللہ بن زبیر بھی تھے جو امیر بننا پسند کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: تم مجھے اپنا امیر بنالو۔ انہوں نے ان کو امیر بنالیا][1] جابر کہتے ہیں کہ ہم اسے لے کر [اونٹوں کے باندھنے کی جگہ پر آئے اور اسے ایک اونٹ پر سوار کر دیا۔ وہ اس پر سیدھا لیٹ رہا، پھر اپنے (کٹے ہوئے) ہاتھ پاؤں سے رگڑنا شروع کر دیا۔ اونٹ نے اسے نیچے گرا دیا، ہم نے دوسری مرتبہ اسے سوار کروایا، لیکن اس نے ایسا ہی کیا، پھر اسے تیسری مرتبہ سوار کروایا اور اسے پتھروں میں پھینک کر][2] قتل کر دیا۔ پھر اسے کھینچ کر ایک کنویں میں ڈال دیا اور اوپر سے پتھر مارے۔

۲- حدیث حارث بن عبداللہ بن ابو ربیعہ[3]: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک غلام لایا گیا جس نے چوری کی تھی۔ [لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ انصار کے یتیموں کا غلام ہے اور اس کے علاوہ ان کا کوئی سرمایہ نہیں۔ آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا][4] اسے چار مرتبہ آپ کے پاس لایا گیا آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا، لیکن جب پانچویں دفعہ اسے لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ [اور اس کی گردن میں لٹکا دیا][5] پھر چھٹی مرتبہ لایا گیا، تو آپ ﷺ نے اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ پھر ساتویں مرتبہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا۔ پھر آٹھویں مرتبہ لایا گیا تو دوسرا پاؤں بھی کاٹ دیا۔ [اور فرمایا کہ جب کوئی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دو، اگر دوبارہ کرے تو پاؤں کاٹ دو، اگر پھر کرے تو دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دو، اگر پھر کرے تو دوسرا پاؤں بھی کاٹ دو][6]۔

۳- حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا[7]: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ایسا آدمی لایا گیا جو بچوں کو چرا کر [انہیں

۱- ضعیف سنن نسائی ۳۰۰۷۔

۲- سنن نسائی ۴۰۷۸ بیہقی نے بھی سنن کبری میں اسے ذکر کیا ہے ص ۲۷۲ ج ۸

۳- مصنف عبدالرزاق ۱۸۷۷۳۔

۴- سنن کبری بیہقی ص ۲۷۳ ج ۸۔

۵- سنن کبری بیہقی ص ۲۷۵ ج ۸۔

۶- دار قطنی ص ۱۸۱ ج ۳۔

۷- بیہقی ص ۲۶۸ ج ۸۔

دوسری جگہ فروخت کر دیتا تھا][1] [رسول اللہ ﷺ][2] نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔[پھر کلائی سے][3] [اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا][4] [اور اس کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا][5]

۲۰- (۹۴) قتل کے ملزم کو جیل میں ڈالنے کا فیصلہ

احکامات:

☆ کسی جرم کے الزام میں ملزم کو قید کیا جا سکتا ہے۔

☆ غیر ضروری بات کی طرف توجہ نہ کی جائے۔

☆ جس نے کسی کو قتل کے لیے پکڑے رکھا، اسے قصاص میں قید رکھا جائے گا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائے۔

دلائل:

۱- **حدیث** بہز بن حکیم[6] وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ ان کے دادا [معاویہؓ بن حیدہ][7] سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے [ان کی قوم کے][8] ایک آدمی کو [قتل][9] کے الزام میں ایک دن اور ایک رات، احتیاط کے طور پر اور جرم کا اقرار کروانے کے لیے قید رکھا][10] [ان کی قوم کا ایک آدمی][11] [جو کہ ملزم کا بھائی یا چچا تھا][12] [نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔اس نے کہا: اے محمد ﷺ! تو نے میرے عزیز کو کس لئے قید کر رکھا ہے][13]

۱،۲،۳- دارقطنی ص۲۰۲ ج۳۔

۴- دارقطنی ص۲۰۵ ج۳۔

۵- ضعیف سنن نسائی ۳۷۲۔

۶- صحیح سنن ترمذی ۱۱۳۱۔

۷- تقریب التہذیب ۳۴۱۔

۸- مستدرک علی الصحیحین ص۱۲۵ ج۱۔

۹- محلی ابن حزم ص۱۶۹ ج۸۔

۱۰- مستدرک علی الصحیحین ص۱۰۲ ج۴، حاکم نے اس سے خاموشی اختیار کی ہے ذھبی کہتے ہیں کہ ابراہیم بن خثیم راوی متروک ہے۔

۱۱- مستدرک علی الصحیحین ص۱۲۵ ج۱۔

۱۲- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۸۸ محمد بن قدامہ کی روایت سے۔

۱۳- مستدرک علی الصحیحین ص۱۲۵ ج۱۔

[آپ ﷺ نے اس سے دومرتبہ منہ موڑا اور کوئی بات کہی][1] [اس نے کہا: لوگ کہیں گے کہ آپ ﷺ برائی سے منع کرتے ہیں اور خود اس کو اپناتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: یہ کیا کہہ رہا ہے؟ لیکن میں درمیان میں آڑے آ گیا کہ کہیں آپ ﷺ یہ بات سن کر، میری قوم کے خلاف بد عا نہ کر دیں جس کی وجہ سے وہ آئندہ کبھی فلاح نہ پا سکیں، نبی کریم ﷺ نے بات کو جان لیا۔ اس وقت ان میں سے ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں نے غلط کام کیا ہے تو سزا مجھ پر ہونی چاہیے ان پر نہیں ہوتی][2] پھر آپ ﷺ نے اسے آزاد فرما دیا۔

۲- **حدیث** سعید بن مسیب[3]: وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمی لائے گئے ان میں سے ایک نے قتل کا ارتکاب کیا تھا اور دوسرے نے اسے پکڑا تھا [آپ ﷺ نے فرمایا: قاتل کو قتل کر دیا جائے اور پکڑنے والے کو قید کر لیا جائے][4] [حتیٰ کہ وہ مر جائے جس طرح اس نے قید کیا تھا][5] قاتل کو قتل کر دیا گیا اور پکڑنے والے کو قید کر دیا گیا۔

۳- **حدیث** ابن عمرؓ[6] وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی کسی کو پکڑے اور دوسرا اسے قتل کر دے تو قاتل کو قتل کر دیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کر دیا جائے گا۔

۴- **حدیث** ابو مجلز[7]: دو آدمیوں کا ایک مشترکہ غلام تھا، ان میں سے ایک نے اسے اپنے حصہ کا آزاد کر دیا، نبی کریم ﷺ نے اسے رو کے رکھا حتیٰ کہ دوسرے نے بھی اپنا حصہ فروخت کر دیا۔

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۸۸ محمد بن قدامہ کی روایت سے۔

۲- مسند احمد ص ۲ ج ۵۔

۳- دار قطنی ص ۱۳۹ ج ۳۔

۴- دار قطنی ص ۱۴۰ ج ۳۔

۵- مصنف عبدالرزاق ۱۸۰۹۲۔

۶- در قطنی ص ۱۴۰ ج ۳، حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام میں کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۷- سنن کبریٰ بیہقی ص ۲۷۶ ج ۱۰، یہ حدیث منقطع ہے۔

۲۱-(۹۵) کسی مومن کو قتل کرنے کے بعد مرتد ہونے والے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور اس کے بارے میں اللہ کی مقرر کردہ سزا کا بیان

احکامات:

☆ خبر واحد پر عمل کرنا جائز ہے۔

☆ **قاتل کا علم** نہ ہونے کی صورت میں، مقتول کی دیت ادا کرنا واجب ہے۔

☆ مرتد کی سزا قتل ہے۔

☆ کسی بے گناہ کو قتل کرنا، قصاص کا موجب ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** کلبی کہتے ہیں ابو صالح سے روایت ہے، وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں [1] مقیس بن صبابہ نے اپنے بھائی ہشام بن صبابہ کو بنونجار قبیلے میں قتل کیا ہوا پایا۔ وہ مسلمان تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ، بنوفہر قبیلے کے ایک آدمی کو قاصد کے طور پر بھیجا اور اسے فرمایا: **بنونجار** کے پاس جاؤ، انہیں سلام کہو اور یہ پیغام دو کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہیں حکم فرما رہے ہیں کہ اگر تمہیں ہشام بن صبابہ کے قاتل کا علم ہے تو اسے اس کے بھائی کے سپرد کر دو، وہ اس سے قصاص لے لے گا۔ لیکن اگر تمہیں قاتل کا علم نہیں ہے تو اسے دیت ادا کرو۔ فہری نے نبی کریم ﷺ کا پیغام انہیں پہنچایا تو انہوں نے کہا: ہم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، اللہ کی قسم! ہمیں قاتل کا کوئی علم نہیں ہے، لیکن اسے اس کی دیت دے دیتے ہیں۔ انہوں نے اسے سو اونٹ دے دیئے پھر وہ دونوں مدینہ کی طرف لوٹے ان کا اور مدینہ کا فاصلہ تھوڑا ہی تھا۔ مقیس کے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا اور کہا کہ تو نے کیا کر دیا؟ تو نے اپنے بھائی کی دیت قبول کر لی، یہ تو تیرے لئے عار رہے گی، اپنے ساتھ والے آدمی کو قتل کر دے **جان** کے بدلے میں جان چلی جائے گی، دیت منافع کے طور پر مل جائے گی۔ مقیس نے ایسا ہی کیا اور ایک پتھر سے فہری کا سر کچل دیا۔ پھر دیت کے اونٹوں میں ایک پر سوار ہو کر، باقیوں کو ہانکتے ہوئے، مرتد ہو کر مکہ کی طرف چلا گیا۔

۱- مشجر رقم ۱۹۵ ج ۲۔

اور وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

قتلت به فهراً وحملت عقله ۔۔۔ سراة بني النجار أرباب فارع

وادركت ثاري واضطجعت موسداً ۔۔۔ وكنت الى الأوثان أول راجع

میں نے اپنے بھائی کے بدلے فہری کو قتل کر دیا اور اس کی دیت بھی لے لی، میرا بھائی بنی نجار کا سردار تھا اور بہت خوبصورت جوان تھا۔ میں نے اپنا بدلہ لے لیا ہے، اب تکیہ لگا کر لیٹ گیا ہوں اور سب سے پہلے بتوں کی طرف لوٹنے والا ہوں۔

پھر یہ آیت نازل ہوئی

﴿ومن يقتل مؤمناً متعمداً فجزاء ه جهنم خالداً فيها وغضب الله عليه ولعنه وأعد له عذاباً أليماً﴾

(جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، وہ وہاں ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ کی ناراضگی اور لعنت ہے اور اس نے اس کے لئے دردناک قسم کا عذاب تیار کر رکھا ہے)

رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن، اسے واجب القتل قرار دے دیا۔ لوگوں نے اسے ایک بازار میں پایا اور وہیں قتل کر دیا۔

چھٹا باب

متفرقات کے بارے میں

اس میں (۱۸) فیصلے ہیں۔

۱-(۹۶)رسول اللہ ﷺ کا کسی عضو کے کاٹنے کے بعد اسے داغنے کا فیصلہ

احکامات:

☆ چوری کے ملزم سے ازخود اقرار کرنے کا مطالبہ جائز ہے۔

☆ عضو کاٹنے کے بعد اسے داغنا جائز ہے۔

☆ چور کی توبہ سزا کے بعد قبول ہو جاتی ہے۔

☆ چور کا ہاتھ کلائی سے کاٹا جائے گا۔

☆ سزا یافتہ کو زخم بھرنے تک جیل میں ڈالنا جائز ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث ثوبان:** وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں[۱] کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا جس نے ایک چادر چوری کی تھی، لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے چوری کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا گمان ہے کہ تم نے چوری نہیں کی، [تیرے لئے بربادی ہو، کیا تو نے چوری کی ہے؟][۲] چور نے اثبات میں جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور [اس کا ہاتھ][۳] کاٹ دو، پھر اسے داغو اور میرے پاس لے آؤ، جب اس کا ہاتھ کاٹ کر لایا گیا تو [نبی ﷺ][۴] نے فرمایا: اللہ سے توبہ کر، اس نے جواباً کہا: اللہ میری توبہ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تیری توبہ قبول کرے۔ [اے اللہ اس کی توبہ قبول کر][۵]

۲- **حدیث جحیہ بن عدی:** حضرت علیؓ[۶] [جب کسی چور کو پکڑ لیتے][۷] تو اس کا ہاتھ کلائی سے کاٹ کر، اسے داغ

۱- سنن کبریٰ للبیہقی ۲۷۱/۸ اور نسائی ۴۸۷۷۔

۲، ۳، ۴، ۵- مصنف عبدالرزاق ۱۸۹۲۳ ثوبان راوی کی یہ مرسل روایت ہے۔

۶- ضعیف سنن نسائی ۳۴۵۔

۷- سنن کبریٰ للبیہقی ۲۷۱/۸۔

دیتے: میں ان چوروں کے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہا ہوں وہ ایسے ہیں جیسے گدھوں کے سم [پھر وہ انہیں جیل میں ڈال دیتے جب ان کے زخم درست ہو جاتے تو وہ ان کو باہر نکالتے اور کہتے کہ اپنے ہاتھوں کو اللہ کی طرف اٹھاؤ، پھر آپ ﷺ فرماتے: اے اللہ میں نے تیرے حکم سے ان کے ہاتھ کاٹے ہیں اور انہیں تیری طرف ہی بھیجا ہے۔] [1]

۲-(۹۷) رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے متعلق فیصلہ جسے حاکم بلائے اور وہ نہ جائے

احکامات:

☆ مسلمان حاکم کے بلاوے کو قبول کرنا واجب ہے۔

☆ فریقین میں سے اگر ایک بلاوے کے بعد بھی حاضر نہ ہو تو اس کی عدم موجودگی میں فیصلہ کر دینا جائز ہے۔

☆ فیصلے کے وقت ایک فریق کا حاضر نہ ہونا، اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ حق پر نہیں ہے اور ظالم ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** حسن [2] وہ سمرہؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے حاکم کے روبرو بلایا گیا اور وہ حاضر نہ ہوا، وہ ظالم ہے، اس کا کوئی حق نہیں [ایک روایت میں ہے کہ جس شخص کو مسلمان حاکموں میں سے کسی کے پاس بلایا جائے، وہ نہ جائے تو وہ ظالم ہے] [3] [حضرت حسن ہی کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: جب کوئی آدمی دوسرے کو اپنے درمیان فیصلہ کروانے کے لیے، کسی قاضی کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے تو اس کے لئے کوئی حق نہیں ہے۔] [4] [حسن ہی کی ایک دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں فرمایا کرتے تھے: جب ایک آدمی دوسرے سے جھگڑا کرے اور ان میں سے ایک، دوسرے کو فیصلے کے لیے رسول کی طرف بلائے تو جس نے آنے سے انکار کر دیا، اس کے لیے کوئی حق نہیں ہے۔] [5]

۱- سنن کبری بیہقی ۸/۲۷۲۔

۲- طبرانی کبیر ۷/۲۲۵۔

۳- مسند بزار ۱۳۶۲، بزار کہتے ہیں کہ میرے علم میں کوئی ایسا راوی نہیں ہے جو اس روایت کو نبی ﷺ سے متصل اسناد سے ذکر کرتا ہو۔ ہیثمی کہتے ہیں کہ اس روایت میں روح بن عطاء بن میمونہ کو ابن عدی نے ثقہ کہا ہے اور باقی آئمہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے المجمع ۴/۱۹۸۔ اور اس حدیث کو ہندی نے کنز العمال میں بھی ذکر کیا ہے۔ (۱۴۸۶۰-۶/۶۵)

۴- مسند بزار: ۱۳۶۳ ہیثمی کہتے ہیں کہ اس میں یوسف بن خالد السمتی راوی ضعیف ہے دیکھئے المجمع ۴/۱۹۸۔

۵- طبرانی کبیر ۷۰۸۱ ہیثمی کہتے ہیں کہ اس کی اسناد میں مجہول راوی ہے۔ المجمع ۴/۱۹۸۔

۳-(۹۸) بھاگا ہوا غلام چوری کر لے تو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ ذمی اور بھگوڑے غلام کا چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن عباسؓ[1] وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بھگوڑے غلام اور ذمی کے لئے چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔

۴-(۹۹) رسول اللہ ﷺ کا گندگی کھانے والے جانور کی قیمت کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ کتے کی قیمت، زانیہ عورت کی آمدن اور گندگی کھانے والے جانور کی قیمت حرام ہے۔

☆ اسلام صفائی اور ستھرائی کا دین ہے۔

☆ ایسے کام جو عفت و پاکیزگی اور صفائی کے منافی ہوں، ان سے دور رہا جائے۔

دلائل:

۱- **حدیث** عکرمہ: وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں[2] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے گندگی کھانے والے جانور کی قیمت، زانیہ عورت کی آمدن اور کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

۱- مستدرک حاکم ۴/۳۸۲، انہوں نے کہا کہ اس کی اسناد شیخین کی شرط پر صحیح ہیں، انہوں نے اسے ذکر نہیں کیا، ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے اور دارقطنی نے اسے ۳/۸۶ پر ذکر کیا ہے۔

۲- الکامل ابن عدی ۳/۱۲۳۹۔

۵-(۱۰۰)رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فیصلہ جس نے کسی کو مخنث کہہ کر پکارا

احکامات:

☆ کسی کو مخنث کہنا درست نہیں۔

☆ کسی کو مخنث یا لونڈے باز کہنے والے پر تعزیر لاگو کرنے کا جواز۔

☆ ایسا کرنے والے کو تعزیر کے طور پر بیس کوڑے مارنے کا جواز۔

دلائل:

۱- **حدیث عبداللہ بن عباسؓ:**[۱] وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی شخص سے کہا: اے مخنث! تو اسے بیس کوڑے مارو۔ [اور جب کوئی شخص کسی کو لونڈے باز کہہ کر پکارے، اسے بھی بیس کوڑے مارو۔][۲]

۶-(۱۰۱)رسول اللہ ﷺ کا چوری کے مال کی مقدار کے متعلق فیصلہ جس میں چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا

احکامات:

☆ اگر مسروقہ مال کی مالیت تین درہم یا چوتھائی دینار تک پہنچ جائے تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

☆ خیانت معزز کو ذلیل کر دیتی ہے۔

☆ عدالت تک پہنچنے سے پہلے، حدود کے مقدمات میں معافی کا جواز۔

☆ حد کا مقدمہ قاضی کے پاس آ جائے تو سزا کا نفاذ واجب ہو جاتا ہے، چاہے صاحب حق مجرم کو معاف کر دے۔

دلائل:

۱- **حدیث عائشہؓ:** انھوں نے کہا:[۳] رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چور کا ہاتھ لکڑی یا چمڑے کی ڈھال کی قیمت سے کم پر نہیں کاٹا جاتا تھا۔ [اور ڈھال کی قیمت ایک چوتھائی دینار تھی][۴]

۱- ابن عدی ۱/۳۲۵، میزان الاعتدال ۱/۱۹، اور ۲/۶۳۳، بیہقی ۸/۲۵۲، ترمذی ۲/۳۹۹ جلد ۲، ترمذی کہتے ہیں کہ ہمیں اس حدیث کی ایک ہی سند کا پتہ ہے جس میں ابراہیم راوی ضعیف ہے۔

۲- سنن ابن ماجہ۔

۳- بخاری ۶۷۹۴، مسلم ۴۳۸۰۔

۴- صحیح سنن نسائی ۴۵۷۹۔

۲- حدیث عائشہؓ:(۱) وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا کہ چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار یا اس سے زائد پر کاٹا جائے گا۔

۳- حدیث عبداللہ بن عمرؓ:(۲) رسول اللہ ﷺ نے تین درہم کی قیمت والی ایک ڈھال کے بدلے میں چور کا ہاتھ کاٹ دیا۔

۴- حدیث ابو ہریرہؓ:(۳) وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس چور پر اللہ کی لعنت ہو جو ایک انڈہ چوری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے یا رسی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔

۵- حدیث صفوان بن امیہ:(۴) انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی، پھر اپنی چادر کو لپیٹ کر سر کے نیچے رکھ کر سو گئے۔ ایک چور آیا؛ اس نے اس چادر کو ان کے سر کے نیچے سے کھسکا لیا؛ انہوں نے اس چور کو پکڑ لیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے اور کہا: اس آدمی نے میری چادر چوری کر لی ہے، آپ ﷺ نے اس آدمی سے پوچھا: کیا تو نے اس کی چادر چوری کی ہے؟ تو اس نے اثبات میں جواب دیا، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس چور کو لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ صفوان کہنے لگے کہ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ میری چادر کے بدلے میں اس کا ہاتھ کاٹا جائے [وہ اس پر صدقہ ہے](۵) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کام تو نے پہلے کیوں نہ کیا [رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا](۶)

۱- مسلم ۴۳۷۶۔

۲- بخاری ۶۷۹۷، صحیح سنن ابوداؤد ۳۶۸۷، ارواء الغلیل ۲۴۱۲۔

۳- مسلم ۴۳۸۴۔

۴- صحیح سنن نسائی ۴۵۳۵۔ دارمی ۲۳۰۲۔

۵- موطا امام مالک ۲/ ۸۳۵۔

۶- صحیح سنن نسائی ۴۵۳۳، ابن عباس کی روایت سے نصب الرایہ میں ۳/ ۳۶۹، تنقیح الرواۃ میں ہے کہ صفوان کی حدیث صحیح ہے۔

۷-(۱۰۲) رسول اللہ ﷺ کا مال خمس (مال غنیمت میں سے بیت المال کا پانچواں حصہ) میں سے چوری کرنے والے غلام کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ خمس کے حصے میں آئے ہوئے غلام کا خمس میں چوری کرنے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

☆ غلاموں پر حدود کے نفاذ میں نرمی۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن عباسؓ [۱]: مال خمس میں آئے ہوئے غلاموں میں سے ایک غلام نے مال خمس میں سے چوری کر لی۔ اس معاملے کو نبی ﷺ تک لے جایا گیا، لیکن آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا اور فرمایا: اللہ کا مال ہے، بعض نے بعض کو چوری کر لیا۔

۸-(۱۰۳) رسول اللہ ﷺ کا خائن کے سامان کو جلانے اور اسے سزا دینے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ مال غنیمت میں خیانت بہت بڑا جرم اور گناہ کبیرہ ہے۔

☆ خائن کا مال غنیمت سے حصہ ختم ہو جاتا ہے۔

☆ خائن کو سزا دینے کا جواز۔

☆ قرآن پاک کے نسخے فروخت کرنے کا جواز۔

دلائل:

۱- **حدیث** عمرو بن شعیب: وہ اپنے باپ اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں [۲]: رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے خیانت کرنے والے کا سامان جلا دیا اور مال غنیمت سے اس کا حق روک لیا اور اسے سزا دی۔

۱- ضعیف سنن ابن ماجہ ۵۶۴، بیہقی ص ۸/۲۸۲، حافظ نے التلخیص ۴/۶۹ میں کہا ہے کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے، ارواء الغلیل ۲۴۲۴ میں بھی اسی طرح ہے۔

۲- سنن کبریٰ بیہقی ص ۱۰۲ ج ۹۔

۲- **حدیث عمر بن خطاب**ؓ [۱]: وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی ایسے آدمی کو پاؤ جس نے خیانت کی ہو تو اس کا سامان جلا دو اور اسے سزا دو، راوی نے کہا کہ اس کے سامان میں ایک قرآن مجید کا نسخہ بھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو بیچ کر اس کی قیمت صدقہ کر دو۔

۹-(۱۰۴) رسول اللہ ﷺ کا سواری کے مالک کے بارے میں فیصلہ کہ وہ اس صورت میں نقصان کا خود ضامن ہوگا جب وہ اسے رستے یا بازار میں کھڑا کر دے

احکامات:

☆ خسارے کا سبب بننے والا شخص اس کا ضامن ہوگا۔

☆ جانور کو مسلمانوں کے راستے اور بازار میں باندھنا منع ہے۔

☆ مسلمانوں کو کسی بھی طرح کی تکلیف پہنچانا حرام ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث نعمان بن بشیر** [۲]: وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمانوں کے راستے یا [بازار] [۳] میں سواری ٹھہرائی اور اس سواری نے اپنے ہاتھ یا پاؤں سے کسی کو روند ڈالا تو وہ مالک اس کا ضامن ہوگا۔

۱۰-(۱۰۵) رسول اللہ ﷺ کا تعزیر کے طور پر کوڑوں کی مقدار کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ تعزیر میں کوڑوں کی سزا کا جواز۔

☆ تعزیر میں دس سے زیادہ کوڑے نہیں لگائے جا سکتے۔

☆ تعزیر اور حدود میں برابری نہیں۔

۱- سنن کبریٰ بیہقی ۹/۱۰۳، بیہقی کہتے ہیں کہ یہ سعید کی روایت کے الفاظ ہیں اور یہ روایت ضعیف ہے۔

۲- سنن کبریٰ بیہقی ۸/۳۴۴۔

۳- دارقطنی ۳/۱۷۹، انہوں نے اپنی تحقیق میں کہا کہا کہ اس کی اسناد میں ایک راوی سری بن اسماعیل الہمدانی الکوفی ہے جو شعبی کا چچازاد بھائی ہے، وہ متروک الحدیث ہے۔ حافظ ابن حجر نے التقریب ۲۲۲۱ میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ[۱]: وہ ابو بردہ بن نیار سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حدود اللہ میں سے کسی حد کے علاوہ دس کوڑوں سے زیادہ سزا نہ دی جائے۔

۲- **حدیث** ابوھریرۃؓ[۲]: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تعزیر میں دس کوڑوں سے زائد سزا نہ دو۔

۱۱-(۱۰۲) رسول اللہ ﷺ کا ایسے مسلمان کے بارے میں فیصلہ جو مشرکوں سے مل گیا اور وہاں کوئی جرم کیا پھر مسلمان ہو گیا اور اس کے بارے میں فیصلہ جس نے اسلام کی حالت میں جرم کیا پھر مشرکوں سے مل گیا اور پھر امان لے لی۔

احکامات:

☆ جس نے شرک کی حالت میں جرم کا ارتکاب کیا، اسلام قبول کرنے کے بعد اس پر مؤاخذہ نہیں ہے۔

☆ حالت اسلام میں کسی جرم کا ارتکاب کیا پھر مرتد ہو گیا تو اسے سزا دی جائے گی خواہ وہ امان یافتہ ہی کیوں نہ ہو۔

دلائل:

۱- **حدیث** عطیہ بن قیسؒ:[۳] رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے جب کوئی شخص دشمن سے مل جاتا اور وہاں قتل، زنا یا چوری کا ارتکاب کر لیتا، پھر اپنے جرم کی وجہ سے امان طلب کرتا تو آپ ﷺ اسے امان دے دیتے اور شرک میں کئے ہوئے جرم پر اس پر حد قائم نہ کرتے اور اگر اسی طرح کا جرم کر کے مرتد ہو جاتا اور پھر امان طلب کرتا تو آپ ﷺ اس پر حد قائم کرتے جس سے وہ بھاگ گیا تھا۔

۱- صحیح سنن الترمذی ۱۱۸۲، صحیح سنن ابن ماجہ ۲۱۰۷۔

۲- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۱۰۸، بخاری ۶۸۵۰، راوی ابو بردہ انصاری، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ لاتجلدوا فوق عشرۃ اسواط الا فی حد من حدود اللہ) دس کوڑوں سے زیادہ کی سزا صرف حدود اللہ میں ہی دو۔ مسلم ۴۴۳۵۔

۳- سنن سعید بن منصور ۲۸۰۵، ۲/۲۱۳۔

١٢- (٧٠١) رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فیصلہ جو ظہار میں کفارہ ادا کرنے سے پہلے اپنی بیوی سے تعلق قائم کرے

احکامات:

☆ ظہار میں کفارہ ادا کرنے سے قبل بیوی سے تعلق قائم کرنا اگرچہ گناہ ہے، لیکن اس سے نہ تو کفارہ ساقط ہوتا ہے اور نہ اس میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ اگر نوعیت ایک ہی ہو تو ایک سے زائد کفارے اکٹھے ادا ہو جاتے ہیں۔

دلائل:

١- **حدیث** سلمہ بن صخر البیاضیؓ:[١] وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر ظہار کرنے والا، کفارہ ادا کرنے سے پہلے اپنی بیوی سے تعلق قائم کرے تو اس پر ایک ہی کفارہ ہے۔

٢- **حدیث** ابن عباسؓ:[٢] ایک آدمی [سلمہ بن صخر][٣] [جس نے نبی ﷺ کے زمانہ میں][٤] اپنی بیوی سے ظہار کیا پھر [کفارہ ادا کرنے سے قبل ہی][٥] اپنی بیوی سے تعلق قائم کر لیا تھا، وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی اس سے تعلق قائم کر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے، تجھے کس چیز نے اس کام پر ابھارا؟ اس نے کہا [اے اللہ کے رسول ﷺ!][٦] میں نے چاند کی روشنی میں [اس کی پازیب کی سفیدی][٧] پازیب دیکھی تو [میں اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور اس سے تعلق قائم کر لیا تو رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے][٨] آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارے میں اللہ نے تجھے جو حکم دیا ہے، اس کو کرنے سے پہلے اس کے قریب مت جا [آپ ﷺ نے اسے صرف ایک ہی کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا][٩]

١- صحیح سنن ترمذی ٩٥١۔

٢- صحیح سنن ترمذی ٩٥٨۔

٣- دار قطنی ٣/ ٣١٨۔

٤، ٥، ٩- دار قطنی ٣/ ٣١٨، اسے ترمذی نے بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٦، ٨- صحیح سنن ابن ماجہ ١٦٨٠، ارواء الغلیل ٢٠٩١۔

۱۳-(۱۰۸) چوری کا الزام لگانے والے شخص کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ چوری کے ملزم پر، دوران تفتیش سختی کی جا سکتی ہے بشرطیکہ اس میں حاکم مصلحت دیکھے۔

☆ اگر دعویٰ ثابت نہ ہو سکے تو مدعی کے مطالبہ پر ملزم سے کی گئی سختی موجب قصاص ہوگی۔

دلائل:

۱- **حدیث** ازھر بن عبداللہ الحرازی:[۱] کلاعی قوم کے لوگوں کا سامان چوری ہو گیا، انہوں نے حاکہ قبیلہ کے کچھ لوگوں پر اس کا الزام لگا دیا اور صحابیٔ رسول نعمان بن بشیر کے پاس جھگڑے کا فیصلہ لے گئے۔ مدعی نعمان کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے انہیں کسی سزا اور سختی کے بغیر ہی چھوڑ دیا ہے؟ نعمان نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہتے ہو کہ میں انہیں سزا دوں تو اگر تمہارا سامان ان کے قبضے سے برآمد ہوا پھر تو ٹھیک ہے، بصورت دیگر میں تمہیں بھی ویسے ہی سزا دوں گا جیسے انھیں سزا دی۔ انھوں نے پوچھا کہ کیا یہ آپ کا فیصلہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا، یہ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔

۱۴-(۱۰۹) رسول اللہ ﷺ کا سواری پر آگے اور پیچھے بیٹھنے والے کی ذمہ داری کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ جانور پر سواری کرنے والا، اس کی نگہداشت کا ذمہ دار ہے۔

☆ ایک جانور پر دو آدمی سوار ہو سکتے ہیں۔

☆ جو شخص کسی جانور پر سوار ہے، وہ اس کی ہلاکت کی صورت میں ضامن ہوگا۔

☆ تاوان کی ذمہ داری حق تصرف اور نگہداشت کے مطابق ہوگی۔

☆ جانور پر دو آدمی سوار ہوں تو آگے بیٹھا ہوا شخص فائق حق تصرف کی وجہ سے زیادہ ذمہ دار ہوگا۔

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۳۶۸۳، صحیح سنن نسائی ۴۵۲۹۔

دلائل:

حدیث واثلہ[1] [بن اسقع] [2] وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: سواری کے دوران میں جانور کو نقصان پہنچنے کی صورت میں آگے بیٹھنے والا دو تہائی اور پیچھے بیٹھنے والا ایک تہائی نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

۱۰-(۱۱۰) رسول اللہ ﷺ کا مقروض کو قید میں رکھنے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ قیدی کو حبس میں رکھنے کا جواز۔

☆ مقروض، قیدی ہوسکتا ہے۔

☆ صاحب حق سخت بات کرسکتا ہے۔

☆ ایسا مقروض جو اہلیت کے باوجود قرض کی ادائیگی سے گریز کرے، اس پر سختی کرنا جائز ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث عروہ بن الشرید**:[3] وہ اپنے باپ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: مقروض کی اہلیت کے باوجود تاخیر [ظلم ہے] [4] اور اس کی توہین اور سزا کو جائز کردیتی ہے۔ ابن مبارک کہتے ہیں کہ توہین کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر سختی کی جائے گی اور سزا دینے کا مطلب یہ ہے کہ اسے قید میں رکھا جائے گا۔

۲- **حدیث ہرماس بن حبیب**: وہ اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں،[5] وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے ایک مقروض کو لے کر آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قید رکھ، پھر آپ ﷺ شام کے وقت میرے پاس سے گذرے اور فرمایا: اے بنی تمیم کے فرد! تیرے قیدی نے کیا کیا؟

۱- کنز العمال ۳۰۱۱۳-۱۵۱۵۔

۲- تہذیب التہذیب ۱۱/۱۰۱۔

۳- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۸۶۔ صحیح سنن ابن ماجہ ۱۹۷۰ اور مسند احمد ۶/۲۲۲ اور مستدرک حاکم ۴/۱۰۳، بیہقی ۶/۵۱۔

۴- ارواء الغلیل ص ۲۵۹ ج ۵۔

۵- ضعیف سنن ابن ماجہ ۵۲۶۔

۱۶-(۱۱۱) جھگڑے کے فریقین میں سے اگر ایک وعدے کے باوجود حاضر نہ ہو تو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ جھگڑے وغیرہ میں وعدہ کی پابندی ضروری ہے۔

☆ عدالت میں مقررہ وقت پر حاضری، اثبات دعویٰ کے اسباب میں سے ہے۔

☆ کسی ایک فریق کا عدالت میں حاضر نہ ہونا، بعض معاملات میں اس کا حق ساقط کر دیتا ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث ابوموسیٰ اشعریؓ:**[1] معاویہ بن ابوسفیان نے ان سے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے پاس اگر فریقین کا جھگڑا آتا اور ان کے درمیان کسی وقت مقررہ پر اتفاق ہو جاتا، ان میں سے ایک وعدے کے مطابق آ جاتا اور دوسرا نہ آتا تو رسول اللہ ﷺ آ جانے والے کے حق میں، نہ آنے والے کے خلاف، فیصلہ صادر فرما دیتے۔ ابو موسیٰؓ نے کہا کہ یہ تو جانوروں، بکریوں اور اونٹوں وغیرہ کے فیصلے ہوتے تھے، ہمارے درمیان تو لوگوں کا معاملہ ہے۔

۱۷-(۱۱۲) رسول اللہ ﷺ کا اس چوری کے بارے میں فیصلہ جس میں ہاتھ نہیں کاٹے جاتے

احکامات:

☆ قحط اور فاقہ کشی کے زمانے میں، گندم کی بالی چھیلنے اور کھا لینے پر، ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔

☆ خوشہ توڑ لینے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔

☆ چور، چوری کے مال کا ضامن ہوگا۔

☆ بھوکا، کسی دوسرے کے باغ سے پھل توڑ کر کھا سکتا ہے۔

۱- طبرانی اوسط ۵۳۷ے ہیثمی کہتے ہیں کہ اس میں ایک راوی خالد بن نافع الاشعری ہے جس کے بارے میں ابوحاتم نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے اور آئمہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ المجمع ص ۱۹۷ ج ۴۔

☆ لٹکے ہوئے پھل توڑ کر کھانے میں سزا نہیں ہے۔

☆ جو کوئی پھل توڑ کر لے جائے وہ اس کا دوگنا تاوان دے گا۔

☆ بھوکا شخص اگر باغ میں سے پھل توڑ کر کھالے تو اس کو مارنا ظلم ہے۔ جس کی تلافی کچھ پھل دینے سے ہوگی۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبادہ بن شرحبیل: (۱) وہ کہتے ہیں کہ مجھے قحط نے آلیا [ایک روایت میں ہے کہ میں چچاؤں کے ساتھ مدینہ آیا] (۲) میں مدینہ کے ایک باغ میں داخل ہوگیا اور وہاں سے ایک بالی توڑ کر کھالیا اور کچھ اپنے کپڑے میں ڈال لیا۔ باغ کا مالک آیا تو اس نے مجھے مارا اور میرا کپڑا چھین لیا، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس زیادتی کے بدلے کی استدعا کی، آپ ﷺ نے اس آدمی کو قاصد بھیج کر بلایا اور اسے کہا: تجھے اس چیز پر کس بات نے آمادہ کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے میرے باغ میں داخل ہوکر ایک بالی توڑی ہے] (۳) آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بے خبر تھا تو نے اسے خبردار نہیں کیا، وہ بھوکا تھا تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا اور اسے حکم دیا تو اس نے میرا کپڑا واپس کردیا اور مجھے خوراک کا ایک یا نصف وسق (۴) دیا۔

۲- **حدیث** عمیر: جو ابواللحم کے غلام ہیں (۵) وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے مالکوں کے ساتھ ہجرت کی غرض سے نکلا، جب ہم مدینہ کے قریب آئے تو میرے مالک مدینہ میں داخل ہوگئے اور مجھے پیچھے چھوڑ گئے۔ مجھے سخت بھوک لگی، اچانک مدینہ سے نکلنے والے کچھ لوگ میرے پاس سے گذرے، انہوں نے مجھے کہا کہ اچھا ہوگا کہ آپ مدینہ میں داخل ہوکر کسی باغ سے پھل لے کر کھالیں، میں نے ایک باغ میں داخل ہوکر دو خوشے توڑ لیے، باغ کا مالک میرے پاس آیا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور آپ ﷺ کو میرے بارے میں بتلایا۔ میرے پاس دو کپڑے تھے؛ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ان دونوں میں سے اچھا کون سا ہے؟ تو میں نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا؟ آپ ﷺ نے

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۲۸۱۔

۲- صحیح سنن النسائی ۴۹۹۹۔

۳- صحیح سنن النسائی ۴۹۹۹ اور مسند احمد ۴/۱۶۷، مستدرک حاکم ۴/۱۳۳۔

۴- وسق ساٹھ صاع کے مساوی ہوتا ہے اور ایک صاع اڑھائی کلو کے مساوی ہوتا ہے۔

۵- مسند احمد ۵/۲۲۳، ہیثمی کہتے ہیں کہ اس روایت میں ایک راوی ابوبکر بن المہاجر ہے جسے ابن حاتم نے ذکر کیا ہے لیکن اس کے بارے میں کوئی جرح یا تعدیل ذکر نہیں کی باقی راوی ثقہ ہیں۔ دیکھئے المجمع ۴/۱۶۳۔

فرمایا کہ اسے تو لے لے اور دوسرا کپڑا باغ کے مالک کو دے کر مجھے چھوڑ دیا۔

۳- **حدیث** ابوسعید خدریؓ: (۱) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں، ایک دفعہ آپ ﷺ کے صحابہؓ کو بھوک کا سامنا کرنا پڑا، ان میں سے دو آدمی ایک باغ میں چلے گئے، ان میں سے ایک ساتھی خوف زدہ ہو گیا جبکہ دوسرے نے پھل توڑ کر سیر ہو کر کھایا اور اس کے بعد اس نے اپنے کپڑے میں پھلوں کو بھرنا شروع کر دیا۔ اچانک باغ کا مالک آ گیا اور اس نے اس کا کپڑا چھین کر اسے ایک کھجور کے تنے سے باندھ دیا اور ایک لاٹھی لیکر اسے مارا، پھر اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور کہا: میں نے اس کو اپنے باغ میں دیکھا کہ اس نے سیر ہو کر پھل کھائے اور پھر اپنے کپڑے میں بھرنا شروع کر دیے۔ اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم دو ساتھی بھوکے تھے، اس باغ میں آئے، میں باغ میں آیا جبکہ میرا ساتھی خوف زدہ ہو گیا، میں نے پھل کھائے اور اپنے ساتھی کے لئے ساتھ لے لئے تو یہ شخص آ گیا اور اس نے میرے ساتھ ایسے ایسے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے باغ کے مالک سے کہا: چل اس کا کپڑا واپس کر اور جو تو نے اسے مارا ہے، اس کے بدلے میں اسے ایک وسق پھل دے۔

۴- **حدیث** رافع بن خدیج: (۲) وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا [جبکہ آپ سے لٹکے ہوئے پھل کے بارے میں سوال کیا گیا تو] (۳) آپ ﷺ نے فرمایا: پھل یا شگوفے میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔ [جس ضرورت مند نے اپنی ضرورت کے لیے کچھ پھل لے لیا بشرطیکہ اس کو چھپا کر اپنے کپڑے میں نہ باندھے، اس کے لیے کوئی سزا نہیں ہے اور جو اس میں سے کوئی چیز اٹھا لے گیا، اس پر دوگنا تاوان اور سزا ہے اور جس نے خشک کرنے کے لئے رکھے گئے پھل میں سے ڈھال کی قیمت کے برابر چوری کی تو اس پر ہاتھ کاٹنے کی سزا لاگو ہوگی] (۴) [انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! جو جانور پہاڑ پر چر رہے ہوں (اگر وہ چوری کر لیے جائیں) ان کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا خیال ہے؟

۱- طبرانی اوسط ۲۱۳۳ طبع مکتبہ المعارف۔ ہیثمی کہتے ہیں کہ اس روایت میں ایک راوی عبداللہ بن عرارہ ہیں جسے ابوداؤد نے ثقہ کہا ہے اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے، دیکھئے المجمع ۴/۱۶۵۔

۲- صحیح سنن نسائی ۴۵۹۵۔

۳- صحیح سنن نسائی ۴۵۹۳۔

۴- صحیح سنن ابوداؤد ۳۶۸۹ اور صحیح سنن نسائی ۴۵۹۳ عبداللہ بن عمر کی روایت سے۔

آپ ﷺ نے جواب دیا، وہ شخص مسروقہ جانور اور اس جیسا (ایک اور) جانور دے گا اور سزا پائے گا۔ چرنے والے جانوروں میں ہاتھ کاٹنے کی سزا اس صورت میں ہوگی جب جانور اپنے باڑے کے اندر ہوں](1) [جھپٹا مار کر چھیننے والے، لوٹ مار کرنے والے اور خائن کے لیے ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔](2)

۴- حدیث حسنؒ:(3) وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ایسا چور لایا گیا جس نے کھانا چوری کیا تھا، آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔ سفیان کہتے ہیں: یہ ثرید یا گوشت یا اس طرح کا کوئی دوسرا کھانا تھا جو ایک آدھ دن میں خراب ہو جاتا ہے۔ اس میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے بلکہ تعزیر لگائی جائے گی۔

۵- حدیث جنادہ بن ابو امیہ:(4) وہ کہتے ہیں کہ میں نے بسر بن ابی ارطاہ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سفر میں ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

۱۸- (۱۱۳) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ اگر کوئی مسلمان یا ذمی آپ ﷺ کو گالی دے تو اس کا خون رائگاں جائے گا

احکامات:

☆ جنگ کے دوران میں مشرکین اور برسرپیکار لوگوں کو دھوکا دینا جائز ہے۔

☆ کفر اور شرک کے سرغنوں کو قتل کرنے پر آمادہ کرنا چاہیے۔

☆ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا اور آپ ﷺ کو ایذا پہنچانے والا، مرد ہو یا عورت، واجب القتل ہے۔

☆ جس نے کسی کو قتل کیا، وہ اس کے مال غنیمت کا حقدار ہوگا۔

۱- صحیح سنن نسائی ۴۵۹۴۔

۲- دار قطنی ۳/۱۸۷۔ صحیح سنن نسائی ۴۶۰۹ حضرت جابرؓ کی روایت سے۔

۳- مصنف عبدالرزاق ۱۸۹۱۵۔

۴- صحیح سنن نسائی ۴۶۱۰۔

☆ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا کفر ہے۔

☆ مسلمان نبی کریم ﷺ کو گالی دے تو وہ دین سے مرتد تصور کیا جائے گا، اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا۔ معاہدہ کرنے والا شخص نبی کریم ﷺ کو گالی دے تو اس کا معاہدہ ختم ہو جائے گا۔

دلائل:

۱- **حدیث جابرؓ:** وہ کہتے ہیں کہ[۱] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا؟ کیونکہ اس نے اللہ وراس کے رسول کو تکلیف دی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! [میں][۲] یہ کام کروں گا۔ کیا آپ ﷺ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! محمد بن مسلمہ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے میں اس سے [کچھ باتیں][۳] کروں (یعنی میں اس سے مصلحت کے مطابق باتیں کروں، جن سے آپ ﷺ کی برائی تو ہو گی، لیکن اس سے وہ میرا اعتبار کر لے گا) آپ ﷺ نے فرمایا [ہاں][۴] کہہ! (جو مصلحت ہو) [محمد بن مسلمہ][۵] کعب کے پاس آئے، اس سے باتیں کیں، اپنا اور محمد ﷺ کا معاملہ بیان کیا اور کہا کہ اس شخص (یعنی رسول اللہ ﷺ) نے صدقہ لینے کا ارادہ کیا ہے اور [اس نے][۶] ہمیں تکلیف میں ڈال دیا ہے۔ جب کعب نے یہ سنا تو کہنے لگا، خدا کی قسم! ابھی تم کو اور تکلیف ہو گی۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: اب تو ہم نے اس کی اتباع کر لی ہے اور اس کو اس وقت تک چھوڑنا برا معلوم ہوتا ہے، جب تک اس کا انجام نہ دیکھ لیں۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے [ایک وسق یا دو وسق قرض دے دے][۷] [کعب][۸] نے کہا: [ہاں!][۹] تم کیا چیز گروی رکھو گے؟ محمد بن مسلمہ نے پوچھا: تو [ہم سے][۱۰] کیا چاہتا ہے؟ کعب نے کہا: تم اپنی عورتوں کو میرے پاس گروی رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: [سبحان اللہ!][۱۱] تم تو عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں کیونکر تیرے پاس گروی رکھ دیں؟ کعب نے کہا: اچھا! اپنی اولاد گروی رکھ دو۔ محمد نے کہا: [سبحان اللہ!][۱۲] ہمارے بیٹے کو لوگ طعنہ دیں گے کہ کھجور کے ایک وسق [یا دو وسق][۱۳]

۱- مسلم ۴۶۴۰۔

۲، ۳، ۴، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲۔ ۱۳- صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۰۶۔

۵، ۶، ۷، ۹- بخاری ۴۰۳۷۔

کے لیے گروی رکھا گیا تھا۔[یہ ہمارے لئے باعث عار ہے][1] البتہ ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس گروی رکھ دیں گے۔ کعب نے کہا: اچھا! پھر محمد بن مسلمہ نے اس سے وعدہ کیا کہ میں حارث (بن اوس)، ابوعبس بن حبیب اور عباد بن بشر کو لے کر آؤں گا۔ یہ آئے اور رات کو اسے بلایا۔[اس کے ساتھ ابونائلہ بھی تھے، جو کعب کے رضاعی بھائی تھے۔اس نے انھیں قلعے کی طرف بلایا][2] وہ ان کی طرف آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا: مجھے ایسے لگتا ہے جیسے اس آواز سے خون [ٹپک رہا ہو۔][3] کعب نے کہا واہ! یہ تو محمد بن مسلمہ اور ان کے دودھ شریک بھائی اور [میرا بھائی][4] ابونائلہ ہیں اور باہمت مرد کا کام یہ ہے کہ اگر رات کو بھی اسے لڑائی کے لئے بلایا جائے تو چلا آئے، محمد نے کہا: جب کعب آئے گا تو میں اپنا ہاتھ اس کے سر کی طرف بڑھاؤں گا اور جب وہ میری گرفت میں آجائے تو تم اپنا کام کر جانا۔ پھر کعب چادر کو بغل کے نیچے کئے ہوئے آیا[اور اس سے بہترین خوشبو آرہی تھی][5] [جب وہ ان کے پاس بیٹھا، اس (محمد بن مسلمہ) کے ساتھ تین یا چار آدمی بھی تھے][6] تو انہوں نے [اسے][7] کہا: تم سے کتنی عمدہ خوشبو آرہی ہے، کعب نے کہا: ہاں! میرے ہاں فلاں عورت ہے جو عرب کی سب عورتوں سے زیادہ معطر رہتی ہے۔[اور وہ عرب کی سب عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہے۔][8] محمد بن مسلمہ نے کہا اگر تم اجازت دو تو میں تمہارا سر سونگھ لوں۔ کعب نے کہا: ہاں! محمد نے اس کا سر سونگھا، پھر پکڑا پھر سونگھا[پھر اس کے ساتھیوں نے سونگھا][9] پھر کہا: اگر اجازت دو تو دوبارہ سونگھ لوں [کعب نے کہا: ہاں! اجازت ہے][10] [محمد بن مسلمہ نے اپنا ہاتھ اس کے سر (بالوں) میں ڈالا اور اس کو اپنی گرفت میں لے لیا۔][11] اور اسے اچھی طرح تھام لیا پھر اپنے ساتھیوں سے کہا: اس کا کام تمام کردو![انہوں نے اس پر وار کیے یہاں تک کہ][12] اسے قتل کردیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو خبر دی[13]

۲- حدیث عروہ بن محمد: وہ بلقین کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں،[14] ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کو

۱، ۲، ۳، ۴- بخاری ۴۰۳۷۔

۵، ۸، ۹، ۱۳- بخاری ۴۰۳۷۔

۶، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۲- صحیح سنن ابوداؤد ۲۴۰۶۔

۱۴- سنن کبریٰ بیہقی ۸/۲۰۳۔

برا بھلا کہا تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے اسے قتل کر دیا۔

۳- حدیث علیؓ:[1] ایک یہودی عورت نبی کریم ﷺ کو گالی دیتی تھی اور آپ کی شان میں گستاخی کرتی تھی تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر قتل کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے خون کو رائگان قرار دے دیا۔ (یعنی خون کا بدلہ نہیں لیا)

۴- حدیث علیؓ:[2] وہ کہتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی نبی کو گالی دی اسے قتل کیا جائے گا اور جس نے کسی صحابی کو گالی دی، اسے کوڑے مارے جائیں گے۔

۵- حدیث ابن عباسؓ:[3] انہوں نے کہا: جس مسلمان نے اللہ یا اس کے رسول یا انبیاء میں سے کسی کو گالی دی، اس نے اللہ کے رسول ﷺ کی تکذیب کی، وہ مرتد سمجھا جائے گا اور اس سے توبہ کروائی جائے گی، اگر وہ رجوع کر لے تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا اور جو معاہدہ کرنے والا خفیہ یا اعلانیہ، اللہ یا کسی نبی کو برا کہے تو اس نے وعدے کو توڑ دیا، اس لئے اسے قتل کر دو۔

۶- حدیث ابن عباسؓ:[4] رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک نابینا شخص تھا، اس کی ایک لونڈی تھی، جس سے اس کے دو بچے بھی تھے، وہ اکثر اللہ کے رسول ﷺ کو کثرت سے برا بھلا کہتی۔ نابینا اسے ڈانٹتا وہ نہ مانتی، منع کرتا تو وہ باز نہ آتی۔ ایک رات اس نے نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے برا بھلا کہا، وہ شخص کہتا ہے مجھ سے صبر نہ ہو سکا، میں نے خنجر اٹھایا اور اس کے پیٹ میں دھنسا دیا، وہ مرگئی۔ صبح جب وہ مردہ پائی گئی تو لوگوں نے اس کا تذکرہ نبی ﷺ سے کیا، آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: میں اسے خدا کی قسم دیتا ہوں جس پر میرا حق ہے، (کہ وہ میری اطاعت کرے) جس نے یہ کام کیا ہے وہ اٹھ کھڑا ہو، یہ سن کر وہ نابینا گرتا پڑتا آگے بڑھا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ میرا کام ہے: یہ عورت میرے لونڈی تھی اور مجھ پر بہت مہربان اور میری رفیق تھی۔ اس کے بطن سے میرے دو موتیوں جیسے بچے ہیں،

۱- سنن کبریٰ بیہقی ۶۰/۷۔

۲- الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص ۹۲۔

۳- زاد المعاد ص ۶۰/۵۔

۴- صحیح سنن نسائی ۳۷۹۴۔

لیکن وہ اکثر آپ ﷺ کو برا کہتی تھی، میں منع کرتا تو نہ مانتی، جھڑکتا تو بھی نہ سنتی، آخر گذشتہ رات اس نے آپ ﷺ کا تذکرہ کیا اور آپ ﷺ کی گستاخی کی، میں نے خنجر اٹھایا اور اس کے پیٹ میں مارا، یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب لوگ گواہ رہو، اس لونڈی کا خون رائگاں ہے۔

۷- **حدیث عمیر بن امیہ:**[1] ان کی ایک بہن تھی، جب یہ نبی کریم ﷺ کے پاس جانے کے لیے نکلتے تو یہ انھیں تکلیف دیتی اور نبی کریم ﷺ کو گالی دیتی، وہ مشرک تھی۔ ایک دن عمیر نے اس کے لئے تلوار لپیٹ کر ساتھ اٹھائی اور اس کے پاس آئے اور اس سے، اسے قتل کر دیا۔ اس عورت کے بیٹے کھڑے ہو گئے اور چیخنے لگے: ہمیں معلوم ہے، اسے کس نے قتل کیا؟ یہ کیسے ہوا کہ ہماری ماں قتل کر دی گئی جبکہ ان لوگوں کے ماں باپ بھی مشرک ہیں؟ جب عمیر کو خطرہ لاحق ہوا کہ وہ کہیں اس کے قاتل کے علاوہ کسی دوسرے کو قتل نہ کر دیں تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور سارے معاملے کی خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اپنی بہن کو قتل کر دیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تو نے اسے کیوں قتل کیا ہے؟ عمیر نے جواب دیا: وہ آپ ﷺ کو برا بھلا کہہ کر مجھے تکلیف دیتی تھی۔ آپ ﷺ نے اس عورت کے بیٹوں کی طرف پیغام بھیج کر، ان سے قاتلوں کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کسی اور کا نام لیا۔ آپ ﷺ نے انھیں صحیح قاتل کے بارے میں بتایا اور اس عورت کا خون رائگاں قرار دیا۔

۸- **حدیث عکرمہ:**[2] جو ابن عباسؓ کے غلام ہیں، نبی کریم ﷺ کو ایک مشرک نے گالی دی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے دشمن سے میرا بدلہ کون لے گا؟ حضرت زبیر نے کہا: میں! حضرت زبیر نے اس مشرک کو للکارا اور اسے قتل کر دیا، نبی کریم ﷺ نے مشرک کا مال غنیمت انہیں عطا کر دیا۔

۹- **حدیث عبداللہ بن حارث فضل:** وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں[3] عطاء بنت مروان -- جس کا تعلق بنو امیہ بن زید خاندان سے تھا اور یزید بن زید بن حصن الخطمی کی بیوی تھی -- نبی ﷺ کو ایذا پہنچاتی۔ اسلام پر

۱- مجمع الزوائد ۶/۲۶۰ ہیثمی کہتے ہیں اس روایت کو طبرانی نے دو تابعین سے روایت کیا ہے جن میں ایک ثقہ ہے۔ اس سند کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

۲- مصنف عبدالرزاق ۵/۳۰۷۔

۳- الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص ۹۵۔

عیب جوئی کرتی اور لوگوں کو نبی کریم ﷺ کے خلاف ابھارتی تھی اور اکثر یہ اشعار پڑھا کرتی تھی۔

بنو مالک، نبیب اور عوف کی سرین اور بنو خزرج کی سرین کی تم پیروی کرتے ہو۔

کیا وہ تمہیں دوسرے سے پناہ دیتی ہے جبکہ نہ اس سے مراد پوری ہوتی ہے اور نہ بچہ جنم لیتا ہے۔

تم سروں کے کٹنے کے بعد اس سے ایسے ہی امید کرتے ہو جیسے گوشت بھننے کے لئے لگائی گئی سلاخ سے شوربے کی امید کی جائے۔

عمیر بن عدی الخطمی کہتے ہیں: جب اس عورت کے یہ اشعار اور نبی کریم ﷺ کے خلاف ترغیب مجھ تک پہنچی تو میں نے نذر مان لی کہ اے اللہ! اگر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ لوٹ کر گیا تو اسے ضرور قتل کروں گا۔ اس روز رسول اللہ ﷺ بدر میں تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس آئے تو عمیر بن عدی رات کی تاریکی میں اس کے گھر میں داخل ہو گئے۔ اس وقت اس کے اردگرد اس کے بچے سوئے ہوئے تھے جن میں سے ایک اس کا دودھ پی رہا تھا۔ جب اس نے اپنے ہاتھ سے چھو کر دیکھا تو اس وقت بھی وہ ایک بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ عمیر نے بچہ اس سے علیحدہ کیا اور اپنی تلوار اس کے سینے پر رکھی اور اس کی پیٹھ کے پار اتار دی۔ پھر وہ وہاں سے نکلے اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ نبی کریم ﷺ نے جب نماز سے فارغ ہو کر پیچھے منہ موڑا اور عمیر کی طرف دیکھا تو فرمایا: کیا تو نے مروان کی بیٹی کو قتل کر دیا ہے؟ عمیر نے جواب دیا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ عمیر کو ڈر محسوس ہوا، کہیں اس کے قتل کی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ ناراض ہی نہ ہوں۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس کا مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارے میں کوئی دو رائے نہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے یہ کلمہ پہلی مرتبہ سنا تھا عمیر کہتے ہیں! پھر نبی کریم ﷺ اپنے اردگرد بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اگر تم کسی ایسے آدمی کو دیکھنا پسند کرتے ہو جس نے غیب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نصرت کی ہے تو عمیر رضی اللہ عنہ بن عدی کو دیکھ لو۔ عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے کہا کہ اس نابینے کی طرف دیکھو جو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں چلتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے نابینا مت کہو یہ تو بینا ہے۔ عمیر رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت سے واپس لوٹے تو اپنے بیٹوں کو لوگوں کی ایک

جماعت کے ساتھ مل کر اسے دفن کرتے ہوئے پایا، جب ان لوگوں نے انہیں مدینہ کی جانب سے آتے ہوئے دیکھا تو ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: اے عمیر! کیا تم نے اسے قتل کیا ہے؟ عمیرؓ نے جواب دیا: ہاں! چاہو تو تم سب میرے خلاف تدبیر کر لو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم سب بھی وہی بات کہو جو اس نے کہی تھی تو میں تم سب کو اپنی اس تلوار سے قتل کر دوں گا یا خود مر جاؤں گا۔ یہی وہ دن تھا کہ بنوخطمہ قبیلے میں اسلام غالب ہوا اور نہ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو اپنی قوم کے ڈر سے اسلام کو حقیر سمجھتے تھے۔

كتاب الجهاد

پہلا باب: قتال کے بارے میں

دوسرا باب: غنیمتوں کے بارے میں

تیسرا باب: مال فئی کے بارے میں

[یعنی دشمن سے مقابلہ کیے بغیر حاصل شدہ مال]

چوتھا باب: عہد و پیمان باندھنے، امان دینے

اور جزیہ لینے کے بارے میں

پانچواں باب: متفرقات کے بارے میں

پہلا باب

قتال کے بارے میں

اس میں (۱۰) فیصلے ہیں۔

۱-(۱۱۴)رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ لڑائی سے پہلے کفار کو اسلام کی دعوت دینا واجب ہے

احکامات:

☆ اسلام میں قتال کا مقصد دعوت پھیلانا اور ساری انسانیت تک خیر وسعادت پہنچانا ہے۔

☆ دعوت دین پر بے انتہاء اجر کا بیان۔

☆ علیؓ بن ابی طالب کی فضیلت کا ثبوت۔

☆ اسلام میں قتال کی کچھ شرائط اور آداب ہیں۔

دلائل:

۱۔ حدیث انس بن مالکؓ:[۱] اللہ کے نبی ﷺ نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور ہر سرکش کو، اللہ کی طرف دعوت دینے کے لیے خطوط لکھے۔ یہ، وہ نجاشی نہیں ہے جس پر نبی ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی تھی۔

۲۔ حدیث ابن عباسؓ:[۲] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے دعوت دینے سے پہلے، [کبھی][۳] کسی قوم سے لڑائی نہیں کی۔

۳۔ حدیث ابی بن کعبؓ:[۴] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس، لات وعزیٰ سے، قیدی لائے گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا انہوں نے ان کو اسلام کی دعوت دی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں! رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں سے پوچھا: کیا انہوں نے تمہیں اسلام کی دعوت پیش کی تھی؟ انہوں نے کہا: نہیں! رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا: انہیں آزاد کردو! یہاں تک کہ یہ اپنی امن والی جگہ پر پہنچ جائیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ ﴿**انا ارسلنک شاهدا ومبشرا ونذيرا وداعياً الى الله باذنه وسراجا منيرا**﴾[۵] بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والے، خوشخبری

۱- مسلم ۴۵۸۵ اور ترمذی ۲۷۱۶ اور سنن کبریٰ بیہقی صفحہ ۱۰۷ جلد ۹۔

۲- مستدرک حاکم ۱/۱۵، انہوں نے کہا: یہ حدیث ثوری کی حدیث سے صحیح ہے۔ شیخین نے اسے ذکر نہیں کیا، ہیثمی نے کہا: احمد، ابویعلی اور طبرانی نے اسے روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں۔

۳،۴- سنن کبریٰ بیہقی ۹/۱۰۷

۵- الاحزاب ۴۵-۴۶

دینے والے، ڈرانے والے، اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے) ﴿واوحی الی هذا القرآن لانذركم به ومن بلغ أانكم لتشهدون ان مع الله الهة اخرى﴾[1] (میری طرف اس قرآن کی اس لیے وحی کی گئی ہے تاکہ میں اس سے تمہیں، اور جس تک یہ پہنچ گیا، اسے ڈراؤں، کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے)۔

۴۔ **حدیث سہل بن سعدؓ:**[2] انہوں نے خیبر کے دن، نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اسلامی جھنڈا، میں ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں دوں گا، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائیں گے۔ اب سب اس انتظار میں تھے کہ دیکھیے! جھنڈا کسے ملتا ہے؟ جب صبح ہوئی، تو سب سرکردہ لوگ، اسی امید میں رہے کہ شاید، انہیں کو مل جائے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: علیؓ کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا، وہ آنکھوں کے درد میں مبتلا ہیں۔ نبی ﷺ کے حکم سے انہیں بلایا گیا۔ نبی ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا، وہ فوراً ایسے تندرست ہو گئے، جیسے پہلے کوئی تکلیف ہی نہ ہو۔ حضرت علیؓ نے کہا: ہم ان (یہودیوں) سے اس وقت تک جنگ کریں گے، جب تک یہ ہمارے جیسے مسلمان نہ ہو جائیں، لیکن نبی ﷺ نے فرمایا: ابھی ٹھہرو! پہلے ان کے میدان میں اتر کر، انہیں اسلام کی دعوت دے لو اور ان کے لیے جو چیزیں ضروری ہیں ان کے متعلق بتا دو (اگر وہ نہ مانیں تو لڑائی کرنا)۔ اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے، تو یہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔

۲-(۱۱۵) رسول اللہ ﷺ کا مثلہ کرنے سے روکنے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ جنگ میں رحم دلی کا بیان۔

☆ اسلام میں مثلہ کی حرمت۔

☆ صدقہ کرنے کی ترغیب۔

۱- الانعام ۱۹

۲- متفق علیہ: بخاری ۲۹۴۲ اور ۳۰۰۹ اور ۳۷۰۱ اور مسلم کتاب الجہاد ۱۳۲

☆ جہاد فی سبیل اللہ کی کچھ شرائط ہیں، جنہیں پورا کرنا ضروری ہے، تاکہ یہ جہاد درست ہو سکے۔

☆ قتل سمیت ہر چیز میں احسان کا رویہ رکھنا ضروری ہے۔

☆ اسلام میں جنگ بقدر ضرورت ہی ہوگی، اس لیے معرکہ میں لڑنے والے کے علاوہ کسی کو قتل کرنا درست نہیں۔

دلائل:

۱۔ **حدیث** ہیاج بن عمرانؒ:[۱] عمران کا غلام بھاگ گیا، انہوں نے نذر مانی کہ اگر وہ غلام انہیں مل گیا تو وہ اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے، انہوں نے مجھے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کے لیے بھیجا، میں سمرۃ بن جندبؓ کے پاس آیا اور ان سے اس کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: اللہ کے نبی ﷺ ہمیں صدقہ کی تلقین کرتے تھے اور مثلہ کرنے سے روکتے تھے۔

۲۔ **حدیث** سلمان بن بریدہ:[۲] وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب کسی کو، کسی لشکر کا امیر بنا کر بھیجتے تو اسے اپنے نفس کے بارے میں اللہ سے ڈرنے اور اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت فرماتے۔ آپ ﷺ فرماتے: اللہ کے نام کے ساتھ اس کے راستے میں کافروں سے لڑائی کرو، خیانت نہ کرو، بدعہدی نہ کرو، نہ مثلہ کرو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔

۳۔ **حدیث** شداد بن اوسؓ:[۳] نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے ہر چیز پر احسان لکھ دیا ہے اس لیے جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو۔

۳-(۱۱۶) بوڑھے کو قتل نہ کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اسلام دینِ فطرت ہے، وہ مکمل اور احسن طریقے سے انسانی حقوق کا احترام کرتا ہے۔

۱۔ سنن ابوداؤد ۲۶۶۲

۲۔ سنن ترمذی ۱۴۴۱

۳۔ سنن ترمذی ۱۴۴۲

☆ سربراہ کا فرض ہے کہ اپنے لشکریوں کو جنگ کے آداب سکھائے اور انہیں جہادی مہم پر بھیجتے وقت اسلامی احکامات بتلائے۔

☆ بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا ناجائز ہے۔

☆ مثلہ کرنا اور اہل کتاب کے عبادت خانوں کو جلانا ناجائز ہے۔

☆ اداروں کو تباہ و برباد کرنا اور چشموں کو پاٹنا ناجائز ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** انس بن مالکؓ:[۱] کہ رسول اللہ ﷺ [جب کوئی لشکر بھیجتے][۲] تو فرماتے: اللہ کے نام سے [اور اللہ کے راستے میں چلو][۳] اور اللہ کے رسول کے طریقے کے مطابق [تم کافروں سے لڑو گے میں تمہیں اس لیے بھیج رہا ہوں کہ][۴] تم نے کسی بوڑھے شخص، چھوٹے بچے اور عورت کو قتل نہیں کرو گے [اور نہ ہی گرجا والوں کو (قتل کرو گے)][۵] [نہ بزدلی دکھاؤ گے، نہ مثلہ کرو گے اور نہ کوئی گرجا گھر جلاؤ گے][۶] [جو درخت تمہیں لڑائی سے روکے یا تمہارے اور مشرکوں کے درمیان آڑ پیدا کرے ایسے درخت کے علاوہ کوئی درخت مت کاٹنا][۷] [اور نہ کوئی چشمہ پاٹنا][۸] اور خیانت کر کے غنیمت کا مال اپنے مالوں میں نہ ملانا اور صلح اور نیکی کا رویہ رکھنا، اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

۴-(۱۱۷) عصبیت کے لیے لڑنے والے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ مسلمانوں کی جماعت سے چمٹے رہنا اور امیر کی اطاعت سے باہر نہ نکلنا واجب ہے۔

☆ عصبیت کی بنا پر لڑائی کرنا ناجائز ہے۔

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۶۱۴۔
۲،۳،۴،۶- مصنف عبدالرزاق ۵/۲۲۰، ۹۴۳۰۔
۵- سنن کبریٰ بیہقی ۹/۹۰۔
۷،۸- سنن کبریٰ بیہقی ۹/۹۱۔

☆ عصبیت کی تمام اقسام انتہائی بری اور قابل مذمت ہیں۔

☆ مسلمانوں کے خلاف بغاوت اور لڑائی کرنا حرام ہے۔

☆ عہد پورا کرنا واجب ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث ابو ہریرہؓ:**[۱] انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو امیر کی اطاعت سے نکل گیا اور جماعت کو چھوڑ گیا پھر مر گیا، اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی اور جس نے مادریت کے جھنڈے کے نیچے لڑائی کی وہ عصبیت کی بنا پر غصہ کرتا ہے اور عصبیت کی بنا پر ہی لڑتا ہے، وہ میری امت میں سے نہیں۔ جو میری امت میں سے میری ہی امت کے نیک و بد لوگوں کے خلاف لڑنے کے لیے نکلا حتیٰ کہ مومنوں کو بھی نہیں بخشا، نہ وہ عہد والوں کے عہد کی پاسداری کرتا ہے، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

۵-(۱۱۸) ذمیوں کا دفاع کرنے اور مشرکوں کا دفاع نہ کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ مشرکین کے دفاع کے لیے لڑنا ناجائز ہے۔

☆ ذمیوں کے دفاع کے لیے لڑنا جائز ہے۔

☆ مشرک اگرچہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو پھر بھی اس سے دوستی ختم کر دینی واجب ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث زبیرؓ:**[۲] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کسی مشرک کے دفاع کے لیے لڑنے سے منع فرما دیا، صرف ذمیوں کے دفاع کے لیے (ہم لڑ سکتے ہیں)۔

۱- مسلم ۱۸۴۸

۲- دارقطنی ۱۴۸/۴

٦-(۱۱۹) رسول اللہ ﷺ کا عورتوں کے قتل سے منع کرنے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ خلاف عادت اگر کسی جگہ لوگ اکٹھے ہوں تو اس بارے میں پوچھنا جائز ہے۔

☆ جنگ میں عورتوں کا قتل ناجائز ہے۔

☆ لڑائی میں اگر عورت مقابل کو قتل کرنا چاہے تو اسے قتل کرنا جائز ہے۔

☆ اسلام میں انسانی عزت وتکریم کے لیے مردہ جسم کو دفن کرنے کا اہتمام، خواہ وہ کافر ہی ہو۔

دلائل:

۱- **حدیث رباح بن ربیع:**[۱] انہوں نے کہا: ہم غزوہ [حنین][۲] میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اچانک آپ ﷺ نے لوگوں کو کسی چیز پر اکٹھے ہوئے دیکھا، تو ایک آدمی کو معلوم کرنے کے لیے بھیجا کہ دیکھو یہ لوگ کس چیز پر جمع ہیں؟ وہ آیا اور اس نے کہا: ایک مقتولہ عورت پر (جمع ہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عورت تو لڑائی نہیں کر رہی تھی۔ لشکر کے اگلے حصے پر خالد بن ولید مقرر تھے، آپ ﷺ نے خالدؓ کی طرف ایک آدمی بھیجا اور فرمایا کہ اسے کہو وہ کسی عورت اور مزدور کو قتل نہ کرے۔

۲- **حدیث عکرمہؒ:**[۳] نبی کریم ﷺ نے طائف میں ایک مقتولہ عورت کو دیکھا تو فرمایا: کیا میں نے عورتوں کے قتل سے روکا نہیں ہے؟ اس عورت کو کس نے قتل کیا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اسے اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کرایا، اس نے مجھے گرا کر قتل کرنا چاہا [تو میں نے اسے قتل کر دیا][۴] رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۲۴۔

۲- فتح الباری ۶/۱۷۱۔

۳- المراسیل لابی داؤد ۹۹۲۔

۴- مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲/۳۸۵۔

۳- **حدیث عائشہؓ**[1] انہوں نے کہا کہ بنی قریظہ کی کوئی عورت نہیں ماری گئی، سوائے ایک عورت کے جو میرے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور اس طرح ہنس رہی تھی کہ اس کی پیٹھ اور پیٹ میں بل پڑ رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ اس کے مردوں کو قتل کر رہے تھے۔ اچانک ایک پکارنے والے نے اس کا نام لے کر پکارا: فلانی عورت کہاں ہے؟ وہ بولی میں (یہاں) ہوں! میں نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ (یعنی تیرا نام کیوں پکارا جا رہا ہے) اس نے کہا: میں نے ایک نیا کام کیا ہے (وہ آپ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی) حضرت عائشہؓ نے کہا: پھر وہ پکارنے والا اس عورت کو لے گیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ میں اس کی حالت کو ابھی تک نہیں بھولی کیونکہ مجھے اس پر بہت تعجب ہوا تھا، وہ اتنا ہنس رہی تھی کہ اس کی پیٹھ اور پیٹ میں بل پڑ رہے تھے، حالانکہ اسے معلوم تھا کہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔

۷- (۲۱۴) جو ذمی مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑائی کرتے ہیں، انہیں مال غنیمت میں حصہ دینے یا نہ دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ مشرک سے مدد طلب کرنا ناجائز ہے۔

☆ جو غیر مسلم لڑائی میں (مسلمانوں کی طرف سے) شریک ہوں، امام ثوریؒ اور اوزاعیؒ کے نزدیک انہیں مال غنیمت سے حصہ دینا جائز ہے۔

☆ قائد کے لیے ضروری ہے کہ اپنے لشکریوں کو اچھی طرح پہچان لے اور ان کی تصدیق کر لے۔

دلائل:

۱- **حدیث عائشہؓ**[2] رسول اللہ ﷺ بدر کے لیے نکلے، جب آپ ﷺ حرۃ الوبر (مدینہ اور عقیق کے درمیان ایک جگہ کا نام) کے مقام پر پہنچے تو آپ کو ایک مشرک ملا جس کی جرأت و بہادری بہت مشہور تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاتا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر واپس

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۲۵

۲- سنن ترمذی ۱۵۵۸، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۱،۲،۳-

لوٹ جا، میں کسی مشرک سے مدد نہیں لیتا۔

۲- **حدیث** زہری:[1] نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کے ایک گروہ کے لیے، جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ مل کر لڑائی کی تھی، مال غنیمت سے حصہ نکالا [خیبر کے دن آپ ﷺ نے دو یہودیوں کو مال غنیمت سے حصہ دیا][2]

۳- **حدیث** ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ:[3] خیبر کے دن، اشعر قبیلے کے کچھ لوگوں کے ساتھ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فاتحین کے ساتھ ہمیں بھی حصہ دیا۔

۸-(۱۲۱) اس کافر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جو مسلمان سے آگے بڑھ جائے

احکامات:

☆ اسلام مال کے بچاؤ اور خون اور عزت کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔

☆ مدعی کے لیے دلیل پیش کرنا ضروری ہے، اور وہ دو گواہ ہیں۔

☆ مدعی کی قسم کے ساتھ ایک آدمی کی گواہی قبول کر لینا جائز ہے۔

☆ جو کسی کی حق تلفی کرے اسے قید کرنا جائز ہے۔

☆ اگر مطلوبہ جنس ضائع ہو جائے تو اس کے متبادل کوئی اور جنس یا سامان بدلے میں دینا جائز ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** صخر بن علیہ رضی اللہ عنہ:[4] انہوں نے کہا: [رسول اللہ ﷺ نے جب بنو ثقیف کے ساتھ لڑائی کی تو][5] میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی پھوپھی کو پکڑ لیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ [مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آئے][6] تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی پھوپھی کے متعلق پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے صخر! جب کوئی قوم مسلمان ہو جائے تو وہ اپنے مال اور اپنا خون (یعنی جانیں) بچا لیتی ہے۔ اس لیے یہ عورت انہیں واپس کر دے۔ [راوی کہتے ہیں، نبی

۱- سنن ترمذی ۱۵۵۹، امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

۲- سنن سعید بن منصور ۲۷۸۹

۳- سنن ترمذی ۱۵۶۱ امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۴- سنن دارمی ۲/۱۳۶

۵- معجم کبیر طبرانی ۷۲۸۰۔ ۸/۲۵

۶- معجم کبیر طبرانی ۷۲۷۹۔ ۸/۲۵

کریم ﷺ نے مجھے کچھ مال دیا][1] وہ بنی سلیم قبیلے کا پانی تھا، وہ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا، [نبی کریم ﷺ][2] نے مجھے بلایا اور فرمایا: کوئی قوم جب مسلمان ہو جائے تو وہ اپنا مال اور خون بچا لیتی ہے، اس لیے تو یہ انھیں واپس کر دے، میں نے وہ [انھیں][3] واپس کر دیا۔ [اس وقت میں نے دیکھا کہ شرمساری کی وجہ سے، رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو رہا تھا کیونکہ آپ ﷺ نے لونڈی اور پانی (مجھ سے) واپس لے لیا تھا][4]

۲- **حدیث** زبیب العنبری رضی اللہ عنہ:[5] وہ کہتے ہیں، اللہ کے نبی ﷺ نے ایک لشکر بنی عنبر کی طرف بھیجا، انہوں نے طائف کی ایک جانب سے جانوروں کا ایک ریوڑ پکڑ لیا اور اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے۔ میں سواری پر سوار ہو کر ان سے پہلے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سلام کرنے کے بعد عرض کی کہ آپ ﷺ کے لشکری ہمارے پاس آئے اور ہمیں پکڑ لیا، حالانکہ ہم پہلے ہی اسلام قبول کر چکے ہیں اور ہم نے نشانی کے طور پر، اپنے جانوروں کے کانوں کی ایک طرف کاٹ دی ہے۔ جب عنبر قبیلے کو لایا گیا تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے کہ تم اس دن پکڑے جانے سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے؟ میں نے کہا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے پوچھا: تیرا گواہ کون ہے؟ میں نے کہا، سمرہ، جو عنبر قبیلے کا آدمی ہے اور ایک دوسرے آدمی کا بھی نام لیا۔ دوسرے آدمی نے گواہی دے دی لیکن سمرہ نے گواہی دینے سے انکار کر دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سمرہ نے گواہی دینے سے انکار کر دیا ہے اس لیے تو اپنی ایک گواہی کے ساتھ قسم اٹھا۔ میں نے حامی بھر لی۔ جب آپ ﷺ نے مجھ سے قسم کا مطالبہ کیا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائی کہ ہم فلاں روز مسلمان ہو گئے تھے اور ہم نے اپنے جانوروں کے کان کاٹ دیئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ! اور نصف مال ان میں تقسیم کر دو اور ان کے بچوں کو ہاتھ مت لگانا، اگر اللہ تعالیٰ اعمال کی گمراہی کو ناپسند کرتا تو میں تم پر ایک رسی کا بھی احسان نہ کرتا۔ زبیب نے کہا کہ میری ماں نے مجھے بلا کر کہا: اس آدمی نے میری مخملی مسند لے لی ہے تو میں نبی کریم ﷺ کی طرف گیا اور آپ ﷺ کو اس سے متعلق بتایا۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اس آدمی کو قید کر لو! میں نے اس کے کپڑے سے اسے کھینچنا شروع کر دیا، میں اسے لے کر کھڑا ہوا تو نبی

۱،۲،۳- معجم کبیر طبرانی ۷۲۷۹- ۸/۲۵

۴- سنن کبریٰ بیہقی ۹/۱۱۴

۵- ضعیف سنن ابوداؤد ۳۶۱۲ اور سلسلہ احادیث ضعیفہ ۵۷۳۱ ہیثمی نے کہا کہ اسے طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اس کے الفاظ کچھ مختلف ہیں اور اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جسے میں نہیں جانتا، اور ابوداؤد کی روایت کے الفاظ ہیں، سمرۃ نے شہادت دینے سے انکار کر دیا۔ دیکھئے المجمع ۴/۲۰۲۔

کریم ﷺ نے ہمیں کھڑے دیکھا اور پوچھا کہ تو اپنے قیدی سے کیا چاہتا ہے؟ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور اس آدمی سے فرمایا: اس کی ماں کی مخملی مسند اسے واپس لوٹا دے۔ اس نے جواب دیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! وہ مجھ سے گم ہوگئی ہے تو نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کی تلوار چھین کر مجھے دے دی اور اسے فرمایا: چل! اسے غلے کے کچھ صاع بھی دے، تو اس نے مجھے جو کے صاع دیئے۔ [ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ زبیب کے قریب ہوئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، پھر اسے سینے تک لے گئے، زبیب کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی ہتھیلی کی ٹھنڈک کو اپنے سینے پر محسوس کیا۔ پھر آپ ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! اسے معافی اور تندرستی عطا فرما۔ پھر زبیب اس تلوار کو لے گئے اور نبی کریم ﷺ کے صدقہ کی دو اونٹنیوں کے عوض بیچ دیا، زبیب کے ہاں ان اونٹنیوں نے بہت سے بچے جنے یہاں تک کہ ان کی تعداد ایک سو سے زیادہ تک پہنچ گئی][1]

۹- (۱۲۲) بنو قریظہ کے بارے میں سعد بن معاذ کو حکم بنانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ علاج کے طور پر آگ سے داغنے کا جواز۔

☆ افضل آدمی کا اپنے سے کم درجے والے کو حکم بنانے کا جواز۔

☆ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اجتہاد کا جواز۔

☆ شہادت کی آرزو کرنے کا جواز۔ یہ عام موت کی آرزو سے خاص ہے۔

☆ مریض اور ضرورتمند کے تعاون کے لیے اہتمام کرنا جائز ہے۔

☆ سعد بن معاذ کی فضیلت۔

۱- معجم کبیر طبرانی ۵/۲۶۸۔ ۵۲۹۹، اس حدیث کو بیہقی نے بھی قضاء مع الیمین کے صفحہ ۱۰/۱۷۱ پر بیان کیا ہے۔ حافظ ابن عبدالبر نے اسے صحیح کہا ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث ابن عمرؓ:**[۱] انہوں نے فرمایا: بنونضیر اور بنوقریظہ نے نبی کریم ﷺ سے (معاہدہ توڑ کر) لڑائی مول لی، اس لیے آپ ﷺ نے قبیلہ بنونضیر کو جلاوطن کر دیا، لیکن قبیلہ بنوقریظہ کو جلاوطن نہیں کیا اور اس طرح ان پر احسان فرمایا۔ پھر بنوقریظہ نے بھی جنگ مول لی۔ اس لیے آپ ﷺ نے ان کے مردوں کو قتل کروا دیا اور ان کی عورتوں، بچوں اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ صرف بنی قریظہ کے کچھ لوگ چھوڑے گئے کیونکہ وہ آپ ﷺ کی پناہ میں آ گئے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے انہیں پناہ دی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ کے تمام یہودیوں بنوقینقاع جو عبداللہؓ بن سلام کا قبیلہ تھا، یہود بنی حارثہ اور مدینہ کے تمام یہودیوں کو جلاوطن کر دیا تھا۔

۲- **حدیث عائشہؓ:**[۲] انہوں نے فرمایا: غزوۂ خندق کے موقع پر سعد زخمی ہو گئے تھے۔ قریش کے ایک کافر شخص، حبان بن عرفہ نے ان پر تیر چلایا جو ان کے بازو کی رگ میں لگا۔ [ان کے بازو کی رگ کٹ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے آگ کے ساتھ داغ دیا جس سے ان کا ہاتھ پھول گیا تو آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ ان کا خون کافی مقدار میں بہہ گیا۔ پھر دوسری دفعہ اسے داغا تو وہ دوبارہ پھر پھول گیا، جب معاذ نے یہ صورت دیکھی تو انہوں نے دعا کی۔ اے اللہ! اس وقت تک میری جان نہ نکلے جب تک میں بنوقریظہ کے انجام کو نہ دیکھ لوں، انہوں نے اپنی رگ کو پکڑ لیا پھر ایک قطرہ بھی خون نہ نکلا]۔[۳] رسول اللہ ﷺ نے معاذ کے لیے مسجد میں خیمہ لگا دیا تا کہ قریب رہ کر ان کی عیادت کر سکیں۔ جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس آئے تو ہتھیار اتار کر غسل فرمالیا تو جبریل علیہ السلام ان کے پاس آئے، وہ گرد و غبار سے اپنا سر جھاڑ رہے تھے اور کہا: آپ ﷺ نے ہتھیار اتار دیے ہیں، اللہ کی قسم! میں نے ابھی نہیں اتارے، ان کی طرف نکلیے، نبی ﷺ نے پوچھا: کہاں؟ تو انہوں نے بنوقریظہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ [رسول اللہ ﷺ نے اپنا خود پہن لیا اور لوگوں کو کوچ کا

۱- بخاری ۴۰۲۸

۲- بخاری ۴۱۲۲

۳- سنن ترمذی ۱۶۳۱ جابر بن عبداللہ کی روایت سے

حکم دیا] [1] [اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی عصر کی نماز بنی قریظہ کے علاوہ نہ پڑھے] [2] [رسول اللہ ﷺ نکلے، جب بنو غنم کے پاس سے گزرے جو مسجد کے پڑوسی تھے، ان سے پوچھا: تمہارے پاس سے کون گزرا ہے؟ انہوں نے کہا: ہمارے پاس سے دحیہ کلبی گزرے ہیں، جو داڑھی اور چہرے کے اعتبار سے جبریل علیہ السلام سے مشابہت رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا] [3] رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے پاس آئے [ان کا پچیس راتوں تک محاصرہ کیے رکھا۔ جب محاصرہ اور مصیبت سخت ہوگئی تو انہیں کہا گیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق ہتھیار ڈال دو، انہوں نے ابولبابہ بن عبدالمنذر سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے ذبح کرنے کا اشارہ دے دیا] [4] انہوں نے ہتھیار ڈال دیے تو آپ ﷺ نے سعد کو حکم بنا دیا۔ [ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے پوچھا: اے قبیلہ اوس کے لوگو! کیا تمہیں پسند نہیں ہے کہ تمہارا ایک آدمی ان کے بارے میں حکم بنے] انہوں نے کہا: کیوں نہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ سعد بن معاذ ہیں] [5] [ایک دوسری روایت میں ہے بنو قریظہ نے سعد بن معاذؓ کو حکم مان کر ہتھیار ڈال دیے تو وہ گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے] [6] [جس گدھے پر وہ سوار تھے اس پر کھجور کی چھال کا پالان تھا اور ان کی قوم کے لوگ ان کے اردگرد چکر لگا رہے تھے] [7] [وہ بہت بھرپور جسم والے اور خوبصورت آدمی تھے] [8] [انہیں کہا گیا اے ابوعمرو! یہ آپ کے حلیف اور دوست ہیں یہ قاتل بھی ہیں اور انہیں آپ جانتے بھی ہیں لیکن وہ ان کی طرف مائل نہ ہوئے اور نہ ان کی طرف جھکاؤ کیا، جب ان کے گھروں کے قریب گئے تو اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: مجھے اس لیے لایا گیا ہے تاکہ مجھے اللہ کے بارے میں، کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نقصان نہ دے] [9] [جب وہ مسجد کے قریب ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے سردار یا یوں کہا کہ اپنے بہترین شخص کے لیے کھڑے ہو جاؤ] [10] [لوگوں نے ان کو نیچے اتار دیا] [11]

۱، ۳، ۴، ۷، ۱۱- مجمع الزوائد ۶/ ۱۳۷

۲- بخاری ۴۱۱۹ اور فتح الباری ۷/ ۴۷۱ اور جامع الاصول ۶۰۹۶

۵، ۸- سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۳۹

۶، ۱۰- مسلم ۴۵۷۱

۹- مجمع الزوائد ۶/ ۱۳۷

[وہ آئے اور نبی کریم ﷺ کے پہلو میں بیٹھ گئے][1] [نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انہوں نے آپ کے حکم ہونے پر ہتھیار ڈالے ہیں][2] [اے سعد! ان کے بارے میں فیصلہ کیجئے، انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ فیصلہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آپ کو فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے][3] تو معاذ نے کہا: ان کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے لڑائی کے قابل مردوں کو قتل کر دیا جائے، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کے مالوں کو تقسیم کرلیا جائے [ان سے مسلمان فائدہ حاصل کریں گے][4] [رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کے متعلق آپ کا فیصلہ، سات آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق ہی ہے][5] [رسول اللہ ﷺ نے انہیں مدینہ میں بنت حارث کے گھر میں قید فرمادیا جو بنی نجار کی ایک عورت تھی۔ پھر آپ ﷺ مدینہ کے بازار کی طرف نکلے اور وہاں خندقیں کھدوائیں، ان کو وہاں لایا جاتا اور ان خندقوں میں قتل کر دیا جاتا، ان میں اللہ تعالیٰ کا دشمن حی بن اخطب اور سردار قوم کعب بن اسد بھی تھا][6] [ان کی تعداد چار سو تھی][7] عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت بیان کی کہ سعد نے یہ دعا کی تھی: ''اے اللہ تعالیٰ! تو خوب جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں کہ میں تیرے راستے میں، اس قوم سے جہاد کروں، جس نے تیرے رسول ﷺ کو جھٹلایا اور انہیں ان کے وطن سے نکالا، لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ان کی اور ہماری لڑائی ختم کر دی ہے۔ لیکن اگر قریش سے ہماری لڑائی کا کوئی بھی سلسلہ ابھی باقی ہو تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھیے۔ یہاں تک کہ میں تیرے راستے میں ان سے جہاد کروں اور اگر لڑائی کے سلسلے تو نے ختم ہی کر دیے ہیں تو میرے زخموں کو پھر سے ہرا کر دے اور اسی میں میری موت واقع کر دے۔ اس دعا کے بعد سینے پر ان کا زخم پھر سے تازہ ہو گیا۔ مسجد میں قبیلہ بنو غفار کے صحابہ کا بھی ایک خیمہ تھا۔

۱- سنن سعید بن منصور ۳/۳۴۳

۲- مسلم ۴۵۷۱

۳- فتح الباری ۷/۴۷۶

۴- صحیح سنن ترمذی ۱۲۷۶

۵- دلائل النبوۃ ۴/۱۸ اور سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۴۰ اور فتح الباری ۷/۴۷۶

۶- سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۴۱

۷- صحیح سنن ترمذی ۱۲۸۶ اور ارواء الغلیل ۵/۳۸

خون ان کی طرف بہہ کر آیا تو وہ گھبرائے اور انہوں نے کہا: اے خیمہ والو! تمہاری طرف سے یہ خون ہماری طرف کیوں بہہ کر آ رہا ہے؟ دیکھا تو سعد کے زخم سے خون بہہ رہا تھا، [پھر وہ خون بہتا ہی رہا][1] اسی سے ان کی وفات ہوگئی۔ [جابر نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سعد بن معاذ کی موت سے اللہ تعالیٰ کا عرش ہل گیا][2]

۳- حدیث عائشہؓ:[3] انہوں نے کہا کہ بنی قریظہ کی کوئی عورت نہیں ماری گئی سوائے ایک عورت کے جو میرے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور اس طرح ہنس رہی تھی کہ اس کی پیٹھ اور پیٹ میں بل پڑ رہے تھے، اور رسول اللہ ﷺ اس کے مردوں کو قتل کر رہے تھے۔ اچانک ایک پکارنے والے نے اس کا نام لے کر پکارا، فلانی عورت کہاں ہے؟ وہ بولی میں (یہاں) ہوں، میں نے پوچھا: تجھے کیا ہوا ہے؟ (یعنی تیرا نام کیوں پکارا جا رہا ہے؟)۔ اس نے کہا: میں نے ایک کام کیا ہے (وہ آپ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی)۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: پھر وہ پکارنے والا اس عورت کو لے گیا اور اسے قتل کر دیا۔ میں اس کی حالت کو ابھی تک نہیں بھولی کیونکہ مجھے اس پر بہت تعجب ہوا تھا وہ اتنا ہنس رہی تھی کہ اس کی پیٹھ اور پیٹ میں بل پڑ رہے تھے، حالانکہ اسے معلوم ہوگیا تھا کہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔

۴- حدیث عبدالملک بن عمیرؒ:[4] انہوں نے کہا: میں نے عطیہ قرظی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہمیں قریظہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، جس کے زیرِ ناف بال اگے ہوتے آپ ﷺ اسے قتل کروا دیتے اور جس کے بال ابھی نہ اگے ہوتے اسے چھوڑ دیتے۔ میرے بھی ابھی بال نہیں اگے تھے اس لیے آپ ﷺ نے مجھے چھوڑ دیا [اس لیے میں اب بھی تمہارے درمیان ہوں][5] [رسول اللہ ﷺ نے ان کی عورتوں میں سے ریحانہ بنت عمرو بن خناقہ کو اپنے لیے چنا جو بنی عمرو بن قریظہ کی ایک عورت تھی۔ وہ آپ ﷺ کی وفات تک آپ ﷺ کی ملکیت میں ہی رہی، رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ اس پر اسلام پیش کیا، لیکن اس نے انکار کر دیا۔ پھر وہ بعد میں اسلام لے آئی، جس سے رسول اللہ ﷺ بہت خوش

۱- مسلم ۴۵۷۶

۲- مسلم ۶۲۹۶ اور الصحیحہ ۱۲۸۸، سنن سعید بن منصور ۳/۳۴۳، بخاری ۳۸۰۳

۳- صحیح سنن ابی داؤد ۲۳۲۵

۴- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۵۴۱

۵- صحیح سنن نسائی ۳۲۰۸ اور جامع الاصول ۸/۲۷۸

ہوئے، آپ ﷺ نے اسے آزاد کر کے، اس کے ساتھ شادی کرنے کی پیشکش کی، لیکن اس نے اپنی آسانی کے لیے غلام بنے کو ترجیح دی](1)

۱۰-(۲۱۷) لڑائی کے ضروری آداب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ سربراہ کے لیے ضروری ہے کہ اپنے لشکر کو لڑائی کے لیے روانہ کرتے وقت انہیں نصیحت کرے اور لڑائی کے آداب بتلائے۔

☆ مال غنیمت میں خیانت کرنے، وعدہ توڑنے اور مثلہ کرنے کی حرمت۔

☆ لڑائی شروع کرنے سے پہلے اسلام کی دعوت دینا واجب ہے۔

☆ کافروں کو اسلام قبول کرنے، جزیہ دینے یا لڑائی کرنے میں سے کسی ایک کا اختیار دیا جائے گا۔

دلائل:

حدیث بریدہ:(2) وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ جب کسی کو لشکر یا سریہ پر امیر مقرر کرتے تو اسے خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم کرتے اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں کو بھلائی کرنے کا حکم کرتے۔ پھر فرماتے: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جہاد کرو، جو اللہ کو نہ مانے اس سے لڑائی کرو، اور غنیمت کے مال میں چوری نہ کرو، عہد نہ توڑو، مثلہ نہ کرو اور بچوں کو قتل مت کرو۔ جب تم اپنے مشرک دشمنوں سے ملو تو انہیں اسلام کی دعوت دو اور مسلمان ہو جائیں تو انہیں قبول کرلو۔ اور ان سے اپنے ہاتھ روک لو پھر انہیں ان کے ملک سے مسلمانوں کے ملک کی طرف جانے کی دعوت دو۔ اگر وہ ایسا کرلیں تو ٹھیک، ورنہ انہیں بتلا دو کہ وہ بدو مسلمانوں کی طرح ہیں اور ان پر بھی اللہ تعالیٰ کا وہی حکم نافذ ہوگا جو دوسرے مسلمانوں پر ہوتا ہے اور انہیں غنیمت اور صلح کے مال میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ اگر وہ اس سے انکار کردیں تو انہیں

۱- البدایہ والنہایہ ۴/۱۲۶

۲- مسند ابو یعلیٰ ۱۴۱۳ اور احمد ۵/۳۵۸ اور مسلم ۱۷۳۱ اور سنن ابوداؤد ۲۶۱۲ اور بیہقی ۹/۴۹ اور طحاوی معانی الآثار میں ۳/۲۰۶ اور ابن ماجہ ۲۸۵۸ اور دارمی ۲/۲۱۵

جزیہ دینے کی پیشکش کرو۔ اگر وہ ایسا کرلیں تو اسے قبول کرلو اور اپنا ہاتھ ان سے روک لو۔ جب تم کسی قلعہ یا شہر کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے یہ چاہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے حکم پر انہیں باہر نکالو، تو تم مت نکالو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے؟ بلکہ تم انہیں اپنے حکم پر باہر نکالو۔ پھر ان کے بارے میں اپنی سمجھ کے مطابق فیصلہ کرو، جب تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو تو انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ نہ دو بلکہ انہیں اپنی اور اپنے آباؤاجداد کی پناہ دے دو۔ کیونکہ اگر تم سے اپنی اور اپنے آباؤاجداد کی پناہ ٹوٹ جائے تو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ ٹوٹنے سے بہتر ہے۔

دوسرا باب

غنیمتوں کے بارے میں

اس میں (۹) فیصلے ہیں۔

۱- (۱۲۴) غنیمتوں میں فاتحین کے حصہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ غنیمتوں کی تقسیم کا بیان کہ پیادہ کے لیے ایک حصہ جبکہ گھڑ سوار کے لیے تین حصے ہوں گے۔

☆ غنیمتوں کے حصے میں کمی بیشی جنگ میں گھوڑے کی کارکردگی کی بنا پر ہوگی۔

☆ جانوروں میں سے مالِ غنیمت کا حصہ ملنے کے لیے حدیث میں صرف گھوڑے کی تخصیص ہے اس لیے یہ کسی دوسرے جانور کو نہیں ملے گا۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن عمرؓ:(۱) رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کے لیے دو حصے اور اس کے مالک کے لیے ایک حصہ مقرر کیا [اور پیادہ کے لیے ایک حصہ مقرر کیا، نافع نے کہا: اگر آدمی کے ساتھ گھوڑا ہو تو اسے تین حصے ملیں گے، اگر گھوڑا نہ ہو تو اس کے لیے ایک حصہ ہے](۲)

۲- **حدیث** عائشہؓ:(۳) انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ کو بنی مصطلق کے قیدی ملے تو آپ ﷺ نے ان میں سے خمس (غنیمت کا پانچواں حصہ جو بیت المال کا حصہ ہوتا ہے) نکالنے کے بعد انہیں مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ آپ ﷺ نے سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ دیا۔

۳- **حدیث** مجمع بن جاریہ انصاریؓ:(۵) یہ قرآن کے قاری تھے جو کہ مکمل قرآن پڑھ چکے تھے۔ کہتے ہیں کہ خیبر کو حدیبیہ والوں پر تقسیم کیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے اٹھارہ حصے کر دیے جبکہ لشکر کی تعداد پندرہ سو تھی جن میں تین سو سوار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ عطا فرمایا۔ [ابن شہاب نے کہا: مجھے خبر پہنچی کہ

۱- بخاری ۲۸۶۳

۲- بخاری ۴۲۲۸

۳- نصب الرایہ ۳/۴۱۷

۴- صحیح سنن ابوداؤد ۲۶۰۵

۵- صحیح سنن ابوداؤد ۲۶۰۶

رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو لڑائی کے بعد زبردستی فتح کیا] [1] [رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے خمس نکالنے کے بعد حدیبیہ والوں میں جو اس وقت موجود تھے یا غیر حاضر تھے سب میں تقسیم کر دیا] [2]

۴- **حدیث عمرؓ:** [3] انہوں نے کہا: اگر مسلمان پیچھے نہ رہتے تو میں ہر فتح ہونے والی بستی کو فاتحین کے درمیان تقسیم کر دیتا، جیسے نبی کریم ﷺ نے خیبر فتح کیا تھا [لیکن میں اسے ان کے لیے خزانے کے طور پر چھوڑ رہا ہوں، جسے وہ خود تقسیم کر لیں گے] [4]

۳-(۱۲۶) جنگ والی زمین سے ملنے والی کھانے کی چیز کے جائز ہونے کے بارے میں

رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ دشمن کے علاقہ سے کھانے والی چیز سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔

☆ غنیمت کی تقسیم سے حسب ضرورت کھانے کی کوئی چیز لے لینا جائز ہے اور یہ مال غنیمت سے چوری شمار نہیں ہوگی۔

☆ ان دس چیزوں کا بیان جنہیں میدان جنگ میں مسلمانوں کے لیے لے لینا جائز ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث ابن عمرؓ:** [5] انہوں نے کہا: ہم میدان جنگ میں شہد یا انگور وغیرہ دیکھتے تو اسے کھا لیتے، لیکن اپنے ساتھ اٹھاتے نہیں تھے۔

۲- **حدیث عائشہ:** [6] وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میدان جنگ میں مسلمانوں

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۶۰۷

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۱۹

۳- بخاری ۴۲۳۴

۴- بخاری ۴۲۳۵

۵- بخاری ۳۱۵۴

۶- نصب الرایہ ۳/۴۱۰

کے لیے دس چیزوں کا لے لینا جائز ہے۔ شہد، پانی، نمک، کھانا، سرکہ، منقا، تازہ چمڑہ، پتھر اور ناتراشیدہ لکڑی۔

۳- **حدیث محمد** بن ابومجالدؒ:[۱] وہ عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کھانے سے خمس نکالتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ خیبر کے دن ہمیں کھانا ملا (تو حالت یہ تھی کہ) جسے ضرورت ہوتی وہ اپنی ضرورت کے مطابق لے کر چلا جاتا۔

۴- **حدیث** عبداللہ بن مغفلؓ:[۲] انہوں نے کہا: مجھے ایک تھیلی ملی جس میں چربی تھی[جو کہ خیبر کے دن ہماری طرف پھینکی گئی تھی][۳] [میں اسے لے آیا][۴] اور اسے اپنے پاس رکھ لیا [میں نے اسے اپنے کندھوں پر اٹھایا اور اپنے پڑاؤ میں اپنے ساتھیوں کی طرف چل پڑا۔ رستے میں مجھے مال غنیمت کا محافظ ملا جسے وہاں مقرر کیا گیا تھا، اس نے تھیلی کا ایک کونا پکڑ کر کہا: آؤ! اسے مسلمانوں کے درمیان تقسیم کردیں][۵] میں نے کہا [اللہ کی قسم! نہیں!][۶] میں آج اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا۔ [اس نے مجھ سے تھیلی کھینچنا شروع کردی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا][۷] رسول اللہ ﷺ مسکراتے ہوئے [میری طرف][۸] متوجہ ہوئے۔ [پھر محافظ سے کہا: تیرا باپ نہ رہے، اسے چھوڑ دے تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ میں اسے اپنے پڑاؤ میں اپنے ساتھیوں کے پاس لے آیا اور ہم نے اسے کھالیا][۹]۔

۴-(۱۲۷) انفال کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو (قرآن) نازل کیا ہے اس کا بیان۔

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۵۳

۲- مسلم ۴۵۸۰

۳- مسلم ۴۵۸۱

۴- صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۵۱

۵،۶،۷،۹- السیرۃ النبویہ لابن ہشام ۳۳۹/۳

۸- صحیح ابوداؤد ۲۳۵۱

☆ انفال وہ حصہ ہے جو مال غنیمت کے حصہ سے زائد عطا کیا جائے۔

☆ کسی معاملے میں حاکم کی خاموشی۔اس معاملے میں اس کی تائید اور رضامندی کا ثبوت ہے۔

☆ بعض جہاد کرنے والوں کو حاکم ان کے غنیمت کے حصے سے زائد دے سکتا ہے اور بعض فقہاء کا یہی مذہب ہے۔

☆ خمس جو کہ حاکم کا حصہ ہوتا ہے، اس کے پانچویں حصے سے انفال دیا جا سکتا ہے۔ یہ امام شافعی کا مذہب ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن عمرؓ:[۱] انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف ایک دستہ بھیجا جس میں میں بھی شامل تھا۔ انہیں غنیمت میں بہت سے اونٹ ملے۔ ہر ایک کے حصے میں بارہ [بارہ اونٹ][۲] آئے۔ اور [اس کے علاوہ][۳] ایک ایک اونٹ زائد (نفل کے طور پر) ملا۔ [اس طرح انہیں حصے میں تیرہ تیرہ اونٹ ملے][۴] [رسول اللہ ﷺ نے اسے تبدیل نہیں کیا][۵] [ابن عمرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کبھی دستے والے بعض لوگوں کو دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ مال دے دیتے، لیکن خمس ان سب مالوں میں واجب تھا][۶] [سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہمارے خمس کے حصہ سے زیادہ دیا تو میرے حصے میں ایک شارف (دو دانت والی بڑی اونٹنی) آئی][۷]

۲- **حدیث** مصعب بن سعد[۸] [بن ابی وقاصؓ]:[۹] انہوں نے کہا: میرے باپ نے مال خمس میں سے ایک تلوار لے لی، اسے نبی ﷺ کے پاس لائے اور کہا [اے اللہ کے رسول ﷺ! آج اللہ تعالیٰ نے دشمن کی طرف سے میرے سینے کو ٹھنڈا کیا ہے اس لیے][۱۰] یہ [تلوار][۱۱] مجھے دے دیجئے۔

۱- مسلم ۴۵۳۳
۲- مسلم ۴۵۳۵
۳،۵- مسلم ۴۵۳۴
۴- صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۷۹
۶- مسلم ۴۵۴۰
۷- مسلم ۴۵۳۸
۸- مسلم ۴۵۳۱
۹- صحیح سنن الترمذی ۲۴۶۰
۱۰،۱۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۷۸

[آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تلوار نہ تو میری ہے اور نہ تیری][1] [میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے یہ نفل کے طور پر ادا کر دیجئے۔ کیا میں اس شخص کی طرح رہوں گا جو نادار ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے وہیں رکھ دے جہاں سے تو نے اسے اٹھایا ہے][2] پس انہوں نے انکار کر دیا [میں وہاں سے یہ کہتے ہوئے قاصد چلا گیا: آج یہ تلوار اسے دے دی جائے گی جسے میری طرح آزمائش نہیں اٹھانا پڑی۔ میں اسی حالت میں تھا کہ قاصد میرے پاس آیا اور مجھے کہا: واپس آ جا، میں نے سوچا شاید میرے بارے میں کوئی آیات نازل ہوئی ہیں۔ میں واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: تو نے اس تلوار کے بارے میں سوال کیا تھا، حالانکہ یہ نہ میری تھی اور نہ تیری، اب اللہ تعالیٰ نے یہ میری ملکیت کر دی ہے، اس لیے اسے تو لے جا][3] [اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يسئلونک عن الأنفال قل الأنفال لله والرسول﴾[4] (آپ سے انفال کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دو! انفال اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے) پھر آپ ﷺ نے آیت کے آخر تک پڑھا][5]

۴-(۱۲۸) جنگ میں مقتول کا مال اسے قتل کرنے والے کو دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ علیؓ بن ابی طالب کی فضیلت۔

☆ مقتول کا مال اسے قتل کرنے والے کو ملے گا، اس میں سے خمس نہیں نکالا جائے گا۔

☆ سلب وہ مال ہے جو مقتول کے پاس اسلحہ اور سامان حرب مثلاً تلوار، نیزہ اور خود وغیرہ کی صورت میں پایا جائے۔

☆ اگر کسی مقتول کے مال کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو پہلی ضرب لگانے والے کے حق میں مال کا

۱،۳،۵- صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۷۸

۲- مسلم ۴۵۳۲

۴- سورۃ انفال آیت نمبر۱

فیصلہ دیا جائے گا۔

دلائل:

۱- **حدیث بریدۃ الاسلمیؓ:**(۱) انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ خیبر والوں کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے عمر بن خطابؓ کو جھنڈا عطا فرمایا اور کچھ مسلمان بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے خیبر والوں سے مقابلہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کل جھنڈا مسلمانوں میں سے ایک ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اسے پسند کرتے ہوں گے۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے علیؓ کو بلایا، ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، تو آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور انہیں جھنڈا عطا کر دیا، لوگ ان کے ساتھ کھڑے ہوئے، انہوں نے خیبر والوں سے مقابلہ کیا۔ مرحب ان کے سامنے رجزیہ اشعار پڑھ رہا تھا۔ [علیؓ کہتے ہیں جب مرحب سامنے ظاہر ہوا تو میں بھی اس کے سامنے آ گیا، جس طرح وہ اشعار پڑھ رہا تھا میں نے بھی اشعار پڑھنا شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ ہمارا آمنے سامنے مقابلہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے میرے ہاتھوں قتل کروا دیا، اس کے ساتھی شکست خوردہ ہو کر واپس پلٹے اور قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ ہم دروازے پر آئے، میں اس پر حملے کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے فتح فرما دیا](۲)

۲- **حدیث جابر بن عبداللہ:**(۳) انہوں نے کہا: خیبر کے دن مرحب یہودی نکلا اور وہ یہ کہہ رہا تھا۔ سب خیبر والے جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں۔ ہتھیار بند، تجربہ کار اور جنگجو ہوں۔ اور وہ یہ کہہ رہا تھا: کون ہے جو میرا مقابلہ کرے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا مقابلہ کون کرے گا؟ محمد بن مسلمہؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اللہ کی قسم میں تو بدلہ لینے کا خواہش مند بھی ہوں کیونکہ انہوں نے کل میرے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔

۱- مجمع الزوائد ۱۵۰/۶ اور مسند احمد بن حنبل ۵۲/۴۔ اس میں ایک راوی ابوعبداللہ ہے جسے ابن حبان نے ثقہ کہا ہے اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

۲- کنز العمال ۶۶۲/۱۰ اور ۳۰۱۱۹۔ انہوں نے کہا اس کی سند حسن ہے۔

۳- کنز العمال ۴۶۴/۱۰ اور ۳۰۱۲۲۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے مقابلہ کے لیے کھڑا ہو جا۔ اے اللہ تعالیٰ! اس کی مدد فرما۔ جب دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو ان کے درمیان ایک درخت حائل ہو گیا، مرحب نے ان پر حملہ کرتے ہوئے تلوار کا وار کیا تو (محمد) نے اس وار کو ڈھال سے روکا، جب مرحب کی تلوار ڈھال پر پڑی تو اس نے اس ڈھال کو کاٹ دیا۔ محمد بن مسلمہ نے مرحب پر تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا۔ [واقدی نے کہا: محمد بن مسلمہؓ نے مرحب کی دونوں پنڈلیوں پر وار کیا اور انہیں کاٹ دیا، مرحب نے کہا: اے محمد! مجھے مار ڈال، تو محمد نے کہا: (نہیں!) بلکہ تو موت کو اسی طرح چکھ جس طرح میرے بھائی محمود نے چکھا تھا (یعنی تڑپ تڑپ کر مر) وہ اسے چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ اس کے پاس سے علیؓ گزرے، انہوں نے اس کی گردن کاٹ دی اور اس کا سامان لے لیا، پھر وہ دونوں اس کے سامان کے بارے میں جھگڑے کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے طرف لے گئے۔ محمد نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اس کی ٹانگیں کاٹ کر اسے صرف اسی وجہ سے چھوڑ دیا تھا تاکہ وہ تڑپ تڑپ کر مرے، حالانکہ میں اس کو قتل کرنے پر قادر تھا۔ علیؓ نے کہا: یہ سچ کہہ رہے ہیں، میں نے اس کی گردن اس کی ٹانگوں کے کٹ جانے کے بعد کاٹی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مرحب کا سامان جو کہ تلوار، نیزہ، خود اور سفید تلوار کی صورت میں تھا محمد بن مسلمہ کو دے دیا۔ محمد بن مسلمہؓ کے پاس مرحب کی تلوار موجود تھی۔ جس میں یہ لکھا ہوا تھا: "یہ مرحب کی تلوار ہے جسے لگتی ہے اسے ہلاک کر دیتی ہے"][1]

۶-(۱۲۹) غلام کو غنیمت میں سے حصہ نہ دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور عورت کو اس سے کیا دیا جائے گا؟

احکامات:

☆ غلام کا جنگ اور لڑائی میں شامل ہونا جائز ہے۔

☆ اگر ضرورت ہو تو جہاد میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا شرکت کرنا بھی جائز ہے۔

۱- دلائل النبوۃ للبیہقی ۴/۲۱۶، البدایۃ والنھایہ ۴/۱۸۹، سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۳۳

☆ مال غنیمت میں عورتوں کا حصہ نہیں مقرر کیا جائے گا بلکہ انہیں کچھ عطیہ کے طور پر دیا جائے گا۔

دلائل:

۱- **حدیث عمیر:**[۱] جو کہ ابی اللحم کے غلام ہیں، انہوں نے کہا: میں خیبر میں اپنے مالکوں کے ساتھ شامل ہوا، انہوں نے میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بات کی کہ میں غلام ہوں، راوی کہتے ہیں: آپ ﷺ نے حکم دیا اور میرے گلے میں تلوار لٹکا دی گئی۔ میں اسے کھینچ رہا تھا (کیونکہ تلوار لمبی تھی اور میرا قد چھوٹا تھا) آپ ﷺ نے اسباب خانگی یعنی مال غنیمت میں سے مجھے کچھ دینے کا حکم دیا۔ میں نے آپ ﷺ کو ایسا دم (منتر) سنایا جو میں دیوانوں پر کیا کرتا تھا، تو آپ ﷺ نے مجھے اس میں کچھ چھوڑ دینے اور کچھ یاد رکھنے کا حکم دیا۔

۲- **حدیث** یزید بن ہرمز:[۲] نجدۃ [الحروری][۳] نے ابن عباس سے پانچ چیزیں پوچھنے کے لیے ان کی طرف خط لکھا تو ابن عباس نے فرمایا: اگر مجھے کتمان علم کا ڈر نہ ہوتا تو میں کبھی اس کا جواب نہ لکھتا۔ نجدہ نے ان کی طرف لکھا تھا۔ ''حمد وثنا کے بعد! مجھے بتلایئے، کیا رسول اللہ ﷺ لڑائی میں عورتوں کو ساتھ لے کر جاتے تھے؟ کیا آپ ﷺ ان کے لیے مال غنیمت میں کوئی حصہ مقرر فرماتے تھے؟ کیا آپ ﷺ بچوں کو قتل کرتے تھے؟ یتیم کا دور یتیمی کب ختم ہوگا؟ خمس کس لیے ہے؟ تو ابن عباس نے ان کی طرف لکھا: تم نے مجھ سے یہ پوچھنے کے لیے خط لکھا ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ عورتوں کو جہاد میں لے کر جاتے تھے؟ آپ ﷺ انہیں جہاد میں لے کر جاتے تھے، وہاں وہ زخمیوں کا علاج کرتی تھیں، وہ مال غنیمت میں سے بھی کچھ حاصل کرتی تھیں، لیکن ان کا کوئی مقرر حصہ نہ تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے اس لیے انہیں مت قتل کیا جائے۔ [سوائے اس کے کہ تمہیں ان کے بارے میں کچھ معلوم ہو جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی (خضر) کو اس بچے کے بارے میں علم تھا جسے انہوں نے قتل کیا][۴]

۱- صحیح سنن ترمذی ۱۲۶۱
۲- مسلم ۳۶۶۱
۳- صحیح سنن الترمذی ۲۰:۱۲۶۰
۴- مسلم ۳۶۶۳

۳- **حدیث** ام عطیہؓ:[1] انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات جنگوں میں شرکت کی۔ میں ان کے خیموں میں رہتی، ان کے لیے کھانا تیار کرتی، زخمیوں کا علاج کرتی اور بیماروں کے تیمارداری کرتی [ہمیں مال غنیمت میں سے کچھ عطیہ کے طور پر عطا کیا جاتا][2]

۷-(۱۳۰) مال غنیمت میں تقسیم کے وقت غیر حاضر شخص کے حصہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ لڑائی میں شریک ہونے والے ہر مجاہد کو مال غنیمت سے حصہ دیا جائے گا، خواہ اس نے لڑائی کی ہو، یا دفاع کیا ہو یا پہرہ دیا ہو۔

☆ جو واضح طور پر دشمن پر غالب آ جائے، امام کے لیے اسے مال غنیمت میں سے زائد حصہ دینا جائز ہے۔

☆ جب امام لشکر میں سے کسی ایک آدمی یا کچھ لوگوں کو کسی ضرورت کے لیے کہیں بھیج دے تو غنیمت میں ان کا حصہ بھی رکھا جائے گا۔

☆ مسلمانوں اور اسلامی مملکت کو مصلحت کی خاطر جاسوس رکھنا جائز ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبادہ بن صامتؓ:[3] انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ بدر میں شریک ہوا، جب مقابلہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست سے دوچار کیا۔ ایک جماعت دشمن کے پیچھے انہیں قتل کرنے کے لیے اور بھگانے کے لیے گئی، جبکہ دوسری جماعت میدان جنگ سے مال جمع کرنے میں مصروف ہوگئی۔ تیسری جماعت رسول اللہ ﷺ کے گرد گھیرا ڈال کر کھڑی ہوگئی تا کہ دشمن آپ ﷺ تک نہ پہنچ سکے۔ جب رات کا وقت ہوا اور تمام

۱- مسلم ۴٦٦۷ اور ابن ماجہ ۲۸۵٦

۲- التمہید ابن عبدالبر ۱/۲۳۲

۳- مسند احمد ۵/۳۲۴۔ بیہقی نے اسے صحیح کہا ہے (الاموال) ۱/۴۴۱

لوگ اپنی اپنی جگہ پر واپس آ گئے تو مال غنیمت جمع کرنے والے لوگ کہنے لگے: ہم نے اسے جمع کیا ہے۔ اس لیے اس میں کسی کا کوئی حصہ نہیں ہے، جو لوگ دشمن کو بھگانے کے لیے گئے تھے، انہوں نے کہا: تم اس کے ہم سے زیادہ حقدار نہیں ہو کیونکہ ہم نے دشمن کو اس سے دور کیا ہے اور اسے شکست دی ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کے گرد گھیرا ڈالنے والوں نے کہا: تم سب لوگ ہم سے زیادہ اس کے حقدار نہیں ہو کیونکہ ہم نے رسول اللہ ﷺ تک دشمن کے پہنچنے کے ڈر سے آپ ﷺ کے گرد گھیرا ڈالا اور آپ ﷺ کا دفاع کیا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿یہ آپ ﷺ سے غنیمتوں کے حکم کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دو! غنیمتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔ اس لیے تم اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح کرو﴾ رسول اللہ ﷺ جب دشمن کی زمین پر حملہ کرتے تو ایک چوتھائی حصہ رکھتے اور جب واپس لوٹتے تو اسے لوگوں کے سپرد کر کے ایک تہائی حصہ رکھتے اور فرماتے: طاقتور مومن ضعیف کو اس کا حق لوٹا دے۔ [ابن اثیر نے طلحہ بن عبید اللہ کے بارے میں کہا: وہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور ان صحابہ میں سے تھے جن سے مشورہ طلب کیا جاتا تھا، یہ بدر میں شریک نہیں تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور سعید بن زید کو شام کے راستے کی طرف جاسوسی کے لیے بھیجا تھا]

۸- (۱۳۱) مقتول کا مال اسے قتل کرنے والے کو دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور کیا اس مال میں سے بیت المال کا پانچواں حصہ نکالا جائے گا؟

احکامات:

☆ مقتول کا مال اسے قتل کرنے والے کو دیا جائے گا اگر چہ اس پر کوئی اور ہی کیوں نہ قبضہ کر لے۔
☆ مدعی کے لیے اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے دلیل اور ایک گواہ شرط ہے، خواہ وہ گواہ کوئی بھی ہو۔
☆ اگر کسی کافر کو قتل کرنے میں پوری جماعت شریک ہو تو اس کا سامان سب کو دیا جائے گا۔
☆ اس مال میں سے بیت المال کا پانچواں حصہ نکالنا جائز نہیں ہے۔
☆ جس سواری پر دشمن سوار ہو، اسے قتل کرنا جائز ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث قتادہؓ:**[۱] انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کے دن نکلے، جب ہمارا مقابلہ ہوا تو کچھ

۱- بخاری ۳۱۴۲ اور مسلم ۴۵۴۳

مسلمان آگے پیچھے ہو گئے۔ میں نے ایک مشرک کو ایک مسلمان پر چڑھے ہوئے دیکھا، میں گھوم کر اس کے پیچھے گیا اور اس کے کندھے کی نس پر تلوار کا وار کیا۔ وہ اس کو چھوڑ کر میری طرف آیا اور مجھے ایسا دبایا کہ مجھے مرنے کے قریب کر دیا، پھر وہ خود ہی مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ میں عمر بن خطابؓ سے ملا اور ان سے کہا: یہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے (جو اس طرح بھاگ نکلے ہیں) انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا حکم، پھر لوگ واپس لوٹ آئے، نبی کریم ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا: جو شخص کسی کافر کو مارے اور اس کے مارنے پر گواہ بھی رکھتا ہو، وہی اس کا سامان لے۔ یہ سن کر میں کھڑا ہوا اور کہا: کوئی میری گواہی دیتا ہے اور بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کافر کو مارا اور اس کے مارنے پر گواہ بھی رکھتا ہو وہ اس کا سامان لے لے۔ میں کھڑا ہوا اور کہا: میری گواہی کون دے گا اور بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ اسی طرح فرمایا، میں کھڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اے ابوقتادہؓ! تجھے کیا مسئلہ ہے؟ میں نے آپ ﷺ پر سارا واقعہ بیان کیا تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ سچ کہہ رہا ہے اس کا سامان میرے پاس ہے۔ آپ ﷺ ابوقتادہؓ کو (سمجھا کر یا کچھ دے کر) [اس کے حق سے](۱) دستبردار ہونے کے بارے میں راضی کر لیں۔ [اے اللہ کے رسول ﷺ!](۲) [آپ یہ مال مجھے دے دیں](۳) تو ابوبکر صدیقؓ نے کہا: واہ! اللہ کی قسم! [اللہ کے رسول ﷺ کبھی اسے مال نہیں دیں گے کیونکہ یہ قریش میں سب سے زیادہ مال ضائع کرنے والا شخص ہے](۴) کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے شیروں میں سے ایک شیر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے لڑے (جس کو مارے) اس کا سامان نبی کریم ﷺ (اس کو نہ دیں) تجھ کو دے دیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ابوبکرؓ سچ کہہ رہے ہیں [اس لیے یہ مال تو اسے دے دے](۵) انہوں نے اسے دے دیا، ابوقتادہ نے کہا: میں نے زرہ بیچ کر بنوسلمہ کے محلہ میں کھجور کا ایک باغ خرید لیا۔ اسلام کے زمانہ میں یہ پہلی جائیداد ہے جو میں نے حاصل کی۔

۲- **حدیث عبدالرحمٰن بن عوفؓ:**(۱) انہوں نے کہا: بدر کے دن میں صف میں کھڑا ہوا تھا، میں نے اپنے دائیں اور بائیں نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں، دو کم عمر انصاری لڑکے کھڑے ہیں، میں نے خواہش کی کہ کاش میں ان سے زیادہ

۱،۴- مسلم ۴۵۴۳

۲- مؤطا امام مالک ۱/۴۵۴

۳- دلائل النبوۃ ۵/ ۱۴۸

۵- شرح السنۃ ۱۱/ ۱۰۶

۶- بخاری ۳۱۴۱

طاقتور راڈگوں کے درمیان ہوتا [میں ان کی وجہ سے خوف زدہ تھا][1] ان میں سے ایک نے [اپنے ساتھی سے پوشیدہ][2] مجھ سے سرگوشی کی۔ کہنے لگا: اے چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں! مگر اے بھتیجے! تجھے اس سے کیا کام؟ اس نے کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر میں اسے دیکھ لوں تو میں اس سے اس وقت تک جدا نہیں ہوں گا جس وقت تک ہم میں سے کسی ایک کو موت نہ آ جائے، مجھے اس کی (بہادرانہ) گفتگو سن کر تعجب ہوا۔ پھر دوسرے نے [اپنے ساتھی سے پوشیدہ][3] مجھ سے سرگوشی کی۔ اس نے بھی مجھ سے وہی بات کی، زیادہ دیر نہیں گزری کہ میں نے ابوجہل کو لوگوں میں گھستا ہوا دیکھا: میں نے کہا: [تم دیکھتے نہیں][4] یہ وہی ہے، جس کے بارے میں تم نے مجھ سے پوچھا ہے [وہ اس پر شکرے کی طرح جھپٹے][5] اسے اپنی تلواروں سے مار گرایا اور لوٹ کر نبی کریم ﷺ کو خبر دی، آپ ﷺ نے پوچھا: تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟ دونوں میں سے ہر ایک نے کہا: میں نے اسے مارا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تم نے اپنی تلواروں کو ابھی صاف تو نہیں کیا؟ دونوں نے کہا: نہیں! آپ ﷺ نے ان کی تلواریں دیکھیں تو فرمایا: تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے، آپ ﷺ نے ابوجہل کا سامان معاذ بن عمرو بن جموح [کو دینے کا فیصلہ فرمایا][6] ان دونوں کے نام معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن الجموح تھے۔ [ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوجہل کو دیکھ کر کون اس کی خبر لائے گا، یہ سن کر عبداللہ بن مسعودؓ گئے تو دیکھا کہ عفراء کے بیٹوں نے اسے مارا ہے کہ وہ ٹھنڈا[7] ہو گیا ہے، انہوں نے اس کی داڑھی پکڑی اور کہا: تو ابوجہل ہے][8] [ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے اسے آخری سانسوں میں دیکھا: میں نے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا اور کہا: اے اللہ تعالیٰ کے دشمن! اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے، اس نے کہا: اللہ تعالیٰ مجھے کیوں رسوا کرے؟][9] بھلا مجھ سے بڑھ کر کون شخص ہے؟ جسے اس کی قوم نے قتل کیا ہو یا جسے تم نے قتل کیا ہے[10] [کاش! مجھے ان کاشتکاروں کے علاوہ کوئی اور قتل کرتا][11] [اے بکریوں کے چرواہے! تو ایک مشکل جگہ پر چڑھ چکا ہے۔ راوی کہتے ہیں: پھر میں نے اس کا سر کاٹا اور اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا اور کہا: یہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ابوجہل کا سر ہے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمہ ارشاد فرمایا:

۱، ۲، ۳، ۴، ۵- بخاری ۳۹۸۸

۶- مسلم ۴۵۴۴

۷- مسلم کی ایک روایت میں بیٹے کے بل گرنے کے الفاظ ہیں مسلم ۴۶۳۸، احمد ۱۲۹/۳

۸- بخاری ۳۹۶۲

۹- فتح الباری ۳۴۴/۷

۱۰- بخاری ۳۹۶۲

۱۱- بخاری ۴۰۲۰

تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے اسلام اور اس کے ماننے والوں کو فتح عطا فرمائی][1]

۳- **حدیث** خالد بن ولید: انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے مقتول کا سامان اسے قتل کرنے والے کو دینے کا فیصلہ فرمایا اور اس سامان میں سے بیت المال کا پانچواں حصہ نہیں نکالا][2]

۴- **حدیث** عکرمہؓ: انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کو ایک مشرک نے گالی دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اس دشمن سے میرا دفاع کون کرے گا؟ زبیرؓ نے کہا: میں! انہوں نے اس سے مقابلہ کر کے اسے قتل کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے مقتول کا سامان انہیں دے دیا][3]

۵- **حدیث** سلمہ بن الاکوعؓ:[4] انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ہوازن قبیلے سے جنگ کی۔ ایک دن ہم دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے جبکہ ہم میں سے اکثر لوگ پیدل اور کمزور تھے، اچانک ایک آدمی سرخ اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اونٹ کی کمر سے ایک رسی نکال کر اسے باندھ دیا۔ پھر ہمارے ساتھ کھانا کھانا شروع کر دیا۔ اس نے یہ دیکھا کہ یہ کمزور لوگ ہیں تو دوڑتا ہوا اپنے اونٹ کی طرف گیا اور اسے بٹھا کر اس پر سوار ہو کر بھاگ گیا۔ (ہمیں یقین ہو گیا، یہ جاسوس ہے)۔ بنی اسلم کا ایک آدمی اپنی خاکی رنگ کی اونٹنی جو کہ سب سے افضل تھی لے کر اس کے پیچھے بھاگا اور میں پیدل دوڑتا ہوا اس کے پیچھے گیا، جب میں اس کے قریب پہنچا تو اونٹنی کا سر اس کے اونٹ کے پٹھے کو چھو رہا تھا میں اور آگے بڑھا یہاں تک کہ اس کے اونٹ کے پٹھے تک پہنچ گیا۔ پھر میں اور آگے بڑھا اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر اسے بٹھا دیا۔ جب اونٹ نے اپنا گھٹنا زمین پر ٹیکا تو میں نے اپنی تلوار نکالی اور اس کے سر پر دے ماری، اس کا سر اڑ گیا۔ میں اونٹ کو اور اس پر موجود سامان کو کھینچتا ہوا لایا تو سامنے رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اس آدمی کو کس نے قتل کیا؟ لوگوں نے کہا: سلمہ بن الأکوع نے، آپ ﷺ نے فرمایا: مقتول کا سارا سامان اس کا ہے۔[آپ ﷺ نے اس سامان میں سے مال غنیمت کا پانچواں حصہ نہیں نکالا][5]

۱- فتح الباری ۷/۳۹۵
۲- صحیح ابوداؤد ۲۳۶۳ اور مصنف عبدالرزاق ۹۴۷۲
۳- مصنف عبدالرزاق ۹۴۷۷
۴- صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۱۲
۵- مسند احمد ۶/۲۶

٦ - **حدیث عوف بن مالک:**[١] انہوں نے کہا: [ہم نے شریک کے اطراف میں لڑی جانے والی لڑائی][٢] [غزوہ موتہ][٣] میں شرکت کی۔ [ہم پر خالد بن ولیدؓ کو امیر بنایا گیا، امداد حمیر قبیلے کا ایک آدمی بھی ہم سے مل گیا][٤] [وہ یمن سے تعلق رکھتا تھا][٥] [وہ ہمارے لشکر کے ساتھ ملا تو اس کے پاس تلوار کے علاوہ کوئی اسلحہ وغیرہ نہیں تھا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے اونٹ ذبح کیے۔ وہ (مددی) وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اونٹ کی کھال سے ڈھال کی شکل کا ٹکڑا کاٹ کر اسے زمین پر بچھا دیا۔ پھر اس پر آگ جلائی وہ خشک ہو گیا، اس نے اسے بچاؤ کے لیے ڈھال بنا لیا۔ دشمن سے ٹکرانے کا فیصلہ ہو گیا۔ ان میں قضاعہ قبیلے کے رومی اور عرب ملے جلے لوگ تھے۔ انہوں نے ہم سے سخت لڑائی کی۔ ان میں ایک آدمی تھا جو کہ ایک سیاہی مائل سرخ گھوڑے پر سوار تھا جس کی زین سونے کی تھی، اس کے پاس ایک کمر پر باندھنے والا کپڑا تھا جس پر سونے کی کڑھائی تھی۔ اور اس کے پاس سونے کی تلوار تھی۔ وہ لوگوں کو بہادری دکھانے پر ابھار رہا تھا یہ مددی اس رومی کی تاڑ میں رہا][٦] [پھر وہ مددی اس کی گھات میں ایک چٹان کے پیچھے بیٹھ گیا][٧] [جب وہ وہاں سے گزرا تو اس نے اس کے گھوڑے کی پچھلی ٹانگوں پر تلوار سے وار کیا وہ (رومی) گر پڑا، پھر اس نے دوبارہ اسے تلوار مار کر قتل کر دیا، جب اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کر دی تو وہ مقتول کے سامان کو حاصل کرنے کے لیے آیا، لوگوں نے بھی گواہی دی کہ اسی نے اس (رومی) کو قتل کیا ہے][٨] اس نے (رومی) کا سامان لینا چاہا تو خالد بن ولیدؓ نے منع کر دیا [اسے کچھ سامان دے دیا][٩] [جب وہ (مددی) عوف بن مالک کے خیمے کی طرف واپس آیا تو ان کے پاس اس بات کا تذکرہ کیا، تو عوف نے ان سے کہا: تو واپس جا! وہ تجھے باقی سامان دیں گے، وہ واپس آیا، لیکن انہوں نے پھر بھی دینے سے انکار کر دیا۔ عوفؓ چل کر خالدؓ کے پاس آئے اور کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کا مال اسے قتل کرنے والے کو دینے کا فیصلہ فرمایا ہے، انہوں نے کہا: کیوں نہیں! عوف نے کہا: پھر آپ کو اسے سامان دینے سے کس چیز نے منع کیا؟ خالدؓ نے کہا: وہ سامان اس کے لیے بہت زیادہ ہے۔ عوفؓ نے کہا: اگر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس زندہ واپس پہنچ گیا تو آپ ﷺ سے اس بات کا ضرور تذکرہ کروں گا۔ جب وہ مدینہ واپس لوٹے تو عوف نے اس (مددی) کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں فیصلہ کروانے کے لیے بھیجا][١٠] عوف بن مالک رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اس معاملے کے متعلق بتایا۔ [آپ ﷺ نے خالد کو بلوایا، عوف ابھی بیٹھے ہوئے تھے][١١] [رسول اللہ ﷺ][١٢]

١- مسلم ٤٥٣٥

٢، ٤، ٦، ٨، ٩، ١٠، ١١، ١٢- مسند احمد ٦/ ٢٦

٣، ٥- مسند احمد ٦/ ٢٧ اور بیہقی ٦/ ٣١٠

٥- بیہقی ٦/ ٣١٠

نے خالد سے فرمایا: تجھے اسے مقتول کا سامان دینے سے کس چیز نے منع کیا؟ انہوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ مال اس کے لیے بہت زیادہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اسے یہ سامان لوٹا دے۔ خالد عوف کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان کی چادر کھینچی اور کہا: رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وہی ہوا جو میں نے کہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سن لی، آپ ﷺ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: اے خالد! اسے مت دے۔ اے خالد! اسے مت دے، کیا تم میرے مقرر کیے ہوئے امراء کو چھوڑنے والے ہو، تمہاری اور ان کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے اونٹ یا بکریاں چرانے کے لیے لیں۔ اس نے انہیں چرایا پھر جب ان کے پانی پینے کا وقت ہوا تو وہ انہیں ایک حوض پر لے آیا، انہوں نے پانی پینا شروع کر دیا، پھر صاف صاف پانی پی گئیں اور تلچھٹ چھوڑ دیا، تو کیا صاف (یعنی اچھی باتیں) تو تمہارے لیے ہیں اور بری باتیں سرداروں پر ہیں۔

۹۔ (۱۳۲) مشرکوں کا جو پہلا آدمی قتل کیا گیا اور پہلی غنیمت حاصل کی گئی اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ مشرک کو پناہ دینا جائز ہے۔

☆ کافروں اور مشرکوں کے کسی محلے پر شب خون مارنا جائز ہے۔

☆ ادلے کا بدلہ جائز ہے۔

☆ مسلمانوں کے لیے فرقہ بندی ناجائز اور حرام ہے۔

☆ روایت کرنا اور لکھی ہوئی بات پر عمل کرنا جائز ہے۔

☆ امیر کی اطاعت کرنا اور اس کا حکم ماننا واجب ہے خواہ وہ آمنے سامنے ہو یا کتابت وغیرہ کے ذریعے ہو۔

☆ جس معاملے میں قطعی دلیل نہ ہو اس میں اجتہاد اور مشورہ کرنا جائز ہے۔

دلائل:

۱۔ **حدیث** سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:[1] انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو آپ ﷺ کے پاس جہینہ

۱۔ مسند احمد ۱/۱۷۸

قبیلے کے لوگ آئے اور کہنے لگے: آپ ﷺ ہمارے درمیان تشریف لائے ہیں، اس لیے ہم سے یہ معاہدہ کیجیے کہ اگر ہم آپ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ ہمیں امان دیں گے تو آپ ﷺ نے ان سے معاہدہ کر لیا۔ پھر وہ اسلام لے آئے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بھیجا اور بنی کنانہ کے ایک محلے پر شب خون مارنے کا حکم دیا جو کہ جہینہ قبیلے کے پڑوس میں واقع تھا۔ ہم نے ان پر شب خون مارا لیکن وہ بہت زیادہ تھے اس لیے ہم نے جہینہ قبیلے سے مدد طلب کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگے: تم حرمت والے مہینوں میں کیوں لڑتے ہو؟ تو ہم نے جواب دیا: ہم تو صرف ان لوگوں سے لڑ رہے ہیں جنہوں نے ہمیں حرمت والے مہینے میں حرمت والے شہر سے نکال دیا، اس وقت ہم میں سے بعض لوگ کہنے لگے: ہم اللہ کے نبی ﷺ کے پاس جاتے ہیں اور انہیں اس معاملے کے متعلق بتلاتے ہیں لیکن اکثریت نے کہا: نہیں بلکہ ہم یہیں ٹھہریں گے، میں نے اپنے ساتھ شامل کچھ لوگوں سے کہا: ہم قریش کے قافلے کی طرف جاتے ہیں اور ان کا راستہ کاٹ دیتے ہیں، ہم قافلے کی طرف چل پڑے۔ اس وقت لوٹ کا سامان اسی کا ہوتا تھا جو اسے حاصل کرتا تھا، اس لیے ہم قافلے کی طرف چلے گئے اور ہمارے کچھ ساتھی نبی کریم ﷺ کی طرف چلے گئے اور انہیں اس معاملے کے متعلق بتایا۔ آپ ﷺ بہت غصے کی حالت میں کھڑے ہو گئے، آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو چکا تھا اور فرمایا: تم میرے پاس سے اکٹھے گئے ہو اور جدا جدا ہو کر واپس آئے ہو۔ تم سے پہلے لوگوں کو گروہ بندی نے ہلاک کر دیا۔ میں تم پر ایک ایسے آدمی کو امیر بنا کر بھیجوں گا جو تم سے زیادہ بہتر تو نہیں ہے لیکن وہ بھوک اور پیاس پر تم سے زیادہ صبر کرنے والا ہو گا۔ یہ اسلام میں مقرر کیے گئے سب سے پہلے امیر تھے [آپ ﷺ نے اسے جانے کا مقام بتانے سے پہلے ایک خط لکھ کر دیا اور فرمایا: تو اور تیرے ساتھی دو دن چلنے کے بعد اس خط کو نکال کر کھولنا اور دیکھنا جو میں نے تمہیں اس میں حکم دیا ہے اسے پورا کر دینا اور اس حکم کو پورا کرنے کے لیے اپنے ساتھ چلنے پر اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مجبور نہ کرنا۔ دو دن چلنے کے بعد انہوں نے مسودہ کھولا اس میں یہ حکم تھا کہ چلتے رہو، یہاں تک کہ نخلہ [1] کے مقام پر پڑاؤ ڈال دو، وہاں جو تم تک قریش کی خبریں پہنچیں انہیں ہم تک پہنچاؤ، خط پڑھنے کے بعد انہوں نے اطاعت اور فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم میں سے جو شہادت کی رغبت رکھتا ہو وہ میرے ساتھ چلے، میں رسول اللہ ﷺ کا حکم پورا کروں گا اور تم میں سے جو اسے ناپسند کرتا ہو وہ واپس لوٹ جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تم میں سے کسی کو مجبور کرنے سے منع کیا تھا۔ سب لوگ ان کے ساتھ چل پڑے، جب وہ حران کے مقام پر پہنچے تو سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ گم

۱- مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام۔ البدایہ والنہایہ ۳/ ۲۴۹

ہو گیا، جس پر وہ باری باری سوار ہو رہے تھے۔ وہ اسے تلاش کرنے کے لیے پیچھے رہ گئے اور تمام لوگ آگے گزر گئے۔ انہوں نے نخلہ کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیا، ان کے پاس سے عمرو بن حضرمی اور حکم بن کیسان اور عثمان اور مغیرہ جو کہ عبداللہ کے بیٹے تھے گزرے، ان کے ساتھ مال تجارت بھی تھا جو کہ گندم اور جو کی شکل میں تھا وہ اسے طائف سے لا رہے تھے، لوگوں نے جب انہیں دیکھا تو عبداللہ بن واقد، جنہوں نے اپنا سر منڈوایا ہوا تھا ان پر متوجہ ہوئے، جب لوگوں نے ان کا سر مونڈھا ہوا دیکھا] تو عمار سے کہنے لگے: ان کے بارے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر صحابہؓ نے ان کے بارے میں آپس میں مشورہ کیا۔ یہ رجب کا آخری دن تھا۔ کہنے لگے: اگر تم انہیں قتل کر دو تو یہ قتل حرمت والے مہینے میں ہوگا اور اگر تم انہیں چھوڑ دو تو یہ آج رات حرم میں داخل ہو جائیں گے اور تم سے بچ جائیں گے۔ تمام لوگ انہیں قتل کرنے پر متفق ہو گئے، واقد بن عبداللہ التمیمی نے عمرو بن حضرمی کو تیر مار کر قتل کر دیا، عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو قید کر لیا گیا جبکہ مغیرہ ان کے قبضے سے بھاگ گئے۔ وہ اونٹوں کو ہانک کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے، آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے تمہیں حرمت والے مہینے میں لڑنے کا حکم تو نہیں دیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے دونوں قیدیوں اور قافلے کو ایک طرف کھڑا کر دیا اور اس میں سے کچھ نہیں لیا، جب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تو وہ بہت نادم ہوئے اور انہیں معلوم ہوا کہ وہ تو ہلاک ہو گئے ہیں، دوسرے مسلمان بھائیوں نے بھی انہیں سخت ملامت کیا۔

جب قریش کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: محمد ﷺ نے حرمت والے مہینے میں خون بہا کر اور مال لے کر اور آدمیوں کو قید کر کے اسے حلال کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لوگ آپ ﷺ سے حرمت والے مہینوں میں لڑائی کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ ان میں لڑائی کرنا بڑا گناہ ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنا، اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا، اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے، یہ فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے﴾ (۱)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اللہ کے ساتھ کفر کرنا قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سامان لے لیا اور قیدیوں سے فدیہ لیا] (۲)

۱- سورۃ البقرۃ آیت نمبر: ۲۱۷

۲- بیہقی ۹/ ۵۸ عروہ بن زبیر کی روایت سے

تیسرا باب

مال فئی

یعنی دشمن سے مقابلہ کیے بغیر حاصل شدہ مال کے بارے میں

اس میں (۸) فیصلے ہیں۔

۱-(۱۳۳) بغیر لڑائی کے حاصل ہونے والے مال میں سے دیہاتیوں کے حصے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اسلام کارکردگی کا دین ہے، اسلام میں بدلہ کارکردگی کے حساب سے ملے گا۔

☆ مال غنیمت اور لڑائی کے بغیر حاصل ہونے والے مال کے حقدار صرف مجاہدین ہی ہیں۔

دلائل:

۱- **حدیث** سلیمان بن بریدہؓ:[1] وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے دیہاتی مسلمانوں کے بارے میں فرمایا کہ انہیں غنیمت اور لڑائی کے بغیر حاصل ہونے والے مال میں سے اسی صورت میں حصہ ملے گا جب وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کریں۔

۲-(۱۳۴) قبیلہ بنونضیر کے مالوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ مال فئی کی وضاحت، یہ وہ مال ہے جسے مسلمان اپنے دشمنوں سے بغیر لڑائی کے حاصل کریں۔

☆ مال فئی کی تقسیم حاکم کے سپرد ہے، وہ اپنی سمجھ بوجھ اور اجتہاد سے اسے جہاں چاہے خرچ کر سکتا ہے، خواہ اپنے لیے رکھ لے یا قریبی رشتہ داروں کو دے دے اور باقی مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کر دے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن عمرؓ:[2] انہوں نے کہا: بنونضیر کا باغ رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر اسے انہیں عطا کر دیا تھا اور ان کے لیے خاص کر دیا تھا کہ ﴿اور اللہ تعالیٰ نے ان کا جو مال بھی اپنے رسول کو عطا کیا، تو

۱- سنن کبریٰ بیہقی ۶/ ۳۴۸

۲- مصنف عبدالرزاق ۹۷۳۳

مسلمانو! تم نے اس کے لیے نہ کوئی گھوڑا دوڑایا اور نہ اونٹ ﴾ یعنی لڑائی کے بغیر حاصل کیا۔ راوی کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اس باغ کا اکثر حصہ مہاجرین اور دو ضرورت مند انصاریوں میں تقسیم کر دیا۔ ان دو انصاریوں کے سوا کسی انصاری میں یہ باغ تقسیم نہیں کیا گیا اور بقیہ حصہ رسول اللہ ﷺ کے صدقہ کے طور پر باقی رہا [یہ صدقہ کا مال حضرت علیؓ کے پاس رہا، انہوں نے حضرت عباسؓ کو اس پر قبضہ نہ کرنے دیا پھر] (۱) "یہ مال بنی فاطمہ میں سے [حسن بن علیؓ کے پاس رہا، پھر حسین بن علیؓ کے پاس رہا، پھر علی بن حسین اور حسن بن حسن کے پاس رہا وہ دونوں باری باری اس کا انتظام کرتے رہے، پھر یہ مال زید بن حسن کے پاس رہا، ہر ایک کے پاس اس طریقے سے رہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا صدقہ ہے (یہ لوگ متولی رہے نہ کہ مالک)]" (۲)

۳-(۱۳۵) انصار کے لیے خیبر کی جاگیروں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ صحابہ کے درمیان ایک دوسرے کے لیے موجود جذبۂ ایثار کا بیان۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے معجزہ کا بیان۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے حوض کا ثبوت۔

☆ جاگیریں عطا کرنے کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا قریش کو افضلیت دینے کا بیان۔

دلائل:

حدیث ابن عمرؓ: (۳) انہوں نے کہا: میں نے انسؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو بلایا تاکہ بحرین کی جاگیریں ان کے نام لکھ دیں، تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم یہ اس وقت تک نہیں لیں گے جب تک آپ ﷺ اسی طرح کی جاگیریں [جو آپ ﷺ نے ہماری لیے لکھی ہیں] (۴) ہمارے قریشی بھائیوں کے لیے بھی نہیں لکھ

۱-۲- بخاری ۴۰۳۴

۳- بخاری ۳۱۶۳

۴- بخاری ۲۳۷۶

دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہے یہ معاش ان کو بھی ملتی رہے گی، لیکن انصار ان سے (قریش کے متعلق) اصرار کرتے رہے۔ [جو نبی کریم ﷺ کے پاس موجود نہیں تھے][1] آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے بعد یہ دیکھو گے کہ لوگوں کو تم پر فضیلت دی جاتی ہے۔ تم مجھ سے حوض پر ملنے تک صبر کرتے رہنا (جنگ اور فساد نہ کرنا)۔

۴- (۱۲۸) بنو نضیر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ فیصلہ کرنے کے دوران عدل وانصاف کا لحاظ کرنا واجب ہے۔

☆ مشرک اور اہل کتاب اگر فیصلہ کروانے کے لیے مسلمانوں سے رجوع کریں تو ان کے درمیان فیصلہ کرنا جائز ہے۔

☆ دشمن جب قلعہ بند ہو جائے تو اس کے درختوں کو جلانا اور گھروں کو تباہ کرنا جائز ہے۔

☆ مال فئی (لڑائی کے بغیر حاصل ہونے والا مال) اللہ کے رسول ﷺ کے لیے مخصوص ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن عباسؓ:[2] قریظہ اور نضیر یہودیوں کے دو قبائل تھے، نضیر قریظہ سے افضل سمجھے جاتے تھے۔ اگر قریظہ کا کوئی آدمی نضیر کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو اسے بدلے میں قتل کر دیا جاتا، جبکہ نضیر کا کوئی آدمی قریظہ کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو اسے سو وسق کھجوروں کے بدلے چھوڑ دیا جاتا [چونکہ نضیر کے مقتولوں کو افضلیت حاصل تھی، اس لیے انہیں مکمل دیت ادا کی جاتی][3] جب نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی تو نضیر کے ایک آدمی نے قریظہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا، وہ کہنے لگے: اسے ہمارے سپرد کر دو، ہم اسے قتل کریں گے تو نضیر کہنے لگے: ہمارے اور تمہارے درمیان نبی کریم ﷺ موجود ہیں، ان کے پاس چلتے ہیں، تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿اگر آپ ﷺ فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ

۱- بخاری ۳۷۷۲

۲- صحیح سنن ابی داؤد ۳۷۷۲

۳- صحیح سنن النسائی ۴۴۱۱

تجنخ ﴾[1] اورانصاف یہ ہے کہ جان کے بدلے جان قتل کی جائے پھر یہ آیت نازل ہوئی ﴿ کیا وہ جاہلیت کے مطابق فیصلہ چاہتے ہیں ﴾[2] [تو آپ ﷺ نے دیت کو برابر کر دیا] [3]

۲ - **حدیث** ابن عمرؓ:[4] رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کے کھجوروں کے درخت جلوا دیے اور کٹوا ڈالے، انہیں بویرہ کہا جاتا تھا [اسی وجہ سے حسان بن ثابت کہا کرتے تھے: بنی لوی کے شریفوں پر آسان ہو گیا کہ بویرہ میں سب طرف آگ لگی ہو][5] [وہ پکارنے لگے، اے محمد ﷺ! آپ تو زمین میں فساد کرنے سے منع کرتے تھے اور ایسا کرنے والے کو برا سمجھتے تھے، ان کھجوروں کے درختوں کو جلانے اور کاٹنے کا کیا سبب ہے؟][6] تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿تو نے کھجوروں کے جو درخت کاٹ دیئے ہیں اور جنہیں ان کی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا ہے ﴾[7] [بنی عوف بن خزرج کا ایک گروہ جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول، مالک بن ابی قوقل، سوید اور داعس شامل تھے، نے بنی نضیر کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر وہ ثابت قدم رہے اور ڈٹے رہے تو ہم کبھی تمہیں سلامتی نہیں دے سکیں گے، اگر تمہارے ساتھ لڑائی کی گئی تو ہم تمہارے ساتھ مل کر لڑیں گے اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے۔ وہ ان کی مدد کا انتظار کرتے رہے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا،] اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا، وہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے لگے کہ ان کے خون معاف کر کے انہیں اس شرط پر جلاوطن کر دیا جائے کہ وہ اپنے اونٹوں پر اسلحے کے علاوہ جتنا سامان لے جا سکتے ہیں لے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے قبول فرما لیا، ان کے اونٹ جتنا سامان اٹھا سکتے تھے وہ انہوں نے اٹھا یا، اس وقت ان کی حالت یہ تھی کہ آدمی اپنے گھر کو بند دروازے سمیت منہدم کرتا اور اسے اپنے اونٹ پر رکھ لیتا، ان میں سے کچھ خیبر کی طرف چلے گئے اور کچھ شام کی طرف چلے گئے اور اپنے مال رسول اللہ ﷺ کے لیے چھوڑ گئے، یہ مال

۱- سورۃ المائدہ آیت نمبر ۴۲
۲- سورۃ المائدہ آیت نمبر ۵۰
۳- صحیح سنن النسائی ۴۴۱۱
۴- بخاری ۴۸۸۴
۵- بخاری ۴۰۳۲
۶- تفسیر ابن کثیر ۴/۴۲۳
۷- سورۃ حشر آیت نمبر ۵

رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص تھا][1]

۴- **حدیث** ابن عمرؓ:[2] انہوں نے کہا: بنی نضیر کے مال ان اموال میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بغیر لڑائی کے عطا کر دیے تھے۔ مسلمانوں نے ان پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے (جنگ نہیں کی) ایسے مال رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص کر دیے جاتے تھے، آپ ﷺ اس میں اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچ نکال لیتے تھے۔ جو باقی بچتا اسے ہتھیاروں، گھوڑوں اور سامانِ جہاد کی تیاری میں خرچ کرتے۔

۵-(۱۳۷) خیبر کے مال میں سے قریبی رشتہ داروں، جو کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں، کے حصوں کی تقسیم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ رسول اللہ ﷺ کے قریبی رشتہ دار بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ کے قریبی رشتہ داروں کو قرابت کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔

☆ مال فئی یعنی بغیر لڑائی کے حاصل ہونے والا مال رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے پھر آپ ﷺ کے قریبی رشتہ داروں کے لیے ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** جبیر بن مطعمؓ:[3] انہوں نے کہا: جب خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے قریبی رشتہ داروں میں سے بنو ہاشم اور راور بنو مطلب کا حصہ رکھا اور راور بنو نوفل اور بنو شمس کو چھوڑ دیا۔ تو میں اور عثمان بن عفانؓ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ بنو ہاشم ہیں، آپ ﷺ کی وجہ سے اللہ نے جو انہیں فضیلت عطا کی ہے ہم اس کے

۱- تفسیر ابن کثیر ۴/۴۲۳

۲- بخاری ۴۸۸۵

۳- صحیح سنن ابی داؤد ۲۵۸۲

انکاری تو نہیں ہیں، لیکن کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے بنو مطلب کو تو حصہ دیا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے، حالانکہ ہماری قرابت ایک ہی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم اور بنو مطلب، نہ جاہلیت میں جدا ہوئے اور نہ اسلام میں جدا ہوں گے۔ آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈالا اور فرمایا ہم اور وہ ایک ہی چیز ہیں۔

۶-(۱۳۸) سونے کے اس ٹکڑے کی تقسیم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جسے علی بن ابی طالبؓ نے یمن سے بھیجا تھا

احکامات:

☆ رسول اللہ ﷺ کے عظیم اخلاق کا بیان۔

☆ تہمت کے خوف سے کسی کام کو چھوڑنا جائز ہے۔

☆ نماز خون کا بچاؤ کرتی ہے جس نے نماز پڑھی اس نے اپنا خون محفوظ کر لیا۔

☆ لوگوں پر ان کے ظاہری اعمال کی وجہ پر حکم لگایا جائے جبکہ ان کا باطن اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا خوارج کے نکلنے کی خبر دینا۔

☆ خارجیوں کی بعض نشانیوں کا بیان۔

☆ خارجیوں سے جنگ جائز ہوگی۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبدالرحمٰن بن ابی نعمؒ:[1] انہوں نے کہا: میں نے ابو سعید الخدریؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ علی بن ابی طالب نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صاف شدہ چمڑے میں لپٹا ہوا سونے کا ایک ٹکڑا بھیجا، ابھی وہ سونا مٹی

۱- بخاری ۴۳۵۱

سے جدا نہیں کیا گیا تھا، نبی کریم ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کر دیا جو کہ عیینہ بن بدر [الغزاری] [1]، اقرع بن حابس [الحنظلی] [2] زید الخیل [الطائی] [3] اور چوتھے یا تو علقمہ [بن علاثہ العامری] [4] تھے یا عامر بن الطفیل تھے۔ [جس وجہ سے قریش ناراض ہو گئے اور کہنے لگے: [کیا آپ ﷺ نجد کے سرداروں کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں] [5] صحابہؓ میں سے ایک آدمی نے کہا: ہم اس سونے کے ان سے زیادہ حقدار تھے۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی، آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ میرا اعتبار نہیں کرتے، اس پروردگار کو میرا اعتبار ہے جو آسمانوں میں ہے، میرے پاس صبح شام آسمان کی خبریں آتی ہیں۔ راوی کہتے ہیں: اس وقت ایک آدمی [ذوالخویصرہ، جو کہ بنوتمیم کا آدمی تھا] [6] کھڑا ہوا، اس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں، دونوں رخسار پھولے ہوئے تھے، بلند پیشانی، گھنی داڑھی، سر منڈا ہوا، تہبند اٹھائے ہوئے تھا، کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ سے ڈریے [عدل کیجیے] [7] [رسول اللہ ﷺ] [8] نے فرمایا: تیری خرابی ہو، [اگر میں عدل نہ کروں پھر کون عدل کرے گا؟ اگر میں عدل نہ کروں تو میں تباہ و برباد ہو جاؤں گا] [9] کیا میں ساری زمین والوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے زیادہ لائق نہیں ہوں؟ [عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں!] [10] اللہ تعالیٰ کی پناہ! لوگ کیا کہیں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کروا رہا ہوں] [11] راوی کہتے ہیں: [جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو اس کی جانب (ایک شخص) کھڑا ہوا (جو)] [12] خالد بن ولیدؓ [سیف اللہ (تھے) اور وہ کہنے لگے] [13] اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! شاید وہ نماز پڑھتا ہو، تو خالدؓ نے کہا: بہت سے نمازی ایسے ہیں جن کی زبان اور دل مختلف ہیں (یعنی منافق ہیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیکن مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دل کی بات کھود کر نکالوں یا ان کے پیٹ چیروں۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی نسل سے

۱،۲،۳،۴،۵- مسلم ۲۴۴۸

۶،۷،۸،۹- مسلم ۲۴۵۳

۱۰،۱۲،۱۳- مسلم ۲۴۵۰

۱۱- مسلم ۲۴۴۶

ایسے لوگ پیدا ہوں گے [تم میں سے ہر کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں حقیر سمجھے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے سے کم تر جانے گا][1] ہر وقت قرآن کی تلاوت کرتے رہیں گے لیکن وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا [مسلمانوں کو قتل کریں گے اور مشرکوں کو چھوڑ دیں گے][2] وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر جانور کے پار نکل جاتا ہے [وہ شکاری اس تیر کے پھل کو دیکھتا ہے، لیکن اس میں کچھ نہیں پاتا، پھر اس کی لکڑی کو دیکھتا ہے لیکن اس میں کچھ نہیں پاتا، پھر وہ اس کے پر کو دیکھتا ہے لیکن وہ اس میں بھی کچھ نہیں پاتا اور تیر اس کی بیٹ اور خون سے آگے نکل گیا ہے، اور اس گروہ کی نشانی یہ ہوگی، ان میں سے ایک آدمی کالا ہوگا، اس کا ایک کندھا عورت کے پستان جیسا ہوگا، یا فرمایا: جیسے گوشت کا لوتھڑا، وہ تھلتھلاتا ہوگا، یہ لوگ اس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں پھوٹ پڑ جائے گی، ابوسعیدؓ کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالبؓ نے ان سے لڑائی کی اور میں ان کے ساتھ تھا، علیؓ نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا، وہ مل گیا تو اسے ان کے پاس لایا گیا، میں نے اسے دیکھا وہ ویسا ہی تھا جیسا رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا][3] میرا خیال ہے رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں یہ بھی فرمایا تھا: اگر میں نے ان کو پالیا تو انہیں ضرور قوم ثمود کی طرح قتل کر دوں گا۔

۷۔ (۱۳۹) بحرین کے مال کی تقسیم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ مال غنیمت کو بکھیرنا اور تقسیم کی غرض سے مسجد میں رکھنا جائز ہے۔

☆ حاکم، مسلمانوں کی مصلحت کو دیکھتے ہوئے مال فئی کی تقسیم میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکتا ہے۔

☆ کسی شخص کے کسی کام پر تعجب کرتے ہوئے اس کے پیچھے نظر دوڑانا جائز ہے۔

دلائل:

۱۔ **حدیث انسؓ:**[4] نبی کریم ﷺ کے پاس بحرین سے مال آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے مسجد میں بکھیر دو، یہ

۱۔ مسلم ۲۴۵۳

۲۔ مسلم ۲۴۴۸

۳۔ بخاری ۳۱۶۵

ان مالوں میں سے سب سے زیادہ تھا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے گئے تھے، اتنے میں حضرت عباسؓ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ مجھے دے دیجئے کیونکہ میں نے (بدر میں) اپنا فدیہ دیا تھا اور عقیل کا فدیہ دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا! لے لو، انہوں نے اپنے کپڑے میں مٹھی بھر بھر کر ڈالنا شروع کر دیا، پھر وہ اسے اٹھانے لگے تو اٹھا نہ سکے، پھر کہنے لگے: آپ ﷺ کسی کو حکم دیجیے کہ یہ مجھے اٹھوا دے، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! تو وہ کہنے لگے: آپ ﷺ خود اٹھوا دیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! انہوں نے اس میں سے کچھ نکال دیا پھر اٹھانے لگے تو بھی نہ اٹھا سکے، کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! کسی کو حکم دیجیے ذرا یہ اٹھا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! کہنے لگے تو آپ ﷺ خود ہی اٹھوا دیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! آخر انہوں نے کچھ اور نکال دیا اور اسے اپنے کندھوں پر اٹھا کر چلے گئے۔ نبی کریم ﷺ انہیں برابر دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ نظر سے اوجھل ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کی حرص پر تعجب فرمایا، پھر آپ ﷺ اس جگہ سے اس وقت تک نہیں اٹھے جب تک ایک روپیہ بھی باقی رہا۔

۸-(۱۴۰) اللہ تعالیٰ جو مال اپنے رسول ﷺ کو بغیر لڑائی کے عطا کرے اس کی اپنی مرضی سے تقسیم کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ انصار کی فضیلت کا بیان۔

☆ اگر اعلیٰ آدمی ادنیٰ کو آواز دے تو اس کے لیے جواب میں لبیک کہنا مستحب ہے۔

☆ حاکم لڑائی کے بغیر حاصل ہونے والے مال کو اپنی مرضی سے تقسیم کر سکتا ہے۔

☆ تالیف قلب کے لیے دوسرے مالوں کی نسبت مال فئی اور مال غنیمت میں سے زیادہ دینا جائز ہے۔

☆ حق تلفی پر ثواب کی نیت سے صبر کرنا مستحب ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث انس بن مالک**:[1] وہ کہتے ہیں حنین کے دن قبیلہ ہوازن اور غطفان وغیرہ کے لوگ اپنے مویشیوں

۱- بخاری ۴۳۳۷

اور بیوی بچوں کو لے کر آ گئے، اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ دس ہزار صحابہؓ اور کچھ وہ لوگ تھے جنہیں آپ ﷺ نے احسان کر کے چھوڑ دیا تھا۔ یہ سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، آپ ﷺ میدان جنگ میں اکیلے رہ گئے، اس دن آپ ﷺ نے علیحدہ علیحدہ دو آوازیں دیں، پہلے دائیں طرف نگاہ پھیری اور کہا: اے انصاریو! انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! خوش ہو جائیے ہم آپ ﷺ کے ساتھ حاضر ہیں۔ پھر آپ نے اپنے بائیں طرف دیکھا اور فرمایا: اے انصاریو! تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول خوش ہو جائیے ہم آپ کے ساتھ حاضر ہیں آپ ﷺ سفید خچر پر سوار تھے، نیچے اتر آئے اور کہنے لگے: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، پھر کفار بھاگ کھڑے ہوئے اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا [جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہوازن کے مال عطا کر دیے][1] [تو ہم طائف کی طرف گئے اور چالیس راتوں تک وہاں کا محاصرہ کیا، پھر ہم نے مکہ واپس لوٹ کر وہاں پڑاؤ ڈال دیا][2]۔ [یہ پڑاؤ جعرانہ کے مقام پر تھا][3] آپ ﷺ نے وہ مال مہاجرین اور ان لوگوں کے درمیان جنہیں احسان کر کے چھوڑ دیا تقسیم کر دیا [راوی کہتے ہیں: آپ ﷺ نے ابوسفیان بن حرب، صفوان بن امیہ، عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس میں سے ہر ایک کو سو اونٹ عطا کیے اور عباس بن مرداس کو اس سے بھی زیادہ عطا کیا][4] [اس کے علاوہ آپ ﷺ نے عرب کے سرداروں کو بھی بہت کچھ عطا کیا اور اس دن آپ ﷺ نے تقسیم میں ان کو سب پر فوقیت دی][5] آپ ﷺ نے قریش کے ہر آدمی کو سو اونٹ عطا کیے][6] انصار کو کچھ بھی نہ دیا، تو انصار کہنے لگے: جب سخت وقت ہو تو ہمیں بلایا جاتا ہے جبکہ مال غنیمت اوروں کو عطا کیا جاتا ہے [اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو معاف فرمائے، آپ ﷺ قریش کو عطا کر رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک دشمن کا خون ٹپک رہا ہے][7] آپ ﷺ کو یہ خبر پہنچی [تو آپ ﷺ نے انصار کی طرف پیغام بھیجا][8] آپ ﷺ نے انہیں چمڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا [ان کے علاوہ کسی اور کو نہیں بلایا][9] آپ ﷺ نے فرمایا: اے انصاریو! یہ کیا بات ہے؟ جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے، وہ خاموش رہے [عمر رسیدہ انصاری کہنے لگے: اے اللہ کے

۱، ۸، ۹- بخاری ۴۳۳۱
۲- مسلم ۲۴۳۹
۳- کنزالعمال ۱۴/۶۰
۴- مسلم ۲۴۴۰
۵، ۶- بخاری ۳۱۵۰
۷- بخاری ۳۱۴۷

رسول ﷺ! ہم میں سے بڑے لوگوں نے تو کچھ نہیں کہا: البتہ چندنو جوانوں نے یہ بات کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو معاف فرمائے جو کہ قریش کو مال دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں، حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک دشمن کا خون ٹپک رہا ہے](۱) آپ ﷺ نے فرمایا: اے انصاریو! [کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا، اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت عطا کی، تم جدا جدا تھے، اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہارے درمیان الفت پیدا کی، تم محتاج تھے، اللہ تعالیٰ نے میری بدولت تمہیں غنی کیا؟ آپ ﷺ جب بھی کوئی بات کہتے تو وہ جواباً کہتے: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی احسان کرنے والے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم چاہو تو یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ آپ ﷺ ہمارے پاس ایسے ایسے آئے](۲) اگر تم یہ کہو تو تمہاری بات سچ بھی ہوگی کہ ہم نے آپ ﷺ کو بے گھر پایا تو ہم نے پناہ دی، ہم نے آپ ﷺ کو جھٹلایا ہوا پایا تو آپ ﷺ کی تصدیق کی، ہم نے آپ ﷺ کو محتاج پایا تو آپ ﷺ کی غم خواری کی اور رسوا کیا ہوا پایا تو آپ ﷺ کی مدد کی](۳) [چونکہ قریش ابھی ابھی جاہلیت (اور قتل وقید) کی مصیبت سے نکلے ہیں، میں چاہتا ہوں، ان کے نقصان کی کچھ تلافی کروں اور ان کی تالیف قلب کروں](۴) [میں جب بھی کفر سے اسلام میں نئے داخل ہونے والے کو کوئی مال دیتا ہوں تو وہ صرف تالیف قلب کے لیے ہوتا ہے](۵) [مجھے ان کے اسلام سے پھر جانے اور بے صبری کا ڈر ہے، (اس لیے انہیں دیتا ہوں)، اور بعض لوگوں کو اس بھلائی اور سیر چشمی کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رکھی ہے، چھوڑ دیتا ہوں، عمرو بن تغلب بھی انہیں لوگوں میں سے ہیں۔

عمرو بن تغلب کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے میرے متعلق جو کلمہ کہا اگر اس کے بدلے مجھے سرخ اونٹ بھی ملتے تو بھی میں اتنا خوش نہ ہوتا](۱) کیا تم خوش نہیں ہو؟ کہ لوگ دنیا کا مال و دولت اور [بکریاں اور اونٹ](۷) لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو لے کر جاؤ۔ [اللہ تعالیٰ کی قسم! جو تم لے کر جا رہے ہو یہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے کر جا رہے ہیں](۱) وہ کہنے لگے: کیوں نہیں! تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر دوسرے لوگ ایک میدان کی طرف چلیں

۱،۵،۸- بخاری ۴۳۳۱
۲- بخاری ۴۳۳۰
۳- کنز العمال ۶۱/۱۴
۴- بخاری ۴۳۳۴
۶- بخاری ۳۱۴۵
۷- بخاری ۴۳۳۰ اور مسلم ۲۴۴۳

اور انصار ایک رستے پر چلیں تو میں انصار کا رستہ اختیار کروں گا۔ [انصار میرے ساتھ والا کپڑا (یعنی میرا باطن) ہیں اور دوسرے لوگ اوپر والا کپڑا (یعنی ظاہر) ہیں۔ [اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہی ہوتا] [1] [میرے بعد تمہاری حق تلفی ہو تو یہاں تک کہ تم مجھے حوض پر ملو] [2] [پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اس قدر اٹھائے کہ میں نے آپ ﷺ کے کندھوں کے نیچے جو کچھ تھا اسے دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ! انصاریوں کو بخش دے] [3] انصاریوں کی اولاد کو بخش دے، انصاریوں کی اولاد کی اولاد کو بخش دے [یہ بات سن کر تمام لوگ اتنا روئے کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں اور وہ یہ کہتے ہوئے لوٹ گئے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حصے پر راضی ہیں] [4] ہشام کہتے ہیں: میں نے ابوحمزہ سے پوچھا: آپ وہاں موجود تھے؟ انہوں نے جواب دیا: میں کہاں غائب ہو سکتا ہوں؟

۱،۲- مسلم ۲۴۴۳، بخاری ۳۳۳۰

۳،۴- کنز العمال ۱۴/۶۱

چوتھا باب

عہد و پیمان باندھنے، امان دینے اور جزیہ لینے کے بارے میں

اس میں (۹) فیصلے ہیں۔

۱-(۱۴۱) عہد توڑنے والے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ خیبر والوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی صلح کا بیان۔

☆ یہود کی خباثت اور عہد شکنی کا بیان۔

☆ عہد شکنی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا خیبر والوں کو قتل کرنے اور ان کے بیوی بچوں کو قید کرنے کی سزا دینا۔

دلائل:

۱- حدیث ابن عمرؓ:[۱] رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں سے لڑائی کی [اور ان کے قلعوں کو فتح کرلیا، ان کے کئی قلعے تھے، ان میں ایک ''النطاۃ'' تھا، ایک مصعب بن معاذ کا قلعہ تھا، ایک ناعم کا قلعہ تھا، ایک زبیر کا قلعہ تھا، ایک جانب کچھ اور قلعے تھے جن میں ایک ابی کا قلعہ تھا، ایک نذار کا قلعہ تھا][۲] آپ ﷺ نے ان کو ان کے مکان میں محصور کردیا [اور وہ بنوابی الحقیق کا قلعہ تھا][۳] آپ ﷺ ان کی زمین، کھیتی اور باغوں پر غالب آگئے۔ [آپ ﷺ نے ان میں سے ترانوے یہودیوں کو قتل کروا دیا۔][۴] انہوں نے آپ ﷺ سے اس شرط پر صلح کرلی کہ وہ وہاں سے نکل جائیں گے اور جو زن ان کے اونٹ اٹھا سکیں گے وہ لے جائیں گے، سوائے سونے اور چاندی کے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے۔ [سوائے اس کپڑے کے جو لوگوں کے تن پر ہے۔][۵] آپ ﷺ ان سے یہ شرط بھی طے کی کہ وہ نہ تو کوئی چیز چھپائیں گے اور نہ ہی غائب کریں گے، اگر انہوں نے ایسا کیا تو جو مسلمانوں نے ان کا ذمہ لیا ہے وہ ٹوٹ جائے گا اور ان کا کوئی عہد نہیں رہے گا۔ اس کے باوجود انہوں نے ایک تھیلی غائب کردی، [اور رسول اللہ ﷺ نے آل ابوالحقیق کا خزانہ لے لیا جو کہ اونٹ والی تھیلی میں تھا][۶] اس تھیلی میں حیی بن اخطب کا مال اور زیورات تھے، جنہیں وہ اپنے ساتھ اس وقت خیبر میں اٹھا کر لایا تھا جب بنونضیر کو جلاوطن کیا گیا تھا، [انہوں نے اسے ایک ویران جگہ پر چھپا دیا][۷] رسول اللہ ﷺ نے حیی بن اخطب کے

۱- سنن کبریٰ بیہقی ۹/ ۱۳۷ اور صحیح ابوداؤد ۲۵۹۷

۲،۳،۶- طبقات الکبریٰ ابن سعد ۲/ ۱۰۶

۴- طبقات الکبریٰ ابن سعد ۲/ ۱۰۷

۵- زادالمعاد ابن القیم ۳/ ۳۲۵

۷- طبقات الکبریٰ ابن سعد ۲/ ۱۰۷

چچا سے پوچھا: حیی کی وہ تھیلی کہاں ہے؟ جسے وہ قبیلہ بنونضیر سے لایا تھا، وہ کہنے لگا: وہ جنگوں اور مصارف میں ختم ہوگئی۔ [آپ ﷺ نے فرمایا: اسے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا، وہ مال تو بہت زیادہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حیی کے چچا کو زبیرؓ کے سپرد کر دیا، انہوں نے اس پر تھوڑا سا تشدد کیا تو وہ بتانے لگا، میں نے حیی کو یہاں ایک ویران جگہ پر چکر لگاتے دیکھا تھا، جب لوگوں نے وہاں جا کر چکر لگائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس بارے میں بتا دیا][1] وہ تھیلی اس ویران جگہ سے مل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے حقیق کے دونوں بیٹوں کو قتل کروا دیا، جن میں سے ایک صفیہؓ بنت حیی بن اخطب کا خاوند تھا، ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ اوران کے مالوں کو تقسیم کر لیا، یہ سب اس عہد شکنی کی وجہ سے تھا، جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں جلا وطن کرنا چاہا تو وہ کہنے لگے: اے محمد! ہمیں یہیں رہنے دو، ہم یہاں کھیتی باڑی کریں گے اور اس زمین کو درست کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کی کوئی ایسی جوان اولاد نہیں تھی جو وہاں کھیتی باڑی کر سکے اور وہ خود اس کام کے لیے فارغ نہیں تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے انہیں اس شرط پر خیبر دے دیا کہ انہیں کھیتی، کھجوروں اور رسول اللہ ﷺ کے لیے ظاہر ہونے والی ہر چیز میں سے نصف ملے گا۔

۲-(۱۴۲) مشرکین سے مال پر صلح کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

- ☆ جنگ میں دعا کرنا جائز ہے۔
- ☆ اگر مسلمانوں کے لیے ذلت کا باعث نہ ہو تو کفار سے صلح کرنا جائز ہے۔
- ☆ صلح کے معاہدے پر دستخط اور گواہی قائم ہونے سے پہلے اسے فسخ کرنا جائز ہے۔
- ☆ رسول اللہ ﷺ کے اجتہاد کا بیان۔
- ☆ اجتہادی معاملات میں رسول اللہ ﷺ کا اپنے صحابہؓ سے مشورہ طلب کرنا۔
- ☆ اجتہادی مسائل میں رسول اللہ ﷺ کا اپنے صحابہؓ کی رائے کو قبول کرنا۔

۱- طبقات الکبریٰ ابن سعد ۲/ ۱۰۷

دلائل:

ا۔ حدیث ابن شہابؒ:[1] انہوں نے کہا: احزاب کا واقعہ احد کے دو سال بعد شوال [پانچ ہجری][2] میں پیش آیا، یہ وہی واقعہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودی۔ اس واقعہ میں کفار کا سربراہ ابوسفیان بن حرب تھا، انہوں نے دس سے کچھ زیادہ دنوں تک رسول اللہ ﷺ کا محاصرہ کیے رکھا۔ مسلمانوں کو بہت تکالیف پہنچی۔ جیسا کہ سعید بن مسیبؒ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن دعا مانگی: ''اے اللہ تعالیٰ! میں تجھے تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں، اے اللہ تعالیٰ! اگر تو چاہتا ہے کہ تیری عبادت نہ کی جائے (یہ ساری دعا آپ ﷺ نے مانگی)۔ پھر آپ ﷺ نے ابن عیینہ بن حصن، جو کہ اس دن قبیلہ غطفان کی طرف سے کافروں کے سردار تھے، کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں پیشکش کی کہ وہ مدینہ کی پیداوار میں سے کھجوروں کا ایک تہائی حصہ لے کر اپنے قبیلے کو ساتھ لے کر لوٹ جائیں، اور تمام لشکروں کے حوصلے پست کر دیں۔ عیینہ کہنے لگا: اگر آپ ﷺ مجھے پیداوار کی نصف کھجوریں دے سکتے ہیں تو میں ایسا کرنے کے لیے تیار ہوں، [دونوں فریقوں کے درمیان صلح ہو گئی اور معاہدہ بھی لکھ لیا گیا، لیکن ابھی تک کوئی شہادت اور دستخط وغیرہ قائم نہیں ہوئے تھے][3] رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذؓ، جو کہ اوس کے سردار تھے اور سعد بن عبادہؓ، جو کہ خزرج کے سردار تھے، کی طرف پیغام بھیجا [آپ ﷺ نے اس بات کا ان سے تذکرہ کیا اور اس بارے میں ان سے مشورہ طلب کیا][4] آپ ﷺ نے فرمایا: عیینہ اپنے ساتھ قبیلہ کے لوگوں کو، لشکروں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے، اس شرط پر واپس لے جانے کے لیے تیار ہے کہ تم اسے اپنی کھجوروں کی نصف پیداوار پیش کرو، میں نے انہیں ایک تہائی کی پیشکش کی ہے لیکن وہ نصف لینے پر ہی بضد ہے۔ تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ ﷺ کو کسی چیز کا حکم دے دیا گیا ہے تو آپ ﷺ اسے کر گزریئے [ہم اس پر ضرور عمل کریں گے][5] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے کسی چیز کا حکم دیا جاتا تو میں اس بارے میں تم سے مشورہ طلب نہ کرتا، بلکہ یہ تو میری رائے ہے جو میں تم پر پیش کر رہا ہوں [اللہ کی قسم! میں نے یہ اس لیے کیا ہے کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام عرب مل کر ہر طرف

۱۔ کتاب الاموال ابوعبید بن قاسم بن سلام صفحہ ۲۳۵

۲۔ سیرت ابن ہشام ۳/۲۱۴

۳، ۴، ۵۔ سیرت ابن ہشام ۳/۲۲۳

سے تم پر حملہ آور ہو چکے ہیں میں نے چاہا کہ کسی طرح تم پر ان کی قوت کو توڑ دوں]،[1] [سعد بن معاذؓ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اور یہ لوگ مشرک تھے، بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ہم نہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور نہ ہی اسے پہچانتے تھے، یہ لوگ اس میں سے ایک کھجور بھی نہیں کھانا چاہتے بلکہ یہ تو عبادت خانوں اور بستیوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، کیا جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت بخش دی ہے، اور اس کی ہدایت عطا کر دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام اور آپ ﷺ کے ساتھ قوت بخش دی ہے، پھر بھی ہم انہیں اپنے مال دیں گے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے]،[2] ہم تو انہیں صرف تلوار کا وار لگانا چاہتے ہیں [یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے][3] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ پھر سعد بن معاذ نے اس معاہدے کو پکڑا اور اس میں لکھی ہوئی ہر چیز کو مٹا دیا اور کہنے لگے انہیں چاہیے ہمارے خلاف کوشش کر کے دیکھ لیں][4]

۳-(۱۴۳) خمس سے پہلے مال غنیمت میں سے اپنے لیے کچھ حصہ خاص کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ خط لکھنا اور اسے کسی مقصد کے لیے کسی قوم یا قبیلے کی طرف بھیجنا جائز ہے۔

☆ نماز، زکوۃ اور مشرکین سے جدائی اختیار کرنا، یہ اعمال ایمان میں داخل ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی امان صرف انہیں اعمال کو پورا کرنے کی صورت میں ملے گی۔

☆ روزہ نفس کو سدھارنے دل اور سینے کی صفائی ستھرائی کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے۔

دلائل:

حدیث یزید بن عبداللہ الشخیر:[5] وہ کہتے ہیں ہم ایک کھلیان میں بیٹھے ہوئے تھے، میں اپنی قوم میں سے سب سے

۱، ۲، ۳، ۴- سیرت ابن ہشام ۳/۲۲۳

۵- سنن کبریٰ بیہقی ۶/۳۰۳

کم عمر تھا، ہمارے پاس ایک دیہاتی آدمی آیا، جب ہم نے اسے دیکھا تو کہا یہ شہری معلوم نہیں ہوتا، یہ درست تھا، اس کے پاس ایک خط تھا جو کہ چمڑے کے ٹکڑے یا تھیلی میں لپٹا ہوا تھا، وہ کہنے لگا: یہ خط مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے لکھ کر دیا ہے۔ اس خط میں لکھا ہوا تھا ''شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، یہ خط اللہ تعالیٰ کے نبی محمد ﷺ کی طرف سے زہیر بن اقیش کے نام لکھا جا رہا ہے جو کہ عکل کا ایک قبیلہ ہے، اگر تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور مشرکین سے جدائی اختیار کرلو اور غنیمت میں سے پانچواں حصہ اور نبی کریم ﷺ کا خاص حصہ ادا کرو تو تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے امان دے دی جائے گی۔ وہ کہنے لگے: اللہ آپ کا بھلا کرے، ہمیں کچھ باتیں بتاؤ جو تم نے نبی کریم ﷺ سے سنی ہیں، وہ کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رمضان کے روزے اور ہر مہینے کے تین روزے سینے کی بہت سی بیماریوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ لوگ کہنے لگے: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے تو وہ اس خط پر جھپٹا اور اسے لے کر تیزی سے نکل گیا اور کہنے لگا: کیا تمہیں ڈر ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھ رہا ہوں؟ میں آج تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا۔

۴-(۱۴۴) ایلچیوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ، انہیں قتل نہیں کیا جائے گا

احکامات:

☆ ایلچیوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

☆ کافروں کی طرف بھیجے جانے والے ہر خط اور معاہدے کے شروع میں بسم اللہ لکھنا مستحب ہے۔

☆ خطبہ میں ''امابعد'' لکھنا مستحب ہے۔

☆ قاصد کا قید کرنا ناجائز ہے۔

☆ معاہدہ کرنے والے کو قتل کرنا ناجائز ہے۔

دلائل:

۱- حدیث نعیم بن مسعود الاشجعیؓ:[۱] انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا [جب آپ ﷺ کے پاس][۲] مسیلمہ کذاب کے قاصد خط لے کر آئے][۳] تو آپ ﷺ نے مسیلمہ کا خط پڑھنے کے بعد، ان دونوں سے پوچھا: تم دونوں کیا کہتے ہو؟ وہ کہنے لگے: ہم بھی وہی کہتے ہیں جو اس نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر ایلچیوں کو قتل نہ کرنے کا قانون نہ ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کروا دیتا۔ [پھر آپ ﷺ نے مسیلمہ کی طرف خط لکھا: ''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے، اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام، اس شخص پر سلامتی ہے جو ہدایت کی پیروی کرے، حمد و ثناء کے بعد: زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے، اس کا وارث بناتا ہے اور آخر انجام پرہیزگاروں کے لیے ہی ہے''][۴]

۲- حدیث حارثہ بن مضربؒ:[۵] وہ عبداللہ [بن مسعودؓ][۶] کے پاس آئے اور کہنے لگے: کسی عربی اور میرے درمیان کوئی دشمنی نہیں ہے، میں ایک دفعہ بنو حنیفہ کی مسجد کے پاس سے گزرا (تو دیکھا) وہ مسیلمہ پر ایمان لا چکے تھے، (یہ بات سنی) تو عبداللہ بن مسعودؓ نے ان کی طرف پیغام بھیجا، جب انہیں لایا گیا تو انہوں نے ان سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا، ابن النواحہ کے سوا سب لوگوں نے توبہ کر لی۔ ابن مسعودؓ نے اسے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کروا دیتا، تو آج تو قاصد نہیں ہے، انہوں نے قرظہ بن کعبؓ کو حکم دیا، انہوں نے بازار میں اس کی گردن اڑا دی۔ پھر عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا: ابن النواحہ کو بازار میں قتل کیا ہوا کون دیکھنا چاہتا ہے؟

۳- حدیث عبداللہ بن عمرؓ:[۷] وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی معاہدہ کرنے والے کو [بلا قصد][۸] قتل کر دیا، وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا، حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جا سکے گی۔

۱- صحیح ابوداؤد ۲۳۹۹

۲،۳،۶- سنن کبریٰ بیہقی ۹/۲۱۱

۴- سیرت ابن ہشام ۴/۶۰۰

۵- صحیح ابوداؤد ۲۴۰۰

۷- بخاری ۳۱۶۶

۸- صحیح سنن ابی داؤد ۲۳۹۸

۵-(۱۴۵) کافروں سے کیا گیا معاہدہ پورا کرنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اور اس بارے میں جو قرآن نازل ہوا ہے (اس کا بیان)

احکامات:

☆ معاہدہ توڑنا حرام ہے اور ایسا کرنے والے کو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے رسوا کیا جائے گا۔

☆ وعدہ پورا کرنا واجب ہے، اگرچہ وہ کسی کافر کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔

☆ مشورہ کرنا جائز ہے اور یہ اسلامی فیصلے کی بنیاد ہے۔

دلائل:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر آپ کو کسی قوم کی جانب سے خیانت کا ڈر ہو جائے تو اس کا معاہدہ لوٹا کر معاملہ برابر کر لیجیے، بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے[1]

۱- حدیث عبداللہ بن عمرؓ:[2] وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ معاہدہ توڑنے والے [کی سرین پر][3] ایک جھنڈا گاڑ دیں گے، جس سے [اسے پہچانا جائے گا][4] اور کہا جائے گا: کیا یہ وہی نہیں جس نے فلاں [بن فلاں][5] کا معاہدہ توڑا تھا؟

۲- حدیث حذیفہ بن یمانؓ:[1] انہوں نے کہا: میں بدر میں شریک ہونے سے اس وجہ سے محروم رہا کیونکہ میں اپنے باپ حسیل کے ساتھ باہر نکلا تو ہمیں قریش کے کافروں نے پکڑ لیا، وہ کہنے لگے: تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چاہتے ہو،

۱- سورۃ الانفال آیت نمبر ۵۸
۲- مسلم ۴۵۰۶
۳- مسلم ۴۵۱۲
۴- مسلم ۴۵۱۱
۵- مسلم ۴۵۰۴
۶- مسلم ۴۶۱۵

ہم نے کہا: ہم ان کے پاس نہیں جانا چاہتے بلکہ ہم تو مدینہ جارہے ہیں۔ انہوں نے ہم سے عہد واقرار لیا کہ ہم مدینہ واپس لوٹ جائیں گے اور محمد ﷺ کے ساتھ مل کر لڑائی میں حصہ نہیں لیں گے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہیں سارے معاملے کی خبر دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم مدینہ واپس چلے جاؤ ہم ان کا وعدہ پورا کریں گے اور ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں گے۔

۳- حدیث ابورافعؓ:[۱] وہ کہتے ہیں: قریش نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف ایلچی بنا کر بھیجا، جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام گھر کر گیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم! میں اب کبھی ان کی طرف واپس لوٹ کر نہیں جاؤں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں وعدہ نہیں توڑتا اور نہ ہی قاصد کو قید کرتا ہوں، اس لیے تو واپس لوٹ جا، اگر تیرے نفس میں وہی جذبہ رہا جواب ہے تو پھر واپس آ جانا۔ وہ کہتے ہیں: میں گیا اور پھر دوبارہ نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آ کر اسلام قبول کر لیا۔ بکیر کہتے ہیں: مجھے بتایا گیا ہے کہ ابورافع قبطی تھے۔

۴- حدیث سلیم بن عامرؒ:[۲] یہ حمیر قبیلے کے باشندے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ معاویہؓ اور رومیوں کے درمیان معاہدہ تھا۔ وہ ان کے ملکوں میں آتے جاتے رہتے تھے، اگر وہ عہد شکنی کرتے تو معاویہؓ ان سے لڑائی کرتے۔ ایک دفعہ ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر آیا، وہ کہہ رہا تھا: اللہ اکبر، اللہ اکبر ہم معاہدہ پورا کریں گے اور عہد شکنی نہیں کریں گے، لوگوں نے اس کی طرف دیکھا، وہ عمرو بن عبسہ تھا، معاویہؓ نے اس کی طرف پیغام بھیج کر اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اگر کسی شخص اور قوم کے درمیان کوئی معاہدہ ہو تو مدت گزرنے تک وہ اس معاہدے کو نہ مضبوط کرے اور نہ کھولے سوائے اس کے کہ اس معاہدے کو ختم کر کے معاملہ برابر کر دیا جائے یہ سن کر معاویہؓ واپس لوٹ گئے۔

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۹۶

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۹۷

٦-(١٤٦) جزیہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کی مقدار کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ، کن لوگوں سے جزیہ قبول کیا جائے گا اور کن کا صرف اسلام ہی قبول کیا جائے گا؟

احکامات:

☆ اہل کتاب وغیرہ کے مشرکوں سے لڑائی کرنا واجب ہے۔

☆ مال کے ساتھ خوشخبری دینا جائز ہے۔

☆ دنیا کے معاملات میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ ہلاکت کا سبب ہے۔

☆ اہل کتاب کے ہر بالغ مرد اور عورت سے جزیہ لیا جائے گا۔

☆ جزیہ کی مقدار ہر شخص پر سال میں ایک درہم ہوگی۔

☆ جادوگر کو قتل کرنا جائز ہے۔

☆ اہل کتاب کی طرح مجوسیوں پر بھی جزیہ واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿(مسلمانو!) ان اہل کتاب سے جنگ کرو جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ آخرت کے دن پر اور نہ جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اسے وہ حرام سمجھتے ہیں، اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ذلیل وخوار ہوتے ہوئے اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں﴾[1]

دلائل:

١- حدیث عمرو بن عوف انصاریؓ:[2] رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراحؓ کو بحرین کی طرف، وہاں کا جزیہ لانے کے لیے بھیجا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور ان پر علاء بن حضرمی کو امیر بنایا تھا، جب ابوعبیدہؓ

١- سورۃ توبہ ٢٩

٢- بخاری ٣١٥٨

بحرین سے مال لے کر آئے تو انصار نے ابوعبیدہؓ کے آنے کی خبر سن لی، وہ سب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز میں شریک ہوئے، جب آپ ﷺ نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی تو اپنا منہ ان کی طرف پھیر لیا، وہ کچھ کسمسائے تو آپ ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرانے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہؓ کچھ لے کر آئے ہیں۔ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ درست سمجھے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم خوش ہو جاؤ اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے آسانی فرمائی ہے، اسے بھر کر لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے تمہاری محتاجی کا کوئی غم نہیں، مجھے تو اس چیز کا غم ہے کہ کہیں تم پر دنیا اس طرح فراخ نہ ہو جائے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی تھی، پھر تم بھی اسی طرح اس میں رغبت کرنے لگ جاؤ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے اس میں رغبت کی اور کہیں تمہیں بھی یہ اسی طرح ہلاک نہ کر دے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کو اس نے ہلاک کیا تھا۔

۲- **حدیث معاذؓ:**[۱] نبی کریم ﷺ نے جب انہیں یمن بھیجا تو اس بات کا حکم دیا کہ وہ ہر بالغ مرد اور [بالغ عورت][۲] [غلام اور لونڈی][۳] سے [ہر سال][۴] ایک دینار یا اس کی قیمت کے برابر یمنی کپڑے لیں۔

۳- **حدیث عروہ بن زبیرؒ:**[۵] وہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے منذر بن ساوی کی طرف یہ خط لکھا: ﴿تجھ پر سلامتی ہو، میں تیری طرف اس ذات کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حمد و ثناء کے بعد! جس نے ہماری طرح نماز پڑھی، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا، ہمارا ذبیحہ کھایا، وہ مسلمان ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی امان میں ہے، مجوسیوں میں سے بھی جو ایسا کرے اسے بھی امان دی جائے گی اور جو انکار کرے اس سے جزیہ وصول کیا جائے گا۔

۴- **حدیث ابوالحویرثؒ:**[۶] نبی کریم ﷺ نے مکہ کے ایک عیسائی جس کا نام موہب تھا، پر سالانہ ایک دینار مقرر

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۶۲۲

۲- مصنف عبدالرزاق ۱۹۲۶۸

۳- کتاب الاموال ص ۳۸

۴- سنن کبریٰ بیہقی ۹/۱۹۳

۵- کتاب الاموال لابی عبیدہ صفحہ ۳۰

۶- سنن کبریٰ بیہقی ۹/۱۹۵

فرمایا۔ اور ایلہ کے عیسائیوں پر تین سو دینار سالانہ جزیہ مقرر فرمایا۔ (اور ان پر یہ بھی لاگو فرمایا کہ) وہ اپنے پاس سے گزرنے والے ہر مسلمان کی تین دن تک میزبانی کریں اور کسی مسلمان کو دھوکا نہ دیں۔ [اسحاق بن عبداللہ کہتے ہیں: ان کی تعداد تین سو تھی] (۱)

۵- حدیث بجالہ (۲) [بن عبدہ]: (۳) وہ کہتے ہیں: میں احنف کے چچا جز بن معاویہ کا کاتب تھا۔ ہمارے پاس عمر بن خطابؓ کا خط ان کی وفات سے ایک سال پہلے آیا۔ (اس میں تھا کہ) [ہر جادوگر کو قتل کردو اور] (۴) ہر صلح کرنے والے اور عام مجوسی کے درمیان جدائی ڈال دو، [اور انہیں اس کلام سے روک دو جو وہ کھانا کھاتے وقت کہتے ہیں، ہم نے ایک دن میں تین جادوگر قتل کیے اور صلح کرنے والے اور عام مجوسی کے درمیان جدائی ڈال دی۔ پھر انہوں نے بہت سا کھانا تیار کیا: اور انہیں دعوت دی اور اپنی ران پر تلوار رکھ لی، انہوں نے کھانا کھایا اور کوئی کلمہ نہیں کہا، انہوں نے ایک خچر یا دو خچر کے وزن کے برابر چاندی دی] (۵) لیکن عمر بن خطابؓ نے اس وقت تک مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیا جب تک عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے گواہی نہ دے دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے یہودیوں سے جزیہ لیا تھا۔ [انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ان مجوسیوں سے اہل کتاب جیسا برتاؤ کرو] (۶)

۷- (۱۴۷) جزیہ لے کر صلح کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ جزیہ لے کر صلح کرنا جائز ہے۔

☆ جزیہ دینے کی صورت میں اسلامی حکومت جزیہ دینے والوں کی حفاظت کی ذمہ دار ہوگی۔

☆ اسلامی مملکت میں آسمانی مذاہب کے پیروکاروں کو اپنے مذہبی رسم ورواج پورا کرنے کی مکمل آزادی ہوگی۔

۱- سنن کبریٰ بیہقی ۹/ ۱۹۵

۲- بخاری ۳۱۵۶

۳- فتح الباری ۶/ ۳۰۱

۴، ۵- صحیح سنن ابی داؤد ۲۶۴۳

۶- موطا امام مالک ۱/ ۲۷۸

☆ ذمیوں کے عبادت خانے گرانا ناجائز ہے۔

☆ ذمیوں کے لیے بھی سود کھانا حرام ہے۔

دلائل:

۱- حدیث انس بن مالکؓ اور عثمان بن ابوسلیمانؒ:(۱) نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولیدؓ کو [تبوک سے چوبیس گھڑسواروں کا دستہ دے کر](۲) دومہ کے حاکم اکیدر کی طرف بھیجا۔ [وہ وہاں کا بادشاہ تھا اور عیسائی تھا](۳) [خالدؓ کہنے لگے: میں ان تھوڑے سے لوگوں کے ساتھ بنی کلب کے دیس میں اس کا کیسے مقابلہ کروں گا؟](۴) [رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو اسے گائے کا شکار کرتا ہوا پائے گا، تو خالدؓ نکل کھڑے ہوئے اور اس کے قلعے کے پاس پہنچ کر اسے اپنی نگاہوں میں رکھ لیا۔ وہ چاندنی رات تھی اور بادشاہ اپنی بیوی کے ساتھ محل کی چھت پر تھا۔ اچانک ایک گائے نے محل کے دروازے سے اپنے سینگ رگڑنے شروع کر دیے، اس کی بیوی اس سے کہنے لگی: تو نے ایسا کبھی دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگا: اللہ کی قسم! نہیں۔ بیوی کہنے لگی: اس گائے کو کون چھوڑے گا؟ وہ کہنے لگا: اسے کوئی بھی نہیں چھوڑ سکتا، وہ نیچے اترا، اس نے گھوڑے پر زین کسنے کا حکم دیا۔ اس کے خاندان میں سے بھی ایک گروہ اس کے ساتھ نکل پڑا، ان میں اس کا ایک بھائی بھی تھا جس کا نام حسان تھا، بادشاہ جب سوار ہو چکا تو سب لوگ اس کے ساتھ اپنے حملے کی جگہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے، جب وہ باہر نکلے تو رسول اللہ ﷺ کے شہسواروں نے اسے پا لیا](۵) بادشاہ پکڑا گیا [اور اس کا بھائی قتل ہو گیا](۶) وہ اسے لے کر آئے تو آپ ﷺ نے اسے قتل کرنے سے روک دیا اور جزیہ لے کر اس سے صلح کر لی [اور اسے آزاد کر دیا](۷)

۲- حدیث ابن عباسؓ:(۸) انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے نجران والوں سے دو ہزار کپڑوں کے جوڑوں کے بدلے صلح کر لی، نصف صفر کے مہینے میں جبکہ باقی رجب کے مہینے میں ادا کرنا ہوں گے اور تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۶۲۱

۲،۴- بذل المجہود ۱۳/ ۲۷۷

۳،۵،۶- سیرت ابن ہشام ۴/ ۵۲۶

۷- بذل المجہود ۱۳/ ۲۷۸

۸- ضعیف سنن ابوداؤد ۶۵۸

اونٹ اور اسلحہ جس سے لڑائی کی جاتی ہے، کی ہر قسم میں سے تیس تیس چیزیں عاریتا دینا ہوں گی، یہ چیزیں واپس کرنے تک مسلمان ان کے ضامن ہونگے اگر یمن والوں کی طرف سے کسی تدبیر یا عہد شکنی کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ان کا کوئی عبادت خانہ مسمار نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کا کوئی عالم وہاں سے نکالا جائے گا اور نہ ہی انہیں ان کے دین کے بارے میں کسی آزمائش میں ڈالا جائے گا، یہ اس وقت تک ہوگا جب تک وہ کسی بدعت کا ارتکاب نہیں کرتے اور سود نہیں کھاتے۔[آپ ﷺ نے علی بن ابی طالب ؓ کو اہل نجران کی طرف ان کا صدقہ اکٹھا کرنے کے لیے بھیجا، وہ ان کا جزیہ لایا کرتے تھے][1]

۸- (۱۴۸) کسی کو امان دینے، خصوصاً عورت کو امان دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ طاقتور جو بھی مال غنیمت اکٹھا کرے گا اس میں سے کمزور کو برابر حصہ دے گا۔

☆ عورتیں اور غلام وغیرہ بھی پناہ دے سکتے ہیں۔

☆ مسلمان کو کافر کے قصاص میں قتل کرنا منع ہے۔

☆ ذمیوں کو قتل کرنا حرام ہے۔

☆ شیعوں کے اس دعویٰ کا رد کہ علیؓ کے پاس بھی مستقل کتاب موجود ہے۔

☆ حاکم کے لیے کسی مصلحت کی بنا پر فدیہ لیے بغیر قیدی آزاد کرنا جائز ہے۔

☆ مسلمان عورت کا کافر مرد سے نکاح کرنا حرام ہے۔

☆ مجرم کو پناہ دینا ناجائز ہے۔

دلائل:

۱- حدیث ابو مرہ:[2] جو کہ ام ہانی بنت ابو طالب کے غلام ہیں، انہوں نے بتایا کہ میں نے ام ہانی بنت ابو طالب

۱- سیرت ابن ہشام ۴/۶۰۰

۲- بخاری ۱/۳۱

کو کہتے ہوئے سنا: [کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن اس وقت آئے جب سورج طلوع ہو چکا تھا][1] [آپ ﷺ پر گردوغبار پڑی ہوئی تھی][2] میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے، جبکہ آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ آپ ﷺ کو پردہ کیے کھڑی تھیں۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا: میں ام ہانی بنت ابوطالب ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ام ہانی خوش آمدید! جب آپ ﷺ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ایک ہی کپڑے میں لپٹے ہوئے چاشت کی آٹھ رکعات پڑھیں [مجھے نہیں معلوم کہ اس نماز میں آپ ﷺ کے قیام لمبے تھے یا رکوع لمبے تھے یا سجود لمبے تھے، تمام برابر ہی تھے][3] میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے بھائی علیؓ [بن ابوطالب][4] ایک آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہیں][5] جسے میں نے پناہ دی ہے، اس کا نام فلاں بن ہبیرہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام ہانی! جسے تو نے پناہ دی ہے ہم نے بھی اسے پناہ دے دی ہے [اور جسے تو نے امان دی ہے ہم نے بھی اسے امان دے دی ہے][6] ام ہانی کہتی ہیں: یہ چاشت کا وقت تھا۔

۲- حدیث ابوہریرہؓ:[7] وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: عورت قوم کے لیے پناہ لے سکتی ہے، یعنی وہ مسلمانوں سے پناہ دلواتی ہے۔

۳- حدیث علی بن ابوطالبؓ اور عبداللہ بن عمرؓ:[8] وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تمام مسلمانوں کی پناہ ایک ہی ہے، جو کہ ان کا ادنیٰ ترین آدمی بھی دے سکتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں سے کسی نے کسی کو پناہ دے دی تو وہ تمام مسلمانوں کی طرف سے جائز ہوگی، [جس نے کسی مسلمان کو رسوا کیا، اس پر

۱، ۳- مسلم ۱۶۶۵

۲- مسند احمد ۶/۳۴۱

۴- مسلم ۱۶۶۶

۵- مسند احمد ۶/۴۲۳ میں ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے اپنے شوہر کی قرابت والوں میں سے دو آدمیوں کو پناہ دی ہے۔ صحیح سنن ترمذی ۱۲۸۴ میں بھی اسی طرح ہے۔

۶- صحیح سنن ترمذی ۱۲۸۴

۷- صحیح سنن ترمذی ۱۲۸۳

صحیح سنن ترمذی ۱۲۸۴ اور بخاری ۳۱۷۲

اللہ کی ،فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو ۔[1]

۴- حدیث ابو ہریرہؓ:[2] وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ادنیٰ ترین آدمی بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔

۵- حدیث علی کرم اللہ وجہہٗ:[3] وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غلام کے لیے غنیمت میں سے گھریلو سامان کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اگر وہ کسی کو پناہ دے دے تو اس کی پناہ جائز ہوگی۔

۶- حدیث عبداللہ بن عمروؓ:[4] وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے خون برابر ہیں، ان میں سے ادنیٰ ترین آدمی بھی اپنا حق لینے کے لیے پوری کوشش کر سکتا ہے اور ادنیٰ ترین آدمی دشمن کو پناہ دے سکتا ہے اور وہ اپنے دشمنوں کے مقابلے میں یک جان ہیں۔ اور مال غنیمت میں سے حصہ لینے کے اعتبار سے طاقتور جانور والا اور کمزور جانور والا، اور جو لشکر سے باہر نکل کر لڑے اور جو لشکر ہی میں بیٹھا رہے سب برابر ہوں گے۔ مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی معاہدہ کرنے والے کو عہد کے دوران میں قتل کیا جائے گا۔

۷- حدیث قیس بن عباد:[5] وہ کہتے ہیں: میں اور اشتر علیؓ کے پاس گئے اور عرض کی کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کوئی خاص بات بتائی ہے؟ جو عام لوگوں کو نہ بتائی ہو، وہ کہنے لگے اور تو کچھ نہیں، وہی ہے جو میری اس کتاب میں ہے، پھر انہوں نے اپنی تلوار کی میان سے ایک کتاب نکالی۔ اس میں لکھا ہوا تھا: سب مومنوں کا خون برابر ہے اور وہ اپنے دشمنوں کے مقابلے میں ایک ہاتھ ہیں، ان میں سے ادنیٰ ترین آدمی بھی حق لینے کی کوشش کر سکتا ہے۔ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے میں اور ذمی کو اس کے عہد کے دوران میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ جس نے دین میں کوئی نئی بات نکالی، اس کا مؤاخذہ اسی پر ہوگا۔ جس نے دین میں کوئی بدعت رواج دی یا کسی بدعتی کو پناہ دی، اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام

۱- مسلم ۳۳۱۵

۲- سنن الکبریٰ ۹/۹۴

۳- بیہقی ۹/۹۴

۴- صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۹۰، ۳۷۹۸ اور صحیح سنن ابن ماجہ ۲۱۷۲

۵- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۹۷ اور صحیح سنن النسائی ۴۴۱۲۔ ارواء الغلیل ۲۲۰۹

لوگوں کی لعنت ہو۔

۸- **حدیث عائشہ:**[۱] انہوں نے کہا: جب مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کے فدیے کی رقم بھیجی تو زینبؓ نے بھی ابوالعاص کو چھڑانے کے لیے کچھ مال بھیجا، جس میں وہ ہار بھی تھا جسے خدیجہؓ نے ابوالعاص سے شادی کے وقت انہیں جہیز میں دیا تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے اس ہار کو دیکھا تو آپ ﷺ پر شدید رقت طاری ہوگئی، آپ ﷺ فرمانے لگے: اگر تم مناسب سمجھو تو زینب کا قیدی آزاد کردو اور اس کا مال بھی واپس لوٹا دو [یہ کردو] [۲] وہ کہنے لگے: ٹھیک ہے۔ [انہوں نے قیدی بھی آزاد کردیا اور مال بھی واپس لوٹا دیا] [۳] رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص سے وعدہ لیا کہ وہ زینب کو واپس بھیج دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہؓ اور ایک انصاری کو بھیجا کہ تم مکہ کے قریب یاجج وادی میں ٹھہرے رہنا، جب زینب تمہارے پاس سے گزرے تو اسے ساتھ لے کر آجانا۔

۹- **حدیث ام سلمہؓ:**[۴] جو کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی ہیں، ابوالعاص بن ربیع نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینبؓ کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنے باپ سے میرے لیے امان طلب کرو۔ وہ باہر نکلیں اور اپنے حجرہ سے باہر جھانکا، اس وقت نبی کریم ﷺ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، وہ کہنے لگیں: لوگو! میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب ہوں۔ میں ابوالعاص کو پناہ دے چکی ہوں۔ جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمانے لگے: لوگو! [جو میں نے سنا ہے، کیا تم نے بھی سنا ہے؟] وہ کہنے لگے: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے [۵] اس سے پہلے مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں تھا [میں نے بھی اس سے وہی سنا ہے جو] [۶] تم نے سنا ہے۔ مسلمانوں میں سے ادنیٰ ترین آدمی بھی پناہ دے سکتا ہے [پھر رسول اللہ ﷺ زینبؓ کے پاس گئے اور فرمانے لگے: اے میری بیٹی! ابوالعاص سے اچھا سلوک کر، لیکن تو اس کے قریب نہیں جاسکتی، کیونکہ نہ تو اس کے لیے حلال ہے اور نہ وہ تیرے لیے حلال ہے] [۷]

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۴۱

۲،۳- احمد ۲/۶ ۲۷۶،اور بیہقی ۳۲۲/۶

۴- مستدرک حاکم ۴/۴۵۔ اس کی سند میں ابن لہیعہ راوی ہے اس کی حدیث حسن ہے لیکن اس میں ضعف ہے، باقی راوی ثقہ ہیں۔ مجمع الزوائد ۳۳۰/۵

۵،۶،۷- سنن کبریٰ بیہقی ۹۵/۹

۹-(۱۴۹) فتح مکہ کے دن امان دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ حلیف کا دفاع کرنا جائز ہے۔

☆ سفر میں روزہ رکھنا اور چھوڑنا دونوں جائز ہیں۔

☆ اگر کوئی مشرک عہد و پیمان کے بغیر مسلمانوں کے علاقے میں آجائے تو اسے قتل کرنا جائز ہے۔

☆ اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو پناہ دے دے تو یہ پناہ تمام مسلمانوں کی طرف سے ہوگی۔

☆ پناہ لینے والے کو اسلام کی دعوت دینا جائز ہے۔

☆ کسی بزرگی کی بنا پر قوم کے سرداروں اور اچھی وضع قطع والوں کی عزت کرنا جائز ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔

دلائل:

۱- حدیث ہشام[۱]: وہ اپنے باپ [عروۃ][۲] سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: جب فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ چلے [آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار مسلمان تھے۔ اس وقت مدینہ کی طرف ہجرت کئے ہوئے ساڑھے آٹھ سال گزر چکے تھے[۳]][۴] [رمضان کے دس دن گزر چکے تھے][۵] [ایک روایت ہے، کہ بنو دیل قبیلے کی ایک شاخ بنو نفاثہ نے رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان معاہدہ کی مدت کے دوران بنو کعب پر حملہ کر دیا، بنو کعب رسول اللہ ﷺ کے

۱- بخاری ۴۲۸۰

۲- تہذیب التہذیب ۱۱/۴۴

۳- ابن حجر نے فتح الباری ۴/۳۹۰ میں کہا ہے: معمر کو اس بارے میں وہم ہوا ہے درست یہ ہے کہ اس وقت ہجرت کیے ہوئے ساڑھے سات سال ہوئے تھے۔

۴- بخاری ۶ ـ ۴۲۷۱ ابن عباسؓ کی روایت سے۔

۵- مجمع الزوائد ۶/۱۶۴ ابن عباسؓ کی روایت سے۔

حلیف تھے، جبکہ بنونفاثہ قریش کے حلیف تھے، بنوبکر نے جسمانی طور پر جبکہ قریش نے ہتھیاروں اور غلاموں سے بنونفاثہ کی مدد کی، راوی کہتے ہیں، بنوکعب کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور انہیں اپنے اوپر بیتنے والے واقعہ اور اس سے متعلق قریش کے کردار سے آگاہ کیا [(۱)] [رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی مکہ کی طرف روزوں کی حالت میں عازم سفر ہوئے یہاں تک کہ کدید کے مقام پر پہنچے، یہ عسفان اور قدید مقام کے درمیان ایک چشمہ ہے، وہاں آپ ﷺ اور تمام صحابہ نے روزہ افطار کیا۔] [(۲)] [اس کے بعد آپ ﷺ نے سارا رمضان گزرنے تک روزہ نہیں رکھا] [(۳)] قریش کو اس واقعہ کی خبر پہنچ گئی، [جب رسول اللہ ﷺ نے مرالظہران مقام پر پڑاؤ ڈالا تو] [(۴)] ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جاننے کیلئے نکلے۔ چلتے چلتے جب وہ مرالظہران وادی میں پہنچے تو انہوں نے دور سے بہت سی روشنیاں دیکھیں، وہ یوم عرفہ کی روشنیوں جیسی محسوس ہو رہی تھیں۔ ابوسفیان کہنے لگا: یہ کیا ہے؟ یہ تو عرفہ کی روشنیاں محسوس ہو رہی ہیں، بدیل بن ورقاء کہنے لگا: یہ بنوعمرو کی روشنیاں محسوس ہو رہی ہیں۔ تو ابوسفیان نے کہا: بنوعمرو کی تعداد اس سے بہت کم ہے۔ انہیں بن زرینہ کے لوگوں نے دیکھ لیا [جو کہ اس رات چوکیدار تھے] [(۵)] یہ رسول اللہ ﷺ کے چوکیداروں میں سے تھے، وہ ان کے پاس پہنچے اور انہیں پکڑ لیا [ابوسفیان اور اس کے ساتھی کہنے لگے: تم ہمیں عباس بن عبدالمطلب کے پاس لے چلو] [(۶)] [عباس کہتے ہیں: میں نے اپنے دل میں کہا، اللہ کی قسم! اگر قریش کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر امان طلب کرنے سے پہلے، آپ ﷺ مکہ میں داخل ہو گئے تو یہ قریش کے لئے بہت بڑی تباہی ہو گی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے خچر پر سوار ہوا۔ اور علیؓ سے کہا: مجھے ایک ایسا ضرورت مند چاہئے جو مکہ والوں کے پاس جائے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی موجودہ صورت حال کے بارے میں آگاہ کرے اور انہیں کہے کہ وہ آپ ﷺ کے پاس آکر امان

۱۔ سنن کبریٰ بیہقی ۹/۱۲۰۔ ابن اسحاق کہتے ہیں: یہی واقعہ فتح مکہ کا سبب بنا۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/۳۹۴۔

۲،۳۔ بخاری ۶ / ۴۲۷۶ ابن عباسؓ کی روایت سے۔

۴۔ دلائل النبوۃ بیہقی ۵/۳۲ ابن عباسؓ کی روایت سے

۵،۶۔ مجمع الزوائد ۶ / ۱۶۴ نبی کریمؐ کی زوجہ محترمہ میمونہ بنت حارثؓ کی روایت سے۔

طلب کر لیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف جا رہا ہوں۔ اسی اثناء میں میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کی آواز سنی۔ [1] میں ان کے پاس آیا [اور کہا: اے ابوحنظلہ! اس نے میری آواز پہچان کر کہا ابوالفضل ہے؟ میں نے کہا ہاں! وہ کہنے لگا: تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، تجھے کیا ہے؟ میں نے کہا اس وقت یہاں اللہ کے رسول ﷺ لوگوں کے ساتھ موجود ہیں، قریش کے لئے بہت بری خبر ہے۔ کہنے لگا: میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں چھٹکارے کا کیا حیلہ ہے؟ میں نے کہا: اگر انہوں نے تجھ پر قابو پالیا تو تجھے قتل کر دیں گے، اس لئے میرے ساتھ اس خچر پر سوار ہو جا، میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلتا ہوں اور تیرے لئے آپ سے امان طلب کرتا ہوں۔ عباسؓ کہتے ہیں: پھر وہ میرے پیچھے سوار ہو گیا۔ اور اس کے دونوں ساتھی واپس لوٹ گئے، میں اسے لے کر چل پڑا، میں جب بھی مسلمانوں کی کسی روشنی کے پاس سے گزرتا تو لوگ کہتے: یہ کون ہے؟ جب ان کی نظر رسول اللہ ﷺ کی خچر پر پڑتی تو وہ کہنے لگتے: رسول اللہ ﷺ کے خچر پر ان کے چچا سوار ہیں، لیکن جب میں عمر بن خطابؓ کی روشنی کے پاس سے گزرا تو انہوں نے کہا: یہ کون ہے؟ اور پھر میری جانب کھڑے ہو گئے۔ جب انہوں نے ابوسفیان کو خچر کی پیٹھ پر سوار دیکھا تو کہنے لگے: اللہ کا دشمن ابوسفیان، اللہ کا شکر ہے جس نے کسی عہد و پیمان کے بغیر تجھ پر دسترس بخشی، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑے، میں نے بھی خچر کو دوڑایا اور ان سے ایسے آگے نکل گیا جیسے تیز سواری سست آدمی سے آگے نکل جاتی ہے۔ میں خچر سے اترا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عمرؓ بھی وہاں پہنچ گئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ یہ ابوسفیان ہے، اللہ نے کسی عہد و پیمان کے بغیر اس پر دسترس دے دی ہے، اس لئے مجھے اسے قتل کرنے کی اجازت دیجئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں اسے پناہ دے چکا ہوں: پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور کہا: اللہ کی قسم! آج کی رات میرے سوا آپ ﷺ سے کوئی بھی سرگوشی نہیں کرے گا۔] [2] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عباس! اسے اپنے خیمے میں لے جاؤ۔ صبح کے وقت اسے میرے پاس لانا۔ میں اسے اپنے خیمے میں لے گیا، اس نے میرے پاس رات گزاری، صبح کے وقت میں اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا] [3] [جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو کہا: اے ابوسفیان! تیرے لئے ہلاکت ہو، کیا تجھ

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۶۱۱ ابن عباسؓ کی روایت سے۔

۲،۳- مجمع الزوائد ۶/۱۶۶ ابن عباسؓ کی روایت سے۔

پر ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کہنے لگا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، آپ ﷺ کتنے حلیم وکریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں، مجھے یقین تھا اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور شریک ہوا تو وہ مجھے کچھ نفع پہنچائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوسفیان! تیرے لئے ہلاکت ہو، کیا تجھ پر ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو میری رسالت کا یقین کرلے وہ کہنے لگا: آپ کتنے حلیم وکریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ اللہ کی قسم! اس بارے میں میرے نفس میں ابھی تک کچھ نہ کچھ ضرور موجود ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوسفیان! تیرے لئے ہلاکت ہو، قبل اس کے کہ تجھے قتل کیا جائے تو مسلمان ہوجا اور کلمہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دے دے، راوی کہتے ہیں]^(۱) ابوسفیان مسلمان ہوگیا [اور حق کی گواہی دی]^(۲) [پھر ابوسفیان کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں لوگوں کو امان کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر قریش اس معاملے سے کنارہ کش ہوجائیں اور اپنے ہاتھوں کو روک لیں تو کیا وہ امن میں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جس نے اپنا ہاتھ روک لیا اور اپنا دروازہ بند کرلیا وہ امن یافتہ ہے]^(۳) [میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ابوسفیان اس فخر کو پسند کرتا ہے، اس لئے اسے بھی کوئی اعزاز عطا کر دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں]^(۴) [جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگیا وہ امن یافتہ ہے، تو ابوسفیان کہنے لگا: میرا گھر تو اتنا وسیع نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جو کعبہ میں داخل ہوگیا وہ امن یافتہ ہے۔ ابوسفیان کہنے لگا کعبہ اتنا وسیع نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو مسجد حرام میں داخل ہوگیا وہ امن یافتہ ہے، تو ابوسفیان کہنے لگے: مسجد حرام بھی اتنی وسیع نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:]^(۵) [جس نے ہتھیار پھینک دیئے وہ امن یافتہ ہے، جس نے اپنا دروازہ بند کرلیا وہ بھی امن یافتہ ہے]^(۶) [ابوسفیان کہنے لگا: یہ معافی بہت وسیع ہے]^(۷) [رسول اللہ ﷺ وضوء کرنے کے لئے اٹھے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس بات کی جلدی کی کہ وہ آپ ﷺ کے وضو کے پانی کو لے کر اپنے

۱،۲- مجمع الزوائد ۶/۱۶۶ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے۔

۳- سنن کبری بیہقی ۹/۱۲۰

۴- صحیح سنن ابوداؤد ۲۶۱۱ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے۔

۵،۷- دلائل النبوۃ بیہقی ۵/۳۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے

۶- شرح السنہ بغوی ۱۱/۵۲ ابوہریرہ کی روایت سے

چہرے پر ملیں۔ابوسفیان کہنے لگے: اے ابوالفضل تیرے بھتیجے کی بادشاہت تو بہت بڑھ گئی ہے تو وہ کہنے لگے یہ بادشاہت نہیں ہے، یہ تو نبوت ہے اوراس بارے میں تو صحابہؓ بہت رغبت رکھتے ہیں] [1] جب آپ ﷺ چلنے لگے تو آپ ﷺ نے عباسؓ کو کہا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی تنگ جگہ پر کچھ دیر روکے رکھنا تا کہ وہ مسلمانوں کی شان وشوکت کا مظاہرہ دیکھے۔عباسؓ نے انہیں وہاں کچھ دیر روکے رکھا [رسول اللہ ﷺ نے زبیر بن عوام کو مہاجرین اوران کے سواروں کا امیر بنا کر بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مکہ کی بلندی کی طرف سے کداوادی سے داخل ہوں۔آپ ﷺ نے انہیں اپنا جھنڈا بھی دیا اور حکم دیا کہ اسے حجون کے مقام پر گاڑ دیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق اسے وہاں گاڑ کر دم لیا] [2] [آپ ﷺ نے سعد بن عبادہؓ کو انصار کے ایک دستے کا] [3] [جو کہ رسول اللہ ﷺ کے لشکر میں سب سے آگے تھے امیر بنا کر بھیجا] [4] [اور ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو ان لوگوں کا امیر بنا کر بھیجا جن کے پاس زرہیں نہیں تھیں۔وہ وادی کے درمیان میں اتر گئے، رسول اللہ ﷺ دستے میں موجود تھے۔راوی کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے نظر دوڑائی تو مجھے دیکھ لیا اور کہا: اے ابو ہریرہؓ! میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! میں حاضر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: انصاریوں میں منادی کر دو کہ میرے پاس آجائیں اوران کے سوا کوئی نہ آئے] [5] [میں نے انہیں آواز دی تو وہ دوڑے ہوئے آئے] [6] [اور رسول اللہ ﷺ کے گرد گھیرا ڈال لیا، اس آواز کو سن کر قریش کے مختلف قبیلوں کے گروہ بھی جمع ہو گئے اور کہنے لگے: ہم بھی ان کے ساتھ چلتے ہیں، اگر انہیں کوئی چیز ملی تو ہم بھی ان کے ساتھ شامل ہو جائیں گے اگر انہیں کسی چیز کا نقصان پہنچا تو ہم بھی وہ چیز دے دیں گے جس کا ہم سے سوال کیا جائے گا] [7] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انصاریو! کیا تم قریش کے گروہوں کو دیکھ رہے ہو؟ وہ کہنے لگے جی ہاں! آپ نے فرمایا دیکھو، جب تم نے کل ان سے ملنا ہے تو انہیں اچھی طرح کاٹ دینا اور فرمایا: تمہارا وعدہ صفاء کے مقام پر ہے۔] [8] پھر تمام قبائل [اپنے جھنڈے اٹھائے] [9] رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزرنا شروع ہوئے، یہ

---

1 مجمع الزوائد ۱۶۴/۶ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ میمونہ بنت حارثؓ کی روایت سے

۲- سنن کبریٰ بیہقی ۱۲۰/۹۔

۳،۴- سنن کبریٰ بیہقی ۱۲۱/۹۔

۵،۷- مسلم ۱۴۵۹۸ ابو ہریرہؓ کی روایت سے

۶،۸- شرح السنہ بغوی ۱۵۱/۱۱ ابو ہریرہؓ کی روایت

۹- مجمع الزوائد ۱۶۷/۶ ابن عباسؓ کی روایت سے۔

سب ایک ایک دستہ کی شکل میں ابوسفیان کے پاس سے گزر رہے تھے ایک دستہ گزرا تو وہ کہنے لگا: اے عباسؓ! یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا یہ غفار قبیلے کا دستہ ہے، وہ کہنے لگا: میرا غفار سے کیا تعلق؟ پھر جہینہ قبیلے کا دستہ گزرا تو اس نے وہی بات کہی۔ پھر سعد بن ہذیم کا دستہ گذرا تو اس نے ایسا ہی کہا، پھر ایک ایسا دستہ آیا جس کی طرح کوئی نہیں تھا۔ کہنے لگا: یہ کون ہیں؟ عباسؓ نے جواب دیا یہ انصار ہیں۔ ان کے سردار سعد بن معاذؓ تھے ان کے پاس جھنڈا بھی تھا۔ سعد بن عبادہؓ نے کہا: اے ابوسفیان! آج کاٹ دینے کا دن ہے، آج کے دن کے لئے کعبہ حلال ہو گیا ہے، ابوسفیان نے کہا: اے عباسؓ آج میری حفاظت تیرے ذمہ ہے، پھر ایک دستہ آیا جو کہ سب دستوں سے کم تھا، اس میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ تھے اور نبی کریم ﷺ کا جھنڈا زبیر بن عوامؓ کے پاس تھا [ابوسفیان نے کہا: ان لوگوں کو آج سے پہلے کوئی اختیار اور طاقت حاصل نہیں ہوئی، اے ابوالفضلؓ اللہ کی قسم! آج تیرے بھتیجے کی بادشاہت بہت بڑھ گئی ہے، میں نے کہا: اے ابوسفیان! یہ نبوت ہے وہ کہنے لگا: درست ہے][1] جب رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو وہ کہنے لگا: آپ ﷺ کو معلوم ہے؟ سعد بن عبادہؓ نے کیا کہا ہے، آپ نے پوچھا: کیا کہا ہے؟ اس نے جواب دیا: انہوں نے یہ یہ کہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سعدؓ نے غلط کہا، آج تو اللہ تعالیٰ کعبہ کو عزت بخشیں گے اور آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے حجون کے مقام پر اپنا جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا۔ نافع بن جبیر نے کہا: میں نے عباسؓ کو زبیر بن عوامؓ سے یہ کہتے ہوئے سنا: اے ابو عبداللہ: رسول اللہ ﷺ نے اس دن تجھے یہاں جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا تھا۔

راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اس دن خالد بن ولیدؓ کو مکہ کے بلند مقام کدا کی طرف سے داخل ہونے کا حکم دیا [2] آپ ﷺ نے اسے یہ بھی حکم دیا کہ مکہ کے نچلے حصے میں نچلے گھروں کے پاس اپنا جھنڈا گاڑے۔ مکہ کے نچلے حصے میں بنو بکر، اور بنو حارث بن عبد واور ھذیل اور ان کے ساتھ قریش کی مدد کے طور پر شامل ہونے والے حبشی آباد تھے۔

۱۔ مجمع الزوائد ۶/ ۱۶۷ ابن عباسؓ کی روایت سے۔

۲۔ ابن حجر نے کہا یہ آنے والی صحیح احادیث کے خلاف ہے کہ خالد مکہ کے نچلے حصے سے داخل ہوئے تھے اور نبی کریم ﷺ بلند حصے سے ابن حزم نے بھی اس بات پر زور دیا ہے کہ خالد نچلے حصے سے ہی داخل ہوئے تھے۔ فتح الباری ۷/ ۲۰۳

آپ ﷺ نے انھیں نچلے حصے میں ہی رہنے کا حکم دیا][1] [آپ نے انہیں یہ بھی حکم دیا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھیں اور صرف اسی سے لڑیں جوان سے لڑائی کرے][2] [ابوسفیان جب مکہ میں داخل ہوا تو بلند آواز سے چیخنے لگا] [3] [اے قریشیو! یہ محمد ﷺ تمہارے پاس ایسی صورت سے آئے ہیں، جس کا تمہارے پاس کوئی مقابلہ نہیں ہے، اس لئے جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہوگیا وہ امان یافتہ ہے۔][4] تو اسے ہند بنت عتبہ جو کہ اس کی بیوی تھی کہنے لگی: تجھے، تیری قوم اور تیرے ساتھ تیرے خاندان کو اللہ رسوا کرے، پھر ابوسفیان کی داڑھی پکڑ کر پکارنے لگی: اے آل غالب! اس بے وقوف بوڑھے کو قتل کردو، تم نے ان سے لڑائی کیوں نہ کی اور اپنی جانوں اور علاقوں کا دفاع کیوں نہ کیا۔ ابوسفیان کہنے لگا: تیری بربادی ہو، خاموش ہوجا اور اپنے گھر میں داخل ہوجا، وہ ہمارے پاس حق لے کر آئے ہیں][5] [لوگ کہنے لگے (ابوسفیان) تیری بربادی ہو، تیرا گھر ہمیں کہاں تک بچائے گا، پھر ابوسفیان نے کہا: جو اپنا دروزہ بند کرلے وہ امن یافتہ ہے، جو مسجد میں داخل ہوجائے وہ امن یافتہ ہے، لوگ اپنے گھروں اور مسجد کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے][6] [قریش کے سرداروں نے کعبہ کا رخ کیا اور اس میں داخل ہوگئے۔ آپ ﷺ نے ان سے چشم پوشی کی][7] [زبیرؓ لوگوں کو لے کر چلے، حجون پر کھڑے ہوکر انہوں نے وہاں رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا گاڑا، خالد بن ولیدؓ تیزی سے بڑھے اور مکہ کی نچلی جانب سے داخل ہوگئے، وہاں بنوبکر سے ان کا سامنا ہوگیا انہوں نے ان سے لڑائی کی تو خالدؓ نے انہیں رسوا کرکے واپس دوڑا دیا، بنی بکر کے تقریبا بیس آدمی قتل ہوگئے، جبکہ ہذیل کے تین یا چار آدمی قتل ہوئے، وہ شکست خوردہ ہوکر بھاگ گئے۔ پھر انہوں نے حزورہ کے مقام پر لڑائی کی یہاں تک کہ ان کی لڑائی مسجد کے دروازے تک پہنچ گئی۔ پھر سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے' کچھ اپنے گھروں میں داخل ہوگئے اور ایک گروہ پہاڑ پر چڑھ گیا' مسلمان بھی تلواریں لے کر ان کے پیچھے لپکے][8] نبی کریم ﷺ کے گھوڑے سے دو آدمی حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر الفہری قتل ہوئے۔ [رسول اللہ ﷺ جب

۱- سنن کبریٰ بیہقی ۹/۱۲۰

۲،۳،۵،۸- سنن کبریٰ بیہقی ۹/۱۲۱

۴،۶- مجمع الزوائد ۶/۱۶۷ ابن عباسؓ کی روایت ہے۔

۷- صحیح سنن ابوداؤد ۲۶۱۳ ابو ہریرہؓ کی روایت ہے

کدا کی چوٹی پر چڑھے تو پہاڑ کی چوٹی سے مشرکوں سے تلواریں ٹکراتی ہوئی دیکھیں تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ حالانکہ میں نے لڑائی کرنے سے منع کیا تھا۔ تو مہاجر کہنے لگے: ہمارا خیال ہے کہ خالدؓ کیساتھ زبردستی لڑائی کی گئی ہے' اس لئے اس نے لڑ کر اپنی جان بچائی ہے' اس کے پاس لڑنے والوں سے لڑائی کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی آپ ﷺ کی مخالفت کی ہے۔](1) [ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں' رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن [مکہ](2) میں داخل ہوئے](3) [آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار تھے](4) [اور آپ ﷺ کے سر پر خود تھا' جب آپ ﷺ نے اسے اتارا تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: ابن اخطل کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو](5) [پھر آپ ﷺ کعبہ میں آئے](6) آپ ﷺ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا](7) [پھر آپ ﷺ نے دروازے کی چوکھٹ کے دونوں بازوؤں کو پکڑا](8) [اور فرمایا: اس وقت تمام لوگ مسجد میں جمع ہو چکے تھے](9) [تم کیا کہتے ہو؟ اور تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تم سے کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ سب کہنے لگے: آپ ﷺ سے بہتر سلوک کی توقع ہے کیونکہ آپ ﷺ سخی ہیں اور سخی باپ کے بیٹے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ! تم سب آزاد ہو](10) [میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف نے کہا تھا: آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے' اللہ تمہیں بخشے گا' وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ سب لوگ وہاں سے ایسے نکلے جیسے قبروں سے اٹھائے گئے ہوں' پھر انہوں نے اسلام پر نبی کریم ﷺ کی بیعت کر لی۔](11) [رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولیدؓ سے فرمایا: تو نے کیوں لڑائی کی ہے حالانکہ میں نے تمہیں اس سے منع کیا تھا' تو انہوں نے جواب دیا کہ لڑائی تو انہوں نے خود شروع کی تھی' ہمارے خلاف اسلحہ تان لیا تھا اور ہمیں نیزوں سے ڈرایا، میں نے حتی المقدور اپنے ہاتھ کو روکنے کی کوشش کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا فیصلہ بہتر ہی ہوگا](ا) [ایک

۱- سنن کبریٰ بیہقی ۹/۱۲۱

۲- بخاری ۴۲۷۸ عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے

۳،۵- بخاری ۱۸۴۶ انس بن مالکؓ کی روایت سے

۴- بخاری ۴۲۸۹ عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے

۶،۸،۹،۱۰،۱۱- بیہقی ۹/۱۱۸

۷- صحیح ابوداود ۳۴۴۳ اور مسند احمد ۳/۳۰۷ جابرؓ اور جعفرؓ بن عمرو بن حریث کی روایتوں سے۔

روایت میں ہے' فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے چار آدمیوں اور دو عورتوں کے علاوہ سب کو امان دے دی' آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم انہیں کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا بھی پاؤ تو بھی قتل کر دو ان میں ایک عکرمہ بن ابوجہل' دوسرا عبداللہ بن خطل' تیسرا مقیس بن صبابہ' اور چوتھا عبداللہ بن سعد بن ابوسرح تھا۔ عبداللہ بن خطل کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا مل گیا ' سعد بن حریثؓ اور عمار بن یاسرؓ اس کی طرف لپکے' سعدؓ چونکہ زیادہ جوان تھے اس لئے انہوں نے عمارؓ سے آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ مقیس بن صبابہ لوگوں کو بازار میں مل گیا' انہوں نے اسے وہیں قتل کر دیا۔](۲)[ایک روایت میں ہے ' اسے اس کے چچازاد بھائی نے قتل کیا](۳)[عکرمہ یمن کی طرف بھاگ گیا' کشتی پر سوار ہوا تو انہیں سمندری طوفان نے آ لیا' کشتی والے کہنے لگے: خالص اللہ کو پکارو! کیونکہ یہاں تمہارے معبود تمہارے کسی کام نہیں آ سکتے۔ عکرمہ کہنے لگا: اگر سمندر میں مجھے اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا تو پھر خشکی میں بھی اس کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تو مجھے اس مصیبت سے نجات دے دے تو میں محمد ﷺ کے پاس جا کر ان کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا۔ میں انہیں معاف کرنے والا اور سخی پاؤں گا وہ آیا اور مسلمان ہو گیا۔ جبکہ عبداللہ بن سعد بن ابوسرح' عثمان بن عفانؓ کے پاس چھپ گیا](۴)[وہ عثمان بن عفانؓ کا رضاعی بھائی تھا ادھر انصار کے ایک آدمی نے نذر مان لی کہ وہ عبداللہ بن سعد کو دیکھتے ہی قتل کر دے گا۔](۵)[رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کو بیعت کیلئے بلایا تو عثمانؓ اسے بھی ساتھ لے گئے اور اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا کر دیا۔](۶)[جب انصاری نے اسے دیکھا تو اپنی تلوار لے کر اس کی تلاش میں نکلا۔ اور اسے رسول اللہ ﷺ کے حلقہء خاص میں کھڑے پایا وہ اسے قتل کرنے سے گھبرا گیا' وہ متردد تھا' اسے یہ بھی ناگوار تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے حلقہء خاص میں اسے قتل کر دے](۷)[(اسی اثناء میں) عثمان بن عفانؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! عبداللہ سے بیعت لیجئے' آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین دفعہ اس کی طرف دیکھا' ہر دفعہ آپ

۱- بیہقی ۹/۱۲۱ موسیٰ بن عقبہؒ کی روایت سے۔

۲،۴،۶- صحیح سنن نسائی ۳۷۹۱ سعدؓ کی روایت سے۔

۳- بیہقی ۹/۱۲۰

۵- کنز العمال ۱۰/۵۱۹ انسؓ کی روایت سے۔

۷- مجمع الزوائد ۶/۱۶۷ ابن عباسؓ کی روایت سے۔

ﷺ انکار کر رہے تھے۔ تین دفعہ کے بعد آپ ﷺ نے اس سے بیعت لے لی۔ پھر آپ ﷺ اپنے صحابہؓ پر متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم میں سے کوئی اتنی عقل والا آدمی بھی نہیں تھا جب اس نے مجھے بیعت سے اپنا ہاتھ روکتے ہوئے دیکھا تو اسے قتل کر دیتا](۱)[پھر آپ ﷺ نے انصاری سے کہا: مجھے انتظار تھا کہ تو اپنی نذر پوری کرے گا' وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے میری طرف آنکھ سے اشارہ کیوں نہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آنکھ سے اشارہ کرنا کسی نبی کو روا نہیں ہے۔](۲)[عبداللہ بن سعد کی ایک گانے والی عورت تھی جو کہ اپنی ساتھی سے مل کر نبی کریم ﷺ کی گستاخی میں شعر گایا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ ان دونوں کے قتل کا بھی حکم دیا۔](۳)[ان میں سے ایک قتل کر دی گئی جبکہ دوسری رہا ہو گئی اور اسلام قبول کر لیا](۴)[جبکہ مقیس بن صبابہ کا ایک بھائی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غلطی سے قتل ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ بنی فہر کے ایک آدمی کو انصار سے دیت لینے کے لئے بھیج دیا۔ جب وہ واپس لوٹا تو رستے میں فہری سو گیا اچانک مقیس نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے سر پر پتھر مار کر اسے قتل کر دیا۔ پھر یہ کہتے ہوئے واپس لوٹ گیا (میں نے اپنا غصہ ٹھنڈا کر لیا ہے اور اپنا بدلہ لے لیا ہے۔ اب میں پہلے کی طرح پھر بتوں کی طرف لوٹنے والا ہوں۔)](۵)[قریش کے نافرمانوں میں سے مطیع کے سوا کوئی بھی مسلمان نہیں ہوا' اس کا نام عاصی تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام مطیع رکھا](۶)[پھر آپ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا](۷)[اور مقام ابراہیم کے پیچھے](۸)[دو رکعت نماز پڑھی](۹)[اس وقت کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ ﷺ انہیں لکڑی سے گراتے

۱۔ صحیح سنن نسائی ۳۷۹۱ سعدؓ کی روایت سے۔
۲۔ کنز العمال ۱۰/ ۵۱۹ انسؓ کی روایت۔
۳۔ بیہقی ۸/ ۲۰۵
۴۔ بیہقی ۹/ ۱۲۰ عمر بن عثمان بن سعد المخزومی کی اپنے باپ سے ان کی ان کے دادا سے روایت۔
۵۔ مجمع الزوائد ۶/ ۱۶۸ انس بن مالکؓ کی روایت سے۔
۶۔ ۷۔ مسلم ۴۶۰۴ ابو ہریرہؓ کی روایت سے۔
۸۔ دار قطنی ۳/ ۶۰ ابو ہریرہؓ کی روایت سے۔
۹۔ بیہقی ۹/ ۱۱۸ ابو ہریرہؓ کی روایت سے۔

جاتے اور کہتے جاتے: حق آ گیا اور باطل مٹ گیا' بے شک باطل مٹنے کے لئے ہی ہے(۱) حق آ گیا' اب باطل نہ تو ظاہر ہوگا اور نہ ہی واپس آئے گا۔(۲)](۳)[ایک روایت میں ہے' ابو ہریرہؓ نے کہا: پھر ہم چلے' نہ تو ہم میں سے کسی نے کسی کو قتل کیا اور نہ ہی ان میں سے کسی نے ہماری طرف کسی چیز سے اشارہ کیا](۴)[پھر آپ ﷺ صفاء کے ساتھ والے دروازے سے باہر نکلے: پھر آپ ﷺ صفاء پر چڑھ گئے اور لوگوں کو خطبہ دیا انصار اس وقت آپ ﷺ سے نیچے تھے](۵)[ابو سفیان آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے قریش کی جماعتوں کا نام و نشان مٹا دیا ہے' آج کے بعد قریش نہیں ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو گیا وہ امن یافتہ ہے' جس نے ہتھیار پھینک دیئے وہ بھی امن یافتہ ہے' اور جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا وہ بھی امن یافتہ ہے۔](۶)[اور ایک روایت میں ہے' مطیع نے کہا: میں نے فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا' آج کے بعد قیامت تک کسی قریشی کو بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔](۷)[بعض انصاری دوسروں سے کہنے لگے: اس آدمی کو اپنی بستی میں رغبت ہے ور اپنے رشتہ داروں سے الفت ہے ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: اس وقت وحی آنا شروع ہو گئی جب وحی آتی تھی تو معاملہ ہم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا تھا' جب وحی آتی تھی تو اسکے ختم ہونے تک ہم میں سے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف نظر نہیں اٹھاتا تھا' جب وحی ختم ہو گئی](۸)[آپ ﷺ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! تم نے یہ کہا ہے کہ اس کو اپنی قوم سے الفت ہے' اور اپنی بستی میں رغبت ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: میں کون ہوتا ہوں' اللہ کی قسم! میں اللہ کا بندہ اور اس کا سچا رسول ہوں' میری زندگی تمہارے ساتھ ہے اور میری موت بھی تمہارے ساتھ ہے' وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے

۱- سورۃ اسری ۱۸

۲- سورۃ سبا ۴۹

۳- مسلم ۴۶۰۱ عبداللہؓ کی روایت سے۔

۴،۸- مسلم ۳۵۹۸ ابوھریرۃؓ کی روایت سے۔

۵- دار قطنی ۳/۶۰ ابو ہریرۃؓ کی روایت سے۔

۶- شرح السنۃ امام بغوی ۱۱/۱۵۲ ابو ہریرۃؓ کی روایت سے۔

۷- مسلم ۳۲۰۳ عبداللہ بن مطیع کی اپنے باپ سے روایت۔

تو یہ صرف اس ڈر کی بناء پر کہا ہے کہ کہیں آپ ﷺ ہمیں چھوڑ نہ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک سچے ہو۔ راوی کہتے ہیں: ان میں کوئی ایسا نہیں تھا جس کی گردن آنسوؤں سے تر نہ ہوگئی ہو] (۱) ایک روایت میں ہے' دھب کہتے ہیں میں نے جابر سے سوال کیا کہ کیا فتح مکہ کے دن کوئی مال غنیمت بھی ہاتھ لگا تھا' انہوں نے جواب دیا: نہیں۔] (۲)

۲۔ حدیث ابن عباسؓ (۳): انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے مکہ میں انیس دن تک قیام کیا' اور دو رکعت ہی پڑھتے رہے۔

۱۰۔ (۱۵۰) صلح حدیبیہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ۔

احکامات:

☆ دشمن کی طرف جاسوس بھیجنا جائز ہے۔

☆ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف کسی کام کی نسبت کرنا ناجائز ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ کے ایک معجزہ کا ثبوت۔

☆ نبی کریم ﷺ کی باقی رہ جانے والی نشانیوں سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے' اور یہ چیز صرف انبیاء کیلئے خاص ہے' دوسروں کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

☆ اس بات کا ثبوت کہ صحابہؓ نبی کریم ﷺ کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے۔

☆ ''بسم اللہ الرحمان الرحیم'' کی جگہ ''باسمک اللھم'' لکھنا جائز ہے۔

☆ مشرکین سے اس وقت مصالحت جائز ہے جب اس میں اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت ہو۔

☆ کسی خاص مصلحت کو دیکھتے ہوئے حاکم اپنی خاص رائے کو لاگو کرسکتا ہے' اگرچہ وہ اسکے ساتھیوں اور مشیروں کی رائے کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

۱۔ دارقطنی ۳/۶۰ ابو ہریرہؓ کی روایت سے۔

۲۔ بیہقی ۹/۱۲۱

۳۔ بخاری ۴۲۹۸

☆ مشرک عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

دلائل:

حدیث مسور بن مخرمہ اور مروان (۱): ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کی روایت کو سچ کہا ہے' ان دونوں نے کہا: جب صلح حدیبیہ ہوئی' نبی کریم ﷺ مکہ کی طرف گئے [اس وقت ذوالقعدہ کا مہینہ تھا] (۲) [آپ ﷺ کے ساتھ ایک ہزار سے زائد صحابہ تھے' جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ کے مقام پر آئے' قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈالا اور نشانی کے طور پر ان کے کوہان چیرے اور عمرہ کے لئے احرام باندھ لیا اور خزاعہ کے ایک آدمی کو اپنا جاسوس بنا کر بھیجا] (۳) [جس کا نام بشر بن سفیان الخزاعی تھا] (۴) [نبی کریم ﷺ چلے] (۵) ابھی رستے میں [غدیر اشطاط مقام کے پاس ہی تھے کہ آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کا جاسوس واپس آ گیا اور کہنے لگا: قریش نے آپ ﷺ کے لئے بہت سے لشکر جمع کر لئے ہیں یہ فوجیں انہوں نے مختلف قبیلوں سے لی ہیں' وہ آپ ﷺ سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں اور آپ ﷺ کو بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں بیت اللہ سے روکنے والے ان لوگوں کے بیوی بچوں کو قید کر لوں' اگر وہ ہم سے لڑنے آئے تو سمجھ لو کہ اللہ نے مشرکوں کے ہاتھ سے ہمارے جاسوس کو بچا لیا' اگر وہ نہ آئے تو ہم انہیں مفلس بنا کر چھوڑ دیں گے' ابوبکرؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ بیت اللہ کا عمرہ کرنے نکلے ہیں' کسی سے لڑنے یا کسی کو مارنے نہیں نکلے' اس لئے آپ ﷺ بیت اللہ کی طرف چلئے جو ہم کو اس سے روکے گا' ہم اس سے لڑائی کریں گے] (۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خالد بن ولید قریش کے کچھ سوار لئے ہوئے غمیم میں موجود ہے' یہ قریش کا ہراول دستہ ہے [اس لئے تم اللہ کا نام لے کر چلو] (۷) اللہ کی قسم! خالد کو پتہ ہی نہ چلا اس کے ساتھیوں نے لشکر کی گرد و غبار دیکھ لی۔ خالد قریش کو ڈرانے کے لئے دوڑا' نبی کریم ﷺ بھی چلتے رہے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ اس گھاٹی میں پہنچے جہاں سے مکہ میں

۱- بخاری: ۲۷۳۲

۲- بخاری: ۴۱۷۹

۳، ۵، ۶ ـ بخاری: ۴۱۷۸

۴- فتح الباری: ۷/۵۱۹

اتر تے ہیں' وہاں آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی' لوگ اسے اٹھانے کے لئے آوازیں نکالنے لگے لیکن وہ نہ ہلی' لوگ کہنے لگے: قصواء اڑ گئی ہے' تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قصویٰ اڑی نہیں اور نہ ہی اس کی یہ عادت ہے' بلکہ اسے اس ذات نے روک دیا ہے' جس نے ہاتھیوں کو روکا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' مکہ والے مجھ سے کوئی ایسی بات چاہیں جس میں اللہ کے حرم کی بڑائی ہو' میں اسے ضرور منظور کروں گا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے ڈانٹا' وہ اٹھ کھڑی ہوئی' آپ ﷺ مکہ والوں کی طرف سے مڑ گئے اور حدیبیہ کے آخری کنارے پر ایک گڑھے کے پاس پڑاؤ ڈال دیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا' اور لوگ وہاں سے تھوڑا تھوڑا کر کے پانی لیتے تھے۔ لوگوں نے اس میں پانی ٹھہرنے ہی نہیں دیا' سارا کھینچ ڈالا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس پیاس کی شکایت کی' آپ ﷺ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور فرمایا اسے چشمے میں گاڑ دو' اللہ کی قسم! تیر گاڑتے ہی پانی جوش مارنے لگا اور ان کے لوٹنے تک ویسے ہی رہا' لوگ اسی حال میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم خزاعہ کے بہت سے آدمیوں کو لے کر آن پہنچا وہ تہامہ والوں میں آپ ﷺ کا محرم راز اور خیر خواہ تھا۔ وہ کہنے لگا: میں نے کعب بن لئوی اور عامر بن لئوی کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ حدیبیہ کے زیادہ پانی والے چشموں کے پاس اترے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس زیادہ دودھ دینے والی اونٹنیاں اور بیوی بچے بھی ہیں' وہ آپ ﷺ سے لڑنا اور بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے بلکہ ہم تو صرف عمرہ کرنے آئے ہیں۔ اور قریش کے لوگ لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں۔ اور لڑائیوں نے انہیں بہت نقصان پہنچایا ہے' اگر ان کی خوشی ہے تو میں ایک مدت مقرر کر کے ان سے صلح کرتا ہوں' وہ دوسرے لوگوں کے معاملہ میں دخل نہ دیں' اگر دوسرے لوگ مجھ پر غالب آ گئے تو سمجھ لیں ان کی مراد پوری ہوگئی' اگر میں غالب آ گیا تو ان کی خوشی' چاہیں تو اس دین میں شریک ہو جائیں جس میں دوسرے لوگ شریک ہوئے' نہیں تو انہیں کچھ دن آرام تو ملے گا' اگر وہ یہ بات نہ مانیں تو خدا کی

قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تو اس دین پر ان سے لڑوں گا' یہاں تک کہ میری جان چلی جائے اور اللہ ضرور اپنے دین کو پورا کرے گا۔ بدیل نے یہ سن کر کہا: میں آپ ﷺ کا پیغام ان تک پہنچا تا ہوں' وہ غار قریش کے پاس گئے اور کہنے لگے میں اس شخص کے پاس سے آیا ہوں' انہوں نے ایک بات کہی ہے۔ کہو تو تم سے بیان کروں؟ ان میں سے جاہل اور بے وقوف لوگ کہنے لگے: ہمیں ان کی بات سننے کی کوئی ضرورت نہیں' ان میں سے عقل والے کہنے لگے: بھلا بتاؤ تو کیا بات جو سن کر آئے ہو؟ نبی کریم ﷺ نے جو فرمایا تھا' بدیل نے بیان کر دیا۔ اتنے میں عروہ بن مسعود ثقفی کھڑا ہوا' کہنے لگا: میری قوم کے لوگو! کیا تم مجھ پر باپ کی طرف شفقت نہیں رکھتے؟ انہوں نے کہا: بے شک رکھتے ہیں: عروہ نے کہا: کیا میں بیٹے کی طرح تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں ہے؟ عروہ نے کہا: تم مجھ پر کوئی شبہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں! عروہ نے کہا: تم کو معلوم نہیں' میں نے عکاظ والوں کو تمہاری مدد کیلئے کہا تھا۔ جب وہ یہ نہ کر سکے تو میں اپنے بال بچوں' اور جن لوگوں نے میرا کہا مانا' ان کو لے کر تمہارے پاس آ گیا' انہوں نے کہا: بے شک! عروہ نے کہا: اس شخص یعنی بدیل نے تمہاری بہتری کی بات کی ہے' اسے مان لو اور مجھے محمد ﷺ کے پاس جانے دو' قریش نے کہا: اچھا! جاؤ۔ عروہ آیا اور نبی کریم ﷺ سے باتیں کرنے لگا آپ ﷺ نے اس سے بھی وہی بات کی جو بدیل سے کی تھی۔ یہ سن کر عروہ کہنے لگا: اے محمد ﷺ! بتلاؤ اگر تم نے اپنی قوم کو تباہ کر دیا (تو کون سی اچھی بات ہو گی؟) تو نے اپنے سے پہلے قریش کے کسی آدمی کو دیکھا ہے؟ جس نے اپنی قوم کو تباہ کیا ہو' اور اگر دوسرا معاملہ ہوا یعنی قریش غالب آ گئے تو میں تو تمہارے ساتھیوں کے چہروں کی طرف دیکھتا ہوں۔ یہ کمزور لوگ یہی کریں گے کہ تم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ ابو بکرؓ کو یہ سن کر غصہ آیا' انہوں نے کہا: اے! جاؤ لات کے خصیے چاٹو' کیا ہم نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ عروہ کہنے لگا، یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ ابو بکرؓ ہیں۔ عروہ کہنے لگا: اگر تمہارا مجھ پر احسان نہ ہوتا' جس کا میں نے بدلہ نہیں چکایا' تو میں تم کو جواب دیتا

، پھر وہ دوبارہ نبی کریم ﷺ سے باتیں کرنے لگا وہ جب بھی کوئی بات کہتا تو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کو تھام لیتا، مغیرہ بن شعبہؓ تلوار لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس کھڑے تھے ان کے سر پر خود تھا، عروہ جب اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک کی طرف بڑھاتا تو مغیرہ تلوار کا پھل اس کے ہاتھ پر مار کر کہتے: اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک سے پیچھے رکھ۔ آخر عروہ نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا مغیرہ بن شعبہؓ ہیں۔ عروہ نے کہا: ارے دغاباز شخص! کیا میں نے تیری دغابازی کی سزا سے تجھے نہیں بچایا؟ ہوا یہ تھا کہ مغیرہ جاہلیت کے زمانہ میں ایک قوم کے پاس رہتے تھے۔ پھر ان کو قتل کر کے ان کا مال لوٹ کر چلے اور مسلمان ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تیرا اسلام تو قبول کرتا ہوں لیکن جو مال تو لایا ہے اس سے مجھے کوئی غرض نہیں۔ پھر عروہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو دونوں آنکھوں سے گھورنے لگا۔ روای کہتے ہیں اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ نے جب اپنے منہ سے بلغم نکالا تو صحابہ میں سے کسی نے اسے تبرک کے طور پر اپنے چہرے اور جسم پر مل لیا، جب آپ ﷺ نے کوئی حکم دیا تو لپک کر آپ ﷺ کا حکم بجالانے کو چلے، اور جب آپ ﷺ نے وضو کیا تو آپ ﷺ کے وضو کا پانی لینے کیلئے قریب تھا کہ لڑ مریں، اور جب آپ ﷺ نے بات کی تو اپنی آوازیں پست کر لیں اور ادب کی وجہ سے آپ ﷺ کو گھور کر نہیں دیکھتے تھے۔ خیر عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ کر گیا اور کہنے لگا: میں تو بہت سے بادشاہوں کے پاس جا چکا ہوں جن میں روم، ایران اور حبشہ کے بادشاہ بھی شامل ہیں، اللہ کی قسم! میں نے نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے لوگ اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد ﷺ کی تعظیم ان کے اصحاب کرتے ہیں، اگر انہوں نے تھوکا تو کوئی اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا ہے۔ جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو لپکتے ہوئے فوراً ان کا حکم بجالاتے ہیں، اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کا پانی لینے کے لئے قریب ہوتا ہے کہ لڑ مریں گے، وہ جب بات کرتے ہیں ادب کی وجہ سے ان کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں۔ اور تعظیم کی وجہ سے ان کی طرف گھور کر

نہیں دیکھتے۔ محمد ﷺ نے جو بات کی ہے وہ تمہارے فائدے کی ہے' اسے مان لو۔ بنی کنانہ کا ایک شخص [حلیس بن علقمہ جو کہ قبائل کی فوجوں کے سرداروں میں سے تھا] (۱) کہنے لگا: مجھے ان کے پاس جانے دو' لوگوں نے کہا: اچھا! جا۔ جب وہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جو شخص جو آ رہا ہے' یہ ان لوگوں میں سے ہے جو بیت اللہ کی قربانی کی تعظیم کرتے ہیں' اس لئے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دو۔ وہ جانور اس کے سامنے لائے گئے اور صحابہ نے لبیک کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا' جب اس نے یہ حال دیکھا تو کہہ اٹھا: سبحان اللہ! ان لوگوں کو کعبے سے روکنا مناسب نہیں۔ جب وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گیا تو کہنے لگا: میں نے اونٹوں کے گلے میں ہار پڑے ہوئے اور ان کے کوہان کٹے ہوئے دیکھے ہیں۔ میں تو بیت اللہ سے ان کا روکنا مناسب نہیں سمجھتا۔ پھر ان میں سے ایک شخص جس کا نام مکرز بن حفص تھا' اٹھا اور کہنے لگا: مجھے اس کے پاس جانے دو۔ جب وہ آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ مکرز ہے' یہ تو بدکار شخص ہے' اس نے نبی کریم ﷺ سے باتیں کرنا شروع کر دیں' اس کے بات کرنے کے دوران ہی قریش کی طرف سے ایک اور شخص سہیل بن عمرو بھی آن پہنچا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب تمہارا کام آسان ہو گیا ہے۔ سہیل بن عمرو آیا اور کہنے لگا: لایئے! ہمارے اور تمہارے درمیان ایک صلح نامہ لکھا جائے تو نبی کریم ﷺ نے کاتب کے طور پر [علی بن ابو طالب ؓ] (۲) کو بلایا، [علیؓ سے فرمایا: ہمارے درمیان شرطیں لکھو] (۳) "بسم اللہ الرحمان الرحیم" سہیل کہنے لگا: اللہ کی قسم! ہمیں نہیں معلوم کہ ''رحمٰن'' کیا ہے؟ لیکن عرب کے دستور کے مطابق باسمک اللھم لکھوایئے جیسے پہلے آپ ﷺ لکھوایا کرتے تھے۔ مسلمان کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہم تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھوائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے کاتب سے فرمایا کہ باسمک اللھم ہی لکھ دو۔ پھر یوں لکھوایا' یہ وہ صلح نامہ ہے' جس پر اللہ کے رسول محمد ﷺ نے صلح کی' اتنا لکھوانا تھا کہ سہیل بولا خدا کی قسم: اگر ہم کو یقین ہوتا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، تو آپ ﷺ کو کعبے سے کبھی نہ روکتے نہ آپ ﷺ سے

۱- فتح الباری ۵/۳۰۳

۲- بخاری ۲۶۹۸

۳- مسلم ۴۶۰۷

لڑتے۔ آپ ﷺ یوں لکھوایئے محمد عبداللہ کے بیٹے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم: میں اللہ کا رسول ہوں اگر چہ تم مجھ کو جھٹلاتے ہو۔ [آپ ﷺ نے علیؓ سے فرمایا: اسے مٹادو] (۱) اور محمد بن عبداللہ لکھ دو۔ علیؓ کہنے لگے: میں اسے نہیں مٹا سکتا] (۲) [رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی جگہ دکھاؤ' تو انہوں نے انہیں اس کی جگہ دکھا دی] (۳) [رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے دست مبارک سے مٹا دیا] (۴) [اور ابن عبداللہ لکھ دیا] (۵) زہری کہتے ہیں آپ ﷺ نے جو جھگڑا نہ کیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کیوں کہ آپ ﷺ پہلے فرما چکے تھے: قریش مجھ سے کوئی ایسی بات چاہیں گے جس سے اللہ کے ادب والی چیزوں کی تعظیم ہوگی تو میں اسے بلا تامل تسلیم کرلوں گا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اس بات پر صلح کی کہ تم مجھے بیت اللہ میں طواف کے لئے جانے دو گے۔ سہیل کہنے لگا: یہ نہیں ہوسکتا۔ اگر ہم تم کو ابھی جانے دیں گے تو سارے عرب میں یہ چرچا ہو جائے گا کہ ہم دب گئے ہیں۔ لیکن تم آئندہ سال عمرہ کے لئے آؤ گے [اور تین دن تک یہاں ٹھہرو گے] (۶) انہوں نے لکھ دیا۔ سہیل کہنے لگا: [اگر تمہارا کوئی آدمی ہمارے پاس آ گیا تو ہم اسے واپس نہیں لوٹائیں گے] (۷) اگر ہمارا کوئی آدمی تمہارے پاس چلا گیا۔ اگر چہ وہ تمہارے دین پر ہی کیوں نہ ہو تم اسے ہمارے پاس لوٹا دو گے۔ مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ مسلمان ہو کر آئے اور مشرکوں کے حوالے کر دیا جائے؟ [آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! یہ ہوسکتا ہے' ہم میں سے جو ان کے پاس چلا گیا اللہ اسے دور کر دے اور ان میں سے جو ہمارے پاس آ گیا' اللہ اس کے لئے آسانی پیدا فرمائے گا] (۸) [براء بن عازبؓ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے دن مشرکوں سے تین چیزوں پر صلح کی: نبی کریم ﷺ کے پاس اگر مشرکوں کا کوئی آدمی آ گیا تو آپ ﷺ اسے واپس لوٹائیں گے اور مشرکوں کے پاس اگر مسلمانوں کا کوئی آدمی چلا گیا تو وہ اسے واپس نہیں کریں گے۔ دوسرا آپ ﷺ بیت اللہ میں اگلے سال آئیں گے اور تین دن تک وہاں قیام کریں گے' اور وہاں ہتھیاروں کے بغیر داخل ہوں گے۔] (۱) [اور دس سال کے لئے جنگ روک

۱، ۲، ۴۔ بخاری ۲۶۹۸

۳، ۵۔ مسلم ۴۶۰۷

۶۔ بخاری ۲۶۹۹

۷، ۸۔ مسلم ۴۶۰۸

دی جائے گی' اس عرصے میں لوگ امن حاصل کریں گے](۲) لوگ یہی باتیں کر رہے تھے' اتنے میں سہیل بن عمرو کا بیٹا ابو جندل پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے آہستہ آہستہ چلتا ہوا آیا۔ وہ مکہ کے نشیب کی طرف سے نکل بھاگا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا۔ سہیل نے کہا: اے محمد ﷺ! یہ پہلا شخص ہے جو شرط کے مطابق تم کو پھیر دینا چاہیئے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابھی تو صلح نامہ پورا لکھا بھی نہیں گیا' سہیل کہنے لگا: اللہ کی قسم! پھر میں صلح ہی نہیں کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اچھا صرف ابو جندل کو چھوڑ دو' وہ کہنے لگا: میں نہیں چھوڑوں گا' آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: یہ قبول کر لے' اس نے کہا: میں نہیں کروں گا۔ مکرز کہنے لگا: میں اس کی رہائی کا پروانہ دیتا ہوں (لیکن اس کی کوئی بات نہ چلی) آخر ابو جندل کہنے لگا: (یہ کیا ہے) میں مسلمان ہو کر آیا ہوں' اور کافروں کے حوالے کیا جا رہا ہوں۔ دیکھو! مجھ پر کیا کیا سختیاں ہوئی ہیں۔ اس کو اللہ کی راہ میں سخت تکلیف دی گئی تھی۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں: یہ حالت دیکھ کر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کیا آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں میں نے کہا: کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے[کیا ہمارے مقتولین جنت میں نہیں ہیں اور ان کے مقتولین آگ میں نہیں ہیں](۳) آپ ﷺ نے فرمایا: بالکل ہیں۔ وہ کہنے لگے: پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کر رہے ہیں؟[ہم واپس کیوں لوٹ رہے ہیں' اور اللہ تعالیٰ نے ابھی تک ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کیوں نہیں کیا](۴) آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا' وہ میری مدد کرے گا[اور اللہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا](۵) میں نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم کعبے کے پاس پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا بے شک: مگر میں نے یہ کب کہا تھا کہ یہ اسی سال ہوگا' میں نے کہا: حقیقت میں آپ ﷺ نے یہ تو نہیں فرمایا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا تھا: تم کعبے کے پاس ایک دن ضرور پہنچو گے اور اس کا طواف کرو گے۔ عمرؓ کہتے ہیں' پھر میں ابو بکرؓ کے پاس آیا اور کہا: اے ابو بکر! کیا یہ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: بے شک ہیں۔ میں نے کہا: کیا ہم حق پر نہیں ہیں

۱- بخاری ۲۷۰۰

۲- صحیح سنن ابوداود ۲۴۰۴

۳، ۴، ۵- مسلم ۴۶۰۹

اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے [کیا ہمارے مقتولین جنت میں نہیں ہیں اور ان کے مقتولین آگ میں نہیں ہیں؟](۱) انہوں نے کہا: بالکل ہیں میں نے کہا: پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کر رہے ہیں؟[ہم واپس لوٹ رہے ہیں' اور اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کیوں نہیں فرماتا؟](۲) ابوبکرؓ نے جواب دیا: بھلے آدمی وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے [اللہ تعالیٰ انہیں کبھی ضائع نہیں فرمائیں گے](۳) اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہے' جو آپ ﷺ حکم دیں بجالاؤ' کیونکہ خدا کی قسم! آپ ﷺ حق پر ہیں۔ میں نے کہا: کیا آپ ﷺ ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم خانہ کعبہ کے پاس پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ انہوں نے کہا: بے شک! لیکن کیا آپ ﷺ نے کہا تھا کہ یہ اسی سال ہوگا؟ میں نے کہا: نہیں یہ تو نہیں کہا تھا۔ انہوں نے کہا: تو پھر آپ ﷺ ضرور اس کے پاس جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے' عمر کہتے ہیں: یہ جو میں نے بے ادبی کی باتیں کی تھیں اس گناہ کو اتارنے کیلئے میں نے کئی نیک عمل کئے ۔خیر جب صلح نامہ لکھا جا چکا تو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا' اٹھو! اور سر منڈواؤ' یہ بات سن کر کوئی بھی نہ اٹھا' آپ ﷺ نے یہ کلمہ تین مرتبہ دہرایا' جب کوئی بھی نہ اٹھا تو آپ ﷺ ام سلمہؓ کے پاس گئے اور ان سے لوگوں کی شکایت کی ۔ام سلمہؓ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ ﷺ چاہتے کہ لوگ ایسا کریں؟ تو ایسا کیجئے کہ آپ ﷺ کسی سے کچھ نہ کہیئے' اٹھ کر اپنے اونٹوں کی قربانی کر ڈالیے اور حجام کو بلوا کر حجامت بنوایئے۔ آپ ﷺ اٹھے اور کسی سے بات نہیں کی' اپنے اونٹوں کی قربانی کی اور حجام کو بلا کر سر منڈایا۔ جب لوگوں نے آپ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا تو سب اٹھے اور قربانی کی اور ایک دوسرے کا سر مونڈ ھنے لگے ۔قریب تھا کہ ہجوم کی وجہ سے ایک دوسرے کو ہلاک کر دیں۔ پھر آپ ﷺ کے پاس مومن عورتیں آئیں جن میں [ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ان لوگوں میں سے تھیں جو آزاد ہو کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تھے' ان کے خاندان والے رسول اللہ ﷺ سے ان کی واپسی کا مطالبہ کرنے آئے](۱)[ان کے علاوہ امیمۃ بنت بشر' سبیعہ بنت حارث' اسلمیہ' ام الحکم بنت سفیان' بروع بنت عقبہ' عبدہ بنت

۱،۲،۳۔ مسلم ۴۶۰۹

عبدالعزی بن نضلہ بھی تھیں] (۲) اس وقت اللہ تعالی نے (سورۃ ممتحنہ کی) یہ آیت نازل فرمائی مسلمانو! جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کو جانو' اخیر آیت ''بعصم'' الکوافر (۳) تک' [اللہ تعالی نے مسلمانوں کو منع فرما دیا کہ ان عورتوں کو واپس نہ لوٹائیں بلکہ ان کا حق مہر واپس کر دیں] (۴) [اور مسلمانوں پر یہ حکم لاگو کر دیا کہ وہ اپنی کافر بیویوں کو اپنے پاس روک کر نہ رکھیں] (۵) عمرؓ نے اس دن اپنی دو مشرک بیویوں کو طلاق دی [ایک قریبہ بنت ابو امیہ اور دوسری جرول الخزاعی کی بیٹی تھی] (٦) وہ زمانہ شرک سے ہی ان کے نکاح میں تھیں ان میں سے ایک عورت [قریبہ] (۷) سے معاویہ بن ابو سفیان نے اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے نکاح کر لیا' پھر نبی کریم ﷺ مدینہ واپس لوٹ گئے۔ [پھر رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا] (۸) [اے میرے نبی: بے شک ہم نے آپ ﷺ کو کھلی اور صریح فتح دی ہے' فوزا عظیما (۹) (تک آیات نازل ہوئیں) یہ سورۃ حدیبیہ سے واپسی پر نازل ہوئی' اس وقت مسلمانوں پر افسوس اور ملال چھایا ہوا تھا] (۱۰) [آپ ﷺ نے عمرؓ کی طرف پیغام بھیجا] (۱۱) [اور فرمایا: رات کو مجھ پر ایک ایسی سورۃ نازل ہوئی ہے' جو مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے' پھر آپ ﷺ نے تلاوت فرمائی (۱۲)] [اور انہیں سنائی وہ کہنے لگے: اے کے رسول ﷺ وہ فتح یہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! وہ خوش ہو گئے اور واپس لوٹ گئے] (۱) پھر

۱- بخاری ۴۱۸۱

۲- فتح الباری ۵/۴۱۰

۳- سورۃ الممتحنہ ۱۰

۴- صحیح سنن ابوداود ۲۴۰۳

۵، ٦، ۷- بخاری ۲۷۳۳

۸- مسلم ۴٦۰۹

۹- سورۃ الفتح آیات ۱ تا ۵۔

۱۰- مسلم ۴٦۱۳

۱۱- مسلم ۴٦۰۹

۱۲- بخاری ۴۱۷۷

آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی ابوبصیر آئے جو کہ قریش کی ایک شاخ [بنو زہرہ کے حلیف تھے] (۲) اور مسلمان ہو چکے تھے۔ [اخنس بن شریق نے نبی کریم ﷺ کی طرف خط لکھا اور ابوبصیر کا مطالبہ کیا] (۳) قریش نے دو آدمیوں کو اسے واپس لانے کے لئے بھیجا' وہ کہنے لگے ہمارے اور تمہارے درمیان جو عہد ہے اس کے مطابق عمل کیجئے۔ آپ ﷺ نے ابو بصیرؓ کو ان دو آدمیوں کے سپرد کر دیا۔ وہ ان کو لے کر نکلے۔ جب ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنے پاس سے کھجوریں کھانے لگے۔ ابوبصیرؓ نے ان دونوں میں سے ایک سے کہا: اللہ کی قسم! مجھے تیری یہ تلوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے اس نے سونت کر کہا: بے شک بہت عمدہ ہے' میں اسے بار بار آزما چکا ہوں' ابوبصیرؓ نے کہا ذرا مجھے دیکھنے دو۔ اس نے دے دی، ابوبصیر نے اسے مار کر ٹھنڈا کر دیا' اس کا ساتھی ڈر کے مارے بھاگا اور مدینہ پہنچ گیا' مسجد میں بھاگتا ہوا داخل ہوا' نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھکر فرمایا: یہ ڈرا ہوا معلوم ہوتا ہے' جب وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچا تو کہنے لگا: اللہ کی قسم! میرا ساتھی مارا گیا اور میں بھی نہیں بچوں گا، اتنے میں ابوبصیر بھی آپہنچے' اور کہنے لگے' اللہ نے آپ ﷺ کا عہد پورا کر دیا ہے' آپ ﷺ نے مجھے لوٹا دیا تھا' لیکن اللہ نے مجھے ان سے نجات دلوائی۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مادر بخت اگر کوئی اس کی مدد کرے تو کیا تو لڑائی بھڑکانا چاہتا ہے۔ یہ سنتے ہی ابوبصیر سمجھ گیا کہ آپ ﷺ پھر اس کو لوٹا دیں گے اور نکل کر سیدھا سمندر کے کنارے جا پہنچا۔ ابوجندلؓ بھی مکہ سے بھاگ کر ابوبصیر سے آن کر مل گیا۔ قریش کا جو بھی آدمی مسلمان ہو کر نکلتا وہ ابوبصیرؓ کے پاس چلا جاتا' یہاں تک کہ ان کی ایک جماعت جمع ہو گئی۔ اللہ کی قسم! انہوں نے یہ کام شروع کیا کہ وہ قریش کے جس قافلے کے بارے میں سنتے کہ شام کے ملک کے لئے نکلا ہے' اسے راستے میں روکتے اور لوٹ مار کرتے اور انہیں قتل کر دیتے۔ آخر قریش نے تنگ ہو کر نبی کریم ﷺ کو اللہ اور رشتہ داری کی قسمیں دے کر کہلا بھیجا کہ ابوبصیرؓ کو بلا لیں اور اب سے جو شخص مسلمان ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئے اسے امن ہے' نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا [رسول اللہ ﷺ نے ابوبصیرؓ کی طرف خط لکھا' جب آپ ﷺ کا خط آیا تو ابوبصیرؓ کا موت کا وقت قریب آچکا تھا' ابو

۱۔ مسلم ۴۲۰۹

۲۔ فتح الباری ۵/۴۱۱

۳۔ بخاری ۲۷۳۳

جندل نے اسے وہیں دفن کیا' اور اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ آ گیا' پھر وہ مدینہ میں ہی ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عمرؓ کے دور خلافت میں وہ جہاد کے لئے شام کی طرف نکلے اور وہیں شہید ہو گئے۔](۱) اس وقت اللہ نے (سورۃ فتح) کی یہ آیت نازل فرمائی ''وہی خدا ہے جس نے عین مکہ کے بیچ میں تم کو ان پر فتح دے کر ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے۔ اخیر آیت (**حمية الجاهلية**)(۲) تک **حمية الجاهلية** کا مطلب ہے نادانی کی ہٹ، ان کی ہٹ یہ تھی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کو نہ مانا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ لکھنے دی اور مسلمانوں کو کعبے میں جانے سے روک دیا۔ [اس لئے آپ ﷺ نے آئندہ سال عمرہ کیا](۳)[جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو وہاں تین دن تک قیام کیا](۴)[جب یہ تین دن کی مدت گزر گئی تو قریش حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اپنے ساتھی سے کہو یہاں سے نکل جائے' کیونکہ مدت گزر گئی ہے' جب نبی کریم ﷺ نکلنے لگے تو حمزہؓ کی بیٹی چچا چچا کہتی آپ کے پیچھے بھاگی' تو حضرت علیؓ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فاطمہؓ سے کہا یہ تیرے چچا کی بیٹی ہے' اسے اٹھا لے۔](۵)

۱- فتح الباری ۵/۳۱۳ھ

۲- سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۴

۳، ۵- بخاری ۲۷۰۱

۴- بخاری ۲۶۹۹

پانچواں باب

متفرقات کے بارے میں

اس میں (۱۲) فیصلے ہیں

۱۔(۱۵۱)مشرکین کے تحائف قبول کرنے کے بارے میں رسول ﷺ کا فیصلہ۔

احکامات:

☆مشرکین کے تحائف قبول کرنے کا جواز۔

☆مشرک ماں کی تعظیم کرنا اور اسے گھر میں داخل کرنا جائز ہے۔

☆اسلامی مملکت کے دوسرے ممالک سے خارجی تعلقات کی بنیاد یہ آیت کریمہ ہے ﴿اللہ تمہیں ان لوگوں کی دوستی سے نہیں روکتا جنہوں نے دین میں تم سے لڑائی نہیں کی۔﴾

دلائل:

حدیث مصعب ثابت بن عبداللہ بن زبیر:[۱] وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: قتیلہ بنت عزی بنت اسعد جن کا تعلق بنی مالک بن حسل سے تھا اپنی بیٹی اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئیں۔ ابوبکرؓ نے انہیں جاہلیت کے زمانہ میں طلاق دے دی تھی۔ وہ اپنی بیٹی کے پاس کچھ تحائف (جن میں) خوراک، گھی اور پنیر (شامل تھا) لے کر آئیں۔ اسماء نے تحائف قبول کرنے اور اسے گھر میں داخل کرنے سے اس وقت تک روکے رکھا جب تک عائشہؓ کی طرف پیغام نہ بھیجا کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھو، انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس کے تحائف لے لو اور اسے گھر میں داخل ہونے دو پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

(اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف سے نہیں روکتا، جن لوگوں نے دین کے بارے میں تم سے جنگ نہیں کی، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے)[۲]

۲۔(۱۵۲)اگر دو خلیفوں کی بیعت کر لی جائے تو اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ۔

احکامات:

۱۔ مستدرک حاکم ۶ ۱۴۸ انہوں نے کہا: اس کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نہیں نکالا، ذھبی نے اس کی موافقت کی ہے

۲۔ سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۸

☆ مسلمان عوام اور ان کے متفرق امور کو اکٹھا کرنے کے بارے میں اسلام کا اہتمام۔

☆ ایک وقت میں دو خلیفوں کا بیعت لینا ناجائز ہے۔

☆ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا اور ان میں اختلاف پیدا کرنا، ایک بدترین جرم ہے اس کے خلاف جنگ کرنا اور اس کی جڑیں کاٹنا واجب ہے۔

دلائل:

۱۔ حدیث ابو سعید خدری[۱] انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو خلیفوں کی ایک ہی وقت میں بیعت کی جائے تو دوسرے کو قتل کر دو۔

۲۔ حدیث عرفجہؓ[۲]: انہوں نے کہا: میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اگر تمہارا معاملہ اکٹھا ہو اور ایک ہی آدمی کے ہاتھ (پر تمہاری بیعت) ہو، کوئی دوسرا آ کر تمہاری جماعت کو توڑنا چاہے اور تمہارے درمیان اختلاف پیدا کرنا چاہے تو اسے قتل کر دو۔

۳۔ (۱۵۳) جو آدمی اجرت لے کر جہاد کرے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ۔

احکامات:

☆ خلوص اور نیک نیتی تمام عبادات کی بنیاد ہے۔

☆ جسے ضرورت ہو اس کے لئے جہاد میں اجرت پر خادم رکھنا جائز ہے۔

☆ اجرت لے کر جہاد میں شریک ہونے والے کے لئے غنیمت میں کوئی حصہ نہیں۔

دلائل:

حدیث یعلی بن امیہ[۳]: وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوہ کے لئے نکلنے کا حکم دیا، میں اس وقت بہت

۱۔ مسلم ۱۸۵۳

۲۔ مسلم ۱۸۵۲

۳۔ سنن ابوداؤد ۲۵۲۷، حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث بخاری مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نکالا نہیں، ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے ۲/ ۱۱۳

بوڑھا تھا، میرا کوئی خادم بھی نہیں تھا، اس لئے میں نے اپنی جگہ مزدور کی تلاش شروع کردی، جو میری کمی کو پورا کردے، میں اسے اس کا غنیمت میں سے حصہ دے دوں گا، مجھے ایک آدمی مل گیا، جب کوچ کا وقت آیا تو وہ آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا: مجھے نہیں معلوم کہ مجھے میرا حصہ کیا ملے گا [اور کیا تم فتح یاب ہو گے بھی یا نہیں] [1] اس لئے مجھے کوئی [مقرر] [2] چیز بتا دو، مال غنیمت ہاتھ لگے یا نہ لگے میں صرف مقررہ شدہ ہی لوں گا، میں نے اس کے لئے تین دینار مقرر کردیئے [جب ہم نے لڑائی کی تو مال غنیمت ہمارے ہاتھ لگ گیا] [3] جب مال غنیمت میں سے اس کا حصہ لایا گیا اور میں نے اسے اس کا حصہ دینا چاہا تو مجھے وہ دینار یاد آ گئے، میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس معاملے کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس غزوہ کے بدلے دنیا اور آخرت میں اس کے لئے ان مقرر کردہ دیناروں کے سوا کچھ نہیں پاتا۔

۴۔(۱۵۴) تقسیم سے پہلے اگر مال کا مالک مسلمان ہو جائے تو وہ مال اسے لوٹا دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ۔

احکامات:

☆ ضرورت کی بنا پر کاغذ کے علاوہ کسی اور چیز پر بھی لکھائی کرنا جائز ہے۔

☆ جس کافر کے پاس اسلام کی دعوت پہنچے اور وہ اسے قبول نہ کرے تو اس پر حملہ کرنا جائز ہے۔

☆ لوگوں کی جماعت میں مجرم کے جرم کو بتانا جائز ہے۔

☆ اگر کوئی کافر مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے مسلمان ہو جائے تو اسے اس کا مال لوٹانا جائز ہے۔

دلائل:

حدیث شعبی [4]: وہ رعیہ سحیمی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف سے سرخ چمڑے کے ٹکڑے پر خط لکھا، اس نے رسول اللہ ﷺ کے اس خط کو لے کر اپنے ڈول پر پیوند لگالیا، رسول اللہ ﷺ نے ایک

۱،۲،۳۔ معجم الکبیر طبرانی ۶۵/۸

۴۔ مسند احمد ۳۸۵/۵ ہیثمی نے المجمع ۲۰۸/۶ میں کہا ہے اس روایت کے راوی صحیح ہیں۔

دستہ بھیجا، انہوں نے اس کا نہ کوئی مویشی چھوڑا، نہ اہل وعیال اور نہ مال، ہر چیز لے لی، وہ وہاں سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر برہنہ ہی بھاگ کھڑا ہوا، اس پر کوئی کپڑا نہ تھا۔ وہ دوڑتا ہوا اپنی بیٹی کے پاس گیا جو کہ بنی ہلال قبیلے میں بیاہی ہوئی تھی، وہ اور اس کا سارا گھرانا مسلمان ہو چکے تھے، وہ دستہ اس لڑکی کے گھر کے صحن میں ٹھہرا ہوا تھا، یہ آدمی گھوم کر گھر کے پچھواڑے سے داخل ہوا، جب لڑکی نے اسے دیکھا تو اس پر کپڑا ڈالا اور کہنے لگی: } تجھے کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا: تیرے باپ پر ہر قسم کی برائی نازل ہوگئی ہے، نہ کوئی مویشی چھوڑا گیا ہے اور نہ مال واولاد، ہر چیز چھین لی گئی ہے، وہ پوچھنے لگی: کیا تجھے اسلام کی دعوت دی گئی تھی؟ اس نے کہا: تیرا خاوند کہاں ہے؟ وہ کہنے لگی: وہ اپنے مویشیوں کے پاس ہے۔ وہ اس کے خاوند کے پاس آیا، اس سے پوچھا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا: مجھ پر مصیبت نازل ہوگئی ہے، میرے مویشی، مال، اور اولاد الغرض ہر چیز چھین لی گئی ہے، میں مال اور اولاد کی تقسیم سے پہلے پہلے محمد ﷺ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ وہ کہنے لگا: اچھا میری سواری لیتے جاؤ، اس نے جواب دیا: مجھے اس کی ضرورت نہیں، پھر اس نے ایک چرواہے سے سواری لی اور اسے کچھ پانی پلایا۔ اس کے اوپر صرف اتنا سا کپڑا تھا کہ جس سے وہ اپنا چہرہ ڈھانپنے کی کوشش کرتا تو اس کی سرین ننگی ہو جاتی اور سرین ڈھانپنا چاہتا تو چہرہ ننگا ہو جاتا، وہ اپنی پہچان بھی نہیں کروانا چاہتا تھا (اس لئے چہرہ ڈھانپ لیا) جب وہ مدینہ پہنچا تو اپنی سواری باندھ کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے اس کونے میں تھے جہاں نماز[1] پڑھا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز سے فارغ ہوئے تو وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اپنا ہاتھ آگے بڑھایئے تاکہ میں آپ ﷺ کی بیعت کروں، آپ ﷺ نے ہاتھ آگے بڑھا دیا، جب اس نے بیعت کرنا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پیچھے کرلیا، رسول اللہ ﷺ نے تین بار ایسا کیا، ہاتھ آگے بڑھاتے اور پیچھے کر لیتے، تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے پوچھا: تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا میں ربیعہ سہیمی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا بازو پکڑ کر اوپر اٹھایا اور فرمایا: اے مسلمانو! یہ ربیعہ سہیمی ہے، جس کی طرف میں نے خط لکھا تھا لیکن اس نے میرے خط کے ساتھ اپنے ڈول کو پیوند لگالیا، پھر اس نے آپ ﷺ کے سامنے گڑگڑانا شروع کر دیا [پھر وہ مسلمان ہو گیا][2] کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری اولاد اور میرا مال (آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا مال تو تقسیم ہو چکا ہے،

1۔ المجمع ۶/۲۰۱ میں (نماز) کی بجائے (قیلولہ) کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

2۔ کنز العمال ۴/۵۴۴

جبکہ اپنی اولاد میں سے جسے تو لے جا سکتا ہے لے جا، وہ باہر نکلا تو اس کا بیٹا اس کی سواری پہچان کر اس کے پاس کھڑا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا اور کہنے لگا: یہ میرا بیٹا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے بلالؓ: اس کے ساتھ جاؤ اور اس لڑکے سے پوچھو، کیا یہ تیرا باپ ہے؟ اگر وہ ہاں کہے تو اسے اس کے سپرد کردو، بلالؓ اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا، کیا یہ تیرا باپ ہے؟ اس نے کہا: ہاں: بلالؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے کسی کو دوسرے کیلئے آنسو بہاتے نہیں دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دیہاتیوں کی سختی ہے۔

۵۔(۱۵۵) عورت اگر کسی کافر کو قتل کردے تو اس کے حصے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ۔

احکامات:

☆ حاکم کیلئے کسی مصلحت کی بناء پر عورتوں کیلئے حصہ مقرر کرنا جائز ہے۔

☆ غنیمت میں سے گھوڑے کو دو حصے ملیں گے۔

☆ عورتوں کی حفاظت کے لئے کسی آدمی کو پیچھے (محافظ) چھوڑنا جائز ہے۔

☆ بغیر اجازت مسلمانوں کے پردہ والی جگہوں پر داخل ہونے والے کو، خصوصاً جب وہ مشرک ہو، قتل کرنا جائز ہے۔

ا۔ حدیث ام عروہ[1]: وہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں، وہ ان کے دادا زبیرؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جب (غزوہ احزاب کے موقع پر) عورتوں کو مدینہ میں پیچھے بھیجا تو انہیں ایک خالی جگہ پر ٹھہرایا: ان عورتوں میں صفیہؓ بنت عبدالمطلب بھی تھیں، ان کی حفاظت کے لئے حسان بن ثابتؓ کو پیچھے ٹھہرایا۔ اچانک ایک مشرک نے عورتوں کے پاس داخل ہونا چاہا تو صفیہؓ نے حسانؓ سے کہا: اس آدمی کا خیال کرو، لیکن حسانؓ نے بزدلی کا مظاہرہ کیا اور اس آدمی پر حملہ کرنے سے انکار کردیا، صفیہؓ نے تلوار لی اور اس کا وار کر کے مشرک کو قتل کر دیا۔ اس بارے، میں رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی، تو آپ ﷺ نے مردوں کی طرح صفیہؓ کے لئے بھی مال غنیمت سے حصہ مقرر فرمایا:

ا۔ مسند ابی یعلی الموصلی ۶۸۳، اور مجمع الزوائد ۶/۱۱۴ میں ہے کہ اسے طبرانی نے کبیر میں ام عروہ بنت جعفر بن زبیر کے واسطے سے بیان کیا [illegible] وہ باپ سے رو[illegible] کرتی ہیں، صاحب مجمع الزوائد نے کہا ہے کہ میں ان دونوں کو نہیں جانتا، جبکہ اس روایت کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

۲۔ حدیث محمد بن منذر بن زبیرؓ[۱] وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے زبیرؓ کو ایک حصہ، ان کی ماں کو بھی ایک حصہ، جبکہ ان کے گھوڑے کو دو حصے دیئے۔

۶۔ (۱۵۶) قیدی کے بدلے قیدی کو آزاد کرنے اور اس پر غلامی جاری رکھنے کے بارے میں رسول ﷺ کا فیصلہ اگر چہ وہ بعد میں مسلمان ہی کیوں نہ ہو جائے۔

احکامات:

☆ کسی حلیف کو اس کے دوسرے حلیفوں کے جرم کی وجہ سے قید کرنا جائز ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی شدید رحمت اور رقت کا بیان۔

☆ قیدی اپنے آپ پر اختیار نہیں رکھتا۔

☆ قیدی کا کھانا پینا قید کرنے والے کے ذمہ ہے۔

☆ قیدی کے بدلے قیدی کو چھڑوانا جائز ہے۔

دلائل:

حدیث عمران بن حصینؓ[۲]: انہوں نے کہا: بنوثقیف بنوعقیل کے حلیف تھے، بنوثقیف نے رسول اللہ ﷺ کے دو ساتھی قید کر لئے، مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں نے بنی عقیل کے ایک آدمی کو قید کر لیا اور اس کے ساتھ اس کی عضباء نامی اونٹنی کو بھی پکڑ لیا، [انہوں نے اسے باندھ کر حرہ کے مقام پر پھینک دیا][۳] رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے وہ بندھا ہوا تھا[اس نے آپ ﷺ کو آواز دی][۴] اور کہنے لگا: اے محمد ﷺ [!اے محمد ﷺ]![۵] [نبی کریم ﷺ][۶] اس کے پاس آئے اور فرمایا تجھے کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: آپ ﷺ نے مجھے کیوں پکڑا ہے؟ اور آپ ﷺ نے حاجیوں کو لے جانیوالی (یعنی اونٹنی) کو کیوں پکڑا ہے، آپ ﷺ نے اس پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا کہ میں نے تجھے تیرے حلیف ثقیف کی وجہ سے پکڑا ہے، پھر آپ ﷺ اس سے منہ موڑ کر چلے گئے،

۱۔ مسند احمد ۱/۱۶۶، ہیثمی نے مجمع ۵/۳۴۲ میں کہا ہے کہ اسے احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں

۲۔ مسلم ۱۶۴۱

۳، ۴، ۵، ۶۔ سنن کبریٰ بیہقی ۹/۷۲

اس نے آپ ﷺ کو دوبارہ پکارا اور کہا: اے محمد ﷺ! اے محمد ﷺ! رسول اللہ ﷺ بہت رحم کرنے والے اور نرم دل تھے [اس لئے آپ ﷺ کو اس پر رحم آ گیا][1] آپ ﷺ اس کی دوبارہ پلٹے اور پوچھا: تجھے کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: میں اسلام قبول کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو یہ کلمہ اس وقت کہتا جب سارا معاملہ تیرے ہاتھ میں تھا تو تجھے ہر قسم کی کامیابی مل جاتی، آپ ﷺ واپس پلٹے تو اس نے پھر پکارا اور کہنے لگا: اے محمد ﷺ! اے محمد ﷺ! آپ ﷺ اس کے پاس آئے اور پوچھا: تجھے کیا ہے؟ وہ کہنے لگا میں بھوکا ہوں، مجھے کھانا کھلایئے، اور میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلایئے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تیری ضرورت ہے۔

پھر آپ ﷺ نے اسے ان دو آدمیوں کے بدلے میں آزاد کر دیا [جنہیں ثقیف نے قید کیا تھا، اور آپ ﷺ نے اس کی وہ اونٹنی اپنے پاس رکھ لی][2]

۷۔(۱۵۷) اس قیدی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جو اسلام کا دعویٰ کرے، کیا وہ اس سے قبول کیا جائے گا؟

احکامات:

☆ قیدیوں میں سے جو اسلام کا دعویٰ کرے، اس کے لئے گواہی طلب کرنا جائز ہے۔

☆ ایک آدمی کی گواہی قبول کرنا جائز ہے۔

☆ جو اسلام کا کلمہ پڑھ لے اس پر اسلام کے احکام لاگو کرنا جائز ہے۔

☆ مسلمان قیدی کو آزاد کرنے کی ترغیب۔

حدیث عباد بن عمرؓ[3] رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ بھیجا، وہ کچھ دیہاتیوں کو پکڑ لائے۔ ان میں سے ایک نے اسلام قبول کر لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: تیری کون گواہی دے گا؟ وہ کہنے لگا: عبادؓ نے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے عبادؓ! کیا تو نے اس سے کلمہ سنا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! میں نے اسے لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتے سنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے

۱،۲۔ سنن کبریٰ بیھقی ۷۲/۹

۳۔ کشف الاستار عن زوائد البزار ۲۸۹/۲، ہیثمی نے بھی اسے المجمع ۳۳۳/۵ میں ذکر کیا ہے، انہوں نے صرف بزار پر قدغن لگائی ہے، اور انہوں نے کہا ہے: اس میں ایک راوی ہے جس کا نام نہیں ذکر کیا گیا۔

اسے آزاد کر دیا۔

۷۔(۱۵۸)رسول اللہ ﷺ کا اس تحفے کے بارے میں فیصلہ جو کوئی معاہد یا کافر آپ ﷺ کی طرف بھیجے۔

احکامات:

☆ ریشم کے کپڑے ہدیہ میں قبول کرنا جائز ہیں، یہ پہننے کے لئے نہیں ہوں گے بلکہ کسی اور مقصد کے تحت فائدہ اٹھانے کے لئے ہوں گے۔

☆ مشرک کا ہدیہ قبول کرنا نا جائز ہے۔

☆ کسی کو کوئی تحفہ دے کر اس سے اس کی جگہ کوئی تحفہ طلب کرنا جائز ہے۔

☆ کافر کے ساتھ خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔

☆ کسی معاہد یا کافر سے دوا لینا یا اسے دوا دینا جائز ہے۔

دلائل:

۱۔ حدیث علیؓ[۱]: اکیدر دومہ نے نبی کریم ﷺ کی طرف ریشم کے کپڑے کا تحفہ بھیجا [جو کہ زرد دھاریوں والا کرتا تھا][۲] [آپ ﷺ ریشم پہننے سے منع فرماتے تھے][۳] [آپ ﷺ کے صحابہؓ نے اس کپڑے کو چھونا شروع کر دیا، وہ اس کی ملائمت کو دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس کی ملائمت سے حیران ہو رہے ہو، سعد بن معاذؓ کے رومال][۴] [جو انہیں جنت میں ملیں گے][۵] [وہ اس سے زیادہ بہتر ہیں یا یوں فرمایا: اس سے زیادہ ملائم ہیں][۶] آپ ﷺ نے وہ کپڑا علیؓ کو دے دیا۔ [علیؓ کہتے ہیں: میں نے اسے پہن لیا تو میں نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کو

۱۔ مسلم ۵۳۸۹

۲۔ بخاری ۵۹۴۰

۳۔ بخاری ۲۶۱۵

۴،۶۔ بخاری ۳۸۰۲

۵۔ بخاری ۶۸۳۶

دیکھا][1] آپ ﷺ نے فرمایا: [میں نے یہ تمہیں پہننے کے لئے نہیں دیا][2] اسے پھاڑ کر عورتوں کی اوڑھنیاں بنالو (علیؓ کہتے ہیں:) [میں نے اسے اپنی بیویوں کے درمیان تقسیم کر دیا][3]

۲۔ حدیث انسؓ[4]: انہوں نے کہا: اکیدر نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک خوراک کی تھیلی تحفے کے طور پر بھیجی [آپ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا][5] رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہو کر پلٹے اور لوگوں کے پاس سے گزرتے تو ہر آدمی کو اس سے ایک ایک ٹکڑا دینا شروع کر دیا اور جابرؓ کو بھی ایک ٹکڑا دیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عبداللہؓ کی بیٹیوں کے لئے ہے۔

۳۔ حدیث عیاض بن حمار:[6] [المجاشعیؓ اور نبی کریم ﷺ کے درمیان بعثت سے پہلے جان پہچان تھی۔ جب نبی کریم ﷺ کو نبوت ملی][7] وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک اونٹنی تحفے کے طور پر دی۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: کیا تو مسلمان ہو چکا ہے؟ میں نے جواب دیا: نہیں: تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے مشرکین کی میل کچیل قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے [آپ ﷺ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا، راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: مشرکین کی میل کچیل کا مطلب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی مدد اور ان کے تحائف][8]

۴۔ حدیث عکرمہؒ[9]: رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیانؓ کو عجوہ کھجوریں تحفہ کے طور پر بھیجیں، وہ مکہ میں عمرو بن امیہ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ نے اس سے کچھ چمڑے کا تحفہ طلب کیا، تو ابوسفیانؓ نے وہ تحفہ آپ ﷺ کی طرف بھیج دیا۔

۱۔ مسلم ۵۳۹۷

۲۔ سنن نسائی ۴۸۹۱

۳۔ بخاری ۵۸۴۰

۴۔ مسند احمد ۳/ ۱۲۲، ہیثمی نے المجمع ۴/ ۱۵۳ میں کہا ہے: اس میں علی بن زیدی راوی ہے جو کہ اپنے ضعف کے باوجود ثقہ ہے۔

۵۔ المجمع ۴/ ۱۵۲، انہوں نے بزار پر قدغن لگائی ہے۔

۶۔ سنن ابوداؤد ۳۰۶۳

۷،۸۔ مسند احمد ۴/ ۱۶۲؛ مشرکین کی میل کچیل کے بارے پوچھنے والا حسن ہے اس نے عیاض بن حمار سے روایت بیان کی ہے۔

۹۔ کتاب الاموال ابوعبید صفحہ ۳۶۶، ابوعبیدہ کہتے ہیں: اس تحفے کو قبول کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ رسول ﷺ اور ملکہ والوں کے درمیان فتح مکہ سے پہلے جو معاہدہ ہوا اس مدت کے درمیان لیا گیا، ویسے کافروں سے ہدیہ لینا درست نہیں۔

۵۔ **حدیث** عبداللہ الہوزنی[۸]: وہ کہتے ہیں: میں رسول ﷺ کے مؤذن بلالؓ کو حلب کے مقام پر ملا، میں نے کہا: اے بلالؓ! مجھے رسول اللہ ﷺ کی گزر بسر کے بارے بتاؤ؟ انہوں نے کہا جس وقت سے اللہ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا اس وقت سے لے کر وفات تک میں آپ ﷺ کی کسی چیز سے بے خبر نہیں رہا، آپ ﷺ کے پاس کوئی انسان مسلمان ہو کر آتا اور آپ ﷺ اسے برہنہ دیکھتے مجھے حکم دیتے کہ جاؤ کسی سے قرض لے کر اس کے لئے چادر خرید کر لاؤ، میں اسے کپڑے پہناتا اور، کھانا کھلاتا، اچانک ایسا ہوا کہ مجھے ایک دن ایک مشرک ملا اور کہنے لگا، اے بلالؓ! میرے پاس (مال کی) وسعت ہے، اس لئے تو میرے علاوہ کسی سے قرض نہ لیا کر، میں نے ایسا کرنا شروع کر دیا، ایک دن ایسا ہوا کہ میں نے وضو کیا اور اذان دینے کے لئے کھڑا ہوا تو وہی مشرک تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ ظاہر ہوا، جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: اے حبشی غلام: میں نے کہا: حاضر ہوں، اس نے مجھے گھورا اور سخت کلمہ کہا، اور مجھے کہنے لگا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ مہینے کے ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں، میں نے کہا: ختم ہونے کے قریب ہے۔ وہ کہنے لگا: (مجھے معلوم ہے) تیرے اور اس کے درمیان ابھی (چار دن) باقی ہیں، میں تجھے اس سے اس رقم کے عوض خرید لوں گا اور تجھے دوبارہ چرواہا بنا دوں گا، جس طرح تو پہلے تھا۔ میرے نفس میں بھی ویسا ہی خوف طاری ہو گیا جیسا کہ عام طور پر اس موقع پر لوگوں کے دل میں طاری ہوتا ہے۔ جب میں عشاء کی نماز سے فارغ ہوا اور رسول اللہ ﷺ گھر واپس لوٹ گئے تو میں نے آپ ﷺ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، جس مشرک سے میں قرض لیا کرتا تھا، اس نے مجھے یوں یوں کہا ہے، آپ ﷺ کے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ آپ ﷺ میری طرف سے ادا کر سکیں اور نہ ہی میرے پاس ہے، جبکہ وہ مشرک مجھے رسوا کر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے اجازت دی کہ میں دور دراز قبائل کی طرف جاؤں جو نئے مسلمان ہوئے ہیں، شاید وہاں سے اپنے رسول ﷺ کو کچھ عطا کر دے جس سے میرا قرض پورا ہو جائے، میں وہاں سے نکلا اور اپنی تلوار، تھیلی، جوتے اور ڈھال اپنے سر کے پاس رکھ کر سو گیا، جب صبح صادق کی روشنی پھوٹی اور میں نے نکلنا چاہا تو ایک آدمی بلالؓ! بلالؓ

۸۔ سنن ابوداؤد ۳۰۵۵

پکارتا دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ، میں آپ ﷺ کے پاس گیا تو وہاں سامان سے لدی ہوئی چار اونٹنیاں بیٹھی ہوئی تھیں، میں نے آپ ﷺ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: خوش ہو جا، اللہ تعالیٰ نے تیرے قرض کو پورا کرنے کا سامان بھیج دیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے باہر بیٹھی ہوئی چار اونٹنیاں دیکھ لی ہیں، میں نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سواریاں سامان سمیت تیری ہیں، ان پر کپڑا اور کھانے کا سامان ہے، یہ میری طرف فدک کے بادشاہ نے بھیجی ہیں، انہیں لے جا اور اپنا قرضہ ادا کر، میں نے ایسا ہی کیا۔

۶۔ **حدیث** ابوحمید الساعدیؓ[1]: وہ کہتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شرکت کی، [جب رسول اللہ ﷺ تبوک پہنچے تو آپ ﷺ کے پاس اُیلہ کا والی محنہ بن روبہ آیا اور آپ ﷺ سے صلح کر کے آپ ﷺ کو جزیہ دے دیا][2] اُیلہ کے بادشاہ نے نبی کریم ﷺ کو ایک سفید خچر تحفے کے طور پر دیا، آپ ﷺ نے اسے ایک چادر دی اور ان کا ملک ان کے نام ہی لکھ دیا۔

۷۔ **حدیث** ابن عباسؓ[3] حجاج بن غلاط سلمیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی تلوار تحفے میں دی جس کا نام ذوالفقار تھا، اور دحیہ نے آپ ﷺ کو سیاہی ملے سفید رنگ کا خچر تحفے میں دیا۔

۸۔ **حدیث** عراک بن مالک: [4]حکیم بن حزام نے کہا کہ جاہلیت کے زمانہ میں محمد ﷺ میری سب سے زیادہ پسندیدہ شخصیت تھے۔ جب آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا اور مدینہ ہجرت کر گئے تو حکیم بن حزام نے حج کے موسم میں ذی یزن کا کرتا بکتے ہوئے پایا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تحفہ میں دینے کے لئے اسے پچاس دینار کے عوض خرید لیا اور اسے لے کر مدینہ آ گئے انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ تحفے کے طور پر دینا چاہا لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا، عبیداللہ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم مشرکوں سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے۔ لیکن، ہاں! اگر تو چاہتا ہے تو ہم قیمتاً تجھ سے خرید لیں گے۔ حکیم کہتے ہیں جب آپ ﷺ نے ہدیہ قبول کرنے سے انکار کر دیا تو میں نے آپ ﷺ

۱۔ بخاری ۳۱۶۱
۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۲۵
۳۔ مجمع الزوائد ۴/۱۵۳ انہوں نے کہا: اس حدیث میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ ہے جو کہ متروک ہے۔
۴۔ مسند احمد ۳/۴۰۲

کو قیمتاً دے دیا[آپ ﷺ نے اسے پہنا، میں نے آپ ﷺ پر یہ اس وقت دیکھا جب آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی، پھر آپ ﷺ نے یہ اسامہ بن زیدؓ کو دے دیا حکیم نے یہ اسامہؓ کے جسم پر دیکھا اور کہنے لگا: اے اسامہ! تو ذی یزن کا کرتا پہنے ہوئے ہے، انہوں نے کہا: ہاں! کیونکہ میں ذی یزن سے ہوں اور میرا باپ اس کے باپ سے بہتر ہے اور میری ماں اس کی ماں سے بہتر ہے، حکیم کہتے ہیں: میں پھر مکہ والوں کی طرف چلا گیا تا کہ انہیں اسامہؓ کی اس بات سے حیران کر دوں][1]

۹۔ حدیث کثیر بن عباس بن عبدالمطلبؓ:[2] انہوں نے کہا: عباسؓ کہتے ہیں کہ میں حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا، میں، ابوسفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلب اور رسول ﷺ، آپ ﷺ، آپ ﷺ کی سفید خچر پر سوار تھے، جو آپ ﷺ کو فروہ بن نفاثہ الجزامی نے تحفے میں دی تھی۔

۱۰۔ حدیث ابن بریدہ:[3] عامر بن طفیل نے نبی کریم ﷺ کو ایک گھوڑا تحفے کے طور پر بھیجا، اور آپ ﷺ کی طرف لکھا کہ میرے پیٹ میں پھوڑا ظاہر ہوا ہے، اپنے پاس سے میری طرف کوئی دوا بھیجیے، رسول اللہ ﷺ نے گھوڑا واپس کر دیا کیونکہ وہ مسلمان نہیں تھا، اور آپ ﷺ نے اس کی طرف شہد کا ایک ڈبہ تحفے کے طور پر بھیجا اور فرمایا، اس سے اپنی تکالیف کا علاج کر۔

۱۱۔ حدیث بریدہؓ[4] انہوں نے کہا: مقوس قبطی نے رسول ﷺ کو دو لونڈیاں تحفے میں بھیجیں، ان میں سے ایک ابراہیمؓ بن رسول ﷺ کی والدہ [ماریہؓ][5] تھیں، اور دوسری لونڈی آپ ﷺ نے حسان بن ثابتؓ کو ہبہ کر دی، یہ عبدالرحمان بن حسان کی والدہ تھیں، مقوقس نے آپ ﷺ کو ایک خچر بھی تحفے میں دی، [اور اس کے علاوہ کچھ اور

۱۔ مستدرک علی الصحیحین ۳/۴۸۵ انہوں نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے ذکر نہیں کیا، ذھبی نے اس کی موافقت کی ہے، ہیثمی نے مجمع ۴/۱۵۱ میں اسے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۲۔ مسلم ۴۵۸۸

۳۔ کتاب الاموال ۳۶۵

۴۔ مجمع الزوائد ۴/۱۵۲ انہوں نے اسے بزار اور طبرانی پر منحصر کیا ہے اور کہا کہ بزار کے راوی صحیح ہیں۔

۵۔ کتاب الاموال ابوعبیدہ ۳۶۷

چیزیں][1] (مثلاً) شام کی بنی ہوئی [لکڑی کی سرمہ دانی، آئینہ اور کنگھی][2] [اور ان کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی طرف خط بھی لکھا کہ مجھے معلوم تھا کہ ایک نبی کا ظہور ابھی باقی ہے لیکن میرا خیال تھا اس کا ظہور شاید شام کی طرف ہوگا][3] رسول اللہ ﷺ نے ان تحائف کو قبول فرمالیا۔

۹۔(۱۵۹) مشرکوں کے جو غلام مسلمانوں سے مل کر اسلام قبول کرلیں ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ۔

احکامات:

☆ مشرکین کے غلام اگر مسلمانوں سے مل جائیں تو انہیں واپس لوٹانا جائز نہیں۔

☆ مسلمانوں سے ملنے کی صورت میں ان کی غلامی ختم ہوجائے گی۔

☆ اگر ان غلاموں کے مالک مسلمان ہوجائیں تو ان غلاموں کی ولاء انہیں مل جائے گی۔

دلائل:

۱۔حدیث علی[4]: انہوں نے کہا: حدیبیہ کے دن صلح کا معاہدہ ہونے سے پہلے دو غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ان کے مالکوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ اے محمد ﷺ! یہ دونوں غلام آپ ﷺ کے دین کے شوق میں نہیں آئے بلکہ یہ تو غلامی سے بھاگے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگوں نے بھی اس کی تصدیق کی اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ان غلاموں کو مالکوں کی طرف واپس لوٹا دیجئے رسول اللہ ﷺ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: اے قریش کی جماعت! میرا نہیں خیال کہ تم اس وقت تک اس کام سے باز آؤ جب تک تمہاری گردنیں کاٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ کسی کو تم پر بھیج نہیں دیتے، آپ ﷺ نے غلام انہیں واپس لوٹانے سے انکار کردیا اور فرمایا: یہ اللہ کے آزاد ہیں۔

۳،۱۔ کتاب الاموال ابوعبید ۳۶۷

۲۔ مجمع الزوائد ۴/۱۵۲ انہوں نے اسے طبرانی اوسط میں امام طبرانی پر منحصر کیا ہے، انہوں نے کہا کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

۴۔ سنن ابوداؤد ۲۷۰۰

۲۔حدیث عبداللہ بن مکدمقعی[۱]: انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جب طائف والوں کا محاصرہ کیا تو ان کے غلاموں میں سے ابوبکرہ نامی ایک غلام جو کہ حارث بن کلاہ کا غلام تھا، اور منبعث، یحنث، اور وردان غلاموں کے ایک گروہ میں آپ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کرلیا جب طائف والوں کا ایک وفد آپ ﷺ کے پاس آیا اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ: ہمارے وہ غلام ہمیں لوٹا دیجئے جو آپ ﷺ کے پاس آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، وہ اللہ کے لئے آزاد ہیں، آپ ﷺ نے ہر آدمی کو اس کے غلام کی ولاء دے دی۔

۱۰۔(۱۶۰) مسلمانوں کے اس مال کے بارے میں رسول ﷺ کا فیصلہ جس پر مشرک قبضہ کر لیں، پھر مسلمان مشرکوں پر غالب آ گئے اور مشرک بھی مسلمان ہو گئے۔

احکامات:

لائل:

ا۔حدیث ابن عمرؓ[۲]: انہوں نے کہا: میرا گھوڑا بھاگ گیا [جس دن مسلمانوں کا [طیی اور اسد] [۳] سے مقابلہ ہوا وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھے] [۴] [گھوڑے نے عبداللہ بن عمرؓ کو منہ کے بل گرا دیا، عبداللہؓ گر گئے اور گھوڑا چلا گیا] [۵] دشمن نے اسے پکڑلیا، مسلمانوں نے ان پر غلبہ حاصل کرلیا تو رسول ﷺ کے زمانہ ہی میں یہ گھوڑا انہیں لوٹا دیا گیا، اسی طرح ان کا ایک غلام بھاگ گیا اور رومیوں کے پاس چلا گیا، مسلمانوں نے ان پر غلبہ حاصل کیا تو خالد بن ولیدؓ نے یہ غلام انہیں لوٹا دیا، یہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے بعد کا واقعہ ہے۔

۲۔حدیث عبداللہ بن عباسؓ[۶]: انہوں نے کہا: ایک آدمی نے غنیمت کے مال میں اپنا اونٹ دیکھا جسے مشرکوں

۱۔ سنن بیہقی ۲۲۹/۹

۲۔ بخاری ۳۰۶۷

۳۔ بخاری ۳۰۶۹

۴،۵۔ فتح الباری ۲۱۲/۶

۶۔ المدونۃ الکبری ۱۳/۲

نے پکڑ لیا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ تجھے مال غنیمت میں مل جائے تو اسے لے لو، اگر یہ تقسیم ہو چکا ہو تو اگر چاہے تو اس کی قیمت لے لے تو اس کی قیمت کا زیادہ حق دار ہے۔

۳۔ حدیث صخر بن عیلہ[۱]: جب اسلام آیا تو بنو سلیم کی ایک قوم اپنی زمین چھوڑ کر بھاگ گئی میں نے اس زمین پر قبضہ کر لیا، پھر وہ لوگ بعد میں مسلمان ہو گئے، وہ میرے ساتھ اس جھگڑے کا فیصلہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے، آپ ﷺ نے اس زمین کو ان کی طرف لوٹا دیا اور فرمایا: جب کوئی آدمی مسلمان ہو جائے تو وہ اپنی زمین اور اپنے مال کا زیادہ حق دار ہے۔ [اور ایک روایت ہے، جو کسی چیز پر مسلمان ہو جائے، وہ اسی کی ملکیت ہوگی][۲] {ہر وہ میراث جو تقسیم نہ ہوئی ہو اور اسلام کا زمانہ آجائے تو وہ اسلام کے طریقہ کے مطابق تقسیم ہوگی][۳]

۴۔ حدیث ابو سعید الاعشی[۴]: انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ صادر فرمایا کہ اگر غلام مسلمان ہو جائے اور بعد میں اس کا مالک بھی آکر مسلمان ہو جائے تو وہ مالک اس غلام کا زیادہ حق دار ہے۔

۵۔ حدیث اسامہ بن زید بن حارثہؓ[۵]: انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر اللہ نے بہتری کی تو آپ ﷺ کل کہاں ٹھہریں گے؟ یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے۔[۶] کیا آپ ﷺ مکہ میں اپنے گھر میں ٹھہریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر یا مکان ہی کہاں چھوڑا ہے؟ عقیل اور طالب، ابو طالب کے وارث بنے تھے، اور جعفرؓ اور علیؓ کو وراثت میں سے کچھ نہیں ملا تھا کیونکہ وہ دونوں مسلمان تھے، جبکہ عقیل اور طالب دونوں کافر تھے۔

۶۔ حدیث عبداللہ بن ابوملکیہؓ:[۷] نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ ریشمی قبائیں جن میں سنہری تکمے لگے ہوئے تھے بطور

۱۔ مسند احمد ۴/۳۱۰

۲،۳۔ سنن سعید بن منصور ۳/۷۶

۴۔ المطالب العالیہ حافظ ابن حجر ۲/۱۸۲

۵۔ مسلم ۳۲۸۱

۶۔ مسلم ۳۲۷۳، بخاری ۴۲۸۲

۷۔ بخاری ۳۱۲۷

تحفہ بھیجی گئیں، آپ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کے درمیان وہ تقسیم کر دیں، اور ان میں سے ایک قبا مخرمہ بن نوفل کے لئے علیحدہ کر کے رکھ لی، وہ اپنے بیٹے مسور بن مخرمہ کو لئے رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا، اور اپنے بیٹے سے کہنے لگا: آپ ﷺ کو یہاں بلاؤ، نبی کریم ﷺ نے اس کی آواز سن لی اور اس قبا کو پکڑ کر اس کے تکمے کو آگے کئے ہوئے لائے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابومسور میں نے یہ تیرے لئے چھپا کر رکھی تھی، ابومسور کچھ سخت اخلاق کا مالک تھا۔

۱۱۔ (۱۶۱) قیدیوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور اس قیدی کا تذکرہ جسے نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور وہ غلطی سے قتل ہو گیا۔

احکامات:

☆ قیدی کو غلام بنانا نبی کریم ﷺ کی عادت نہیں تھی۔

☆ حاکم کو اختیار ہے کہ وہ قیدیوں پر احسان کرتے ہوئے انہیں چھوڑ دے یا فدیہ لیکر چھوڑ دے یا انہیں قتل کر دے۔

☆ قوموں اور جماعتوں کی طرف سے مندوب یا جان پہچان والے لوگ مقرر کرنا جائز ہے۔

☆ اسلام دین فطرت ہے، جو اخلاص سے ایمان لایا، اور اسلام کی محبت اس کے دل میں سختی سے داخل ہو گئی تو یہ اسے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو جاتی ہے۔

☆ وحی کے علاوہ معاملات میں نبی کریم ﷺ اپنے صحابہؓ سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

دلائل:

۱۔ **حدیث انسؓ**[1] مکہ کے اسی آدمی نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کو قتل کرنے کی نیت سے صبح کی نماز کے وقت تنعیم پہاڑ کی طرف سے نیچے اترے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قید کر لیا، پھر آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (اس اللہ نے وادی مکہ میں ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا، اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے آخر آیت تک)[2]

۱۔ صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۳۷

۲۔ سورۃ الفتح ۲۴

۲۔ حدیث مروان اور مسور بن مخرمہؓ:[۱] جب ہوازن کا وفد نبی کریم ﷺ کے پاس اسلام قبول کرنے کے لئے آیا تو انہوں نے آپ ﷺ سے اپنے مالوں کی واپسی کا مطالبہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: جو تم چاہتے ہو وہ میرے پاس موجود ہے، اور مجھے سچی بات بہت پسند ہے، تم دو چیزوں میں سے ایک پسند کر لو، یا تو قیدی لے لو یا مال، ہوازن نے کہا: ہم قیدی چاہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: تمہارے یہ بھائی توبہ کر کے آ گئے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دوں، تم میں سے جو بخوشی قیدی واپس کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ ایسا کرے، اور جو چاہتا ہے کہ ہم اسے اس کے عوض حصہ دیں تو ہم اسے سب سے پہلے حاصل ہونے والے مال غنیمت میں سے حصہ دیں گے۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم بخوشی ایسا کرنے کیلئے تیار ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ تم میں سے کس نے بخوشی اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی، اس لئے تم واپس لوٹ جاؤ اور تمارے سردار اس معاملے کو میرے پاس لائیں، سب لوگ واپس لوٹ گئے، پھر ان کے سرداروں نے آپ ﷺ سے بات کی اور آپ ﷺ کو بتایا کہ انہوں نے بخوشی اجازت دے دی ہے۔

۳۔ حدیث ابو ہریرہؓ[۲]: وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک دستہ بھیجا، وہ بنو حنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑ لائے جس کا نام ثمامہ بن آثال تھا، جو کہ یمامہ والوں کا سردار تھا، انہوں نے اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیا، رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے ثمامہ، تیرا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا: اے محمد ﷺ! میں ٹھیک ہوں، اگر آپ ﷺ مجھے قتل کریں گے تو میرا بدلہ لیا جائے گا، اگر آپ ﷺ انعام کریں گے تو اس کا شکریہ ادا کیا جائے گا، اگر آپ ﷺ کو مال چاہیے تو مانگیئے، آپ ﷺ کی مرضی کے مطابق آپ کو دے دیا جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی حال میں چھوڑ دیا، جب دوسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ثمامہ تیرا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا، جیسا میں نے آپ کو پہلے کہا تھا۔ اگر آپ ﷺ احسان کر کے چھوڑ دیں گے تو اس کا شکریہ ادا کیا جائے گا، اگر آپ ﷺ قتل کریں گے تو اس کا بدلہ لیا جائے گا، اگر آپ ﷺ کو مال چاہیے تو مانگیئے آپ ﷺ کی مرضی کے مطابق

۱۔ صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۴۲

۲۔ مسلم ۴۵۶۴، بخاری ۲۴۲۲ اور صحیح سنن ابوداؤد ۲۶۷۹

آپ ﷺ کو دے دیا جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی حالت میں چھوڑ دیا۔ تیسرے دن آپ ﷺ نے پھر پوچھا: اے ثمامہ تیرا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا وہی جو میں نے پہلے کہا تھا اگر آپ ﷺ احسان کریں گے تو اس کا بدلہ دیا جائے گا ، اگر آپ ﷺ قتل کریں گے تو اس کا بدلہ لیا جائے گا، اگر آپ ﷺ کو مال چاہیے تو مانگیئے، آپ ﷺ کی مرضی کے مطابق آپ ﷺ کو دے دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثمامہ کو آزاد کردو۔ وہ مسجد کے قریبی باغ میں گئے، غسل کیا اور پھر مسجد میں داخل ہوئے اور کہنے لگے: اے محمد ﷺ! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے روئے زمین پر آپ ﷺ کے چہرے سے زیادہ کوئی چہرہ مجھے ناپسند نہیں تھا، لیکن اب آپ ﷺ کا چہرہ مجھے ہر چیز سے زیادہ پسند ہے، اللہ کی قسم! کوئی شہر مجھے آپ ﷺ کے شہر سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں تھا، لیکن اب آپ ﷺ کا شہر مجھے تمام شہروں سے زیادہ محبوب ہے، میں عمرہ کرنا چاہتا تھا کہ آپ ﷺ کے دستے نے مجھے پکڑ لیا، اس بارے میں اب آپ ﷺ کا کیا خیال ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے خوشخبری دی اور عمرہ کرنے کی اجازت دے دی، جب وہ مکہ گیا تو وہاں اسے ایک آدمی نے کہا: کیا تو بے دین ہو گیا ہے؟ وہ کہنے لگا: نہیں! بلکہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کا دین قبول کیا ہے، اللہ کی قسم! اب یمامہ کی طرف سے تمہارے پاس اس وقت تک گندم کا ایک دانہ بھی نہیں پہنچ سکتا، جب تک رسول ﷺ اس کی اجازت نہیں دیں گے۔

۵۔ حدیث عبداللہؓ:[1] انہوں نے کہا: بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا ان قیدیوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ابوبکرؓ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آپ ﷺ کے قبیلہ اور آپ ﷺ کی قوم کے لوگ ہیں، انہیں اپنے پاس رکھیئے، شاید اللہ انکی توبہ قبول فرمالے۔ عمرؓ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! انہوں نے آپ ﷺ کو گھر سے نکالا اور آپ ﷺ کی تکذیب کی، اس لئے انہیں اپنے پاس بلوا کر قتل کر دیجیئے۔ عبداللہ بن رواحہؓ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! کوئی ایسی وادی دیکھیئے جس میں ایندھن بہت زیادہ ہو۔ انہیں اس میں چھوڑ کر اوپر سے آگ بھڑکا دیں۔ عباسؓ کہنے لگے: ایسا کرنے سے آپ ﷺ کی رشتہ داری ٹوٹ جائے گی، راوی کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے کسی کی بات کا جواب نہیں دیا، کچھ لوگ کہنے لگے: آپ ﷺ ابوبکرؓ کی بات مانیں گے۔ اور کچھ کہنے لگے: آپ ﷺ عبداللہ بن رواحہؓ

۱۔ مسند احمد ۱/۳۸۳، اسے حاکم نے بھی بیان کیا ہے ۳/۲۱ انہوں نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہیں لیکن شیخین نے اسے نہیں نکالا ہیثمی نے المجمع ۶/۸۶ میں کہا ہے: اس کے راوی ثقہ ہیں ترمذی ۳۲۹۳

کی بات مانیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور فرمایا: اللہ نے بعض لوگوں کے دلوں کو اتنا نرم کر دیا ہے کہ وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہو گئے ہیں۔ اور اللہ نے بعض آدمیوں کے دلوں کو اتنا سخت کر دیا ہے کہ وہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں۔ اے ابو بکرؓ! تیری مثال ابراہیمؑ جیسی ہے۔ انہوں نے فرمایا تھا: (جو شخص میری اتباع کرے گا وہ مجھ سے ہوگا، اور جو میری نافرمانی کرے گا، تو بے شک تو بڑا مغفرت کرنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے)[1] یا ان کی مثال عیسیٰؑ جیسی ہے انہوں نے کہا: (اگر تو انہیں عذاب دے گا، تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو انہیں معاف کر دے گا، تو تو بے شک تو زبردست، بڑی حکمتوں والا ہے)[2] اور اے عمرؓ! تیری مثال نوحؑ جیسی ہے: انہوں نے کہا تھا: (اے میرے رب! تو سرزمین پر کسی کافر کا گھر نہ رہنے دے)[3] یا تیری مثال موسیٰؑ جیسی ہے، انہوں نے کہا تھا: (اے اللہ! تو ان کے مال و دولت کو نیست و نابود کر دے، اور ان کے دلوں کو سخت کر دے تا کہ ایمان نہ لائیں، یہاں تک کہ دردناک عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں)[4] تم ابھی محتاج ہو، اس لئے ان میں سے کوئی بھی اس صورت کے علاوہ نہیں چھوڑا جائے گا کہ یا تو اس سے فدیہ لیا جائے یا اسے قتل کر دیا جائے گا۔ عبداللہؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! سہیل بن بیضاء اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ میں نے اسے اسلام کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا ہے۔ آپ ﷺ خاموش رہے، عبداللہ کہتے ہیں، اس دن مجھ پر اس اس وقت تک پتھروں کی بارش سے بھی زیادہ خوف طاری رہا، جب تک آپ ﷺ نے بتا نہ دیا کہ سہیل بن بیضاء اس سے مستثنیٰ ہیں۔ روای کہتے ہیں: پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (اگر اللہ کی طرف سے ایک بات پہلے سے لکھی ہوئی نہ ہوتی، تو تم نے جو مال قیدیوں سے لیا ہے اس کے سبب سے ایک بڑا عذاب تمہیں آلیتا) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک (نبی کے لئے مناسب نہ تھا کہ ان کے پاس قیدی ہوتے قبل اس کے کہ وہ زمین میں کافروں کا خوب خون بہا لیتے، تم لوگ دنیاوی فائدہ چاہتے تھے اور اللہ تمہارے لئے آخرت کی بھلائی چاہتا تھا، اور اللہ

۱۔ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۶

۲۔ سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۱۱۸

۳۔ سورۃ نوح آیت نمبر ۲۶

۴۔ سورۃ یونس آیت نمبر ۸۸

زبردست، بڑی حکمتوں والا ہے)[1]

۶۔حدیث عباسؓ[2] انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کا فدیہ مجھے دیا، ان میں سے ہر ایک کا فدیہ چار ہزار درہم تھے، اور عقبہ بن ابی معیط کو فدیہ لینے سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا، علی بن ابو طالبؓ اس کی طرف کھڑے ہوئے اور انہیں پکڑ کر قتل کر دیا وہ کہنے لگا: اے محمد ﷺ! بچوں کی کون خبر لے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: آگ۔

۱۲۔(۱۶۲) جاسوس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ رسول اللہ ﷺ کے ایک معجزہ کا بیان۔

☆ ملزم سے پوچھ گچھ کرنا اور اگر ضرورت ہو تو اس کے کپڑے اتروانا جائز ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے عفو و درگذر کا بیان۔

☆ مسلمانوں کے علاوہ اہل کتاب، مشرکین اور ملحد لوگوں سے دوستی کرنا ناجائز ہے۔

☆ مسلمانوں کے علاوہ اہل کتاب، مشرکین اور ملحد لوگوں سے دوستی کرنا ناجائز ہے۔

☆ مشرکوں کے جاسوس کو قتل کرنا جائز ہے۔

☆ جاسوس کا سامان اسے قتل کرنے والے کو ملے گا۔

دلائل:

۱۔حدیث عبداللہ بن رافع[3]: انہوں نے کہا: میں نے علیؓ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زبیر [بن عوامؓ][4] اور مقداد بن اسودؓ کو بھیجا۔[ہم سب گھوڑوں پر سوار تھے][5] آپ ﷺ نے فرمایا: چلتے جاؤ جب تم روضہ

۱۔ سورۃ انفال ۶۷

۲۔ صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۳۶

۳۔ بخاری ۳۰۰۷

۴۔ بیہقی ۱۴۷/۱۰

۵۔ بخاری ۳۹۸۳

خاخ مقام پر پہنچو گئے تو وہاں تمہیں اونٹ پر سوار ایک عورت ملے گی ۔[اس کا نام سارہ ہے][1][وہ مشرکوں کی عورت ہے][2] اس کے پاس ایک خط ہوگا[جو اسے حاطبؓ نے دیا ہے][3][وہ خط اس نے اپنے بالوں میں چھپایا ہوگا][4] وہ خط اس سے لے آؤ، ہم چلے اور ہمارے گھوڑے ہمیں اڑا لے گئے، جب ہم روضہ کے مقام پر پہنچے تو ایک عورت سے ہمارا سامنا ہوا[جو کہ اپنے اونٹ پر سوار جارہی تھی][5] ہم نے کہا: خط نکالو وہ کہنے لگی: میرے پاس کوئی خط نہیں[ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھالیا، پھر اس کے سامان کی تلاشی لی، لیکن ہمیں کوئی چیز نہ ملی ۔(علیؓ کہتے ہیں) میرے دونوں ساتھی کہنے لگے، ہمیں خط نہیں ملا (تو واپس چلتے ہیں) میں نے کہا: مجھے یقین ہے رسول اللہ ﷺ نے غلط نہیں فرمایا:][6] ہم نے اسے کہا: خط نکالو! ورنہ ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے[جب اس نے اس سختی کو دیکھا][7] تو اپنی مینڈھیوں سے خط نکال دیا[ہم نے خط لے لیا][8] اور اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے، یہ خط حاطب بن ابو بلتعہؓ کی طرف سے مکہ والوں کے نام لکھا گیا تھا، اس کی عبارت یوں تھی[حمد وثناء کے بعد، محمد ﷺ تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں، اس لئے تم اپنا بچاؤ کرلو اور تیاری کرلو][9] اس نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے راز سے آگاہ کردیا تھا[جب پڑھ لیا][10] تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے حاطبؓ[تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا][11] وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے بارے میں فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کیجئے، (میری بات سن لیں) میں ایسا شخص ہوں جو قریش میں آکر مل گیا] میں ان کا حلیف تھا][12] میں اصل قریشی نہیں ہوں، آپ ﷺ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں ان کی مکہ والوں سے رشتہ داری ہے، جس کی وجہ سے ان کے اہل وعیال اور مال محفوظ ہیں ۔ میں نے سوچا چونکہ میری ان سے رشتہ داری نہیں ہے اس لئے میں ان پر احسان کر کے

۱،۴۔ بیہقی ۹/۱۴۷

۲،۵،۷۔ بخاری ۳۹۸۳

۳۔ بخاری ۳۰۸۱

۶۔ بخاری ۶۹۳۹

۸۔ مسند احمد ۱/۷۹

۹،۱۰،۱۱۔ بیہقی ۹/۱۴۷

۱۲۔ بخاری ۴۲۷۴

اپنے اہل وعیال کو محفوظ کر لیتا ہوں۔ میں نے یہ کام اس لئے نہیں کیا کہ میں (خدانخواستہ) کافر ہوں یا مرتد ہوں، اور نہ میں نے اسلام کے بعد کفر کو پسند کرتے ہوئے ایسا کیا ہے [میری اسلام سے محبت بہت بڑھ گئی ہے][1] [میں جانتا ہوں کہ اللہ اپنے رسول ﷺ کو ان پر ضرور غالب فرمائے گا][2] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاطبؓ سچ کہتا ہے [اس لئے اسے اچھا کلمہ ہی کہو][3] [آپ ﷺ نے اس کی بات کو قبول فرمالیا][4] عمرؓ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! [اس آدمی نے اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنوں سے خیانت کی ہے][5] اس لئے مجھے اجازت دیجیئے، میں اس منافق کی گردن اڑادوں [کیونکہ اس نے منافقت دکھائی ہے][6] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اے عمرؓ:][7] یہ بدر میں شریک تھا، شاید تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر جھانک کر فرمایا تھا: اب تم جیسے اعمال چاہے کرو، میں تم کو بخش چکا ہوں [اس چیز نے حاطبؓ کو کچھ جرأت دے دی)][8] [یہ سن کر عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اور انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں][9] [تو اللہ نے آیت نازل فرمائی، اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دوست دشمن کو دوست مت بناؤ، تم ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے ہو، حالانکہ انہوں نے تمارے پاس آنے والے حق کا انکار کیا ہے، اللہ کے اس فرمان تک، وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا][10][11]

۲۔ حدیث سلمہ بن اکوع[12]: انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہوازن سے لڑائی کی [راوی کہتے ہیں][13] ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ناشتہ کر رہے تھے اچانک ایک آدمی آیا [جو کہ مشرکوں کا جاسوس تھا][14] وہ سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار تھا، اس نے اسے بٹھایا اور اس کی کمر سے ایک رسی نکالی [دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ اونٹ کے

۱، ۶، ۸۔ بخاری ۳۰۸۱

۲، ۴، ۷۔ بیہقی ۹/۱۴۷

۳، ۵، ۹۔ بخاری ۳۹۸۳

۱۰۔ سورۃ الممتحنہ آیت ۱

۱۱۔ بخاری ۴۲۷۴

۱۲۔ مسلم ۴۵۴۷

۱۳۔ صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۱۲

۱۴۔ بخاری ۳۰۵۱ ایاس بن سلمہ الاکوع کی اپنے باپ سے روایت۔

کندھے کی ایک طرف سے رسی نکالی][1] اور اس سے اونٹ باندھ دیا، پھر آگے آیا[اور بیٹھ کر][2] لوگوں کے ساتھ کھانا کھانا شروع کر دیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا! ہم لوگ ان دنوں ناتواں تھے اور بعض پیدل بھی تھے[جب اس نے ہماری کمزوری اور سواریوں کی کمی دیکھی][3] تو وہاں سے دوڑا، اپنے اونٹ کے پاس آیا اور اس کی رسی کھول کر اسے بٹھایا اور اس پر بیٹھ کر[اسے ایڑ لگائی][4] اور اونٹ اسے لے کر دوڑ گیا[نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے تلاش کرو اور قتل کر دو][5] [اسلم][6] قبیلے کا ایک آدمی خاکی رنگ کی ایک اونٹنی پر سوار ہو کر اس کے پیچھے گیا[یہ اونٹنی سب سے زیادہ تیز رفتار تھی][7] سلمہ کہتے ہیں: میں بھی اس کے پیچھے پیدل بھاگا[میں نے اسے پالیا، اونٹنی کا سر اونٹ کی سرین کو چھو رہا تھا اور میں اونٹنی کی سرین کے پاس تھا][8] پھر میں آگے بڑھا اور اونٹ کی لگام پکڑ لی اور اسے بٹھا دیا، جب اس نے اپنے گھٹنے زمین پر رکھے تو میں نے اپنی تلوار سونتی اور اس آدمی کے سر پر دے ماری وہ نیچے گر پڑا، میں اونٹ کو لے کر آیا، اس پر مقتول کا سامان اور اسلحہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرا استقبال کیا تمام لوگ آپ ﷺ کے ساتھ [استقبال][9] کے لئے موجود تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اس آدمی کو کس نے قتل کیا ہے؟ لوگ کہنے لگے ابن اکوع نے، آپ ﷺ نے فرمایا: مقتول کا سارا سامان اس کا ہے۔

۱، ۳، ۴، ۶، ۸، ۹ صحیح سنن ابوداود ۲۳۱۲
۲، ۵ بخاری ۳۰۵۱ ایاس بن سلمہ اکوع کی اپنے باپ سے روایت

کتاب النکاح

پہلا باب: حق مہر کے بارے میں

دوسرا باب: صحتِ نکاح کی شرائط،

خاوند اور بیوی کے فرائض کے بارے میں

تیسرا باب: بیویوں کی تعداد، ان کی

باری باندھنے اور بچے کی پرورش کرنے کے بارے میں

چوتھا باب: حرام اور باطل نکاحوں کے بارے میں

پانچواں باب: رضاعت کے بارے میں

چھٹا باب: متفرق مسائل کے بارے میں

پہلا باب

حق مہر کے بارے میں

اور اس میں (٦) فیصلے ہیں۔

۱-(۱۶۳) عورت کو خلوت میں لے جانے اور اسے بے پردہ دیکھنے والے پر حق مہر واجب ہو جانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ عورت کے باپردہ مقامات کو دیکھنے پر مہر واجب ہونے کا بیان۔

☆ عورت کو بے پردہ کرنا اور اس کے پوشیدہ اعضا کو دیکھنا اس کے ساتھ ہمبستری کا حکم رکھتے ہیں۔

☆ عورت کو اپنے خاوند کے لیے کپڑے اتارنے کا جواز۔

☆ خاوند کہے "جاؤ اپنے گھر چلی جاؤ" کہنے سے طلاق ہو جائے گی۔

دلائل:

۱- **حدیث محمد بن ثوبانؒ:**[۱] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عورت کو بے پردہ کر کے اس کے پوشیدہ اعضا کو دیکھا، اس پر حق مہر واجب ہو گیا[ایک روایت میں ہے جس نے عورت کو بے پردہ کر کے دیکھا اس پر حق مہر واجب ہو گیا خواہ اس کے ساتھ ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو][۲]

۲- **حدیث** سعد بن زید الانصاریؓ:[۳] انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے غفار نامی قبیلے کی ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا، خلوت میں جا کر، اسے کپڑے اتارنے کا کہا، اس نے حسب حکم کپڑے اتارے تو آپ ﷺ کو اس کے پستان کے پاس پھلبہری کی طرح کی سفیدی نظر آئی۔ آپ ﷺ پیچھے ہٹ گئے اور اس سے کہا، کپڑے پہن لے۔ صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: اپنے گھر چلی جاؤ اور اسے اس کا حق مہر مکمل ادا کر دیا۔

۲-(۱۶۴) رسول اللہ ﷺ کا اس بارے میں فیصلہ کہ حق مہر کا مستحق کون ہو گا؟

احکامات:

☆ مہر عورت کا حق ہے، وہی اس کی مالک ہے۔

☆ عقد کے بعد عورت کے سرپرست کو جو تحفہ دیا جائے وہ خاوند کی ملکیت ہو گا۔

۱، ۲، ۳- السنن الکبری بیہقی ۷/۲۵۶

☆ آدمی بیٹی یا بہن کی وجہ سے تعظیم وتکریم کا زیادہ حق دار ہے۔

دلائل:

حدیث عائشہؓ:[1] انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے فرمایا: حق مہر یا دیگر سامان جس کے ساتھ عورت کی شرمگاہ کو حلال کیا جائے، وہ عورت کے لیے ہے اور وہ چیز جس سے نکاح کے بعد اس کے باپ، بھائی یا سرپرست کی عزت افزائی کی جائے وہ انہیں کی ہوگی۔ آدمی، بیٹی یا بہن کی وجہ سے تعظیم وتکریم کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

۳-(۱۶۵) ہم بستری سے پہلے ہی خاوند کی موت کی وجہ سے نکاحِ تفویض[2] کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ فتویٰ صادر کرنے میں کامل احتیاط کی ضرورت۔

☆ پیش آمدہ مسئلہ میں کسی واضح حکم کے نہ ہونے سے عالم دین کے لیے اجتہاد کا جواز۔

☆ جس عورت کے خاوند نے اس کے حق مہر کا تعین نہ کیا اور وہ اس سے خلوت کرنے سے پہلے مر گیا، اس عورت کے لیے مہر مثل[3] کے واجب ہونے کا بیان۔

☆ جس عورت کا خاوند اس کے ساتھ خلوت کرنے سے پہلے مر جائے اس کے لیے میراث کا ثبوت اور اس پر عدت گزارنے کا وجوب۔

☆ نکاح کرنے والے مرد اور منکوحہ عورت دونوں کی طرف سے بوقت نکاح ایک ہی آدمی کے وکیل بننے کا جواز۔

دلائل:

۱- **حدیث عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ:**[4] عبداللہ بن مسعودؓ کو اس آدمی کے بارے میں [جس نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اس کے لیے حق مہر کا تعین نہ کیا اور اس کے ساتھ ہمبستری سے پہلے ہی فوت ہو گیا تھا][5] خبر دی گئی

۱- السنن الکبریٰ للبیہقی ۷/ ۲۴۸

۲- مہر مقرر کرنے کے بغیر نکاح

۳- عورت کے خاندان کی لڑکیوں کو عام طور پر دیے جانے والے مہر کے برابر

۴- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۵۸

۵- صحیح سنن النسائی ۳۱۴۶

تو [انہوں نے ان لوگوں سے کہا: رسول اللہ ﷺ سے جدا ہونے کے بعد سے لے کر اس سے زیادہ مشکل سوال مجھ سے نہیں پوچھا گیا، کسی اور کے پاس چلے جاؤ] [1] راوی نے کہا: لیکن لوگ [اس مسئلے کے بارے میں] [2] ان کے پاس ایک مہینہ تک، یا کہا کہ کئی بار آئے [آپ انہیں فتویٰ نہیں دیتے تھے] [3] [پھر ان لوگوں نے بالآخر آپ سے کہا: اگر ہم آپ سے نہ پوچھیں تو پھر کس سے پوچھیں؟ اس علاقے میں آپ نبی ﷺ کے بزرگ صحابیوں میں سے ہیں اور آپ کے علاوہ اس مرتبے کا ہمیں کوئی نظر نہیں آتا ہے] [4] انہوں نے فرمایا: میں اس مسئلہ میں [اپنی بھرپور رائے کے ساتھ] [5] اظہار کروں گا، اس کے لیے اس کی قوم قبیلے کی عورتوں جیسا حق مہر ہوگا، نہ کم نہ زیادہ، اور یہ کہ وہ میراث کی حق دار ہوگی۔ اور اس پر [چار مہینے دس دن کی] [6] عدت ہوگی۔ یہ جواب اگر صحیح ہوگا تو اللہ کی طرف سے ہوگا اور اگر غلط ہوگا تو میری اور شیطان کی طرف سے ہوگا، اللہ اور اس کا رسول ﷺ [اس سے] [7] بری ہیں [یہ فتویٰ انہوں نے اشجع کے چند لوگوں کی موجودگی میں دیا] [8] تو اشجع قبیلے سے کچھ لوگ اٹھے، ان میں جراح اور ابوسنان بھی تھے، ان دونوں نے کہا: ابن مسعود! ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان بروع بنت واشق کے بارے میں اسی طرح فیصلہ کیا تھا [جس طرح آپ نے کیا ہے] [9] وہ اس طرح کہ اس کا خاوند ھلال بن حرۃ اشجعی [اس کے ساتھ ہمبستری کرنے سے پہلے فوت ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ اسے اس کی قوم قبیلے کی عورتوں جتنا مہر دیا جائے گا، وہ وراثت کی حقدار ہے اور وہ عدت گزارے گی] [10] جیسے آپ نے فیصلہ کیا ہے۔ راوی نے کہا: عبداللہ بن مسعودؓ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے ساتھ اپنے فیصلے کی موافقت پر بہت خوش ہوئے۔

۲- **حدیث** عقبہ بن عامرؓ: [11] رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو پوچھا: اگر میں تمہاری شادی فلاں عورت کے ساتھ کر دوں تو کیا تمہیں پسند آئے گا؟ اس نے کہا: جی ہاں! کر دیں۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں کی شادی کرا دی۔ اس آدمی نے مہر کی ادائیگی یا تعین کے بغیر ہی اس کے ساتھ ہم بستری کر لی۔ یہ آدمی ان لوگوں میں سے تھا جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے اور صلح حدیبیہ میں شریک ہونے والے ہر آدمی کے لیے خیبر سے حصہ رکھا گیا تھا۔ وہ فوت ہونے لگا تو اس نے

۱،۲- مستدرک حاکم ۲/۱۸۰ اور کہا کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن بخاری و مسلم نے اسے اپنی کتابوں میں درج نہیں کیا۔ امام ذھبی نے امام حاکم کے ساتھ اس بات پر موافقت کی ہے۔

۳- سنن النسائی ۳۱۴۶

۴،۵،۶،۷،۸- صحیح سنن النسائی ۳۱۴۸

۹- صحیح سنن النسائی ۳۱۴۶

۱۰- صحیح سنن النسائی ۳۱۴۵

۱۱- صحیح سنن ابوداؤد ۱۸۵۹ اور مستدرک حاکم ۲/۱۸۲

کہا: رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت کو میرے نکاح میں دیا تھا اور میں نے اس کے لیے نہ حق مہر کا تعین کیا تھا اور نہ ہی اسے کوئی اور چیز دی تھی اور میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنا خیبر کا حصہ اسے حق مہر میں دیا۔ عورت نے وہ حصہ لے لیا اور اسے ایک لاکھ میں بیچا۔

۴-(۱۶۶) جوتے کے جوڑے کے بدلے نکاح کرنے والے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اس بات کا بیان کہ حق مہر کی مقدار خاوند بیوی کی موافقت پر ہے۔

☆ کم از کم حق مہر کی کوئی حد نہیں ہے۔

☆ نکاح جوتوں کے جوڑوں کے عوض بھی ہو سکتا ہے۔

دلائل:

حدیث عبداللہ بن عامر بن ربیعہؓ:[۱] وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: بنوفزارہ کے ایک آدمی نے [ایک عورت کے ساتھ][۲] جوتوں کے جوڑے کے عوض نکاح کیا [اس عورت کو نبی ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ذاتی طور پر اور مالی نقطہ نظر سے تو اس جوتے کے جوڑے پر راضی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں!][۳] تو نبی ﷺ نے اس نکاح کو جائز قرار دیا۔

۱- ضعیف سنن ابن ماجہ ۴۱۳

۲،۳- السنن الکبریٰ للبیہقی ۷/ ۱۳۸

۵-(۱٦۷) اس آدمی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جس نے کسی عورت کے ساتھ نکاح کیا تو وہ حاملہ نکلی

احکامات:

☆ حاملہ عورت کو بدکاری کی وجہ سے کوڑے لگائے جائیں گے۔

☆ اس کے لیے حق مہر کا ثبوت کیونکہ مرد اس کی شرمگاہ کو حلال سمجھ کر استعمال میں لایا ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** سعید بن المسیب ؒ:[۱] وہ نبی ﷺ کے ایک انصاری صحابی سے روایت کرتے ہیں جسے بصرۃ[۲] [بن اکثم][۳] کہا جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے ایک پردہ نشین کنواری عورت کے ساتھ شادی کی۔ جب میں خلوت میں اس کے پاس گیا تو اسے حاملہ پایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اسے اس کی شرمگاہ کو استعمال کرنے کی وجہ سے حق مہر دیا جائے گا۔ بیٹا تمہارا غلام ہوگا۔ جب وہ بچہ جنم دے لے اسے کوڑے لگاؤ[۴] [اور آپ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان علیحدگی کرا دی][۵]

٦-(۱٦۸) حق مہر اور اس کی کم از کم مقدار کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ انصار کا اپنے مہاجر بھائیوں کے لیے ایثار کا بیان۔

☆ نکاح میں حق مہر دینے کا وجوب، اگرچہ کم ہی ہو۔

۱- ضعیف سنن ابی داؤد ٤٦۵، دارقطنی ۳/۲۵۱ اور مستدرک حاکم ۲/۲۰۰

۳،۵- ضعیف سنن ابی داؤد ٤٦٦

۲- ایک روایت میں ہے کہ وہ آدمی نضرۃ بن ابونضرۃ الغفاری تھا۔ علل الحدیث لابن منذر ۱۰/۲۵۱

٤- ایک روایت میں ہے اسے کوڑے لگاؤ یا یہ کہ اس پر حد قائم کردو۔ ضعیف سنن ابی داؤد ٤٦۵

☆ نکاح میں ولیمہ کا مستحب ہونا۔

☆ قرآن پاک کی یاد کی ہوئی کچھ سورتوں کو نکاح میں حق مہر بنانے کا جواز۔

☆ باپ کا حسب استطاعت بیٹی کو جہیز دینا۔

☆ عورتوں کو حق مہر دینے کے سلسلے میں انتہا پسندی سے اجتناب۔

☆ عورت کو خاوند کی طرف سے کسی اور کی طرف سے حق مہر اور جہیز دینے کا جواز۔

دلائل:

۱- **حدیث انسؓ:**(۱) جب عبدالرحمٰن بن عوفؓ [مہاجر بن کر](۲) [ہمارے پاس آئے](۳) [تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور سعد بن الربیع کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا](۴) [سعد نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا: میرے پاس کچھ مال ہے وہ میرے اور آپ کے درمیان آدھا آدھا ہوگا۔ میری دو بیویاں ہیں، دونوں میں جو آپ کو زیادہ پسند ہو، میں اسے طلاق دے دوں، آپ اس سے نکاح کر لیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کے اہل وعیال اور مال میں برکت کرے مجھے بازار کا راستہ سمجھا دیں](۵) [انہوں نے ان کو سمجھا دیا](۶) [تو وہ بازار گئے وہاں خرید وفروخت کی](۷) [پھر وہ کافی زیادہ گھی اور پنیر لے کر لوٹے](۸) [پھر] انہوں نے کھجور کی ایک گٹھلی کے برابر سونے کے عوض ایک عورت کے ساتھ نکاح کر لیا(۱۰)۔ نبی ﷺ نے [ان کے چہرے پر](۱۱) شادی کی خوشی [اور کپڑوں پر زعفران کی چھینٹوں(۱۲)](۱۳) کو دیکھا تو پوچھا: [ایک روایت میں ہے نبی ﷺ نے پوچھا: کیا خبر ہے؟](۱۴) انہوں نے جواب دیا [اللہ کے رسول ﷺ](۱۵) میں نے [ایک انصاری](۱۶) عورت کے ساتھ شادی کر لی ہے۔ [آپ ﷺ نے پوچھا: حق مہر میں کیا دیا ہے؟ انہوں نے کہا:](۱۷) ایک گٹھلی کے برابر سونے کے عوض (نکاح کیا ہے) [اس کی قیمت پانچ درہم لگائی گئی ہے](۱۸) [آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تمہیں مبارک کرے، ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کا ہی کیوں نہ ہو](۱۹)

۱- بخاری ۵۱۴۸
۲، ۶، ۱۸، ۱۹- السنن الکبریٰ للبیہقی ۷/ ۲۳۴
۳، ۴- بخاری ۶۰۸۲
۵، ۸، ۱۶- صحیح سنن النسائی ۲/ ۳۱۷
۷، ۹- بخاری ۵۱۶۷
۱۰- حدیث میں لفظ "نواۃ" آیا ہے اور نواۃ۔ امام خطابی نے فرمایا: یہ عربوں کے ہاں ایک مقدار کا نام ہے جسے سونے کے پانچ درہموں کے برابر قرار دیتے ہیں مسلم ۹/ ۲۱۹ درھم۔
۱۲- خوشبو جو عام طور پر دولہے لگاتے ہیں۔
۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۷- صحیح سنن ابی داؤد ۲/ ۱۸۵۴
۱۹- مسلم ۵/ ۲۳۴، بخاری ۵۱۵۵

۲- **حدیث** سہل بن سعد الساعدی ؓ:[۱] انہوں نے فرمایا: ایک عورت [خولہ بنت حکیم][۲] نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا: اللہ کے رسول ﷺ: میں آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کو اپنا آپ ہبہ کرنے آئی ہوں: راوی نے کہا: نبی ﷺ نے اس کا اوپر نیچے سے اچھی طرح جائزہ لیا پھر آپ ﷺ نے سر نیچے جھکا لیا۔ عورت نے جب دیکھا کہ آپ ﷺ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر رہے ہیں تو وہاں بیٹھ گئی۔ اب آپ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: اللہ کے رسول ﷺ: اگر آپ ﷺ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: تمہارے پاس [اسے حق مہر میں دینے کے لیے][۳] کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! بخدا کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر جاؤ اور دیکھو کوئی چیز ملتی ہے؟ وہ گیا اور تھوڑی دیر بعد واپس لوٹ آیا اور کہا: بخدا گھر میں مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ ڈھونڈو اگر چہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو، وہ گیا اور واپس آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! بخدا لوہے کی انگوٹھی تک بھی نہیں ملی البتہ یہ میری چادر ہے (سہل نے کہا اس کی جمع پونجی چادر ہی تھی)۔ اس میں سے آدھی اس کے لیے ہے [اور آدھی میں لے لوں گا][۴] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسی چادر کا کیا کرو گے؟ اگر تم اوڑھ لو تو اس پر نہیں رہے گی اور اگر وہ اوڑھ لے تو تم پر نہیں رہے گی، وہ آدمی بیٹھ گیا یہاں تک کہ کافی دیر بیٹھنے کے بعد اٹھ کر جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلوایا اور اس سے پوچھا: قرآن پاک کا کوئی حصہ یاد ہے؟ اس نے کہا: مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے (اس نے یاد کی ہوئی تمام سورتوں کے نام گنوائے) آپ ﷺ نے پوچھا: یہ سورتیں تمہیں زبانی یاد ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ! قرآن پاک کی ان حفظ کی ہوئی سورتوں کے عوض میں نے اس عورت کو تمہاری ملکیت میں دیا۔

۳- **حدیث** ابن عباس ؓ:[۵] انہوں نے فرمایا: جب حضرت علی ؓ نے حضرت فاطمہ ؓ کے ساتھ نکاح کیا تو

۱- بخاری ۵۰۸۷

۲،۳- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۵۶

۴- فتح الباری ۸/۳۸۶

۵- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۶۵

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: فاطمہ کو (مہر میں) کوئی چیز دو۔ حضرت علیؓ نے کہا: میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: تمہاری وہ حطمی ڈھال کہاں ہے؟ [انہوں نے کہا: میرے پاس ہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اسے دے دو۔[1] [ایک روایت میں ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو چادر، مشکیزہ، تکیہ جہیز میں دیا، تکیے میں روئی کی جگہ کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے][2]

۴- **حدیث** ابوسعید الخدریؓ:[3] رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ کے ساتھ پچاس درہم قیمت کے گھریلو سامان پر نکاح کیا۔

۵- **حدیث** ابوسلمہؓ:[4] انہوں نے فرمایا: میں نے عائشہؓ سے پوچھا: نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کا حق مہر کتنا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: آپ ﷺ کی تمام بیویوں کا حق مہر بارہ اوقیے اور ایک نش ہوتا تھا، جانتے ہو نش کیا چیز ہے؟ نش نصف اوقیہ کو کہتے ہیں اور یہ پانچ سو درہم بنتے ہیں۔

۶- **حدیث** ابوالعجفاء السلمیؓ:[5] انہوں نے فرمایا: حضرت عمرؓ نے ہمیں خطبہ دیا جس میں کہا: خبردار عورتوں کو حق مہر دینے میں مبالغہ سے کام نہ لو، کیونکہ یہ چیز اگر دنیا عزت افزائی یا اللہ کے ہاں تقویٰ کا سبب ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کام کے زیادہ حقدار ہوتے۔ آپ ﷺ نے اپنی کسی بھی بیوی کو یا بیٹی کو بارہ اوقیہ سے زیادہ حق مہر نہیں دیا [یہ چار سو اسی درہم ہوئے][1]

۷- **حدیث** ام حبیبہؓ:[7] وہ عبداللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں۔ عبداللہ ارضِ حبشہ میں فوت ہو گئے تو شاہ حبشہ

۱- صحیح سنن النسائی ۳۱۶۰ اور مصنف عبدالرزاق ۱۰۴۰۲ میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کو مہر میں بارہ اوقیے دیئے۔ (ایک اوقیہ تقریباً ڈیڑھ اونس کے برابر ہوتا ہے، مترجم)

۲- مستدرک حاکم ۲/۱۸۵ اور کہا کہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن بخاری و مسلم نے اسے ذکر نہیں کیا، امام ذہبی نے امام حاکم کے اس قول پر ان کی موافقت کی ہے۔

۳- ضعیف سنن ابن ماجہ ۴۱۴

۴- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۵۳۱

۵- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۵۲

۶- مصنف عبدالرزاق ۱۰۴۰۴

۷- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۵۳

نجاشی نے ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کر دیا اور انہیں اپنی طرف سے چار ہزار درھم حق مہر دیا [اور انہیں اپنی طرف سے جہیز دیا] (۱) اور انہیں شرحبیل بن حسنہؓ کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس بھیجا [نبی ﷺ نے حضرت ام حبیبہؓ کے لیے کوئی چیز نہیں بھیجی تھی۔ آپ ﷺ کی بیویوں کا حق مہر چار سو درہم تھا] (۲)

۸- **حدیث ابی هریرة**ؓ: (۳) انہوں نے فرمایا: اس وقت جب رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود تھے، حق مہر دس اوقیے تھا۔

۱،۲- صحیح سنن ابن ماجہ ۳۱۴۲

۳- صحیح سنن النسائی ۳۱۴۰

دوسرا باب

صحتِ نکاح کی شرائط، خاوند اور بیوی کے فرائض کے بارے میں

اور اس میں (۶) فیصلے ہیں۔

۱-(۱۶۹) نکاح کی شرائط کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ نکاح سے متعلقہ شرطوں کو پورا کرنے کی تاکید۔

☆ منگنی پر منگنی کرنے کی ممانعت۔

☆ کسی کے سودے پر سودا اور بھاؤ پر بھاؤ کرنے کی ممانعت۔

☆ پھوپھی یا خالہ سے نکاح کی صورت میں اس کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کی ممانعت۔

☆ کسی عورت کا اپنی بہن کو طلاق دلوا کر اس کے خاوند کے ساتھ نکاح کرنے کی ممانعت۔

دلائل:

۱- حدیث عقبہ بن عامرؓ:[1] انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے فرمایا: وہ شرط پورے کیے جانے کی سب سے زیادہ حق دار ہے جس کے ذریعے تم عورتوں کی شرمگاہیں اپنے اوپر حلال کرتے ہو (یعنی حق مہر وغیرہ)۔

۲- حدیث ابی ھریرۃؓ:[2] وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرے نہ اس کے سودے پر سودا کرے۔ پھوپھی کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بھتیجی کے ساتھ اور خالہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بھانجی کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے اور کوئی اپنی بہن کے حق سے محروم کرنے کے لیے اسے طلاق دلوانے کی کوشش نہ کرے بلکہ اسے چاہیے کہ جہاں میسر ہو نکاح کر لے جو اس کے نصیب میں ہے اسے مل جائے گا۔

۲-(۱۷۰) کسی اور کے جماع سے حاملہ عورت کے ساتھ جماع کرنے کی حرمت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ استبراءِ رحم[3] کا وجوب تاکہ کوئی اپنا پانی دوسرے کی کھیتی کو نہ پلائے۔

---

1. مسلم ۳۴۷۵
2. مسلم ۳۴۳۸
3. کافروں کی منکوحہ عورتیں جب جنگی قیدی کی حیثیت سے مسلمانوں کے ہاتھ لگیں تو ان کا پہلا نکاح ختم ہو جائے گا۔ اب ان کے ساتھ ایک حیض کے آنے تک ہمبستری جائز نہیں ہوگی تاکہ ان کے حاملہ ہونے یا نہ ہونے کا پتہ چل جائے اس ایک حیض تک کے انتظار کا نام ''استبراءِ رحم'' ہے۔

☆ قیدی عورتوں میں سے حاملہ کے ساتھ وضع حمل سے پہلے جماع کی ممانعت۔

☆ تقسیم ہونے سے پہلے مال غنیمت کی کسی بھی چیز کو فروخت کرنے کی حرمت۔

دلائل:

۱- **حدیث ابی درداءؓ:**[۱] وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ان کے خیمے کے دروازے پر ایک قریب الولادت حاملہ عورت لائی گئی۔ آپ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: [اس کا خاوند][۲] شاید اس کے ساتھ ہمبستری کرنا چاہتا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا تھا کہ اس پر ایسی لعنت کروں جو اس کی قبر میں اس کے ساتھ جائے (وہ اس پیٹ والے بچے کو اپنے بچوں کی طرح) کیسے وارث بنائے گا جو اس کے لیے جائز نہیں، اس سے کیسے غلاموں کی طرح خدمت لے گا جو اس کے لیے جائز نہیں [حاملہ عورت سے ولادت سے پہلے جماع بالکل نہ کیا جائے اور غیر حاملہ کے ساتھ جب تک اسے ماہواری نہ آ جائے جماع نہ کیا جائے][۳]

۲- **حدیث حنش صنعانیؒ:**[۴] انہوں نے رویفع بن ثابت انصاریؓ سے بیان کیا کہ وہ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں آپ لوگوں سے وہی بات کہوں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے حنین کے دن سنی، آپ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنا پانی غیر کی کھیتی کو پلائے یعنی حاملہ عورت کے ساتھ ہمبستری کرے۔ اور جو اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ قیدیوں میں سے کسی بھی عورت کے ساتھ استبراء رحم سے پہلے ہمبستری کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ مال غنیمت میں سے کوئی چیز تقسیم ہونے سے پہلے بیچے۔

۱- مسلم ۳۵۴۷
۲- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۸۸
۳- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۸۹
۴- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۹۰

۳- (۱۷۱) حاملہ کی عدت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ جس حاملہ کا خاوند فوت ہو گیا ہو اس کی عدت وضع حمل ہے خواہ وہ مدت تھوڑی ہو یا زیادہ۔

☆ عدت گزر جانے کے بعد عورت کی منگنی کے لیے بناؤ سنگھار کا جواز۔

☆ اس بات کا بیان کہ اسے اپنے بارے میں مکمل اختیار ہے وہ اپنے ولی کی اجازت سے جب چاہے، جس کے ساتھ چاہے نکاح کر سکتی ہے، اسے نکاح پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور اس کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح نہیں کیا جا سکے گا۔

دلائل:

۱- **حدیث عبیداللہ بن عتبہ:**[۱] ان کے والد نے عمر بن عبداللہ بن ارقم کو بذریعہ خط حکم دیا کہ وہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے پاس جائے اور اس کے حالات سے آگاہی حاصل کرے اور اس سے پوچھے کہ جب اس نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ لیا تھا تو آپ ﷺ نے اسے کیا فتویٰ دیا تھا؟ تو عمر بن عبداللہ بن ارقم نے عبداللہ بن عتبہ کو بتانے کے لیے لکھا: مجھے سبیعہ بنت حارث نے بتایا کہ وہ سعد بن خولہ کی زوجیت میں تھی۔ سعد بن خولہ کا تعلق بنو عامر بن لوئی سے ہے۔ یہ جنگ بدر میں شریک تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر فوت ہو گئے جبکہ وہ (سبیعہ بنت حارث) حاملہ تھیں۔ پھر ان کی وفات کے (بیس دن بعد)[۲] ہی وہ حمل سے فارغ ہو گئیں اور پھر نفاس سے فارغ ہو کر منگنی کے لیے بناؤ سنگھار کر لیا [چنانچہ دو آدمیوں نے اس کی طرف منگنی کا پیغام بھیجا ان میں سے ایک جوان تھا اور دوسرا بوڑھا، وہ جوان کی طرف مائل ہو گئیں][۳] [پیغام بھیجنے والوں میں سے ایک ابوالسنابل تھا][۴] ابوالسنابل بن بعکک جو کہ بنو عبدالدار قبیلے کا آدمی تھا سبیعہ کے پاس آیا اور اسے کہنے لگا: میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے بناؤ سنگھار کیا ہوا ہے، نکاح کرنے کا ارادہ ہے؟ جب تک چار مہینے دس دن نہ گزر جائیں [سبیعہ کے گھر والے کہیں گئے تھے، ابوالسنابل کو امید تھی کہ وہ واپس آئیں گے تو لازماً اسے

۱- بخاری ۳۹۹۱، ۵۳۱۹، مسلم ۳۷۰۶، سنن ابی داؤد ۲۳۰۶، سنن ابن ماجہ ۲۰۲۷، سنن ترمذی ۱۱۲۱۲ اور ارواء الغلیل ۲۱۱۳

۳- صحیح سنن نسائی ۳۲۸۴، ابوسلمہ کی روایت سے۔

۲،۴- صحیح سنن النسائی ۳۲۸۵ ابوسلمہ بن عبدالرحمن کی روایت سے۔

ہی اس کے ساتھ نکاح کے لیے ترجیح دیں گے]⁽¹⁾ سبیعہ کہتی ہیں: جب ابوالسنابل نے مجھے یہ کہا، میں نے شام ہوتے ہی تیاری کی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس چلی آئی اور مسئلہ ان کے سامنے رکھا، آپ ﷺ نے مجھے بتایا کہ وضعِ حمل کے فوراً بعد میری عدت ختم ہوگئی تھی اور اگر میں چاہوں تو مجھے نکاح کی اجازت دے دی [فرمایا: تیری عدت ختم ہوگئی ہے جس کے ساتھ چاہو نکاح کرسکتی ہو]⁽²⁾ [تو میں نے نکاح کرلیا]⁽³⁾

۴- (۱۷۲) مالک اپنے غلام اور لونڈی کا نکاح کر دے تو پھر ان کے درمیان علیحدگی نہ کرانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ آقا غلام کا نکاح کر دے تو نکاح صحیح ہوگا۔

☆ نکاح کے بعد غلام اور اس کی بیوی کے درمیان علیحدگی کروانا جائز نہیں۔

☆ غلام ہی اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حق رکھتا ہے نہ کہ آقا۔

دلائل:

حدیث ابن عباسؓ:⁽⁴⁾ انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس ایک [غلام]⁽⁵⁾ شخص آیا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! میرے آقا نے میرا نکاح اپنی لونڈی کے ساتھ کیا تھا، اب وہ چاہتا ہے کہ میرے اور اس کی درمیان علیحدگی کرا دے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا: لوگو! یہ کیا معاملہ ہے؟ کہ تم میں سے کوئی اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی کے ساتھ کر دیتا ہے اور پھر ان کے درمیان علیحدگی کرنا چاہتا ہے۔ طلاق صرف وہی دے سکتا ہے جس نے (عورت کی) پنڈلیاں پکڑی ہیں (یعنی نکاح کر کے جماع کیا ہے)۔

۱،۲- صحیح سنن النسائی ۳۲۸۴ ابوسلمہ کی روایت سے۔

۳- بخاری ۵۳۲۰ مسور بن مخرمہ کی روایت سے۔

۴- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۶۹۲

۵- دار قطنی ۴/۳۷

۵- (۱۷۴) خاوند کے غائب ہونے کی صورت میں بیوی کا نان ونفقہ خاوند کے ذمے ہونے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ عورت کا نان ونفقہ اس کے خاوند اور اولاد کا نان ونفقہ ان کے باپ کے ذمے ہونے کا وجوب جب اولاد چھوٹی ہو یا تنگدست ہو۔

☆ انسان کے اپنے کسی عیب کا ذکر کرنے کا جواز۔

☆ اخراجات ضرورت کے مطابق ہونے چاہیں۔

☆ اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر قاضی کے فیصلہ کرنے کا جواز۔

☆ غیر حاضر شخص کے خلاف فیصلے کا جواز۔

☆ آدمی اگر خرچہ نہ دے تو عورت کے لیے اس کے مال سے بقدر کفایت لے لینا جائز ہے۔

دلائل:

حدیث عائشہؓ:(۱) [ایک روایت میں ہے کہ ہندہ نے نبی ﷺ کے پاس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ: روئے زمین پر صرف آپ کے گھر والے ایسے تھے جن کے بارے میں میں یہ پسند کرتی تھی کہ اللہ انہیں ذلیل کرے اور](۲) [اب یہ حالت ہے کہ](۳) [روئے زمین پر صرف آپ ﷺ کا گھرانا ایسا ہے جس کے بارے میں، مجھے یہ بات سب سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ انہیں عزت دے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایسے ہی ہے پھر](۴) ہندہ بنت عتبہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ: ابوسفیان ایک تھوڑے دل والا [بخیل](۵) آدمی ہے [اور مجھے کبھی اس کے مال سے کچھ لینے کی ضرورت پڑ جاتی ہے](۶) کیونکہ وہ مجھے خرچہ نہیں دیتا ہے جو میرے اور

۱- بخاری ۵۳۶۴

۲،۴- مسلم ۴۴۵۴

۳- شرح السنۃ للبغوی ۲۱۵۰

۵- بخاری ۵۳۵۹

۶- بخاری ۷۱۸۰

میرے بچوں کے لیے کافی ہو سوائے اس کے کہ میں اس کی لاعلمی میں کچھ لے لوں [تو کیا جتنا خرچہ اس کے ذمے بیوی بچوں کا ہے اتنا لے کر ہم کھالیں تو مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں][1] تو آپ ﷺ نے فرمایا: [نہیں!][2] جائز طریقے سے اپنے اور اپنے بچوں کے لیے بقدرِ کفایت لے لیا کرو۔

٦- (١٧٤) خاوند اور بیوی ہر دو کے لیے گھر کی خدمت کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ گھر کی خدمت ہر صورت عورت کے ذمہ ہوگی اگرچہ وہ کتنے ہی معزز گھرانے کی ہو۔

☆ گھر سے باہر کی ذمہ داری خاوند پر ہونے کا وجوب۔

☆ سوتے وقت سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنا مستحب ہے۔

☆ بوقت ضرورت مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ تعاون کرنا۔

☆ اپنی اولاد یا دوسرے کمسن بچوں کے ساتھ حسن سلوک۔

☆ مرد کا عورت پر نگران اور اس کا ذمہ دار ہونا۔

دلائل:

١- **حدیث علیؓ:**[3] [حضرت فاطمہؓ کے [ہاتھوں میں]][4] چکی چلانے کی وجہ سے چھالے پڑ گئے۔ نبی ﷺ کے پاس جنگی قیدی لائے گئے [تو میں نے کہا: کتنا اچھا ہو کہ آپ اپنے والد گرامی کے پاس جائیں اور ان سے ایک خادم مانگ لائیں][5] وہ گئیں نبی علیہ السلام گھر پر نہ ملے لیکن حضرت عائشہؓ کے ساتھ ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ کو

١، ٢- بخاری ٥٣٦٤

٣- بخاری ٣٧٠٥

٤- مسلم ٦٨٥٣

٥- صحیح سنن الترمذی ٢٧١٣

اپنے آنے کی وجہ بتا دی، پھر جب نبی ﷺ تشریف لائے تو عائشہؓ نے انہیں فاطمہؓ کے آنے کے بارے میں بتا دیا۔ نبی ﷺ یہ سن کر ہمارے پاس آئے، ہم اس وقت چار پائیوں پر سونے کی تیاریوں میں تھے، میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: علیؓ! لیٹے رہو، اٹھنے کی ضرورت نہیں اور ہمارے درمیان آ کر اتنے قریب ہو کر بیٹھ گئے کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے[1] پر محسوس کی۔ آپ ﷺ نے ہمیں مخاطب ہو کر فرمایا: تم لوگوں نے جو مجھ سے مانگا ہے کیا میں تمہیں اس سے اچھی چیز نہ سکھا دوں؟ [رات جب][2] بستروں پر جا کر سونے لگو تو چونتیس بار اللہ اکبر، تینتیس بار الحمدللہ اور تینتیس بار سبحان اللہ کہو۔ یہ چیز تمہارے لیے خادم سے کہیں بہتر ہے [حضرت علیؓ نے فرمایا: اس کے بعد میں نے یہ وظیفہ کبھی نہ چھوڑا، پوچھا گیا: جنگ صفین والی رات بھی نہ چھوڑا؟ فرمایا: ہاں صفین کی رات بھی نہ چھوڑا][3]

۲- حدیث عائشہؓ:[4] فرمایا: ایک دن مجھے رسول اللہ ﷺ نے اسامہ کا جبکہ وہ چھوٹے بچے تھے، منہ دھونے کا حکم دیا، عائشہؓ فرماتی ہیں: میری اولاد نہیں تھی اس لیے مجھے نہیں پتہ تھا کہ بچوں کا منہ کیسے دھوتے ہیں، میں نے اسامہ کو پکڑا اور جیسے سمجھ میں آیا اس کا منہ دھونے لگی، لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ نبی ﷺ نے یہ دیکھ کر اسامہ کو خود پکڑا، اس کا منہ دھونا شروع کیا اور (اسامہ سے) فرمانے لگے: یہ ہمارے لیے اچھا ہوا کہ تو لڑکی نہیں ہے اگر تو لڑکی ہوتی تو میں تجھے زیور پہناتا اور کسی کے حوالے کر دیتا۔

۱- بخاری کی متعدد روایتوں میں سینے کی جگہ ''پیٹ'' کا لفظ وارد ہوا ہے ۵۳۶۱

۲- مسلم ۶۸۵۴

۳- بخاری ۵۳۶۲

۴- مسند ابویعلی ۷/ ۴۳۵ حدیث نمبر ۴۴۵۸۔ اس کی سند میں مجالد بن سعید ہے جو کہ ضعیف ہے۔ اسی طرح اس میں ھیثم ہے جو کثیر التد لیس ہے اور اس نے یہ روایت ''عن'' سے بیان کی ہے۔ شعبی اور عائشہؓ کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔ اس لیے روایت منقطع ہے۔ اسی طرح یہ روایت امام احمد نے مسند ۶/ ۲۲۲، ابن ماجہ ۱۹۷۶، ابن سعد نے طبقات ۴/ ۴۳ میں ذکر کی ہے۔ امام بوصیری نے مصباح الزجاجۃ ۲/ ۱۱۷ میں کہا ہے! یہ سند صحیح ہے اگر ''البہی'' کا عائشہؓ سے سماع ثابت ہو جائے تو امام مسلم نے بھی اسی ''البہی'' کی حضرت عائشہؓ سے ایک حدیث نقل کی ہے، بھی کا نام عبداللہ ''البہی'' ہے۔

تیسرا باب

بیویوں کی تعداد، ان کی باری باندھنے اور بچے کی پرورش کرنے کے بارے میں

اور اس میں (۵) فیصلے ہیں۔

۱-(۱۷۵) بیویوں کے درمیان باری باندھنے اور انصاف کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ بیویوں کے درمیان باری باندھنے اور انصاف کرنے کا وجوب۔

☆ دن کے وقت تمام بیویوں کے گھروں میں بغیر چھوئے چکر لگانا۔

☆ عورت کا اپنی سوکن کے لیے اپنی باری سے دستبرداری کا جواز۔

☆ بیویوں کے درمیان عدل سے کام نہ لینے والے کا گناہ بہت خطرناک ہے۔

☆ رات گزارنا، خرچہ، لباس اور رہائش فراہم کرنا اور ان جیسی اختیار میں آنے والی دوسری چیزوں میں عدل واجب ہے اور جو چیز اختیار میں نہیں اس میں عدل واجب نہیں ہے۔

☆ عدل کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ انسان سفر پر جاتے وقت بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرلے۔

دلائل:

۱- **حدیث** عروہؓ:[۱] وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: حضرت عائشہؓ نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بھانجے! ہمارے ہاں ٹھہرنے کے لیے، وقت کی تقسیم میں رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کسی کو دوسری پر ترجیح نہیں دیتے تھے، ہر روز وہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس جاتے تھے اور ہر بیوی کے (ہمبستری کے علاوہ) قریب تر ہوتے تھے تا آنکہ آپ ﷺ اس بیوی کے پاس چلے جاتے جس کی باری ہوتی اور پھر رات اسی کے پاس رہتے، حضرت سودۃ بنت زمعہ نے، جب وہ بوڑھی ہوگئیں اور انہیں خدشہ لاحق ہوگیا کہ اللہ کے نبی ﷺ کہیں انہیں چھوڑ نہ دیں، نبی ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ: میری باری عائشہؓ کو دے دیں۔ آپ ﷺ نے ان کی یہ پیشکش قبول کرلی، حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اس میں اور اس جیسے واقعات میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ہے: ﴿وان امراۃ خافت من بعلھا نشوزا او اعراضا فلاجناح علیھما ان یصلحا بینھما صلحا﴾[۲]

۱- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۶۸ اور مستدرک حاکم ۲/۱۸۶

۲- سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲۸۔

۲- **حدیث عائشہؓ:**[۱] انہوں نے فرمایا: آیت کریمہ ﴿ترجی من تشاء منھن وتؤی الیک من تشاء﴾[۲] "کہ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو الگ رکھو اور جسے چاہو اپنے ساتھ رکھو" نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ جب ہم بیویوں میں سے کسی کی باری میں ہوتے تو ہم سے (کسی دوسری کے پاس جانے کے لیے) اجازت مانگتے تھے۔ معاذۃؒ نے فرمایا: میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا: آپ رسول اللہ ﷺ سے کیا کہا کرتی تھیں؟ جواب دیا: میں کہا کرتی تھی کہ اس بارے میں اگر مجھے اختیار دیا جائے تو میں تو اپنے آپ پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گی۔

۳- **حدیث ابوھریرۃؓ:**[۳] نبی ﷺ نے فرمایا: دو بیویاں رکھنے والا آدمی اگر ان کے درمیان عدل نہ کرے گا تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔

۴- **حدیث عائشہؓ:**[۴] فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سفر کو جاتے تو اپنی بیویوں کے درمیان (ایک کو اپنے ساتھ لے جانے کے لیے) قرعہ اندازی کرتے، اور ان کے درمیان باریوں کی تقسیم عدل کے ساتھ کرتے تھے اور پھر فرمایا کرتے: اے اللہ! یہ میرا رویہ اس چیز کے بارے میں ہے جس میں مجھے اختیار ہے اور جس چیز پر تجھے اختیار ہے مجھے نہیں، اس کے بارے میں مجھے ملامت نہ کرنا۔

۳-(۱۷۶) اس آدمی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جس نے اپنی پہلی بیوی پر نئی شادی کر لی ہو

احکامات:

☆ شادی کے آغاز میں کنواری اور غیر کنواری کے درمیان باریوں کی تقسیم کے بارے میں نرم رویہ اختیار کرنا۔

☆ کنواری کے لیے سات اور غیر کنواری کے لیے تین دن ہیں۔

۱- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۶۹

۲- سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۱

۳- صحیح سنن الترمذی ۹۱۲ اور صحیح سنن ابن ماجہ ۱۶۰۳

۴- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۶۰۳

☆ دنوں کی تقسیم کا معاملہ خاوند کے اختیار میں ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث ام سلمہؓ:**[۱] رسول ﷺ نے ان کے ساتھ شادی کے بعد [ان کے ساتھ شب باشی کی][۲] تو ان کے ہاں تین راتیں قیام کیا [پھر جب ان کے گھر سے نکلنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی قمیض پکڑ لی، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہارے ہاں مزید رک سکتا ہوں][۳] اور فرمایا: تمہاری وجہ سے [تمہارا خاندان معزز ہوگا][۴] تمہارے گھر والے بے وقار نہیں ہوں گے۔ اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہیں سات دن دیتا ہوں [اور تمہارے اس معاملے کی رو سے کنواری کے لیے سات اور غیر کنواری کے لیے تین راتوں کا حساب رکھوں گا][۵] اور اگر تمہارے لیے سات دن کروں تو پھر اپنی تمام بیویوں کے لیے سات دن کروں گا [اور اگر تم چاہتی ہو تو تین دن ہی رہنے دیتا ہوں اور اب دیگر بیویوں کے پاس جاتا ہوں؟ تو ام سلمہؓ نے کہا: تین ہی ٹھیک ہیں][۶]

۲- **حدیث انس بن مالکؓ:**[۷] جب رسول ﷺ نے صفیہؓ سے شادی کی تو آپ ﷺ ان کے ہاں تین دن ٹھہرے، صفیہؓ غیر کنواری تھیں۔

۳- **حدیث انسؓ:**[۸] فرمایا: سنت یہ ہے کہ آدمی اگر [پہلی غیر کنواری بیوی][۹] پر کنواری کو بیاہ کر لائے تو اس کے ہاں سات راتیں رہے پھر باری تقسیم کرے اور اگر پہلی کنواری بیوی پر غیر کنواری بیاہ کر لائے تو اس کے ہاں تین راتیں ٹھہرے پھر باریاں لگائے۔ ابو قلابہ نے کہا: اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ انسؓ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ تک پہنچائی ہے۔

۴- **حدیث انسؓ:**[۱۰] فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کنواری کے لیے سات راتیں ہیں اور غیر کنواری کے لیے تین، پھر اپنی دوسری بیویوں کے پاس جائے۔

۱- مسلم ۳۶۰۶
۲،۳،۵- مسلم ۳۶۰۸
۴- مصنف عبدالرزاق ۱۰۶۴۴
۶- مسلم ۳۶۰۷ اور شرح السنۃ ۲۳۲۷
۷- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۶۳
۸- بخاری ۵۲۱۳
۹- صحیح سنن الترمذی ۹۱۱ اور صحیح سنن ابن ماجہ ۱۵۵۵
۱۰- دار قطنی ۳ ۲۸۳

۳-(۱۷۷) اس آدمی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جو مسلمان ہو جائے اور اس کے پاس چار سے زائد بیویاں ہوں

احکامات:

☆ ایک آدمی کے لیے چار سے زائد بیویاں ناجائز ہونا۔

☆ دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنے کی ممانعت، اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے جو ہو گیا سو ہو گیا (اس پر مؤاخذہ نہیں)۔

☆ اس بات کا بیان کہ جو آدمی مسلمان ہو جائے اور اس کے پاس چار سے زائد بیویاں ہوں تو اسے چاہیے کہ ان میں سے چار کا انتخاب کر لے (باقی چھوڑ دے)۔

☆ اس بات کا بیان کہ جو مسلمان ہو جائے اور اس کے نکاح میں دو بہنیں ہوں اسے چاہیے کہ ان میں سے ایک کو طلاق دے دے۔

دلائل:

۱- **حدیث ابن عمرؓ:**[۱] کہ غیلان بن سلمہ ثقفی کی زوجیت میں دورِ جاہلیت میں دس عورتیں تھیں، وہ مسلمان ہوئے تو سب کی سب ان کے ساتھ مسلمان ہو گئیں۔ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ ان میں سے چار کا انتخاب کر کے [باقی سب کو چھوڑ دے][۲] [حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں انہوں نے اپنی تمام بیویوں کو طلاق دے کر اپنا مال اپنے بچوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اس بات کی خبر حضرت عمرؓ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: کہ شیطان جو کچھ باتیں چوری سے اچک لیتے ہیں، ان میں سے ایک خبر اس نے تمہاری موت کے بارے میں سن کر تمہارے دل میں پھونک دی ہے، شاید تم اب زیادہ دیر دنیا میں نہ رہو، تمہارے لیے ضروری ہے کہ تم اپنی بیویوں سے رجوع کر لو، یا وہ اس طرح تمہارے مال کی حصہ دار بنیں گی یا میں انہیں تمہارا وارث بنا دوں گا اور میں تمہاری قبر کو ابن ابی رغال کی طرح رجم کروا دوں گا][۳]

۱- صحیح سنن الترمذی ۹۰۱

۲- بیہقی ۷/۱۸۱

۳- مجمع الزوائد للہیثمی ۴/۲۲۳ اور کہا کہ اس کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

۲- حدیث وھب الاسدیؓ:[۱] فرمایا: میں مسلمان ہوا تو میرے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں، میں نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے چار کا انتخاب کرلو۔

۳- حدیث فیروزؓ:[۲] [الدیلمی][۳] فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، اس وقت میرے نکاح میں دو بہنیں تھیں جن کے ساتھ میں نے دورِ جاہلیت میں نکاح کیا ہوا تھا][۴] میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ: میں مسلمان ہوگیا ہوں، میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: [واپس جا کر][۵] ان دونوں میں جس ایک کو چاہو طلاق دے دو۔

۴- حدیث قیس بن الحارثؓ:[۶] فرمایا: میں مسلمان ہوا تو میری زوجیت میں آٹھ عورتیں تھیں، میں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے چار کا انتخاب کرلو [اور چار کو طلاق دے دو، تو اب ان میں کوئی بیوی مجھے اپنے پرانے ساتھ کا واسطہ دینے لگی اور کوئی قریبی رشتہ داری کا][۷]

۴-(۱۷۸) رسول اللہ ﷺ کا حضرت فاطمہؓ کے ہوتے ہوئے حضرت علیؓ کے دوسرا نکاح کرنے کی ممانعت کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ نبی ﷺ کی بیٹیوں پر سوکن لانے کی ممانعت۔

☆ غیرت اور انصاف کے بارے میں کسی آدمی کے لیے اپنی بیٹی کا دفاع کرنے کی مشروعیت۔

☆ (نکاح وغیرہ میں) شرطیں عائد کرنے کا جواز لیکن یہ حدیث چونکہ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کے ساتھ خاص ہے اس لیے اس سے دلیل نہیں لی جاسکتی۔

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۶۰

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۶۲

۳- صحیح سنن الترمذی ۹۰۲

۴،۵- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۵۸۶

۶- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۵۸۸

۷- مصنف عبدالرزاق ۱۲۶۲۵

دلائل:

۱- **حدیث** مسور بن مخرمہؓ:[۱] فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے [یاد رہے کہ میں ان دنوں بالغ ہو چکا تھا][۲] بنو ہشام بن مغیرۃ نے مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابو طالب کے ساتھ کرنے کی اجازت مانگی ہے، میں انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا ہوں، میں انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا ہوں، میں [انہیں][۳] اس بات کی اجازت نہیں دیتا ہوں۔ ہاں! اگر علی بن ابو طالب ایسا کرنا چاہے تو وہ میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو چیز اسے پریشان کرتی ہے مجھے بھی پریشان کرتی ہے اور جو چیز اسے تکلیف دیتی ہے مجھے بھی تکلیف دیتی ہے [میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اسے دین کے معاملے میں کسی آزمائش کا سامنا نہ کرنا پڑے، میں کسی حلال چیز کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کر رہا ہوں بلکہ (اس حقیقت کا اعلان کر رہا ہوں) کہ اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی دونوں ایک جگہ کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں][۴]

۵--(۱٦۷) رسول اللہ ﷺ کا اس بات میں فیصلہ کہ بچی کی پرورش کی حقدار ماں ہے نہ کہ چچا

حکامات:

☆ دودھ پیتے بچے کی پرورش کی حقدار ماں ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو تسلیم کرنے کا وجوب۔

☆ بوقت ضرورت قاضی کے لیے سخت لہجے میں فیصلہ سنانے کا جواز۔

دلائل:

حدیث محمد بن کعبؒ:[۵] ایک دیہاتی عورت اپنے کسی چچا کے بیٹے کے ہاں تھی، وہ مر گیا تو انصار میں سے ایک آدمی نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا، اب اس کے چچا کے بیٹے آ گئے اور کہنے لگے: ہم اپنی بیٹی لینے آئے ہیں۔ اس عورت

۱- بخاری ۵۲۳۰

۲،۴- مسلم ۲۴۵۹ اور صحیح سنن ابوداود ۱۸۲۱

۳- مسلم ۔ ۲۴۵

۵- مصنف ابن ابی شیبہ ۵/ ۲۳۸

نے کہا: میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ میری بیٹی کو مجھ سے جدا نہ کرو، میں نے ہی اسے جنم دیا ہے، میں ہی اسے دودھ پلانے والی ہوں، مجھ سے زیادہ میری بیٹی کو کسی کی قربت نہیں ملی ہے۔ اس آدمی نے کہا: مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائے گا۔ پھر اس نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ تجھے اختیار دیں تو کہنا: میں اللہ، ایمان اور دارالمہاجرین والانصار کو اختیار کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک میری گردن اپنی جگہ پر موجود ہے تم اس بچی کو نہیں لے جا سکتے ہو اور یہ کہہ کر آپ ﷺ نے بچی کو اس کی ماں کے حوالے کر دیا، وہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے تو انہوں نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا اور بچی کو ان کے حوالے کر دیا، حضرت بلالؓ حاضر تھے انہوں نے کہا: اے خلیفۂ رسول اللہ ﷺ! میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ اور یہ عورت نبی ﷺ کے پاس یہ مقدمہ لے کر گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ ماں کے حق میں دیا تھا تو ابو بکرؓ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک میری گردن سر پر قائم ہے، تم اس بچی کو نہیں لے جا سکتے اور بچی ماں کے سپرد کر دی۔

چوتھا باب

حرام اور باطل نکاحوں کے بارے میں

اور اس میں (۱۳) فیصلے ہیں۔

۱-(۱۸۰) نکاح میں گواہوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ نکاح میں گواہوں کا ہونا۔

☆ ایسے موقعوں سے دور رہنا جہاں تہمت لگ سکتی ہو۔

☆ ایسے وسائل جو خرابی اور گناہ تک پہنچاتے ہوں ان کی روک تھام کرنا۔

دلائل:

حدیث ابن عباسؓ:[۱] بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ عورتیں فاحشہ ہیں جو اپنے نکاح خود کر لیتی ہیں، ان کی بدکاری کے لیے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

۲-(۱۸۱) رسول اللہ ﷺ کا نکاح متعہ کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ اس بات کا بیان کہ آغاز اسلام میں مجبور آدمی کے لیے متعہ جائز تھا، جیسے مجبور کے لیے مردار، خون اور خنزیر کا گوشت جائز ہے، پھر اس سے منع کر دیا گیا۔

☆ اس بات کا بیان کہ متعہ اب حرام ہے اور یہ قیامت تک کے لیے حرمتِ ابدی ہے۔

☆ اس بات کا بیان کہ نکاح سے مقصود شہوت رانی ہی نہیں بلکہ اس سے مقصود افزائشِ نسل، خاندان کی بنیاد رکھنا اور اجتماعی روابط جیسی اعلیٰ انسانی اقدار کو فروغ دینا ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث الربیع بن سبرۃ الجہنیؒ:**[۲] وہ اپنے باپ سبرہؓ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: [ہم نبی ﷺ کے

۱- سنن ترمذی ۱۱۰۳

۲- مسلم ۳۴۰۵

ساتھ فتح مکہ والے سال مکہ کی طرف نکلے](١) [اور وہاں پندرہ دن قیام کیا](٢) [صحابہ کرامؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! تجرد(٣) کی زندگی ہمارے لیے مشکل ہوگئی ہے](٤) [تو](٥) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں متعہ کی اجازت دے دی(٦) [فرمایا: ان عورتوں کے ساتھ متعہ کر سکتے ہو، ہم عورتوں کے ساتھ چلے گئے تو انہوں نے ہمارے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا، سوائے اس صورت کے کہ ہم ان کے اور اپنے درمیان کوئی مدت مقرر کر لیں۔ صحابہ کرامؓ نے یہ معاملہ نبی ﷺ کے گوش گزار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے اور ان کے درمیان کوئی مدت مقرر کر لو](٧) تو میں اور میرے قبیلے کا ایک آدمی](٨) [میرے چچا کا بیٹا](٩) بنو عامر کی ایک خوبصورت، جوان اور اونٹنی کی طرح دراز گردن(١٠) عورت کے پاس گئے اور اس کے سامنے اپنا آپ پیش کیا [اور اسے کہا: ہم میں سے کسی ایک کو تمہارے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت ہے؟](١١) اس نے پوچھا: کیا دو گے؟ میں نے کہا: اپنی یہ چادر، اور میرے ساتھی نے بھی اپنی چادر پیش کی۔ [پھر ہم دونوں نے اپنی اپنی چادر اس کے سامنے پھیلا دی](١٢) میرے ساتھی [چچیرے بھائی کی چادر نئی اور نرم تھی](١٣) اور میری چادر سے زیادہ اچھی تھی اور میں اس سے زیادہ جوان تھا [مجھے اس پر یہ برتری بھی حاصل تھی کہ میں خوبصورت تھا اور وہ بدصورتی کے بہت قریب تھا](١٤) [اس نے دونوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا](١٥) میرے ساتھی کی چادر کی طرف دیکھتی تو اسے چادر اچھی لگتی اور میری طرف دیکھتی تو میں اسے اچھا لگتا [میرا ساتھی اس کا میری طرف جھکاؤ دیکھ کر بولا: اس کی چادر پرانی ہے اور میری بالکل نئی اور ملائم ہے، اس نے تین بار ایسا کہا، ہر بار اس نے جواب دیا: یہ چادر بھی ٹھیک ہی ہے](١٦) [پھر اس نے کچھ دیر سوچا](١٧) پھر مجھ سے بولی: تو اور تیری چادر مجھے کافی ہے۔ چنانچہ میں اسی کے ساتھ تین راتیں رہا پھر [میں صبح صبح گیا اور (اس وقت)](١٨) رسول اللہ ﷺ [رکن یمانی اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان

١- مسلم ٣٤٠٧

٢، ٥، ٨، ١١- مسلم ٣٤٠٦

٣- حدیث میں لفظ ''العزبہ'' آیا ہے جس کا معنی مجرد یا اکیلا پن ہے۔

٤، ٧، ٩- صحیح سنن ابن ماجہ ١٥٩٧

٦- ''متعۃ النساء'' معین یا غیر معین مدت کے لیے نکاح کرنے کو کہتے ہیں۔ متعہ کا مقصد صرف جنسی خواہشات کی تکمیل ہے۔ اس کا مقصد نہ تو بچے پیدا کرنا ہے اور نہ ہی نکاح کی دوسری اغراض ہیں (النھایہ)۔

١٠- حدیث میں لفظ ''بکرۃ عیطاء'' استعمال ہوا ہے۔ بکرہ جوان مضبوط اونٹنی کو اور عیطاء دراز گردن سیانہ قد کو کہتے ہیں۔

١٢، ١٣، ١٤، ١٥، ١٦- مسلم ٣٤٠٦

١٧- مسلم ٣٤١١ ١٨- صحیح سنن ابن ماجہ ١٥٩٧

کھڑے تھے]^(۱) [آپ ﷺ نے کچھ توقف کے بعد] فرمایا^(۲) [لوگو! میں نے تمہیں عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت دی تھی]^(۳) [آگاہ رہو]^(۴) [اب اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کر دیا ہے]^(۵) اور یہ حرمت [تمہارے آج کے دن سے لے کر [قیامت تک کے لیے ہے]^(۶) اس لیے اب جس کے پاس ایسی کوئی عورت ہے وہ اس کا راستہ چھوڑ دے۔

۲- حدیث ابن عمرؓ:^(۷) انہوں نے کہا: حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو انہوں نے خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین دن کے لیے متعہ کی اجازت دی تھی پھر حرام کر دیا، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مجھے پتہ چل گیا کہ کسی شادی شدہ آدمی نے متعہ کیا ہے تو میں اسے سنگسار کر دوں گا [اگر غیر شادی شدہ ایسا کرے گا تو اس کی پٹائی کروں گا]^(۸) سوائے اس کے کہ وہ میرے پاس چار ایسے گواہ لے آئے جو گواہی دیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حرام کرنے کے بعد اسے پھر حلال کر دیا تھا۔

۳- (۱۸۲) آزاد عورت کے نکاح میں ہوتے ہوئے لونڈی کو نکاح میں لانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اسلام کے معاشرتی نظام کو تحفظ دینے کا ثبوت۔

☆ آزاد عورت پر لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کی ممانعت۔

☆ خاندان، معاشرہ کے لیے سنگ اساس کی حیثیت رکھتا ہے، اس لیے خاندان کے اجزائے ترکیبی کا اہتمام کرنا انتہائی ضروری ہے۔

۱،۴- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۵۹۷

۲،۳،۵- مسلم ۳۴۰۸

۶- مسلم ۳۴۱۶

۷- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۵۹۸

۸- مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۲۹۳

☆ ایک صالح اور نیک خاندان کی بنیاد رکھنے کی ترغیب۔

دلائل:

۱- **حدیث** حسن:[۱] بے شک رسول اللہ ﷺ نے آزاد عورت پر لونڈی کو بیاہ کر لانے سے منع فرمایا ہے۔

۲- **حدیث** جابر بن عبداللہؓ:[۲] آزاد عورت پر لونڈی کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے لیکن لونڈی پر آزاد عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ جو آزاد عورت کو حق مہر دینے کی گنجائش رکھتا ہو وہ لونڈی سے نکاح ہرگز نہ کرے۔

۴-(۱۸۳) اس غلام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیتا ہے

احکامات:

☆ آقا کی اجازت کے بغیر غلام کے نکاح کا ناجائز ہونا۔

☆ غلام اگر آقا کی مرضی اور اجازت کے بغیر نکاح کرلے تو اس کا نکاح باطل ہوگا۔

دلائل:

۱- **حدیث** جابرؓ:[۳] نبی ﷺ نے فرمایا: جس غلام نے اپنے آقاؤں کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا، وہ بدکار ہے[۴]۔

۲- **حدیث** ابن عمرؓ:[۵] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غلام جب اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے۔

۱- بیہقی ۷/۱۷۵ اور مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۱۴۸

۲- صحیح سنن ابی داؤد ۲۰۲۹

۳- ....

۴- روایات میں ''زانی'' کا لفظ وارد ہوا ہے۔ صحیح سنن ابن ماجہ ۱۵۹۵

۵- ضعیف سنن ابی داؤد ۴۴۸

۵-(۱۸۴) عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنے کی حرمت اور بیوی کا نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی پھوپھی یا خالہ کے ساتھ نکاح کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ جس نے کسی کو مارا پیٹا نہ ہو اور نہ ہی کسی کو قتل کیا ہو اسے مارنے یا قتل کرنے کی حرمت۔

☆ ہر انسان کو صرف اسی کے جرم کی سزا دی جائے گی۔

☆ مومنوں کا خون اور مال حرمت میں برابر ہے۔

☆ معاہدہ کرنے والے کو معاہدے کے ہوتے ہوئے قتل کرنے کی ممانعت۔

☆ مسلمان کو کافر کے قصاص میں قتل کرنا جائز نہیں۔

☆ مسلمان اور کافر کے درمیان آپس میں وراثت کے سلسلے کا ناجائز ہونا۔

☆ عصر کے بعد نفلی نماز کی کراہت۔

☆ کسی عورت کا غیر محرم کے ساتھ تین راتوں تک سفر کرنے کی ممانعت۔

دلائل:

حدیث عائشہؓ:[1] انہوں نے نبی ﷺ کی تلوار کے قبضے میں دو دستاویزیں پائیں (جن میں لکھا تھا): سب لوگوں سے زیادہ سرکش آدمی وہ ہے جو اس آدمی کو (بدلے میں) مارے جس نے اسے نہیں مارا اور وہ آدمی ہے جو اس آدمی کو قتل کرے جس نے قتل نہیں کیا ہے اور وہ آدمی ہے جس نے اس چیز پر قبضہ کیا جو اس کی نہیں۔ جس نے یہ کام کیے اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا، اللہ اس سے کوئی مال یا فدیہ قبول نہیں کرے گا۔

مومنوں کے خون اور ان کے مال برابر ہیں، ان کا تھوڑی حیثیت کا آدمی بھی ان سب کی طرف سے ذمہ داری کی کوشش کر سکتا ہے۔ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے میں اور کسی عہد والے کو اس کے معاہدے کے دوران قتل نہیں کیا جائے گا۔

۱- مجمع الزوائد ہیثمی ۶/۲۹۲، بحوالہ مسند ابو یعلیٰ موصلی اور ہیثمی نے کہا: مالک بن ابی رحال کے علاوہ اس کے تمام راوی صحیح بخاری کے ہیں۔ مالک بن ابی رحال کو کسی نے ضعیف نہیں کہا ہے بلکہ ابن حبان نے اسے ثقہ گردانا ہے۔

دو مختلف دینوں کے پیروکار ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے۔ پھوپھی کے نکاح میں ہوتے ہوئے بھتیجی کے ساتھ اور خالہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے بھانجی کے ساتھ نکاح نہیں کیا جائے گا۔ عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں ہے ۔اور کوئی عورت غیر محرم کے ساتھ تین راتوں کی مسافت کا سفر نہ کرے۔

٦-(١٨٥) یتیم لڑکی کے نکاح کے لیے اس سے مشورہ طلب کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ یتیم لڑکی کا اس کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا جائز نہیں۔

☆ لڑکی اگر راضی نہ ہو تو عقد نکاح فسخ کرنے (توڑنے) کا جواز۔

☆ قرآن پاک کی یاد کی ہوئی کچھ سورتوں کو نکاح میں حق مہر بنانے کا جواز۔

☆ کنواری کی خاموشی اس کے اقرار کے قائمقام سمجھی جائے گی۔

☆ کنواری لڑکی اگر راضی نہ ہو تو اس نکاح کو رد کر دینا جائز ہوگا اگرچہ اس کا نکاح اس کے باپ نے ہی کیا ہو۔

☆ اس بات کا بیان کہ عورتوں کا وہ معاملہ جو ان کے فائدے میں ہو، ان کے اپنے اختیار میں ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث عبداللہ بن عمرؓ:**[1] انہوں نے فرمایا: عثمانؓ بن مظعون نے وفات کے بعد اپنے پیچھے ایک بچی چھوڑی جو خویلہ بنت حکیم بن امیہ کے بطن سے تھی، ابن عمرؓ نے فرمایا: عثمان بن مظعونؓ نے بچی کی دیکھ بھال اپنے بھائی نے قدامہ بن مظعون کے ذمہ لگائی۔ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ یہ دونوں میرے ماموں ہیں۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ میں نے قدامہ بن مظعون سے عثمان بن مظعون کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو انہوں نے میرا نکاح اس کے ساتھ کر دیا، اب مغیرہ بن شعبہ لڑکی کی ماں کے پاس

۱- مجمع الزوائد ۴/۲۸۰ ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کے روای ثقہ ہیں، دار قطنی ۳/۲۳۰، حاکم نے اپنی مستدرک ۲/۱۶۷ میں اسے روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث شیخین کی شرائط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیا ہے۔ امام ذھبی نے حاکم کے اس قول کے ساتھ موافقت کی ہے، مسند احمد ۴/۳۹۴، ۴۰۸، ۴۱۱۔

گئے اور اسے مال و دولت کا لالچ دیا تو وہ عورت اس کی طرف مائل ہوگئی اور بیٹی بھی ماں کی خواہش کی طرف مائل ہوگئی لیکن اس کے ساتھ نکاح کرنے سے فی الحال انہوں نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کا معاملہ نبی ﷺ کے پاس چلا گیا۔ قدامہ بن مظعون نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے بھائی نے اس کے بارے میں مجھے وصیت کی تھی، میں نے اس کا نکاح اس کی پھوپھی کے بیٹے عبداللہ بن عمر کے ساتھ کر دیا۔ میں نے اس کی اصلاح و تربیت اور اس کا جوڑ ڈھونڈنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے، لیکن کیا کروں؟ یہ لڑکی اب اپنی ماں کی خواہش کی طرف مائل ہوگئی ہے۔ ابنِ عمرؓ نے کہا: اس پر رسول ﷺ نے فرمایا: یہ یتیم لڑکی ہے اور اس کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جائے گا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس کے باوجود کہ میں اس کا مالک بن چکا تھا، اس نے اپنا دامن مجھ سے چھڑا لیا اور انہوں نے اس کا نکاح مغیرہ بن شعبہؓ کے ساتھ کر دیا۔

۲- **حدیث** ابی ھریرۃؓ:(۱) انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیوہ(۲) کا نکاح اس کے مشورے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا! اس کی اجازت کی کیفیت کیا ہوگی؟ [کیونکہ کنواری لڑکی تو ایسی بات کرنے سے شرماتی ہے](۳) فرمایا: یہ کہ وہ خاموش رہے [ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی خاموشی اس کا اقرار ہے](۴)

۳- **حدیث** عکرمہ اور یحیی بن کثیرؒ:(۵) ایک کنواری اور ایک خاوند دیدہ عورت کا نکاح ان کے باپ نے کر دیا تو اس نے نبی ﷺ کے پاس آکر کہا: میرے باپ نے میرا نکاح کر دیا ہے [جبکہ میں اسے ناپسند کرتی ہوں](۶) آپ ﷺ نے اس کا نکاح ختم کر دیا [اور اس کے معاملے کا اختیار خود اسے سونپ دیا](۷)

۴- **حدیث** جبیر بن حیہ الثقفیؒ:(۸) انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب اپنی کسی بیٹی کی شادی کرنے کا ارادہ

۱- بخاری ۶۹۷۰

۲- صحیح سنن ابی داؤد کی روایت ۱۸۴۲ میں "بیوہ" کی بجائے "ثیب" کے لفظ آئے ہیں اور ثیب بے خاوند کی عورت کو کہتے ہیں، خاوند خواہ مر گیا ہو یا اس نے اسے طلاق دے دی ہو۔

۳،۴- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۴۴ عائشہؓ کی روایت ہے۔

۵- مصنف عبدالرزاق ۱۰۳۰۶

۶،۷- مصنف عبدالرزاق ۱۰۳۰۵، اور صحیح یہ ہے کہ ایک کنواری یا خاوند دیدہ عورت، جیسے کہ اس سے پہلے عکرمہ والی حدیث میں ہے، دیکھئے حدیث نمبر ۱۰۳۰۵

۸- بیہقی ۷/۱۲۳

کرتے تو اس سے [مشورہ][۱] لیا کرتے تھے، اس طرح کہ اس کے خاص کمرے کے پردے کے پاس بیٹھ جاتے اور اسے فرماتے: فلاں آدمی فلاں لڑکی کا ذکر کرتا ہے، اس پر اگر لڑکی بولتی اور ایک روایت میں: اگر [پردے کو][۲] حرکت دیتی اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتی تو اس کا نکاح اس سے نہ کرتے اور اگر وہ خاموشی اختیار کرتی تو کر دیتے۔

۵- **حدیث** عبداللہ بن بریدہؓ:[۳] وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں[۴] انہوں نے فرمایا: ایک لڑکی [کنواری عورت][۵] نے نبی ﷺ کے پاس آ کر کہا: میرے باپ نے میرے حق میں اپنا گھٹیا پن چھپانے کے لیے میری شادی اپنے بھتیجے کے ساتھ کر دی ہے [اور مجھ سے کوئی مشورہ نہیں لیا ہے، تو کیا اب مجھے اپنے بارے میں کوئی اختیار ہے؟][۶] [نبی ﷺ نے فرمایا: ہاں! ہے][۷] اور اسے اپنے معاملے کا مکمل اختیار دے دیا۔ اس پر اس لڑکی نے کہا: میرے باپ نے جو کچھ کیا، میں نے قبول کیا [میں اپنے باپ کے کسی فیصلے کو رد نہیں کرنا چاہتی][۸] بلکہ اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ عورتوں کو پتہ چل جائے کہ باپ دادا کے ہاتھوں میں نکاح کے معاملے میں کچھ نہیں۔ [ایک روایت میں ہے: میں نے یہ پسند کیا کہ عورتیں یہ جان لیں کہ انہیں بھی اپنے بارے میں کوئی اختیار ہے کہ نہیں؟][۹]

۷-(۱۸۶) خاوند دیدہ عورت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جس کی شادی اس کا باپ اس کی رضامندی کے بغیر کر دے

احکامات:

☆ عورتوں پر شادی کے معاملے میں زبردستی ناجائز ہے۔

☆ خاوند دیدہ عورت اپنے بارے میں اختیار رکھتی ہے اور اپنے ولی کی اجازت سے جس کے ساتھ چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

۱،۲- مصنف عبدالرزاق ۱۰۲۷۷، مہاجر بن عکرمہ کی روایت ہے۔

۳،۵،۶،۷،۸،۹- مصنف عبدالرزاق ۱۰۳۰۲۔

۴- ضعیف سنن ابن ماجہ ۴۱۱۔

☆ خاوند دیدہ کا اقرار نکاح کے بارے میں اس کی اجازت ہے۔

☆ شادی کے معاملات میں عورتوں کے حقوق کا بیان۔

☆ نکاح کی اہمیت اور یہ کہ یہ عمر بھر کا معاملہ ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبدالرحمٰن اور مجمع: جو کہ یزید بن جاریہ کے بیٹے ہیں، یہ خنساء بنت خذام انصاری [۱] سے بیان کرتے ہیں کہ وہ خاوند دیدہ عورت تھیں اور ان کا نکاح ان کے باپ [خذام ابو ودیعہ] [۲] نے کر دیا، انہوں نے اس نکاح کو ناپسند کیا چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں [اور کہا: میرے باپ نے میرا نکاح ایک آدمی کے ساتھ کر دیا ہے جبکہ مجھے اپنا دیور اس سے زیادہ پسند ہے] [۳] آپ ﷺ نے اس کا نکاح رد کر دیا [اور فرمایا: ان پر زبردستی مت کیا کرو] [۴] [جس کے ساتھ چاہو نکاح کر سکتی ہو] [۵] تو میں نے [ابولبابہ انصاری کے ساتھ نکاح کر لیا] [۶]

۲- **حدیث** ابی بکر بن محمد: [۷] انصار کے ایک آدمی نے جنہیں انیس بن قتادہ کہا جاتا تھا، خنساء بنت خذام کے ساتھ شادی کی، لیکن وہ جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ پھر اس (خنساء بنت خذام) کے باپ نے اس کی شادی ایک اور آدمی کے ساتھ کر دی، اس نے نبی ﷺ کے پاس آ کر کہا: میرے باپ نے میری شادی کر دی ہے جبکہ میں اسے ناپسند کرتی ہوں، مجھے اس نے بالکل نہیں بتایا تھا، حالانکہ میں بااختیار تھی، تو نبی ﷺ نے اس کا معاملہ اس کے سپرد کر دیا اور [فرمایا: اس کا کیا ہوا نکاح، نکاح نہیں ہے جس کے ساتھ چاہو نکاح کر سکتی ہو، تو میں نے ابولبابہ کے ساتھ نکاح کر لیا] [۸]

۱- بخاری ۵۱۳۸

۲،۳،۴،۶ - مصنف عبدالرزاق ۱۰۳۰۸، ابن عباسؓ کی روایت سے۔

۵- بیہقی ۷/۱۱۹، نافع بن جبیر بن مطعم کی روایت سے۔

۷- مصنف عبدالرزاق ۱۰۳۰۹

۸- فتح الباری از ابن حجر ۹/۱۰۳

۳- **حدیث القاسم**: [1] جعفر کی اولاد سے ایک عورت کو اس بات کا خوف لاحق ہوا کہ اس کا ولی اس کی شادی اس کی ناپسندیدگی کے باوجود کر دے گا تو اس نے انصار کے دو بزرگوں یزید بن جاریہ کے بیٹوں عبدالرحمان اور مجمع کو کوئی آدمی بھیج کر آگاہ کیا، دونوں بزرگوں نے اسے کہلا بھیجا کہ ڈرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ خنساء بنت خزام کا نکاح اس کی ناپسندیدگی کے باوجود اس کے باپ نے کر دیا تھا تو نبی ﷺ نے وہ نکاح رد کر دیا تھا۔

۴- **حدیث ابن عباسؓ**: [2] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولی کو خاوند دیدہ عورت کے بارے میں کوئی اختیار نہیں، یتیم لڑکی سے مشورہ لیا جائے اور اس کی خاموشی اس کا اقرار ہے [اور اگر وہ انکار کر دے تو اس پر زبردستی نہیں ہے] [3]

۸-(۱۸۷) رسول اللہ ﷺ کا وٹہ سٹہ کے نکاح کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ وٹہ سٹہ کے نکاح کی حرمت۔

☆ وٹہ سٹہ کی وضاحت اور وہ یہ ہے کہ ایک عورت کے نکاح کو دوسری عورت کا حق مہر بنایا جائے، تو اس طرح ان میں سے ہر عورت کا نکاح دوسری عورت کے لیے حق مہر بن جائے گا۔

☆ اسلام ایک ایسا دین ہے جو ہر خرابی کا دروازہ بند کرتا ہے، اور وٹہ سٹہ کے نکاح میں بے شمار خرابیاں ہیں۔

دلائل:

۱- **حدیث عبداللہ بن عمرؓ**: [4] رسول اللہ ﷺ نے وٹہ سٹہ سے منع فرمایا ہے، میں نے نافع سے پوچھا؟ وٹہ سٹہ کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: ایک آدمی دوسرے آدمی کی بیٹی سے شادی کرے اور اس کی شادی اپنی بیٹی کے ساتھ کرا دے، یہ دونوں نکاح بغیر حق مہر کے ہوں، اسی طرح وہ کسی کی بہن کے ساتھ خود نکاح کر لے اور اس کا نکاح اپنی بہن کے ساتھ کرا دے، دونوں نکاح بغیر حق مہر کے ہوں۔

۱- بخاری ۶۹۶۹

۲- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۴۸

۳- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۴۳ ابوھریرہؓ کی روایت سے

۴- متفق علیہ، بخاری ۶۹۶۰، ۵۱۱۲ اور مسلم ۳۴۵۰

۲- **حدیث** ابوھریرۃ اور جابر بن عبداللہؓ:[۱] دونوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے وٹہ سٹہ سے منع فرمایا ہے۔ [ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں وٹہ سٹہ کی گنجائش نہیں ہے][۲]

۹-(۱۸۸) رسول اللہ ﷺ کا حلالہ کے نکاح کے باطل ہونے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ حلالہ کی حرمت اور یہ کہ وہ ایک انتہائی ناپسندیدہ اور قابل نفرت کام ہے۔

☆ حلالہ کرنے والے کا نکاح باطل ہے اور وہ خود ملعون ہے۔

☆ نکاح کے لیے حلالہ کو حیلہ بنانے کی حرمت۔

☆ حلالہ کرنے والا اور جس کے لیے حلالہ کروایا جائے دونوں گناہ میں برابر ہیں۔

دلائل:

۱- **حدیث** علی اور عبداللہ مسعودؓ:[۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کروایا جائے، دونوں پر لعنت کی ہے۔

۲- **حدیث** عقبہ بن عامرؓ:[۴] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں کرائے کے بکرے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کی: کیوں نہیں! اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: وہی ہے جو حلالہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے کروایا جائے دونوں پر لعنت کرے۔

۱- مسلم ۳۴۵۴ اور ۳۴۵۶

۲- مسلم ۳۴۵۳

۳- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۲۷ اور صحیح سنن الترمذی ۸۹۴

۴- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۵۷۲

۱۰-(۱۸۹) محرم[۱] کے نکاح کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ محرم کے نکاح کرنے، کروانے اور منگنی کی حرمت۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین میمونہؓ سے نکاح کیا تو آپ ﷺ حالت احرام میں نہیں تھے کیونکہ میمونہؓ نے اپنے بارے میں یہ سب کچھ خود بتایا ہے اور اپنے بارے میں وہ دوسروں کی نسبت زیادہ جانتی تھیں۔

☆ ابن عباسؓ نے جو اپنی حدیث میں فرمایا ہے کہ "وھو محرم" کہ نبی ﷺ محرم تھے، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ حدودِ حرم میں تھے۔ اس لیے کسی قسم کا کوئی تعارض باقی نہ رہا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ کو حالت احرام میں نکاح وغیرہ کرنے کی خصوصی اجازت ہو۔

دلائل:

۱- حدیث ابن عباسؓ:[۲] فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے [عمرۃ القضاء کے موقع پر][۳] حضرت میمونہؓ کے ساتھ اس حالت میں نکاح کیا کہ آپ ﷺ حالت احرام میں تھے اور ان کے ساتھ ہمبستری کی جبکہ آپ حالت "حلال" میں تھے۔ حضرت میمونہؓ کی وفات "سرف" نامی جگہ میں ہوئی۔

۲- حدیث یزید بن الاصمؒ:[۴] وہ میمونہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ شادی اور شب بسری غیر احرامی حالت میں کی، یزید بن اصم نے کہا کہ میمونہؓ میری اور ابن عباس کی خالہ تھیں،[۵] ان کی وفات "سرف" نامی جگہ میں ہوئی، ہم نے انہیں اسی سائبان میں دفنا دیا، جس میں نبی ﷺ نے ان کے ساتھ شب بسری کی تھی۔

۱- حج کے لیے احرام باندھنے والا، لیکن ابن عباسؓ نے اس کا معنیٰ "حدود حرم میں ہونے والا" کیا ہے۔

۲- بخاری ۴۲۵۸

۳- بخاری ۴۲۵۹

۴- صحیح سنن الترمذی ۶۷۲

۵- مسلم ۳۴۳۹

۳- **حدیث عثمان بن عفانؓ:**[۱] فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احرام باندھا ہوا شخص نہ تو خود نکاح کرے، نہ کسی کا نکاح کروائے اور نہ منگنی کرے۔

۱۱-(۱۹۰) ایک عورت کا نکاح جب دو ولی کریں تو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ نکاح کے معاملے میں ولی (سرپرست) کی ضرورت کا بیان۔

☆ اس بات کا بیان کہ جب ایک عورت کی شادی دو سرپرست کریں تو حقدار پہلا ہوگا۔

☆ جس کا کوئی سرپرست نہ ہو اس کا سرپرست حاکم ہوگا۔

☆ عورت اگر سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے اور سرپرست اسے درست قرار دے دے تو عورت کے لیے مہر مثل[۲] کا وجوب۔

دلائل:

۱- **حدیث عقبہ بن عامر اور سمرہؓ:**[۳] دونوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کا نکاح جب دو سرپرست کریں تو وہ عورت پہلے کی سرپرستی میں ہوگی۔

۲- **حدیث عائشہؓ:**[۴] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے، اگر وہ ایسا کرلے تو اس کا نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے۔ پھر اگر سرپرست اسے درست قرار دے دے تو اس کے لیے مہر مثل ہے۔ اگر ان کا اس ضمن میں اختلاف ہوجائے تو جس کا ولی نہ ہو حاکم اس کا ولی ہے۔

۱- مسلم ۳۴۳۲ اور صحیح سنن نسائی ۲۶۷۰ اور صحیح سنن ابن ماجہ ۱۶۰۰

۲- اپنی قوم، قبیلہ، برادری اور خاندان کی عورتوں کے برابر حق مہر، یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب حق مہر پہلے سے متعین نہ کیا گیا ہو۔

۳- مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۱۳۹

۴- بیہقی ۷/۱۲۴

۱۲-(۱۹۱) شادی کے بعد بھی مشرکہ کے پاکدامن نہ ہونے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ شرک کے ہوتے ہوئے پاکدامن نہ ہونے کا ثبوت۔

☆ مشرک عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کی ممانعت۔

☆ اس بات کا بیان کہ مومن عورتوں کے ساتھ صحیح شادی کرنے سے پاکدامنی آتی ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن عمرؓ:[۱] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ پاکدامن نہیں ہے۔

۲- **حدیث** کعب بن مالکؓ:[۲] انہوں نے ایک یہودی یا عیسائی عورت کے ساتھ شادی کا ارادہ کیا، اس بارے میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے انہیں اس سے منع کر دیا اور فرمایا: وہ آپ کو پاکدامن نہیں بنائے گی۔

۱۳-(۱۹۲) نبی ﷺ کا فیصلہ اس مجوسی کے بارے میں جو مسلمان ہو جاتا ہے اور اس عورت کے بارے میں جو اپنے خاوند سے پہلے مسلمان ہو جائے پھر اس کا خاوند بھی مسلمان ہو جائے

احکامات:

☆ مسلمان عورت کا کافر اور مجوسی مرد کے ساتھ نکاح کا ناجائز ہونا۔

☆ خاوند اور بیوی پہلے کافر ہوں تو ان میں سے ایک کے مسلمان ہو جانے، اور اگر پہلے مسلمان ہوں تو ایک کے مرتد ہو جانے سے عقد نکاح کے ٹوٹ جانے کا بیان۔

۱- بیہقی ۸/۲۱۶

۲- بیہقی ۱۲/۳۲۶

☆ اس بات کا بیان کہ وہ عورت جو مسلمان ہو جانے کی وجہ سے اس کے کافر خاوند سے چھڑا لی گئی ہو (خاوند کے مسلمان ہو جانے کے بعد) پہلے خاوند کی طرف پہلے نکاح کو برقرار رکھتے ہوئے لوٹا دی جائے گی۔

دلائل:

۱- **حدیث ابن عباسؓ:**[۱] انہوں نے کہا: نبی ﷺ کے دور میں ایک عورت مسلمان ہوگئی اور اس نے شادی بھی کر لی، اس کے خاوند نے نبی ﷺ کے پاس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس کے ساتھ ہی مسلمان ہوا تھا اور اسے یہ پتہ بھی چل گیا تھا کہ میں اس کے ساتھ ہی مسلمان ہو گیا ہوں (لیکن اس کے باوجود اس نے شادی کر لی ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کے دوسرے خاوند سے چھین کر پہلے خاوند کے سپرد کر دیا۔

۲- **حدیث ابن عباسؓ:**[۲] فرمایا: نبی ﷺ نے اپنی بیٹی زینب کو ان کے پہلے خاوند ابوالعاص کی طرف پہلے نکاح ہی کی رو سے لوٹا دیا اور نئے نکاح وغیرہ کا اہتمام نہیں کیا تھا۔

۱- مستدرک حاکم ۲/۲۰۰، امام حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا اور ذہبی نے اس پر ان کی موافقت کی ہے۔

۲- مستدرک حاکم ۲/۲۰۰، امام صاحب نے اسے صحیح کہا ہے، بخاری و مسلم نے اسے ذکر نہیں کیا، امام نے اس پر حاکم کی موافقت کی ہے۔

پانچواں باب

رضاعت کے بارے میں

اور اس میں (۵) فیصلے ہیں۔

۱-(۱۹۳) حرام کرنے والی رضاعت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ حرام کرنے والی رضاعت کی مقدار کا بیان جن کی مقدار پانچ ہے۔

☆ اس بات کا بیان کہ ایک گھونٹ یا ایک دفعہ یا دو دفعہ پستان منہ میں لے کر چوسنے سے حرمت لازم نہیں آتی۔

☆ رضاعت کے حقوق کا ذکر اور یہ کہ رضاعت کا حق بہت بڑا ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث ام الفضلؓ:**[۱] انہوں نے فرمایا: ایک دیہاتی آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا، نبی ﷺ اس وقت میرے گھر میں تشریف فرما تھے، اس نے آ کر کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے پہلی بیوی پر ایک دوسری عورت کے ساتھ شادی کی ہے، اب میری پہلی بیوی کا یہ خیال ہے کہ اس نے میری دوسری بیوی کو ایک یا دو گھونٹ دودھ پلایا ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: بچہ ایک یا دو دفعہ پستان منہ میں ڈال کر چوس لے تو یہ مقدار حرام نہیں کرتی۔

۲- **حدیث عائشہؓ:**[۲] انہوں نے فرمایا: قرآن پاک میں اس بارے میں جو حکم نازل ہوا، اس میں تھا کہ یقینی طور پر دس دفعہ دودھ پینا حرمت کا باعث بنتا ہے۔ پھر یہ ''دس بار'' ''پانچ دفعہ'' کے ساتھ منسوخ ہو گئیں، نبی ﷺ کی وفات تک یہ قرآن پاک میں رہیں، ان کی تلاوت ہوتی تھی۔

۳- **حدیث حجاج بن حجاج الاسلمیؓ:**[۳] وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں رضاعت کے گراں بار احسان سے سبکدوش کیسے ہو سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی رضاعی ماں کی طرف سے ایک غلام یا لونڈی آزاد کر کے۔

۴- **حدیث عبداللہ بن عتبہؓ** انہوں نے نبی ﷺ کے کسی صحابی سے[۴] فرمایا: نبی ﷺ کی رضاعی بہن[۵]

۱- مسلم ۳۵۷۶
۲- مسلم ۳۵۸۲
۳- ضعیف سنن الترمذی ۱۹۶
۴- مصنف عبدالرزاق ۱۳۹۵۸
۵- صحیح سنن الترمذی کی ایک روایت ۲/ ۳۳۸ میں ہے، آنیوالی یہ عورت نبی ﷺ کی رضاعی ماں تھیں۔

(حلیمہ سعدیہ کی بیٹی) جنگ حنین سے واپسی پر آپ ﷺ کے پاس آئیں، آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو مرحبا کہا، اور اس کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر زمین پر بچھا دی تو انہیں از راہِ تعظیم اس پر بیٹھنے میں ہچکچاہٹ محسوس کی، نبی ﷺ نے ان پر زور دیا تو بیٹھ گئیں، آپ ﷺ کی آنکھوں سے اتنے آنسو بہے کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک تر ہو گئی۔ یہاں تک کہ حاضرین میں سے ایک آدمی بولا: اللہ کے رسول ﷺ آپ رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس کی اس ناگفتہ بہ حالت پر ترس آتا ہے، اگر کوئی احد پہاڑ جتنا سونا بھی حق رضاعت ادا کرنے کے لیے دے دے تو یہ حق ادا نہیں کر سکے گا۔ جہاں تک سوال ہے میرے اس حق کا جو میں تم سے لوں گا تو وہ میری بہن تمہارا ہے۔ باقی رہا وہ کچھ جو مسلمانوں کو ملا ہے تو میں ان سے اس میں سے کچھ نہیں لوں گا سوائے اس کے کہ وہ راضی خوشی دے دیں۔ راوی کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے جس نے ان سے جو بھی کچھ لیا تھا، انہیں واپس کر دیا۔

۲-(۱۹۴) رسول اللہ ﷺ کا رضاعت کے بارے میں فیصلہ اور یہ کہ رضاعت کا اعتبار اس وقت ہوگا جب بچہ بھوک سے دودھ پیے

احکامات:

☆ جو رشتے نسب اور ولادت کی رو سے حرام ہیں وہ رضاعت کی رو سے بھی حرام ہوں گے۔

☆ رضاعی چچا سے پردہ نہ کرنے کا جواز۔

☆ حرمت کے بارے میں معتبر رضاعت وہ ہے جو بھوک سے ہو۔ اس بات کا بیان کہ تھوڑا سا دودھ پینا حرمت رضاعت کے لیے معتبر نہ ہوگا جیسے پستان کو منہ میں لے کر ایک دو دفعہ چوسنا۔

دلائل:

۱- **حدیث** ام المومنین عائشہؓ:[1] نبی ﷺ ایک دفعہ ان کے ہاں تھے، حضرت عائشہؓ نے ایک آدمی کی آواز سنی جو حضرت حفصہؓ کے گھر داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا تھا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، میں نے کہا: اے اللہ کے

۱- بخاری ۲۶۴۶۔

رسول ﷺ! یہ ایک آدمی آپ ﷺ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ عائشہؓ فرماتی ہیں تو آپ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کے رضاعی چچا کا نام لے کر فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ وہی ہے۔ اس پر عائشہؓ نے اپنے ایک رضاعی چچا کا نام لے کر کہا: اگر وہ زندہ ہوتا تو میرے گھر آ سکتا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں بے شک! رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت سے ہوتے ہیں۔

۲- **حدیث عائشہؓ:** (۱) انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک دفعہ میرے پاس آئے، اس وقت میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا [پھر تو جیسے آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا] (۲) فرمایا: عائشہ! یہ کون ہے؟ میں نے کہا: میرا رضاعی بھائی ہے، فرمایا: عائشہ! اس بات کا خیال رکھنا کہ تمہارے بھائی کون ہیں؟ کیونکہ رضاعت معتبر وہ ہوتی ہے جو بھوک لگنے سے ہو

۳- **حدیث** ابن مسعودؓ: (۳) انہوں نے فرمایا: صرف اس رضاعت کا اعتبار ہے جو ہڈی مضبوط کرے اور گوشت پیدا کرے۔

۴- **حدیث** ام سلمہؓ: (۴) انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صرف وہی رضاعت رشتہ حرام کرتی ہے جو آنتیں کشادہ کرے، دودھ، پستان کو منہ میں لے کر پیا جائے اور یہ کہ دودھ چھڑوانے کی عمر سے پہلے ہو۔

۳-(۱۹۵) رسول اللہ ﷺ کا صرف ایک عورت کی گواہی پر رضاعت کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ عدم ضرورت کے وقت نام مبہم رکھنے یا بالکل ذکر نہ کرنے کا جواز۔

☆ تعارف کے لیے برے وصف کے ذکر کا جواز۔

☆ رضاعت اور عورتوں کے دیگر خصوصی مسائل میں ایک عورت کی گواہی کے قبول ہونے کا بیان۔

☆ مشتبہ امور سے بچنا۔

۱- بخاری ۲۶۴۷

۲- بخاری ۵۱۰۲

۳- صحیح سنن ابی داؤد ۱۸۱۴

۴- صحیح سنن الترمذی ۹۲۱

دلائل:

۱- **حدیث** عقبہ بن حارث: [۱] انہوں نے فرمایا: میں نے [ام یحییٰ بنت ابی اھاب نامی] [۲] عورت کے ساتھ شادی کی۔ [میری زوجیت میں آنے کے بعد والی صبح کے وقت] [۳] ایک سیاہ رنگ کی [لونڈی] [۴] عورت آئی [جو اہل مکہ کی آزاد کردہ لونڈی تھی] [۵] اس نے کہا: [مجھ پر صدقہ کرو، اللہ کی قسم! میں نے] [۶] تم دونوں کو [ایک ساتھ] [۷] دودھ پلایا ہے [تو عقبہ نے اسے کہا: مجھے تو اس بات کا علم نہیں کہ تم نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ ہی اس سے پہلے کبھی تم نے مجھے اس بارے میں بتایا ہے؟ پھر اس نے اس عورت کے خاندان آل ابی اھاب سے پتہ کروانے کے لیے ایک آدمی بھیجا تو نہوں نے کہا: ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ ہماری اس عورت نے تمہیں دودھ پلایا ہو] [۸] [عقبہ بن حارث کہتے ہیں کہ] [۹] میں پھر نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے کہا: میں نے فلاں عورت کے ساتھ شادی کی، لیکن فلاں سیاہ فام عورت نے آ کر یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں نے تم دونوں (میاں بیوی) کو دودھ پلایا ہے، حالانکہ وہ جھوٹ بول رہی ہے، آپ ﷺ نے میری بات سن کر چہرہ دوسری طرف پھیر لیا، تو میں پھر آپ ﷺ کے چہرے کی طرف ہو گیا اور کہا کہ وہ عورت جھوٹ بول رہی ہے۔ [تو نبی ﷺ نے چہرہ دوسری طرف کر لیا اور تبسم فرمایا اور] [۱۰] فرمایا: اب اس کا کیا کیا جائے وہ تو یہ دعویٰ کر چکی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، اپنی بیوی کو چھوڑ دو [تمہارے لیے اس میں کوئی بہتری نہیں ہے] [۱۱] [یوں آپ ﷺ نے انہیں اس عورت کے ساتھ رہنے سے منع فرما دیا] [۱۲] [انہوں نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور اس عورت نے کسی دوسرے مرد کے ساتھ شادی کر لی] [۱۳]

۱- بخاری ۵۱۰۴

۲،۴- بخاری ۲۶۵۹

۳،۵- مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۱۹۶

۶، ۷، ۱۰، ۱۱- الدارقطنی ۴/۱۷۷

۸- شرح السنۃ از امام بغوی ۹/۸۶ اور ارواء الغلیل ۲۱۵۴

۹- سنن سعید بن منصور ۱/۲۴۵

۱۲- بخاری ۲۶۵۹

۱۳- شرح السنۃ ۹/۸۶ اور ارواء الغلیل ۲۱۵۴

۴-(۱۹۶) نبی ﷺ کا عائشہؓ اور ان کے رضاعی چچا کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے قبل اجازت مانگنا، اگرچہ اپنے کسی محرم کا گھر ہی کیوں نہ ہو؟

☆ خاتون کے ہاں دودھ کا وجود اس کے شوہر کی وجہ سے ہوتا ہے۔

☆ غیر محرم سے پردہ کرنے کا وجوب۔

☆ رضاعی چچا نسبی چچا کی طرح محرم ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث عائشہؓ:**[۱] انہوں نے فرمایا: پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد ابوالقیس کے بھائی افلح نے میرے گھر کے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی [لیکن میں نے اسے اجازت نہ دی تو اس نے کہا: مجھ سے پردہ کرتی ہو، میں تو تمہارا چچا ہوں؟ تو میں نے پوچھا: کس طرح؟ اس نے کہا: میری بھابی نے تمہیں میرے بھائی کی زوجیت میں رہتے ہوئے اپنا دودھ پلایا ہے][۲] میں نے کہا: اس بارے میں نبی ﷺ سے پوچھے بغیر میں آپ کو اجازت نہیں دے سکتی، کیونکہ افلح کے بھائی ابوالقیس نے مجھے دودھ نہیں پلایا بلکہ مجھے دودھ ابوالقیس کی بیوی نے پلایا ہے۔ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے ان سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ابوالقیس کے بھائی افلح نے گھر آنے کی اجازت مانگی تھی لیکن میں نے اسے اجازت نہیں دی کیونکہ میں آپ ﷺ سے پوچھے بغیر اسے اجازت نہیں دینا چاہتی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اجازت دینے میں کون سی چیز مانع تھی؟ وہ تمہارا چچا ہے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اس نے نہیں، ابوالقیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا دایاں ہاتھ خاک آلودہ ہو، اسے اجازت دے دو، وہ تمہارا چچا ہے۔ عروہ کہتے ہیں: یہی وجہ ہے کہ عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں: رضاعت سے بھی وہی رشتے حرام کرو جو نسب سے کرتے ہو۔

۱- بخاری ۴۷۹۶

۲- بخاری ۲۶۴۴

۵-(۱۹۷) رسول اللہ ﷺ کا رضاعی بھتیجی کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ رضاعی بھتیجی کی حرمت کا بیان۔

☆ اس بات کا بیان کہ ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نبی ﷺ کی رضاعی ماں تھی۔

☆ رضاعی ماں کی عزت وتکریم اور اس کے ساتھ صلۂ رحمی کا لازم ہونا۔

☆ لاعلمی میں کسی حرام کام کا ارتکاب موجب ملامت نہیں۔

دلائل:

۱- **حدیث** ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ:[۱] انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ: میری بہن [عزہ][۲] بنت ابی سفیان کے ساتھ نکاح کرلیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تمہیں یہ بات پسند ہے؟ میں نے کہا: ہاں! [اللہ کے رسول ﷺ][۳] میں آپ ﷺ کو چھوڑنے والی نہیں ہوں، میں تو اس شخص کو پسند کرتی ہوں جو میری بہن کی بھلائی میں میرا شریک کار بنے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: میرے لیے یہ حلال نہیں ہے۔ میں نے کہا: ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ ﷺ [درہ][۴] بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا: بنت ام سلمہ؟ میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: وہ اگر میرے گھر میں میری گود پلی نہ بھی ہوتی تو میرے لیے حلال نہ ہوتی (کیونکہ) وہ میری رضاعی بھتیجی ہے، مجھے اور ابوسلمہ کو ثوبیہ نے دودھ پلایا ہے، اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی مجھے پیشکش نہ کیا کرو۔ عروہ نے فرمایا: ثوبیہ ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ہے [اور نبی اکرم ﷺ سوموار کے دن پیدا ہوئے تھے تو ثوبیہ نے ابولہب کو آپ ﷺ کی پیدائش کی خوشخبری دی تھی تو] ابولہب نے اسے اس خوشی میں آزاد کر دیا تھا[۵]، انہوں نے نبی ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ [نبی ﷺ ان کی بہت زیادہ عزت کرتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ نکاح

۱- بخاری ۵۱۰۱

۲،۳- مسلم ۳۵۷۳

۴- بخاری ۵۱۰۷

۵- فتح الباری ۹/۴۸

کرنے کے بعد یہ آپ ﷺ کے ہاں آیا جایا کرتی تھیں، آپ ﷺ مدینہ سے ان کے لیے عطیات بھیجا کرتے تھے، فتح خیبر کے بعد ان کی وفات ہوئی [(1) ابولہب موت کے بعد [حضرت عباسؓ] (2) کو خواب میں بہت بری حالت میں نظر آیا، حضرت عباسؓ نے اس سے پوچھا: سناؤ کیا گزری؟ ابولہب نے کہا: جب سے تمہیں چھوڑ کر آیا ہوں [راحت] (3) نہیں پائی ہے [پھر اپنے انگوٹھے، شہادت اور درمیان والی انگلیوں کے متصل گڑھے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا:] (4) ہاں ایک بات ہے کہ ثوبیہ کو آزاد کرتے وقت ان انگلیوں کے ساتھ اشارہ کرنے کی وجہ سے اس گڑھے سے پانی پلایا جاتا ہے۔

۲- حدیث ام المومنین ام سلمہؓ: (5) وہ فرماتی ہیں: نبی ﷺ سے کہا گیا [علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا] (6) [کیا میں آپ ﷺ کو قریش کی حسین ترین دوشیزہ کا پتہ نہ بتاؤں؟] (7) اللہ کے نبی ﷺ! حضرت حمزہؓ کی بیٹی کے بارے میں آپ کو کبھی خیال نہیں آیا؟ یا یہ کہ آپ سے کہا گیا: حمزہ بن عبدالمطلب کی بیٹی کو آپ ﷺ منگنی کا پیغام کیوں نہیں بھیجتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حمزہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ [کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو رشتے نسب سے حرام کیے ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام کیے ہیں] (8)

۱،۲- فتح الباری ۹/۴۸

۳،۴- مصنف عبدالرزاق ۱۳۹۵۵

۵- مسلم ۳۵۷۰

۶،۷،۸- مصنف عبدالرزاق ۱۳۹۴۶، علی بن ابی طالبؓ کی روایت سے

چھٹا باب

متفرق مسائل کے بارے میں

اور اس میں (۹) فیصلے ہیں۔

۱-(۱۹۸) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اس آدمی کے بارے میں جس نے اپنے مرض میں شادی کر لی

احکامات:

☆ آدمی کے اپنے مرض میں نکاح کرنے کا جواز۔

☆ مریض جب حق مہر دے دے تو وہ اس تیسرے حصے سے نہیں ہوگا۔

☆ مریض جب حق مہر دے دے تو وہ اس تیسرے حصے سے نہیں ہوگا جو اسے ملنے والا ہے۔

دلائل:

حدیث عبداللہ بن مغفلؓ: [1] انہوں نے فرمایا: انصار کے ایک آدمی نے اپنے مرض میں ایک عورت کے ساتھ شادی کر لی [یعنی مرض الموت میں] [2] تو لوگوں نے کہا: یہ جائز نہیں اور یہ تو تیسرے حصے سے ہے، تو اس آدمی نے معاملہ نبی ﷺ تک پہنچایا، نبی ﷺ نے فرمایا: نکاح جائز ہے اور یہ تیسرے حصے سے نہیں ہوگا۔

۲-(۱۹۹) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اس بارے میں کہ نکاح اور طلاق میں ہنسی مذاق اور غیر سنجیدہ رویے کو بھی حقیقت ہی سمجھا جائے گا

احکامات:

☆ عورتوں کے معاملات کے بارے میں اسلام کا مکمل اہتمام۔

☆ طلاق، نکاح اور رجوع کے بارے میں ہنسی مذاق سے اجتناب۔

☆ اگر کسی آدمی نے ہنسی مذاق میں طلاق دے دی، یا نکاح کر لیا یا رجوع کر لیا تو ان سب کو نکاح، طلاق اور رجوع شمار کیا جائے گا۔

۱- دارقطنی ۲۵۰/۳

۲- کنز العمال ۳۳۱/۱۶

دلائل:

۱- **حدیث ابی هریرهؓ:**[۱] انہوں نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور غیر سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے: نکاح، طلاق اور رجوع۔

۳-(۲۰۰) رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فیصلہ جو کسی عورت سے نکاح کرے پھر ہمبستری کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دے، کیا وہ اس عورت کی بیٹی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

احکامات:

☆ آدمی کی بیوی کی ماں، اس پر اس کی بیٹی کے ساتھ صرف نکاح کی وجہ سے حرام ہو جائے گی ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو۔

☆ بیوی کی (دوسرے خاوند سے) بیٹی آدمی پر اس صورت میں حرام ہوگی جب کہ پہلے خاوند نے اس کے ساتھ ہمبستری کی ہو (صرف نکاح کرنے سے حرام نہیں ہوگی)۔

☆ اس بات کا بیان کہ ماں اور بیٹی کے ساتھ نکاح کی وجہ سے بننے والے سسرالی رشتے (مصاهرت) میں فرق ہے۔

دلائل:

حدیث عمرو بن شعیب:[۲] وہ اپنے والد، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے کسی عورت کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد اس کے ساتھ ہمبستری کر لی، اس کے لیے اس عورت کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں اور اگر صرف نکاح کیا ہے ہمبستری نہیں ہوئی تو (اسے طلاق دے کر) اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے اور جس آدمی نے کسی عورت کے ساتھ نکاح کیا اس کے لیے اس کی ماں کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں، ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو۔

۱- صحیح سنن الترمذی ۹۴۴، سنن ابن ماجہ ۲۰۳۹

۲- صحیح سنن الترمذی ۱۱۳۱

۴-(۲۰۱) زنا وغیرہ کے ساتھ سسرالی رشتہ (مصاہرت) کی حرمت ثابت نہ ہونے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ حلال میں حرام اثر انداز نہیں ہوتا۔

☆ سسرالی رشتہ کی حرمت زنا سے ثابت نہیں ہوتی۔

دلائل:

حدیث عائشہؓ:[۱] انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی عورت کے ساتھ حرام کاری کرتا ہے، کیا وہ اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے؟ یا ایسا آدمی جو بیٹی کے ساتھ حرامکاری کرتا ہے کیا اس کی ماں کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: حرام، حلال کو حرام نہیں بناتا، حرام صرف وہی کرتا ہے جو نکاح کی وجہ سے حلال ہو۔

۵-(۲۰۲) نکاح میں برابری کے معتبر ہونے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ نماز کو وقت پر پڑھنے کے اہتمام کا وجوب۔

☆ ہم پلہ لوگوں میں رشتہ کرنے کی ترغیب۔

☆ شادی بیاہ میں دین اور اخلاق کے معیار کا اہتمام کرنا۔

☆ نکاح میں ولی کی شرط کا بیان۔

☆ اس بات کا بیان کہ کم از کم حق مہر دس درھم ہو۔

۱- بیہقی ۷/۱۶۹، دارقطنی ۳/۱۶۸

دلائل:

۱- **حدیث** محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب:[1] وہ اپنے والد، وہ ان کے دادا (علی) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: علی! تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں تاخیر نہ کرنا۔ نماز جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ جب تیار ہو اور بیوہ جب کہ اس کا ہم پلہ رشتہ مل جائے۔

۲- **حدیث** عائشہؓ:[۲] انہوں نے فرمایا: اپنی نسل بڑھانے کے لیے اچھی عورتیں چنو، برابر کے لوگوں سے شادی کرو بھی اور دو بھی۔

۳- **حدیث** ابراہیم بن محمد بن طلحہ:[۳] انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حسب ونسب رکھنے والی عورتوں کو اپنے برابر کے لوگوں میں شادی کرنی چاہیے۔

۴- **حدیث** ابی حاتم المزنیؓ:[۴] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے پاس ایسا آدمی رشتہ کے لیے آئے جس کے دین اور اخلاق سے تم مطمئن ہو تو اس کا نکاح کر دو، اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ وفساد پھیلے گا۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر چہ اس میں ۔۔۔۔؟ فرمایا: جب تمہارے پاس رشتے کے لیے ایسا آدمی آ جائے جس کے دین اور اخلاق سے تم مطمئن ہو تو اس کا نکاح کر دو۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔

۵- **حدیث** جابر بن عبداللہؓ:[۵] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کا نکاح صرف ان کے ہم پلہ لوگوں سے کرو اور ان کی شادی صرف ان کے سرپرست ہی کریں اور یہ کہ دس درہم سے کم کوئی حق مہر نہیں ہے۔

۱- بیہقی ۷/۱۳۲

۲،۳،۵- بیہقی ۷/۱۳۳

۴- صحیح سنن الترمذی ۸٦٦ اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ۱۰۲۲

٦-(٢٠٣) رسول اللہ ﷺ کا اس بات کے بارے میں فیصلہ کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ اپنی عدت وہیں گزارے گی جہاں اسے وفات کی خبر پہنچی ہے

احکامات:

☆ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس پر عدت کا واجب ہونا۔

☆ ایسی عورت کی عدت چار مہینے دس دن ہے۔

☆ ایسی عورت کیلئے ضروری ہے کہ وہیں عدت گزارے جہاں اسے اس کے خاوند کی وفات کی خبر ملی ہے۔

دلائل:

حدیث زینب بنت کعب بن عجرہ:[1] فریعہ بنت مالک بن سنان جو کہ ابوسعید خدریؓ کی بہن ہیں، نے اسے بتایا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس یہ پوچھنے کے لیے آئی کہ کیا وہ بنوخدرہ میں اپنے گھر والوں کے پاس چلی جائے؟ کیونکہ اس کا خاوند اپنے چند بھگوڑے غلاموں کی تلاش میں گیا تھا اور انہیں "طرف القدوم" کے علاقے میں جالیا تھا، لیکن انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے نبی ﷺ سے کہا کہ میرا خاوند نہ تو مجھے خرچہ دے کر گیا تھا اور نہ کسی ایسے گھر میں چھوڑ کر گیا تھا جو اس کی ملکیت ہو، ان حالات میں کیا مجھے اپنے خاندانی گھر میں جانے کی اجازت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، حضرت فریعہ کہتی ہیں کہ وہ وہاں سے نکلیں یہاں تک کہ جب حجرہ شریفہ یا مسجد میں پہنچیں تو آپ ﷺ نے مجھے بلا لیا، یا انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کے حکم سے مجھے بلوالیا گیا، میں آئی تو آپ ﷺ نے پوچھا! تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے وہ داستان آپ ﷺ کے سامنے پھر دہرادی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: عدت کے دن ختم ہونے تک اپنے خاوند کے گھر میں رہو۔ فریعہ ؓ نے کہا: چنانچہ میں نے اسی گھر میں چار مہینے دس دن گزارے۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں بھی ایسا واقعہ پیش آیا، آپ نے مجھے بلوا کر پوچھا تو میں نے سارا واقعہ سنا دیا۔ حضرت عثمانؓ نے نبی ﷺ کے فیصلے کی پیروی کرتے ہوئے اسی طرح فیصلہ کر دیا۔

۱- صحیح سنن ابی داؤد ۲۰۱۶

۷-(۲۰۴) اس مطلقہ عورت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جو اپنے خاوند کی طرف لوٹنا چاہتی ہو

احکامات:

☆ تین طلاق یافتہ عورت کے لیے، دوسرے خاوند کے ساتھ ہمبستری کیے بغیر پہلے خاوند کی طرف لوٹنا جائز نہیں۔

☆ خاوند اپنی بیوی کے بارے میں تین طلاقوں کا مالک ہے ان میں سے تیسری کے بعد نہ تو رجوع کا جواز باقی رہتا ہے اور نہ ہی وہ عورت کسی دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کیے بغیر اس کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔

☆ خواتین کے لیے اپنے خصوصی ازدواجی مسائل میں قاضی یا امام کے پاس شکایت لے کر جانے کی اجازت۔

دلائل:

۱- **حدیث** عائشہؓ:[۱] رفاعہ [بنت سموال][۲] قرظی نے اپنی بیوی [تمیمہ بنت وہب][۳] کو [جو بنو قریظہ سے تعلق رکھتی تھیں][۴] طلاق دے دی اور اس طلاق کو حتمی کر دیا۔ بعد میں عبدالرحمان بن زبیر نے تمیمہ کے ساتھ شادی کر لی۔ یہ نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول ﷺ میں رفاعہ کی زوجیت میں تھی، رفاعہ نے مجھے تین طلاقیں دے دیں، اس کے بعد میرے ساتھ عبدالرحمان بن زبیر نے شادی کر لی اور اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم اس کی حالت تو صرف اس پھندنے[۵] کی طرح ہے۔ اس نے یہ بات اپنی چادر کا پھندنا پکڑ کر کہی۔ [اس نے مجھے صرف ایک لمحے کے لیے اپنے قریب کیا ہے اور میرے ساتھ کچھ نہیں کیا ہے][۶] [پھر اس نے اسے طلاق دے دی][۷] [رفاعہ نے اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہا، رفاعہ اس کا وہ شوہر تھا جس نے اسے عبدالرحمان سے پہلے

۱- بخاری ۶۰۸۴

۲،۳- المنتقی من السنن المسند ۶۸۲

۴- مجمع الزوائد ۴/۳۴۱

۵- حدیث میں لفظ ''ہدبہ'' استعمال ہوا ہے، ہدبہ کپڑے کی اس جانب کو کہا جاتا ہے جو بنی ہوئی نہ ہو۔

۶- بخاری ۵۲۶۵

۷- مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۲۷۵

طلاق دی تھی] [1] [رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے] [2] راوی نے کہا: حضرت ابوبکرؓ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور [خالد] [3] ابن سعید بن العاص اجازت لینے کے لیے حجرے کے دروازے کے پاس بیٹھے تھے۔ خالدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو آوازیں دے کر کہنا شروع کر دیا، ابوبکر! آپ اس عورت کو ڈانٹتے کیوں نہیں؟ رسول اللہ ﷺ کے پاس کس طرح بے باکانہ اپنی روداد سنا رہی ہے؟ اور رسول اللہ ﷺ صرف تبسم فرما رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: تم شاید دوبارہ رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک تو اس کی اور وہ تمہاری (ہمبستری کی) مٹھاس نہ چکھ لے [4]

۲- حدیث عبیداللہ بن عباسؓ: [5] کہ غمیصاء یا رمیصاء نامی عورت نبی ﷺ کے پاس اپنے خاوند کی شکایت لے کر آئی کہ وہ اس کے قریب نہیں آتا ہے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اس کا خاوند آ گیا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ جھوٹی ہے۔ میں اس کے قریب جاتا ہوں لیکن یہ اپنے پہلے خاوند کے پاس جانا چاہتی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ تو اس کی مٹھاس نہ چکھ لے۔

۸-(۲۰۵) خصی ہونے اور دنیا سے کٹ کر رہنے کی ممانعت کے بارے میں نبی ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اپنے آپ کو خصی کرنے اور دنیا سے کٹ کر رہنے کا کی ممانعت،

☆ اسلام میں رہبانیت جائز نہیں۔

☆ اسلام ایسا دین ہے جس کے اندر دین و دنیا دونوں پائے جاتے ہیں۔

☆ اسلام ایسا دین ہے جو انسان کی فطری قوتوں کو نہ تو قتل کرتا ہے اور نہ انہیں مطلق العنان چھوڑتا ہے بلکہ ان

۱- المنتقی ۶۸۲

۲،۳- مسلم ۳۵۱۳

۴- حدیث میں لفظ ''عسیلہ'' استعمال ہوا ہے جو کہ ''عسلہ'' کی تصغیر ہے جماع کی لذت کو شہد کی لذت اور مٹھاس سے تشبیہ دی ہے۔ مراد ہمبستری ہے

۵- صحیح سنن نسائی ۳۱۹۵ اور ارواء الغلیل ۷/۳۰۰

قوتوں کی رہنمائی کرتا ہے۔

☆ ہر مستحق کو اس کا حق دینے کا وجوب۔

دلائل:

۱- **حدیث** سمرۃؓ:(۱) رسول اللہ ﷺ نے گوشہ نشینی سے منع فرمایا ہے۔ زید بن اخرم نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں: قتادہ نے اس موقع پر یہ آیت پڑھی: "ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ"(۲)

۲- **حدیث** سعد بن ابی وقاصؓ:(۳) انہوں نے فرمایا: اس وقت جب عثمان بن مظعونؓ کا عورتوں سے کنارہ کشی والا معاملہ سامنے آیا، نبی ﷺ نے اسے بلا کر کہا: عثمان! مجھے رہبانیت کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ کیا تم میری سنت سے منہ موڑنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہرگز نہیں! اے اللہ کے رسول ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری سنت تو پھر یہ ہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں، سوتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں، کھاتا پیتا ہوں، نکاح کرتا ہوں اور طلاق دیتا ہوں۔ عثمان! جو میری سنت سے اعراض کرے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں، تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے، تمہاری ذات کا تم پر حق ہے۔ سعدؓ نے فرمایا: تمام مسلمان آدمیوں نے اس بات کا عزم کر لیا تھا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعونؓ کو ان کے اختیار کردہ راستے پر برقرار رکھا تو ہم اپنے آپ کو خصی کر لیں گے اور دنیا چھوڑ دیں گے۔

۳- **حدیث** عبداللہ بن مسعودؓ:(۴) انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ کے لیے جایا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ ہماری بیویاں وغیرہ نہیں ہوتی تھیں، ہم نے دل میں سوچا، ہم اپنے آپ کو خصی نہ کر لیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرما دیا۔ پھر ہمیں اجازت دے دی کہ ہم کسی عورت کے ساتھ ایک کپڑے پر (ہی کیوں نہ ہو)

۱- صحیح سنن الترمذی ۸۶۴

۲- سورۃ الرعد ۳۸

۳- سنن الدارمی ۲/ ۵۸

۴- بخاری ۵۰۷۵

شادی کرلیں۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں یہ آیات پڑھ کر سنائیں:(یا ایھا الذین آمنوا لاتحرموا طیبات ما احل اللہ لکم و لاتعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین)[1](اے ایمان والو!ان پاکیزہ چیزوں کو جواللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کرو۔اور زیادتی نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا)۔

۴- **حدیث ابی ہریرہؓ:**[2] میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ایک جوان آدمی ہوں اور اپنی ذات پر گناہ سے ڈرتا ہوں اور میرے پاس عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کی گنجائش بھی نہیں ہے؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ میں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ایک جوان آدمی ہوں اور اپنے آپ پر گناہ سے ڈرتا ہوں اور عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کی گنجائش بھی نہیں رکھتا؟ [مجھے خصی ہونے کی اجازت دے دیں][3] آپ ﷺ پھر خاموش رہے۔ میں نے پھر اسی طرح کہا، آپ ﷺ پھر خاموش رہے۔ میں نے پھر کہا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوہریرہؓ! تو جس چیز سے دوچار ہونے والا ہے اس کے بارے میں قلم کی سیاہی خشک ہوگئی ہے۔ اب تمہاری مرضی ہے خصی ہو جاؤ یا یہ ارادہ ترک کردو [اگر آپ اجازت دے دیتے تو ہم ضرور خصی ہوجاتے][4]

۹-(۲۰۶) حمل سے ناامید عورت کی عدت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ شریعت اسلامیہ میں عورتوں کے مسائل کا اہتمام۔

☆ اس بات کا بیان کہ حمل سے ناامید عورت کی عدت تین ماہ ہے۔

☆ اس بات کا بیان کہ حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل ہے، حمل سے فراغت کے ساتھ ہی ان کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔

۱- سورۃ المائدۃ: ۸۷

۲- بخاری ۵۰۷۶

۳- فتح الباری ۱۱۹/۹

۴- مسند احمد ۱۷۵/۱

دلائل:

۱- **حدیث ابی بن کعبؓ:** [1] انہوں نے کہا، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! عدت کے بارے میں جب وہ آیت اتری جو سورۃ البقرہ میں ہے [2] تو اہل مدینہ سے کچھ لوگوں نے کہا: کچھ عورتوں کی عدت باقی رہ گئی ہے جن کے بارے میں قرآن پاک میں کچھ ذکر نہیں ہوا ہے اور وہ ہیں: نابالغ لڑکیاں، بوڑھی عورتیں، اور حمل والی عورتیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: "واللائی یئسن من المحیض من نساء کم ان ارتبتم فعدتهن ثلاثة اشهر واللائی لم یحضن، واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن" [3] تو حمل والی کی عدت حمل سے فراغت ہے حمل سے فارغ ہوگئی تو عدت ختم۔

۱- تفسیر ابن کثیر ۳۸۱/۴

۲- والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا فاذا بلغن اجلهن فلاجناح علیکم فیما فعلن فی انفسهن بالمعروف والله بما تعملون خبیر (البقرۃ: ۲۳۴).

۳- سورۃ الطلاق آیت نمبر۴

کتاب الطلاق

پہلا باب: طلاق کی اقسام اور اس کے احکام کے بارے میں

دوسرا باب: خلع کے بارے میں

تیسرا باب: لعان کے بارے میں

چوتھا باب: عدت کے بارے میں

پانچواں باب: بیوی کو طلاق کا اختیار دینے کے بارے میں

چھٹا باب: ظہار [یعنی اپنی بیوی کو ماں یا بہن کی طرح کہنے]

اور تحریم [یعنی اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنے] کے بارے میں

پہلا باب

طلاق کی اقسام اور اس کے احکام کے بارے میں

اس میں (۱۰) فیصلے ہیں۔

۱-(۲۰۸) رسول اللہ ﷺ کا عام طلاق اور حائضہ عورت کی طلاق کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ طلاق بائن (جس کے بعد رجوع نہ ہو سکے) کی تعداد آدمی کی نیت پر ہے۔

☆ بدعتی طریقے کے ساتھ طلاق واقع کرنے سے آدمی گناہ گار ہو جاتا ہے۔

☆ جس نے ایک سے زیادہ طلاقیں دیں ان کا بوجھ اس کے سر ہوگا اور اس کا یہ عمل تقویٰ کے خلاف ہوگا۔

☆ حدیث معاذؓ میں اس بات کی صراحت ہے کہ جس نے ازراہِ بدعت تین طلاقیں دیں وہ اس کی طرف سے واقع ہو جائیں گی لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

دلائل:

۱۔حدیث نافع بن جبیر بن عبد یزید بن رکانہ:[۱] رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہیمہ [مزینہ][۲] کو [رسول اللہ ﷺ کے دور میں][۳] طلاق بائن دے دی [پھر اس نے آ کر][۴] نبی ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا اور کہا [اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق بائن دے دی ہے لیکن][۵] بخدا! میرا ارادہ اس سے صرف ایک طلاق کا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا واقعی تمہارا ارادہ ایک طلاق کا تھا؟ تو رکانہ نے کہا: اللہ کی قسم! واقعی میرا ارادہ ایک طلاق کا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیوی اس کو لوٹا دی (یعنی ان کے درمیان جدائی نہ کروائی)۔ پھر اس نے حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں اسے دوسری طلاق دی اور حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں اسے تیسری طلاق دی۔

۲۔حدیث ابراہیم بن عبید اللہ بن عبادۃ بن صامت:[۱] وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میرے آباؤ اجداد میں سے کسی نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دے دیں تو اس کے بیٹے

۱- ضعیف، سنن ابی داؤد ۴۷۹۔

۲،۴،۵- شرح السنۃ از امام بغوی ۹/۲۰۹

۳- المستدرک علی الصحیحین ۲/۱۹۹، حاکم کا کہنا ہے کہ اس حدیث کے بنتِ رکانہ سے ایسے شواہد ملتے ہیں جس سے حدیث صحیح کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے، امام ذہبی نے اس بات پر امام حاکم کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔

۱- دار قطنی ۴/۲۰، امام دار قطنی نے اسے ضعیف کہا ہے۔

نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے باپ نے ہماری ماں کو ایک ہزار طلاق دے دی ہے، اب اس سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے باپ نے خوفِ خدا سے کام نہیں لیا کہ اللہ اس کے لیے کوئی راستہ نکالتا۔ اس کی بیوی اس سے تین طلاقوں کی رو سے برخلافِ سنت علیحدہ ہو گئی ہے اور باقی نوسوستانوے طلاقیں اس کی گردن پر گناہ ہیں۔

۳۔ حدیث انسؓ:[۱] انہوں نے کہا: میں نے معاذ بن جبلؓ سے سنا، انہوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاذؓ! جس نے ازراہِ بدعت ایک، دو یا تین طلاقیں دیں، ہم اس کی بدعت اس پر چسپاں کر دیں گے۔

۴۔ حدیث ابن عمرؓ:[۲] انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اپنی بیوی کو حالت حیض میں [ایک] طلاق[۳] دے دی۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: اسے کہو کہ وہ اس سے رجوع کر لے، پھر اسے چھوڑے رکھے یہاں تک کہ وہ ماہواری سے پاک ہو جائے۔ پھر [اسے اسی کے پاس دوسری][۴] ماہواری آئے [یہ ماہواری اس ماہواری کے علاوہ ہوگی جس میں اس نے اسے طلاق دی تھی][۵]۔ پھر [اسے مہلت دے تا آنکہ][۶] وہ [اپنی ماہواری سے][۷] پاک ہو جائے پھر اگر وہ چاہے تو اس کے بعد اسے روکے رکھے اور اگر چاہے تو [جب وہ پاک ہو جائے][۸] [پاکی کی حالت میں][۹] [بغیر جماع کیے][۱۰] [یا حالتِ حمل میں][۱۱] اسے طلاق دے دے۔ یہ وہ عدت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس میں عورتوں کو طلاق دو۔ [ابن عمرؓ کہتے ہیں: اللہ کے نبی ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی (اے نبی ﷺ! جب تم اپنی بیویوں کو طلاق

۱- دارقطنی ۴/۲۰ اور کہا کہ اسماعیل بن امیہ قرشی ضعیف، متروک الحدیث ہے۔

۲- مسلم ۳۶۳۷

۳، ۴، ۶، ۷، ۸- مسلم ۳۶۳۸

۵- مسلم ۳۶۴۲

۹، ۱۱- مسلم ۳۶۴۴

۱۰- مسلم ۳۶۴۸

دو تو انہیں ان کی عدت میں طلاق دو)[۱] ان کی عدت سے پہلے][۲] [ابن عمر نے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ! یہ طلاق شمار میں آئے گی؟ فرمایا: ہاں!][۳] [راوی نے کہا: میں نے ابن عمرؓ سے کہا: یہ طلاق شمار کی جائے گی؟ انہوں نے کہا: اس سے کون سی چیز منع کر سکتی ہے؟ کیوں نہیں! اگر رجوع کرنے سے عاجز آ جائے یا حماقت کرے (تو کیا طلاق شمار نہ ہو گی؟)][۴] [حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیوی کو ایک طلاق دی تو وہ ان کی طلاقوں میں سے شمار کی گئی][۵]

۲-(۲۰۹) اور غصے کی حالت میں طلاق واقع نہ ہونے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ غضبناک اور مجبور آدمی کی طلاق واقع نہ ہونے کا بیان۔

☆ اس بات کا بیان کہ ارادہ اور اختیار ہی شرعی احکام (جن کا مسلمان مکلّف ہے) کی بنیاد ہیں۔

☆ اسلامی شریعت کی نرمی کا بیان اور یہ کہ شرعی احکام طاقت سے زیادہ اور ارادے سے باہر نہیں ہوتے۔

دلائل:

۱- **حدیث عائشہؓ:**[۶] وہ کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اغلاق'' میں نہ طلاق ہے اور نہ (غلام یا لونڈی کا) آزاد کرنا ہے۔ امام ابوداودؒ نے فرمایا: اغلاق کا معنی غضب ہے۔

۲- **حدیث ابن عباسؓ:**[۷] وہ کہتے ہیں: رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کی غلطی، بھول چوک

۱- سورۃ الطلاق آیت: ۱۔

۲- مسلم ۳۶۵۵۔

۳- بیہقی ۷/۳۲۶۔

۴- مسلم ۳۶۵۰، یونس بن جبیر کی روایت سے۔

۵- مسلم ۳۶۴۲، ابن عمرؓ کی روایت سے۔

۶- صحیح سنن ابوداود، ۱۹۱۹۔

۷- مستدرک حاکم ۲/۱۹۸، انہوں نے کہا کہ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

اور زبردستی سے کردایا ہوا کام معاف فرما دیا ہے۔

۳-(۲۱۰) کم عقل کی طلاق کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ کم عقل اور دیوانے کی طلاق کا واقع نہ ہونا۔

☆ عقل اور بلوغت طلاق واقع ہونے کی شرطوں میں سے ہیں۔

☆ سوئے ہوئے، کم سن اور دیوانے آدمی کے کسی بھی منفی یا مثبت کام کا شرع میں کوئی اعتبار نہیں۔

دلائل:

۱- **حدیث ابوھریرہؓ:**[1] وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہو اس کم عقل کی طلاق کے سوا ہر طلاق جائز ہے۔

۲- **حدیث عائشہؓ:**[2] رسول ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: سوئے ہوئے سے یہاں تک کہ بیدار ہو جائے، کم سن سے یہاں تک کہ بڑا ہو جائے اور مجنوں دیوانے سے[3] یہاں تک کہ اسے عقل آ جائے یا افاقہ ہو جائے۔

۱- ضعیف سنن ترمذی ۲۰۷، امام ابوعیسیٰ ترمذی نے فرمایا: نبی ﷺ کے صحابہ کرامؓ اور دوسرے اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے کہ جس کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہو اس کم عقل کی طلاق جائز نہیں ہوگی سوائے اس کے کہ وہ ایسا کم عقل ہو جسے کبھی کبھی افاقہ ہو جاتا ہو اور اس نے افاقہ کی حالت میں طلاق دی ہو۔ ارواء الغلیل ۲۰۴۲، ضعیف الجامع الصغیر ۴۲۴۰۔

۲- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۶۶۰ اور ارواء الغلیل ۲۹۷۔

۳- اور ایک دوسری روایت میں ہے ''وعن المبتلی حتی یفیق، آزمائش میں ڈالا گیا آدمی یہاں تک کہ اسے افاقہ ہو۔

۴-(۲۱۱) بیوی کو طلاق دینے کے ضمن میں بیٹے کے لیے باپ کی اطاعت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ آدمی کے لیے پسندیدہ و ناپسندیدہ کاموں میں والدین کی اطاعت کا واجب ہونا۔

☆ اس بات کا بیان کہ والدین کے حقوق بہت عظیم اور بہت زیادہ ہیں۔

☆ باپ کے حکم سے مرد کا اپنی بیوی کو طلاق دینا جائز ہوگا۔

دلائل:

۱- **حدیث عبداللہ بن عمرؓ:**[۱] فرمایا: میری زوجیت میں ایک عورت تھی جسے میں بہت پسند کرتا تھا اور [میرے والد][۲] عمرؓ اسے ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا: اسے طلاق دے دو، میں نے انکار کردیا تو انہوں نے نبی ﷺ کے پاس جا کر اس واقعہ کا ذکر کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: [اے عبداللہ بن عمرؓ!][۳] [اپنے باپ کی اطاعت کرو اور][۴] اسے طلاق دے دو [تو میں نے اسے طلاق دے دی][۵]

۱- صحیح سنن ابی داؤد ۴۲۸۴

۲،۵- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۶۹۸۔

۳- صحیح سنن ترمذی ۹۵۰۔

۴- مستدرک حاکم ۲/۱۹۷، انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین اسے اپنی کتاب بخاری و مسلم میں نہیں لائے، امام ذھبی نے اس پر ان کی موافقت کی ہے۔

۵-(۲۱۲) ایسے میاں بیوی جو اپنے دوسرے ساتھی میں پھلبہری، کوڑھ یا جنون پاتا ہے، یا خاوند نامرد ہو، ان کے بارے میں اور مطلقہ کے لیے حق مہر کے ثبوت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ پھلبہری کوڑھ یا اس جیسی دوسری بیماریوں کی وجہ سے طلاق جائز ہوگی۔

☆ پھلبہری کوڑھ یا ان جیسی دیگر بیماریوں کی وجہ سے طلاق یافتہ عورت کے لیے حق مہر کا واجب ہونا۔

☆ ایسے حالات میں یہ کہنے کا جواز کہ ''تم نے مجھے دھوکا دیا ہے''۔

دلائل:

۱- **حدیث ابن عمرؓ:**(۱) رسول اللہ ﷺ نے بنوغفار کی ایک عورت کے ساتھ شادی کی، جب اس کو خلوت میں لایا گیا تو آپ ﷺ کو اس کے پہلو میں [کوڑھ کی](۲) سفیدی نظر آئی تو آپ ﷺ اس سے دور ہٹ گئے اور اسے کہا کہ اپنے کپڑے پہن لو۔ پھر آپ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا [ایک روایت میں ہے اسے اس کے گھر والوں کو لوٹا دیا اور ان سے کہا کہ تم نے اس کا عیب چھپا کر مجھے دھوکا دیا ہے](۳)

۶-(۲۱۳) رسول اللہ ﷺ کا اس غلام کے بارے میں فیصلہ جو اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیتا ہے پھر دونوں آزاد کر دیے جاتے ہیں تو آیا اس کی بیوی دوسرے مرد سے شادی اور ہمبستری کے بغیر اس کے قابل ہو سکے گی؟

احکامات:

☆ غلام کا لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کا جواز۔

☆ اس بات کا بیان کہ غلام اپنی بیوی کو طلاق دینے کا اختیار رکھتا ہے۔

۱، ۲، ۳- السنن الکبریٰ للبیہقی: ۷/۲۱۴

دلائل:

۱- **حدیث** ابوالحسن جو کہ بنونوفل کے آزاد کردہ غلام ہیں:[۱] انہوں نے ابن عباسؓ سے اس غلام کے بارے میں فتویٰ مانگا جس کے نکاح میں لونڈی تھی اور اس نے اس لونڈی کو دو طلاقیں دے دی تھیں پھر دونوں آزاد کر دیئے گئے تھے، کہ کیا غلام کے لیے اس سے دوبارہ منگنی کرنا مناسب ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہی فیصلہ ہے۔

۷- (۲۱۴) رسول اللہ ﷺ کا لونڈی کے ساتھ ہمبستری سے ممانعت کا فیصلہ جب کوئی آدمی اسے دو طلاقیں دینے کے بعد خرید لے

احکامات:

☆ اس بات کا بیان کہ لونڈی کی طلاقوں کی تعداد دو ہے۔

☆ آدمی لونڈی کو دو طلاقیں دے چکا ہو تو صرف ملکیت کی وجہ سے اس لونڈی سے ہم بستری کی ممانعت تاوقتیکہ لونڈی دوسرے کسی مرد سے نکاح نہ کر لے۔

دلائل:

حدیث ابن عمرؓ:[۲] بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لونڈی کسی آدمی کے نکاح میں ہو اور وہ آدمی اسے دو طلاقیں دے دے، پھر اسے خرید لے تو وہ لونڈی اس کے لیے اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ کسی دوسرے خاوند سے شادی نہ کر لے۔

۱- مستدرک حاکم ۲/۲۰۵، امام حاکم نے اس پر سکوت کیا ہے اسی طرح امام ذھبی نے بھی اس پر سکوت کیا ہے۔ شیخ البانی نے ''ضعیف سنن ابی داؤد'' میں اسے ضعیف کہا ہے دیکھیں ۳۷۴ اور ضعیف سنن ابن ماجہ ۴۵۳ اور ضعیف النسائی ۲۲۵۔ امام ابوداؤد نے ابن مبارک کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے معمر سے کہا: ''یہ ابوالحسن کون ہے؟ اس نے اپنے سر پر بہت بھاری چٹان اٹھائی ہے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا: ابوالحسن سے امام زھری نے روایت لی ہے۔ اس کا شمار فقہا میں ہوتا تھا اور یہ بات مشہور ہے، اس حدیث پر عمل نہیں ہے۔ عون المعبود ۲/۲۲۳، مسند احمد ۳۰۸۸، احمد شاکر نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے دیکھیں مسند احمد تحقیق احمد شاکر ۵/۱۳۶ اور دار قطنی ۳/۳۱۰۔

۲- دار قطنی ۳/۳۱۱ اور وہ کہتے ہیں: اس میں سلم بن سالم ہے۔ امام یحییٰ بن معین کا کہنا ہے کہ وہ ''کچھ نہیں'' اس حدیث کو زیلعی نے نصب الرایۃ ۳/۲۲۷ میں ذکر کیا ہے۔ امام بیہقی نے اسے علی اور زید بن ثابتؓ سے موقوف ذکر کیا ہے۔ امام مالک کا فرمان ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہؓ میں سے بہت سے اس کے قائل ہیں، ابوزناد نے اپنے والد کے ذریعے سے فقہاء اہل مدینہ کے بارے میں یہی کہا ہے۔ بیہقی ۷/۳۷۶ اور تاریخ جرجان ص ۳۹۰۔

۸-(۲۱۵) اس عورت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جو اپنے خاوند سے طلاق پر ایک عادل گواہ پیش کرتی ہے اور خاوند انکاری ہے۔

احکامات:

☆ طلاق کے معاملے میں ایک عادل گواہ کی موجودگی کا جواز۔

☆ گواہی اور حلف دونوں کے اکٹھے ہونے کا جواز۔

☆ خاوند کا حلف اٹھانے سے پیچھے ہٹنا ایک اور گواہ کے قائم مقام ہوگا۔

دلائل:

حدیث عمرو بن شعیبؒ:[1] وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے خاوند سے طلاق کا دعویٰ کرے اور اس پر ایک عادل گواہ بھی پیش کرے، اس کے خاوند سے حلف لیا جائے گا تو اگر وہ حلف اٹھالے تو عورت کے گواہ کی گواہی باطل ہو جائے گی اور اگر خاوند حلف اٹھانے سے باز رہے تو اس کا باز رہنا مزید ایک گواہ کے قائم مقام ہو جائے گا اور اس کی طلاق لاگو ہو جائے گی۔

۹-(۲۱۶) متعۃ الطلاق یعنی طلاق کے بعد عورت کو کپڑے دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ عورت کا اپنے آپ کو پیش کر دینے سے نکاح کے انعقاد کا بیان۔

☆ خاوند کے ''اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ'' کہنے سے طلاق واقع ہونے کا بیان جب یہ الفاظ کہنے سے اس کی نیت طلاق دینے کی ہو۔

☆ اس بات کا بیان کہ طلاق کے بعد عورت کو پہننے کے لیے دو کپڑے دیے جائیں (اسے ''متعۃ الطلاق'' کہتے ہیں)۔

۱- ضعیف سنن ابن ماجہ ۴۴۳ اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ ۲۲۱۰

دلائل:

حدیث ابواسیدؓ: [1] انہوں نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ایک باغ تک چلتے گئے جسے ''شوط'' کہا جاتا تھا، ہم دو دیواروں کے درمیان پہنچ کر وہاں بیٹھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہاں بیٹھے رہو اور خود اندر داخل ہو گئے تو آگے سے ایک ''جونیہ'' [2] عورت آئی اور آپ ﷺ کو کھجوروں کے درمیان بنے ہوئے امیمہ بنت نعمان بن شراحیل کے گھر لے گئی اور اس کے ہمراہ اس کی دایہ بھی تھی جو اس کے بچے کی پرورش کر رہی تھی۔ جب نبی ﷺ اس کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: اپنے آپ کو میرے لیے ہبہ کر دے تو امیمہ نے جواب دیا: کیا کوئی ملکہ اپنے آپ کو کسی بازاری کے سپرد کر سکتی ہے؟ راوی نے کہا: اس پر نبی ﷺ اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اس پر رکھنے لگے تا کہ اسے سکون حاصل ہو تو وہ بولی: میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے حقیقی پناہ گاہ کا سہارا لیا ہے [3] [اپنے گھر والوں کے ساتھ مل جاؤ] [4] پھر آپ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: ابواسید! اسے پہننے کے لیے دو کپڑے دے دو اور اسے اس کے گھر والوں کے ہاں چھوڑ آؤ۔

۱۰-(۲۱۷) رسول اللہ ﷺ کا اس آدمی کے لیے اپنی مطلقہ بیوی کے ساتھ رجوع کا فیصلہ جس نے غلط طریقے سے طلاق دی ہو۔

احکامات:

☆ نسب نامہ ثابت کرنے کے لیے مشابہت سے استدلال کرنے کا جواز۔

☆ بعض حالات میں مصلحت دیکھنے پر قاضی کا خاوند سے بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ جائز ہوگا۔

۱- بخاری ۵۲۵۵۔

۲- ''جون'' کی طرف منسوب۔ 'جون' اس کے باپ کا نام ہے۔

۳- بخاری ۵۲۵۴ میں یہ الفاظ ہیں تو نے عظیم ذات کی پناہ طلب کی ہے۔

۴- بخاری ۵۲۵۴ عائشہؓ کی روایت سے۔

☆ تین طلاقیں دی ہوئی بیوی کے ساتھ رجوع کا جواز جب طلاق شرعاً صحیح نہ ہو۔

دلائل:

حدیث ابن عباسؓ:[1] انہوں نے فرمایا: عبد یزید --ابو رکانہ اور اس کے بھائی-- نے ام رکانہ کو طلاق دے دی اور مزینہ قبیلے کی ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ وہ عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور اپنے سر کا ایک بال پکڑ کر کہا: وہ مجھے صرف اس بال جتنا فائدہ دے سکتا ہے اس لیے میرے اور اس کے درمیان تفریق کروا دیں تو رسول اللہ ﷺ پر غیرت غالب آئی انہوں نے رکانہ اور اس کے بھائیوں کو بلایا پھر ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگوں سے فرمایا: آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ فلاں (بچہ) عبد یزید کے ساتھ اس اس چیز میں مشابہت رکھتا ہے؟ لوگوں نے کہا: ایسے ہی ہے۔ نبی ﷺ نے عبد یزید کو حکم دیا کہ (اس بیوی) کو طلاق دے دو، اس نے طلاق دے دی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی بیوی ام رکانہ کے ساتھ رجوع کر لو تو اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! میں اسے تین طلاقیں دے چکا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے علم ہے، جاؤ اس کے ساتھ رجوع کر لو اور آپ ﷺ نے ان آیات کی تلاوت کی۔ **یاایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقو ھن لعدتھن**[2] اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے مطابق طلاق دیا کرو۔

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۲۲

۲- سورۃ الطلاق ٦۵

دوسرا باب

خلع کے بارے میں

اس میں (۲) فیصلے ہیں۔

۱-(۲۱۸) رسول اللہ ﷺ کا خلع کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ خلع کے متقاضی سبب کے بغیر عورت کے خلع مانگنے کی کراہیت۔

☆ کسی تکلیف کے بغیر عورت کے طلاق مانگنے کی حرمت۔

☆ خاوند اور بیوی ہر دو کی رضامندی سے خلع ہوگا اگر خاوند راضی نہ ہو تو قاضی اسے اس کا پابند کر سکتا ہے۔

☆ خلع کے طلاق بائن ہونے کا بیان۔

دلائل:

۱۔ حدیث ثوبانؓ:(۱) انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے بغیر کسی تکلیف کے اپنے خاوند سے طلاق مانگی، اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔

۲۔ حدیث ابوھریرۃؓ:(۲) وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: نکاح سے نکلنے والی اور خلع مانگنے والی عورتیں ہی منافق ہیں۔

۳۔ حدیث یحییٰ بن سعید:(۳) وہ عمرو بنت عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں، اس نے انہیں حبیبہ بنت سہل انصارن کی طرف سے خبر دی کہ وہ ثابت بن قیس بن شماس کی زوجیت میں تھیں [ثابت نے انہیں مارا تو ان کا کوئی عضو ٹوٹ گیا](۴) جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لیے باہر آئے تو حبیبہ بنت سہل کو اندھیرے میں اپنے دروازے پر کھڑا پایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں حبیبہ بنتِ سہل ہوں، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: [اے اللہ کے رسول ﷺ!](۵) نہ میں ثابت کے لیے، نہ ثابت بن قیس اپنی بیوی کے لیے

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۴۷۔

۲- صحیح سنن النسائی ۳۲۳۸ اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۶۳۲

۳- موطا ۲/۵۶۴ اور صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۴۸

۴- صحیح سنن ابی داؤد ۱۹۴۹۔

۵- صحیح سنن النسائی ۳۲۴۰ ابن عباس کی روایت کے ساتھ

[مجھے اس کے اخلاق یا دین کے بارے میں کوئی اعتراض نہیں لیکن میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں](۱) [تو نبی ﷺ نے ثابت کو بلایا](۲) جب اس کا خاوند ثابت بن قیس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: یہ حبیبہ بنت سہل ہے، اس نے مجھے جو بتانا تھا بتایا [اس کا کچھ مال لے لو اور اسے علیحدہ کر دو تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا یہ صحیح ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو اس نے کہا کہ میں نے اسے حق مہر میں دو باغ دیے ہیں اور دونوں ہی اس کے ہاتھ میں ہیں](۳) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس کا باغ اسے واپس لوٹاتی ہے؟](۴) تو حبیبہ نے کہا: [جی ہاں!](۵) اے اللہ کے رسول ﷺ! انہوں نے جو کچھ مجھے دیا ہے میرے پاس ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس سے فرمایا: اس سے [باغ لے لو اور اسے ایک طلاق دے دو](۶) تو ثابتؓ نے ان سے باغ لے لیا اور وہ اپنے والدین کے گھر جا بیٹھیں۔

۲-(۲۱۹) خلع یافتہ عورت کی عدت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ عورت اگر اپنے خاوند کو ناپسند کرتی ہو تو اس سے خلع مانگنے کا جواز۔

☆ خلع یافتہ عورت کی عدت ایک حیض (ماہواری) ہے۔

☆ خلع مال کے بدلے ہوتا ہے خلع کے مفہوم میں مالِ بدل بنیادی جز ہے۔

☆ کسی بھی ظہور پذیر ہونے والے معاملے میں اگر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی فیصلہ صادر ہوا ہو تو اس کی اتباع کا وجوب۔

دلائل:

ا۔ حدیث عبادہ بن صامتؓ: (۷) وہ ربیع بنتِ معوذ بن عضراء سے روایت کرتے ہیں۔ عبادہ بن صامت نے کہا کہ میں نے ربیع سے کہا کہ اپنی بات سناؤ۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے خاوند سے خلع لے لیا۔ پھر میں حضرت عثمانؓ کے

۱،۲،۵،۶- بخاری ۵۲۷۳ ابن عباسؓ کی روایت کے ساتھ۔

۳،۲- صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۴۹۔

۷- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۶۷۴ اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۱۹۳۱۔

پاس آئی اور ان سے پوچھا کہ مجھ پر کتنی عدت ہے؟ تو نہوں نے جواب دیا: اس کے سوا آپ پر کوئی عدت نہیں ہے کہ آپ ماہواری کے آغاز میں ہوں تو اس صورت میں ایک ماہواری تک رکی رہیں گی۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں اس میں رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلے کی اتباع کرنے والا ہوں جو انہوں نے ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی مریم المغالیہ کے بارے میں کیا تھا [ابن عباسؓ نے فرمایا: ثابت بن قیس کی بیوی نے اپنے خاوند سے نبی ﷺ کے دورِ مبارک میں خلع لے لیا تو نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ ایک ماہواری تک عدت گزارے] (۱)

۲۔ حدیث ثابت بن قیسؓ: (۲) انہوں نے اپنی بیوی [جمیلہ] (۳) کو مارا تو اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا، اس پر اس کا بھائی ان کی شکایت لے کر نبی ﷺ کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس کو بلوایا اور فرمایا: تمہاری جو چیز اس کے پاس ہے وہ لے لو اور اس کا راستہ چھوڑ دو، اس نے کہا: ٹھیک ہے! تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی بیوی کو حکم دیا کہ وہ ایک ماہواری تک انتظار کرے پھر اپنے گھر چلی جائے۔

۱- صحیح سنن الترمذی ۹۴۶

۲- صحیح سنن النسائی ۳۲۷۲

۳- بخاری ۵۲۷۷ اور جمیلہ عبداللہ بن ابی کی بیٹی ہے فتح الباری ۹/۳۹۸، ثابت بن قیس سے خلع لینے والی عورت کے نام میں روایات مختلف ہیں ممکن ہے واقعہ میں تعدد ہوا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی عورت کا [illegible] استعمال ہوتا ہو اور کبھی لقب وغیرہ، فتح الباری ۹/۳۹۹

تیسرا باب

لعان کے بارے میں

اس میں (۴) فیصلے ہیں۔

۱-(۲۲۰) جب خاوند اپنی بیوی پر بدکاری کا الزام لگائے اور وہ انکار کرتی ہو تو ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا لعان کا فیصلہ

احکامات:

☆ اس بات کا بیان کہ لعان اس وقت ہوگا جب فیصلہ حاکم وقت کے پاس لے جایا جائے اور لعان کی شرائط میں سے "حاکم" ایک شرط ہے۔

☆ اس بات کا بیان کہ حاکم کے لیے ضروری ہے کہ وہ لعان سے پہلے خاوند اور بیوی ہر دو کا دعویٰ سنے۔

☆ اس بات کا بیان کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کے خلاف غیر باکرہ ہونے کا دعویٰ کرے اور بیوی انکار کرتی ہو تو ان کے

درمیان لعان واقع ہوگا اور خاوند پر حق مہر واجب ہوگا۔

دلائل:

۱۔ **حدیث** ابن عباسؓ:[۱] انہوں نے فرمایا: انصار کے ایک آدمی نے بنو عجلان قبیلہ [انصار کی][۲] ایک عورت کے ساتھ شادی کی، اس کے ہاں شبِ زفاف گزارنے کے بعد جب صبح ہوئی تو اس نے کہا: کہ یہ کنواری نہیں ہے، یہ معاملہ نبی ﷺ تک پہنچا تو [آپ ﷺ نے][۳] اس لڑکی کو طلب فرمایا اور اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا: وہ صحیح نہیں کہتا ہے، میں کنواری تھی۔ [راوی نے کہا][۴] [نبی ﷺ نے][۵] ان دونوں کے بارے میں حکم دیا تو ان دونوں نے لعان کیا اور اس آدمی نے عورت کو مہر دیا۔

۲-(۲۲۱) نبی ﷺ کا لعان کے بارے میں فیصلہ اور بچے کو ماں کے سپرد کرنا

احکامات:

۱- ضعیف سنن ابن ماجہ ۴۴۸۔

۲،۳،۴،۵- مسند احمد ۲۶۱/۱

☆ اس بات کا بیان کہ مسلمانوں کی عزتوں کی پردہ پوشی اوران کی حرمت واجب ہے۔

☆ آبروریزی کے بارے میں کسی کا دعویٰ اس وقت تک قبول نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ دلیل نہ لائے اگر ایسا نہ کرسکا تو اس پر تہمت کی حد لگے گی۔

☆ قاضی کے لیے ضروری ہے کہ وہ لعان سے پہلے دونوں میاں بیوی کو توبہ کی طرف بلائے۔

☆ قیافہ شناسی کی بنیاد موجود ہے اور یہ پہچان کے وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے۔

دلائل:

حدیث ابن عباسؓ: [1] ہلال بن امیہ نے نبی ﷺ کے سامنے اپنی بیوی کو شریک بن سحماء کے ساتھ ملوث ہونے کا الزام لگایا [شریک بن سحماء، براء بن مالک کے ماں کی طرف سے بھائی تھے اور اسلام میں لعان کرنے والے یہ پہلے آدمی تھے] [2] تو نبی ﷺ نے فرمایا: دلیل لاؤ وگرنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگے گی تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جب ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کے اوپر کسی آدمی کو دیکھ لے تو پھر بھی دلیل ڈھونڈتا پھرے؟ تو نبی ﷺ فرماتے رہے کہ دلیل لاؤ وگرنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگے گی تو ہلال نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں سچ کہہ رہا ہوں، اس لیے میری پیٹھ کو حد سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ ضرور کوئی حکم اتارے گا تو جبریل علیہ السلام اترے اور آپ ﷺ پر یہ آیات اتاریں ﴿والذين يرمون ازواجهم .... من الصادقين﴾ [3] تو رسول اللہ ﷺ اس طرف متوجہ ہوئے اور ہلال بن امیہ کو بلا بھیجا تو ہلال بن امیہ آئے اور اپنے سچے پن کی گواہی دی اور نبی ﷺ فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی اپنے دعویٰ سے دستبردار ہو سکتا ہے؟ پھر عورت کھڑی ہوئی اور اپنے سچے ہونے کی گواہی دی، جب پانچویں قسم پر پہنچی تو لوگوں نے اسے روکا اور کہا: یہ قسم سزا واجب کرنے والی ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: وہ ہچکچائی اور تھوڑا پیچھے ہٹی حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ شاید اپنے دعوے سے پھر جائے، پھر اس نے کہا: میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے رسوا نہیں کروں گی، اس لیے پانچویں قسم بھی اٹھالی تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس کا دھیان رکھو، اگر یہ ایسا بچہ جنم دے [جو سفید ہو، مضبوط بھرے بھرے جسم کا ہو، خراب آنکھوں والا ہو تو وہ ہلال بن امیہ کا ہو

۱- بخاری ۴۷۴۷
۲- مسلم ۳۷۳۶ انسؓ بن مالک کی روایت سے۔
۳- سورۃ نور ۶-۹
۴- مسلم ۳۷۳۶

گا اور اگر [۲] سرمگیں آنکھوں والا، موٹی سرین والا اور بھاری بھرکم پنڈلیوں والا ہوتو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔ پھر بچہ ایسا ہی پیدا ہوا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کا یہ (لعان کے بارے میں) حکم اترا نہ ہوتا تو میں اسے سزا دیتا۔

۳-(۲۲۲) رسول اللہ ﷺ کا چار قسم کے لوگوں کے مابین لعان کے عدم جواز کا فیصلہ

احکامات:

☆ اس بات کا بیان کہ بیوی کا مسلمان ہونا اور میاں بیوی کا آزاد ہونا لعان کی شرائط میں سے ہے جبکہ بات صحیح ثابت ہو جائے۔

دلائل:

حدیث عمرو بن شعیبؓ: [۱] وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار قسم کی عورتوں کے درمیان لعان نہیں ہے، عیسائی عورت جو مسلمان کی زوجیت میں ہو، یہودی عورت جو مسلمان کی زوجیت میں ہو، آزاد عورت جو غلام کی زوجیت میں ہو اور غلام عورت جو آزاد کی زوجیت میں ہو۔

۴-(۲۲۳) اس آدمی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پایا ہے۔

احکامات:

☆ سورۂ نور میں لعان کی آیت کا شانِ نزول عویمر کا اپنی بیوی کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ ہے۔

☆ لعان کی کیفیت کا بیان اور یہ کہ شہادت اور قسمیں کھانے کی ابتدا مرد کرے گا پھر عورت۔

☆ اس بات کا بیان کہ لعان کے بعد بچہ ماں کو دیا جائے گا اور وہ اپنی ماں کا وارث بنے گا اور ماں اس کی۔

ضعیف ابن ماجہ ۴۴۹ اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ ۴۱۲۷، دارقطنی نے اسے ۳/۱۶۳ میں ذکر کیا ہے اور عثمان بن عطاء کی وجہ سے اسے معلول کہا ہے، دوسری روایت جو عثمان بن عبدالرحمن سے ہے اسے ابوبکر الجصاص نے احکام القرآن ۳/۲۸۸ میں ذکر کیا ہے اور اس میں کوئی ایسا راوی نہیں ہے جس پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہو، اسی لیے انہوں نے مذکورہ فیصلہ کے اثبات کے لیے اس سے استدلال کیا ہے۔ ابن الترکمانی نے جوہر النقی میں کہا ہے کہ اس حدیث کی سند اچھی ہے، دیکھیں بیہقی ۷/۳۹۷۔

☆ خاوند سے حق مہر کی واپسی کے مطالبے کے عدم جواز کا بیان۔

دلائل:

حدیث سہل بن سعدؓ:[1] حضرت عویمر جو قبیلہ بنو عجلان کے سردار تھے، حضرت عاصم بن عدی [انصاری][2] کے پاس آئے اور ان سے پوچھا: تم لوگوں کی اس آدمی کے بارے میں کیا رائے ہے جس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پایا؟ کیا وہ اس آدمی کو قتل کر دے؟ اور پھر تم لوگ اسے قتل کر دو یا پھر کیا کرے؟ میرے لیے نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھو تو عاصمؓ نے نبی ﷺ کے پاس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! [اور پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا][3] تو رسول اللہ ﷺ نے ایسے سوال کو ناپسند فرمایا [اور انہیں معیوب سمجھا حتی کہ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے جو کچھ سنا، اس کی روشنی میں ان کو اپنا سوال بہت برا محسوس ہوا][4] [پھر عاصم جب اپنے گھر لوٹے][5] تو عویمرؓ نے ان سے پوچھا [عاصم! رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا کہا][6] [تو عاصم نے عویمرؓ کو جواب دیا: آپ نے مجھے اچھے کام کے لیے نہیں بھیجا][7] کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان تمام مسائل کو ناپسند کیا ہے اور معیوب سمجھا ہے۔ عویمرؓ نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہیں رکوں گا جب تک رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں خود نہ پوچھ لوں، پھر عویمر آئے [یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوگوں کے درمیان آ کھڑے ہوئے][8] اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ایک آدمی نے اپنی بیوی کے ساتھ دوسرا آدمی پایا ہے [اگر وہ بات کرتا ہے تو بہت بڑے معاملے کے بارے میں بات کرے گا][9] [آپ لوگ اسے کوڑے ماریں گے][10] [اور اگر خاموش رہے گا تو بھی بہت بڑے معاملے کے بارے میں خاموش رہے گا][11] کیا وہ اس آدمی کو قتل کر دے؟ تو آپ لوگ بھی اسے قتل کر دو گے؟ یا پھر کیا کرے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کی بیوی کے بارے میں قرآن نازل کر دیا ہے [والذین یرمون ازواجھم ولم یکن لھم شھداء

۱- بخاری ۴۷۴۵۔

۲، ۳، ۴، ۶، ۷، ۸- مسلم ۳۷۲۳۔

۵- صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۶۴۔

۹، ۱۰- مسلم ۳۷۲۶ ابن عمر کی روایت سے۔

۱۱- صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۷۳۔

۱۲- سورۂ نور آیت نمبر ۶-۹۔

۱۳- مسلم ۳۷۲۳۔

الا انفسهم فشهادة أحدهم أربع شهادات بالله انه لمن الصادقين] [12] [جائیں اور اپنی بیوی کو لائیں] [13] [تو وہ اور ان کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے] [1] تو نبی ﷺ نے انہیں لعان کا حکم دیا جس طرح کہ اس کا طریق کار اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے، تو ان دونوں نے [مسجد میں] [2] لعان کیا [اس طرح کہ پہلے مرد نے چار بار قسم کھائی کہ وہ سچا ہے پھر اس نے پانچویں دفعہ لعنت کی کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت، پھر عورت لعنت کرنے کے لیے آگے بڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''رکو'' تو اس نے انکار کر دیا] [3] پس اس نے پہلے چار دفعہ اللہ کی قسم کھائی کہ اس کا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ کہا کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو] [4] پھر عویمر نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! [اب اگر میں اسے اپنے گھر رکھوں] [5] تو [میں نے اس پر جھوٹ باندھا ہے] [6] اگر اسے اپنے ساتھ رہنے پر پابند کروں تو میں نے اس پر ظلم کیا، پھر اس نے [قبل اس کے کہ رسول اللہ ﷺ اسے حکم دیتے اسے تین] [7] طلاقیں دے دیں [تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان علیحدگی کرادی اور بچے کو اس کی ماں کے حوالے کر دیا] [8] [پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر دو لعان کرنے والوں کے درمیان یہی تفریق ہے] [9] [تمہارا حساب اللہ پر ہے، تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ اب تیرے لیے اپنی بیوی کے ساتھ رہنے کا کوئی راستہ نہیں ہے] [10] پھر ان دونوں کے بعد لعان کا یہ طریقہ لوگوں کے لیے سنت بن گیا۔ [اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا مال؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے کوئی مال نہیں، اگر تم نے سچ بولا ہے تو مال اس کی شرمگاہ کو اپنے لیے حلال سمجھنے کا بدلہ ہے اور اگر تم نے اس پر جھوٹ باندھا ہے تو پھر یہ بات تمہارے لیے اس کی طرف سے بالکل ہی ناممکن ہے] [11] [عویمر کی بیوی حاملہ تھی اس نے اس حمل کا بھی انکار کر دیا] [12] پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دھیان رکھیں، اگر اس نے سیاہ رنگ کا سیاہ آنکھوں

۱،۳- مسلم ۳۷۴۴ عبداللہ کی روایت سے۔
۲- مسلم ۳۷۴۵
۴- مسلم ۳۷۴۶ ابن عمر کی روایت سے۔
۵، ۶، ۷- مسلم ۳۷۴۳
۸- مسلم ۳۷۵۱ ابن عمر کی روایت سے۔
۹- مسلم ۳۷۴۵
۱۰- مسلم ۳۷۴۷
۱۱- مسلم ۳۷۴۷ ابن عمر کی روایت سے۔
۱۲- بخاری ۴۷۴۶

والا، بھرے بھرے کولہوں والا، بھری بھری پنڈلیوں والا بچہ جنم دیا تو میرا خیال ہے کہ عویمر کا اس پر الزام صحیح ہے اور اگر اس نے سرخ رنگ کے گرگٹ جیسے بچے کو جنم دیا تو میرا خیال ہے کہ عویمر نے اس پر جھوٹ باندھا ہے۔ پھر اس نے ایسے اوصاف والا بچہ جنم دیا جنہیں رسول اللہ ﷺ نے عویمر کی سچائی کی دلیل قرار دیا تھا، اس کے بعد اس بچے کی نسبت اس کی ماں کی طرف کی جاتی رہی [پھر میراث میں یہ سنت چلی کہ ایسا بچہ اپنی ماں کا اللہ کے فرض کردہ حصوں میں وارث بنتا اور ماں بھی اپنے مقرر کردہ حصے میں بیٹے کی وراثت سے حصہ لیتی][1]

۱- بخاری ۴۷۴۶

چوتھا باب

عدت کے بارے میں

اس میں (۴) فیصلے ہیں۔

۱-(۲۲۴) رسول اللہ ﷺ کا مطلقہ کے نان ونفقہ، عدت اور رہائش کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ رجعی طلاق یافتہ عورت نان ونفقہ اور رہائش کی حق دار ہوگی۔

☆ اس بات کا بیان کہ طلاق بائن والی عورت نان ونفقہ اور رہائش کی حق دار نہیں ہوگی سوائے اس کے کہ وہ حاملہ ہو۔

☆ طلاق بائن والی پر عدت کا واجب ہونا۔

☆ جس سے مشورہ کیا جائے اس کے سامنے جس کے متعلق مشورہ کیا جا رہا ہو اس شخص کے عیب بیان کرنے اور جرح کا جواز۔

☆ جس سے مشورہ لیا جائے اس کی خیر خواہی اور اصلاح کو مقدم رکھنے کا وجوب کیونکہ وہ امانت دار ہے۔

دلائل:

حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا:[1] [جو کہ ضحاک بن قیس کی بہن ہے][2] ابوعمرو بن حفص [بن مغیرۃ][3] [المخزومی][4] نے اسے طلاق بائن دے دی جبکہ وہ شہر سے باہر تھا [حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف گیا ہوا تھا][5] تو اس (فاطمہ بنت قیس) کی طرف اس کے (شوہر کے) وکیل [عیاش بن ابی ربیعہ][6] نے [باقی ایک (طلاق) بھیج دی][7] [اور اس کے شوہر نے اپنے وکیل کے ذریعے اسے پانچ صاع[8] کھجور اور][9] [پانچ صاع][10] جو بھیج دیے جسے اس نے (ناکافی سمجھ کر) ناراضگی کا اظہار کیا اور [کہا: میرے لیے صرف یہی نفقہ ہے؟][11] تو وکیل نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے ذمے آپ کے لیے کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ [اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کو ضرور بتاؤں گی اگر میرے لیے نفقہ ہوا تو میں اتنا ضرور لوں گی جس سے میرا اچھی طرح گزارہ ہو سکے اور اگر میرے لیے

۱- مسلم ۳۶۸۱
۲- مسلم ۳۶۸۴
۳- مسلم ۳۶۸۲
۴- صحیح سنن ابی داؤد ۲۰۰۱
۵، ۷- مسلم ۳۶۸۸
۶، ۹، ۱۰، ۱۱- مسلم ۳۶۹۷
۸- ایک صاع تقریباً ڈھائی کلو کے برابر ہے

نفقہ نہ ہوا تو پھر اس سے میں کوئی چیز بھی نہیں لوں گی][1] پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: [اس نے تجھے کتنی طلاقیں دی ہیں؟ اس نے کہا: تین، آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے صحیح کہا][2] اس کے ذمے تیرے لیے نہ تو نفقہ ہے [اور نہ رہائش][3] [سوائے اس کے کہ تو حاملہ ہو][4] [نفقہ اور رہائش عورت کے لیے اس وقت ہوتے ہیں جب اس کا خاوند اس کے ساتھ رجوع کا حق رکھتا ہو][5] [تو پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے وہاں سے منتقل ہونے کی اجازت مانگی][6] [تو نبی ﷺ نے مجھے اپنے گھر میں عدت گزارنے کی اجازت دے دی][7] [اور اسے حکم دے دیا کہ ام شریک کے گھر میں عدت گزارے، پھر فرمایا: وہ ایسی عورت ہے کہ جہاں میرے صحابہؓ جمع ہوتے رہتے ہیں۔ [اس کے پاس نئے مہاجرین آتے رہتے ہیں][8] [اپنے چچا کے بیٹے عمرو][9] ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزار [پس اس کے پاس رہو][10] کیونکہ وہ ایک نابینا آدمی ہے، اس کے ہاں تو اپنا کپڑا اتار سکتی ہے [کیونکہ وہاں جب تو اپنا دوپٹہ اتارے گی تو وہ تجھے نہیں دیکھ سکے گا][11] پھر جب عدت سے فارغ ہو جائے تو مجھے اطلاع کر دینا [پس وہ اس کے گھر چلی گئی][12] اور عدت پوری ہونے تک وہیں رہی][13] حضرت فاطمہ بنت قیس نے کہا: پھر جب میری عدت گزر گئی تو میں نے نبی ﷺ کو بتایا کہ معاویہ بن ابوسفیانؓ اور ابوالجہمؓ [اور اسامہ بن زیدؓ][14] نے مجھے منگنی کا پیغام بھیجا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاں تک تعلق ہے ابوالجہمؓ کا تو وہ [ایسا آدمی ہے جو عورتوں کو بہت مارتا ہے][15] اس لیے اپنی لاٹھی کندھے سے اتارتا ہی نہیں اور باقی رہا معاویہؓ، تو وہ نادار آدمی ہے اس کے پاس مال نہیں

۱، ۳۔ مسلم ۳۶۸۲

۲۔ مسلم ۳۶۹۷

۴۔ صحیح سنن ابی داؤد ۲۰۰۵

۵۔ صحیح سنن النسائی ۳۱۸۶

۶۔ مسلم ۳۶۸۸

۷۔ مسلم ۳۶۹۱

۸، ۱۱، ۱۲۔ مسلم ۳۶۸۴

۹۔ مسلم ۳۶۹۳، ابن مکتوم کے نام کے بارے میں روایات میں اختلاف ہے کچھ لوگوں نے ''عمرو'' اور کچھ نے ''عبداللہ'' بتایا ہے: شرح النووی: ۱۰/۱۰۳

۱۰۔ مسلم ۳۶۸۳

۱۳۔ صحیح سنن ابی داؤد ۲۰۰۵

۱۴، ۱۵۔ مسلم ۳۶۹۶

[ہاں][1] اسامہ بن زید کے ساتھ نکاح کرلیں، لیکن میں نے پسند نہ کیا[اور اپنے ہاتھ سے ناپسندیدگی کا اشارہ کر کے یوں کہا: اسامہ!!! اسامہ!!][2] آپ ﷺ نے فرمایا: اسامہ سے نکاح کرلے[اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت تمہارے حق میں بہتر ہے][3] تو میں نے اس سے نکاح کرلیا[تو اللہ تعالی نے مجھے ابن زید کے ساتھ شرف بخشا اور اللہ تعالی نے مجھے ابنِ زید کی وجہ سے عزت بخشی][4] اللہ تعالی نے اس نکاح میں بھلائی رکھ دی اور میری زندگی قابلِ رشک ہوگئی۔

۲-(۲۲۵) عدت والی عورت کے لیے اپنے ضروری کام کے لیے دن کے وقت باہر نکلنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ ضروری کام کے لیے عدت گزارنے والی عورت کا اپنی جائے عدت سے نکلنے کا جواز۔

☆ بعض اوقات ضرورت ممنوع چیزوں کو جائز کر دیتی ہے۔

☆ بوقت ضرورت عورتوں کے لیے گھر سے باہر بعض کام کرنے کا جواز۔

دلائل:

حدیث جابر بن عبداللہؓ:[5] وہ فرماتے ہیں: میری خالہ کو[تین][6] طلاقیں ہوگئیں تو انہوں نے اپنی کھجوریں کاٹنے کا ارادہ کیا[ایک روایت میں ہے کہ وہ کھجوریں کاٹنے نکلیں تو انہیں ایک آدمی ملا][7] تو اس آدمی نے انہیں ڈانٹا[8] اور[کھجوروں کی طرف][9] جانے سے روک دیا تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئیں[اور ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا][10] آپ ﷺ نے[اسے][11] فرمایا: کیوں نہیں![آپ جائیں][12] اور کھجوریں کاٹیں کیونکہ ممکن ہے کہ آپ صدقہ کریں یا کوئی بہبود کا کام کریں[13]۔

۱،۲،۳- مسلم ۳۶۹۶

۴- مسلم ۳۶۹۸

۵- مسلم ۳۷۰۵

۶- مستدرک حاکم ۲/ ۲۰۷

۷،۱۰،۱۲- مستدرک حاکم ۲/ ۲۰۷

۸- ایک روایت میں ہے کہ اس آدمی نے انہیں کھجوریں کاٹنے سے منع کر دیا، صحیح سنن ابی داؤد ۲۰۱۱

۹- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۶۵۴

۱۱- صحیح سنن ابی داؤد ۲۰۱۱ اور صحیح سنن نسائی ۳۳۲۲

۱۳- حاکم اور ابوداؤد کی روایت میں ''معروف'' کی جگہ ''خیر'' کا لفظ آیا ہے۔ دیکھیں سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۲۳۰۷ معنی دونوں کا قریب قریب ہے۔

۳-(۲۲۶) رسول اللہ ﷺ کا ولادت کے بعد مطلقہ کی علیحدگی کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ طلاق رجعی بیوی سے فائدہ اٹھانے میں مانع نہیں۔

☆ دورانِ عدت شوہر رجوع کا حق رکھتا ہے عدت گزر جانے کے بعد رجوع کا حق ساقط ہو جائے گا۔

☆ حاملہ کی عدت وضع حمل کے ساتھ ختم ہو جائے گی۔

دلائل:

حدیث زبیر بن العوامؓ:[۱] ام کلثوم بنت عقبہ جو کہ ان کی زوجیت میں تھیں [نے انہیں ناپسند کیا کیونکہ زبیر بیوی پر سختی برتتے تھے][۲] تو ان کی بیوی نے ان سے کہا: مجھے طلاق دے کر خوش کر دیں (اور وہ حاملہ تھیں) [حضرت زبیرؓ نے فرمایا: یہ بات آپ کے لیے سودمند نہیں کہ میں آپ کو ایک طلاق دے دوں پھر رجوع کر لوں؟ اس نے کہا: میں اس میں راحت محسوس کرتی ہوں][۳] تو انہوں نے اسے [ایک طلاق][۴] دے دی پھر جب وہ نماز کے لیے چلے گئے [تو ان کی بیوی نے اپنی لونڈی سے کہا کہ دروازے بند کر دے][۵] پھر جب وہ واپس آئے تو ان کی بیوی ایک بچی کو جنم دے چکی تھی [حضرت زبیرؓ آئے تو ان کو بچی کی خوشخبری دی گئی][۶] تو انہوں نے کہا اسے کیا ہو گیا؟ [ابو معیط کی بیٹی][۷] مجھے دھوکا دے گئی۔ اللہ اسے اس کے دھوکے کا بدلہ دے پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئے [اور آپ ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ان کی بیوی کو ان سے علیحدہ کر دیا][۸] پھر آپ ﷺ نے فرمایا: لکھا ہوا اپنی اجل کو پہنچ گیا، اسے نکاح کا پیغام بھیج دو۔

۱- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۶۴۶ اور ارواء الغلیل ۲۱۱۷

۲،۳،۴،۵،۶،۷،۸- مستدرک حاکم ۲/۲۰۹، اور بیہقی نے اسے سنن کبری میں روایت کیا ہے، دیکھیں: ۷/۴۲۱

۴-(۲۲۷) رسول اللہ ﷺ کا عدت والی عورت کے سوگ کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ تین دن سے زیادہ سوگ منانے کی حرمت ماسوائے خاوند کے کہ اس پر چار مہینے دس دن ہے۔

☆ اس بات کا بیان کہ عدت والی عورت اپنے سوگ کے دنوں میں سرمہ نہ لگائے گی، نہ خوشبو لگائے گی، نہ رنگے ہوئے کپڑے پہنے گی اور نہ جنازہ کے پیچھے جائے گی۔

☆ عدت گزارنے والی کے لیے سرمہ لگانے کا عدم جواز خواہ علاج کے لیے ہو یا کسی اور مقصد کے لیے ہو۔

☆ اس بات کا بیان کہ اسلام نے سوگ وغیرہ میں تمام جاہلانہ عادات کو باطل قرار دیا ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ام عطیہؓ:[۱] انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند کے علاوہ کسی پر بھی تین دن سے زیادہ سوگ کرے، (خاوند پر سوگ منانے والی) نہ تو سرمہ لگائے گی [نہ خوشبو استعمال کرے گی][۲] نہ رنگا ہوا کپڑا پہنے گی، سوائے یمن کے دھاری دار کپڑے کے [ہمارے لیے (ایسے مسائل سے) پاکیزہ ہوتے وقت رخصت دی گئی کہ جب ہم میں سے کوئی عورت (ماہواری وغیرہ سے فراغت کے بعد) پاکیزگی کے لیے غسل کرے تو وہ اظفار کے عود کا ایک ٹکڑا استعمال کرلے اور ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع کیا جاتا تھا][۳]

۲- **حدیث** ام سلمہؓ:[۴] فرماتی ہیں: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے، اب وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہے تو کیا ہم اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا سکتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں! اس نے دو یا تین دفعہ سوال کیا، ہر دفعہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ نہیں! پھر رسول

۱- بخاری ۵۳۴۲

۲- بخاری ۵۳۴۳

۳- بخاری ۵۳۴۱، موطا امام مالک ۲/۵۹۷

۴- بخاری ۵۳۳۶

اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ صرف چار مہینے اور دس دن ہیں جبکہ اس سے پہلے تم میں سے ایسی عورتیں ہوا کرتی تھیں جو پورا ایک سال گزرنے کے بعد مینگنیاں پھینکا کرتی تھی۔

۳- **حدیث** حمید بن نافع:[1] انہوں نے فرمایا: میں نے زینب بنت ابوسلمہ سے پوچھا کہ یہ مینگنیاں پھینکنے کا کیا قصہ ہے؟ تو زینب نے جواب دیا کہ کسی عورت کا جب خاوند فوت ہو جاتا تو وہ ایک بوسیدہ اور تاریک مکان میں داخل ہو جاتی اور اپنے بدترین کپڑے پہن لیتی اور ایک سال گزرنے سے پہلے خوشبو کو ہاتھ بھی نہ لگاتی۔ پھر سال گزرنے کے بعد گدھا، بکری یا پرندہ لایا جاتا تو وہ اس جانور کے ساتھ اپنا جسم رگڑتی اور بہت کم ایسا ہوا کہ اس نے کسی جانور کے ساتھ اپنا جسم رگڑا ہو اور وہ زندہ رہا ہو۔ پھر وہ اس مکان سے نکلتی تو اسے مینگنی دی جاتی تو وہ اسے پھینکتی۔ اس کے بعد وہ خوشبو یا اس جیسی چیز کو ہاتھ لگا سکتی، امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ (حدیث میں جو لفظ آیا ہے کہ) ''افتضاض کرتی'' اس کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''اس کے ساتھ اپنا جسم ملتی تھی''۔

۴- **حدیث** زینبؓ:[2] انہوں نے فرمایا: میں ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کے گھر گئی جب ان کے والد حضرت ابوسفیان بن حربؓ فوت ہوئے تھے، حضرت ام حبیبہؓ نے ایک خوشبو منگوائی جس میں زردی یا اس جیسی کوئی اور چیز تھی۔ پھر انہوں نے یہ خوشبو لونڈی کو لگائی اور پھر اپنے دونوں رخساروں پر مل دی، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی البتہ یہ اس لیے ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی عورت جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے اپنے خاوند کے کہ اس پر چار مہینے دس دن سوگ کر سکتی ہے۔

۱- بخاری ۵۳۳۷ اور موطا امام مالک ۲/۵۹۷

۲- بخاری ۵۳۳۴ اور موطا امام مالک ۲/۵۹۶

پانچواں باب

بیوی کو طلاق کا اختیار دینے کے بارے میں

اس میں (۲) فیصلے ہیں۔

۱-(۲۲۸) بیوی کو طلاق اختیار دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ وہ طلاق نہیں ہے

احکامات:

☆ اس بات کا بیان کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس کا۔

☆ اہم امور میں آدمی کا اپنے والدین سے مشورہ کرنا۔

☆ جو بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند آئے اس پر خوشی کے اظہار کا جواز۔

☆ اس بات کا بیان کہ تخییر (یعنی بیوی کو خاوند کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دینا) طلاق نہیں ہوتی۔

دلائل:

۱- **حدیث ام المومنین عائشہؓ:**(۱) بے شک رسول اللہ ﷺ نے [قسم اٹھائی کہ وہ ایک مہینہ تک اپنی بیویوں کے پاس نہیں جائیں گے](۲) [تو جب انتیس راتیں گزر گئیں](۳) آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے جب اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا حکم دیا [حضرت عائشہؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے قسم اٹھائی تھی کہ ایک مہینہ تک ہمارے پاس نہیں آئیں گے اور آپ ﷺ انتیسویں دن سے ہی آ گئے ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے یہ بات دن گن گن کر کہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مہینہ انتیس دن کا ہے](۴) پھر رسول اللہ ﷺ نے آغاز مجھ سے کیا اور فرمایا: میں تم سے ایک بات کہنے لگا ہوں، جلدی سے کام نہ لینا تا آنکہ والدین سے مشورہ نہ کر لو اور آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ میرے والدین مجھے آپ ﷺ کو چھوڑنے کا مشورہ کبھی نہیں دیں گے۔ حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ''یا ایھا النبی قل لازواجک ... عظیما''(۵) (اے میرے نبی! آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی خوش رنگیاں چاہئیں تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دوں اور خوش اسلوبی کے ساتھ تمہیں رخصت کر دوں۔ اور اگر تمہیں اللہ اور اس کا رسول چاہیے اور آخرت کی بھلائی چاہیے تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیک عمل کرنے والیوں کے لیے اجر عظیم

۱- بخاری ۱۵/۵۲۴۷

۲- مسلم ۲۶/۳۰ اور دارقطنی ۴/۴۲

۳،۴- مسلم ۳۶۱۰، احمد ۶/۱۶۳

۵- الاحزاب آیت نمبر ۲۸، ۲۹

تیار کر رکھا ہے) تو میں نے کہا: اس میں والدین سے مشورہ لینے والی کون سی بات ہے؟ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت والے گھر کو چاہتی ہوں [جب انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ اور آخرت والے گھر کو اختیار کیا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر خوشی کی جھلک نظر آئی] (۱) [میں نے کہا: میں چاہتی ہوں کہ آپ ﷺ اپنی کسی بیوی کو یہ نہ بتائیں کہ میں نے آپ ﷺ کو اختیار کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے اگر کسی بیوی نے پوچھ لیا تو ضرور بتاؤں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے والا اور تکلیف پہنچانے والا بنا کر نہیں بھیجا ہے بلکہ سکھانے والا اور آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے] (۲) پھر آپ ﷺ نے تمام حجروں کے چکر لگانے شروع کیے اور فرمایا: عائشہؓ نے یوں جواب دیا ہے تو سب بیویوں نے کہا ہم بھی وہی کچھ کہتی ہیں [جو عائشہؓ نے کہا ہے] (۳) [پس بقیہ امہات المومنین نے بھی اسی طرح کیا جیسے عائشہؓ نے کیا تھا] (۴) اور تمام نے باری باری اس طرح کہا کہ اللہ، اس کے رسول ﷺ اور آخرت والے گھر کو اختیار کر لیا] (۵) [اور جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں اختیار دیا اور انہوں نے اللہ، رسول اور دارِ آخرت کو اختیار کر لیا تو یہ بات طلاق شمار نہ ہوئی کیونکہ انہوں نے نبی ﷺ کو اختیار کر لیا تھا] (۶)

۲- حدیث عائشہؓ: (۷) انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا تھا تو یہ بات طلاق نہیں تھی [ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے اس چیز کو ہمارے خلاف کچھ بھی شمار نہ کیا] (۸)

۳- حدیث عائشہؓ: (۹) انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تو ہم نے آپ ﷺ کو اختیار کر لیا [سوائے ایک بدوی عورت کے، کہ وہ چلی گئی] (۱۰) تو آپ ﷺ نے اس اختیار کو طلاق وغیرہ شمار نہ کیا۔

۱، ۵- طبری ۱۰/۲۸۹

۲- مسلم ۳۶۷۴

۳- طبری ۱۰/۲۹۰

۴- بخاری ۴۷۸۶

۶- صحیح سنن النسائی ۳۲۱۷

۷- صحیح سنن النسائی ۳۲۲۱

۸- صحیح سنن النسائی ۳۲۲۳

۹- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۰۵۲

۱۰- طبری ۱۰/۲۹۰

۲-(۲۲۹) رسول اللہ ﷺ کا اس لونڈی کے بارے میں فیصلہ جو کسی خاوند کی زوجیت کی حالت میں آزاد کردی جائے

احکامات:

☆ اس بات کا بیان کہ جب لونڈی کسی غلام کی زوجیت میں ہو اور آزاد ہو جائے تو اسے اپنے بارے میں اختیار دیا جائے گا۔

☆ ولاء (میراث) اس کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

☆ ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہیں ہے یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مخالف ہے، وہ باطل ہے۔

☆ جو مال کسی پر صدقہ کیا جائے اس کے لیے اس مال کی ملکیت کا ثبوت، وہ مال اس کا ہوگا اور صدقہ کی حد سے نکل جائے گا۔

☆ وہ لونڈی جسے اختیار دیا گیا اور اس نے اپنے آپ کو اختیار کر لیا، اس پر عدت واجب ہونے کا بیان۔

دلائل:

۱- **حدیث عائشہؓ:**[۱] بریرہؓ کے واقعہ میں تین سنتیں سامنے آئیں، اسے آزاد کر کے اختیار دیا گیا [رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دیا تھا][۲] [اس کا خاوند غلام تھا][۳] [بریرہؓ نے کہا: میرا خاوند مجھے جتنا بھی مال دے دے میں اس کے پاس نہیں ٹھہروں گی][۴] [اس لیے اس نے اپنے آپ کو اختیار کیا][۵] اور [اس کے گھر والوں نے اسے اس شرط پر بیچنا چاہا کہ اس کی میراث کی ملکیت ان کے لیے ہوگی، اس کا ذکر نبی ﷺ کے پاس کیا گیا تو][۶] آپ ﷺ نے فرمایا: [عائشہؓ اسے خرید لو اور آزاد کر دو کیونکہ][۷] میراث اس کے لیے جو آزاد کرے [پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کی حالت کیا ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو

۱- بخاری ۵۰۹۷

۲،۵،۶،۷- مسلم ۳۷۶۰

۳- مسلم ۳۷۶۱

۴- صحیح سنن نسائی ۳۲۲۶

کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔ کہتے ہیں فلاں کو آزاد کردو اور اس کی میراث پر ملکیت میری ہوگی، کتاب اللہ کا زیادہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی شرطیں زیادہ مضبوط ہیں اور ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہیں ہے باطل ہے اگرچہ سو شرطیں ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کے غلام خاوند کے بارے میں اختیار دیا تو اس نے اپنے آپ کو اختیار کرلیا۔ عروہ کہتے ہیں کہ اگر اس کا خاوند آزاد ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے اختیار نہ دیتے] [1] رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو ہنڈیا چولھے پر تھی [آپ ﷺ نے کھانا منگوایا] [2] تو آپ ﷺ کے پاس روٹی اور گھر میں پہلے سے پڑا ہوا کوئی سالن لایا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا میں نے ابھی ہنڈیا نہیں دیکھی؟ تو کہا گیا کہ اس میں وہ گوشت تھا جو بریرةؓ کے لیے صدقہ کیا گیا تھا اور آپ ﷺ صدقہ نہیں کھاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ [لوگ بریرةؓ کے لیے صدقہ دیتے رہتے تھے] [3] ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے حضرت عائشہؓ کو گوشت کا تحفہ بھیجا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اس گوشت سے کچھ ہمارے لیے بھی پکا لیں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ گوشت بریرةؓ کو بطور صدقہ آیا ہے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس کے لیے صدقہ ہے ہمارے لیے ہدیہ ہے] [4]

۲- **حدیث** ابوھریرةؓ: [5] انہوں نے فرمایا: حضرت عائشہؓ نے چاہا کہ کوئی لونڈی خرید کر آزاد کریں تو لونڈی کے گھر والوں نے یہ شرط لگائی کہ اس کی میراث ہمارے لیے ہوگی۔ انہوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس وجہ سے آپ اپنا ارادہ ترک نہ کریں کیونکہ میراث اس کے لیے ہے جو آزاد کرے [اور ایک اور روایت میں ہے میراث اس کے لیے ہے جو اس نعمت کی سرپرستی کرتا ہے] [6]

۳- **حدیث** ابن عباسؓ: [7] بریرةؓ کا خاوند ایک سیاہ فام غلام تھا جس کا نام مغیث تھا، ابن عباسؓ نے فرمایا: میں

۱- صحیح سنن النسائی ۳۲۲۸

۲- مسلم ۳۷۶۵

۳- مسلم ۳۷۶۰

۴،۶- مسلم ۳۷۶۱ عائشہؓ کی روایت سے۔

۵- مسلم ۳۷۶۶

۷- احمد ۱/۲۸۱، ہیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا ہے اس کے تمام راوی صحیح بخاری کے ہیں ۴/۳۴۲

اسے دیکھا کرتا تھا کہ وہ مدینہ کی گلیوں میں بریرہؓ کے پیچھے پیچھے پھرتا تھا، اس کی آنکھوں سے آنسو بہا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے بریرہؓ کے بارے میں چار فیصلے کیے: آپ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ میراث کا حقدار وہ ہے جو آزاد کرتا ہے، پھر آپ ﷺ نے بریرہؓ کو اختیار دیا، اور اسے حکم دیا کہ وہ آزاد عورتوں والی عدت گزارے اور اس کے لیے صدقے کی کوئی چیز آئی تو اس نے اس سے کچھ حضرت عائشہؓ کو بطور ہدیہ بھیجا، حضرت عائشہؓ نے جب نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

چھٹا باب

ظہار (یعنی اپنی بیوی کو ماں یا بہن کی طرح کہنے) اور تحریم (یعنی اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنے) کے بارے میں

اس میں (۵) فیصلے ہیں۔

١-(٢٣٠) رسول اللہ ﷺ کا ظہار کے بارے میں فیصلہ اور جو (حکم) اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں نازل کیا اس کا بیان

احکامات:

☆ خاوند کی شکایت قاضی کے پاس لے جانے کا جواز۔

☆ ظہار جاہلیت میں طلاق شمار ہوتا تھا۔

☆ ظہار والی آیت کا شانِ نزول اور یہ سورۂ مجادلہ کی پہلی آیت ہے۔

☆ خاوند پر عائد ہونے والے کفارہ میں بیوی کے خاوند کے ساتھ تعاون کی مشروعیت۔

☆ ظہار کے کفارہ کی وضاحت۔

دلائل:

حدیث خویلہ بنت مالک بن ثعلبہؓ:[١] انہوں نے فرمایا: میرے خاوند اوس بن صامت نے میرے ساتھ ظہار کیا۔ میں اس کی شکایت لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ اس بارے میں تکرار کرنے لگے اور فرمانے لگے: اللہ سے ڈرو، وہ تیرے چچا کا بیٹا ہے [عائشہؓ نے فرمایا: پاک ہے وہ ذات جس کا سننا ہر چیز پر محیط ہے، میں خولہ بنت ثعلبہ کی باتیں سن رہی ہوں، کچھ باتیں مجھے اچھی طرح نہیں سنائی دے رہی تھیں، جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے خاوند کا شکوہ کر رہی تھی، کہہ رہی تھی: اللہ کے رسول ﷺ! اس نے میری جوانی استعمال کی، میرے پیٹ سے اس کے بہت زیادہ بچے پیدا ہوئے اور اب جب میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور ولادت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے تو اس نے میرے ساتھ ظہار کر لیا ہے، اے اللہ! میں تیرے حضور شکایت کرتی ہوں][٢] وہ اسی طرح کہتی رہی یہاں تک کہ قرآن پاک نازل ہو گیا (قد سمع الله قول التي تجادلك في زوجها)[٣] (یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی) کفارے کی فرضیت تک، تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک گردن آزاد

١- صحیح سنن ابوداؤد ١٩٣٤

٢- صحیح سنن ابن ماجہ ١٦٧٨، عروۃ بن زبیر کی عائشہؓ سے روایت

٣- سورۃ مجادلہ آیت نمبر ١

کرے گا، خولہ نے کہا: اس کی گنجائش اس کے پاس نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلسل دو مہینے روزے رکھے، اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! وہ تو بہت بوڑھا ہے، روزہ نہیں رکھ سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس نے کہا: اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جسے صدقہ میں دے سکے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اسی لمحے ایک ٹوکرا کھجوروں کا آ گیا، میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنی طرف سے اس طرح کا ایک اور ٹوکرا دے کر اس کی مدد کروں گی، آپ ﷺ نے فرمایا: بہت اچھا! تم جاؤ اور اس کی طرف سے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو اور پھر اپنے چچا کے بیٹے کے گھر واپس چلی جاؤ [ابو سلمہ کا کہنا ہے کہ روایت میں لفظ ''عرق'' استعمال ہوا ہے اور عرق اتنا بڑا ٹوکرا ہوتا ہے جس میں پندرہ صاع (تقریباً ساڑھے سینتیس کلوگرام) کھجوریں آ جاتی ہیں][1]

۲-(۲۳۱) رسول اللہ ﷺ کا ظہار کے کفارہ کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے بیوی کے پاس جانے کی حرمت کا بیان۔

☆ ظہار کے کفارہ کا بیان اور وہ بالترتیب، گردن آزاد کرانا، دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

☆ اس بات کا بیان کہ صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کرتے تھے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو دل و جان سے تسلیم کرتے تھے۔

☆ ازدواجی تعلقات کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے ظہار کے کفارہ میں سختی برتی گئی ہے۔

دلائل:

حدیث سلمہ بن صخر البیاضیؓ:[2] [الانصاری]:[3] انہوں نے فرمایا: میں عام مردوں کی نسبت بیوی سے زیادہ صحبت کیا کرتا تھا۔ جب رمضان کا مہینہ آیا تو میں بیوی کے ساتھ ایسی کسی بھی حرکت سے ڈرا، جس کا اثر صبح تک میرے

۱- صحیح سنن ابوداود ۱۹۳۶

۲- صحیح سنن ابوداود ۱۹۳۳

۳- صحیح سنن الترمذی ۹۵۹

ساتھ رہے اس لیے میں نے رمضان کے گزرنے تک ظہار کرلیا، ایک رات وہ میری خدمت میں مصروف تھی کہ اچانک اس کے جسم کے کسی حصے سے کپڑا اٹھ گیا اور میں بے تابانہ اس پر گر گیا [اور اس کے ساتھ جماع کرلیا] (۱) جب صبح ہوئی تو میں نے اپنی قوم کے لوگوں کے پاس جا کر اس واقعہ کا ذکر کیا اور ان سے کہا کہ میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! [ہم نہیں جائیں گے، ایسا ہوا تو اللہ تعالیٰ ہمارے بارے میں اپنی کتاب میں آیات اتار دے گا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں کوئی ایسی بات کہہ دیں گے جو ہمارے لیے عار بن کر رہ جائے گی، ہم تمہیں تمہاری غلطی کے سپرد کرتے ہیں، تم اکیلے ہی اس کی سزا بھگتو، جاؤ اور اپنا معاملہ رسول اللہ ﷺ سے ذکر کرو] (۲) میں نبی ﷺ کے پاس گیا اور جا کر انہیں یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوسلمہ! تم نے ایسا کیا، میں نے کہا: ہاں! اللہ کے رسول ﷺ میں نے ایسا کیا۔ دو دفعہ کہا۔ میں اللہ کے فیصلے پر صبر کرنے والا ہوں، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق میرے بارے میں فیصلہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گردن آزاد کرو۔ میں نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میری ملکیت میں میری اس گردن کے علاوہ کوئی گردن نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر مسلسل دو مہینے کے روزے رکھو تو میں نے کہا: جو کچھ میں نے پہلے کیا ہے، روزے ہی کی وجہ سے تو کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر ایک وسق (۳) کھجوریں ساٹھ مسکینوں کو کھلاؤ تو میں نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، ہم نے رات بھوکے گزاری ہے، گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر یوں کرو کہ بنو زریق کے صدقہ کرنے والے آدمی کے پاس چلے جاؤ، وہ تمہیں کافی کھجوریں دے دے گا، ان میں سے ایک وسق ساٹھ مسکینوں کو کھلا دینا اور بقیہ اپنے کھانے کے لیے گھر لے جانا۔ میں اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا: تمہارے ہاں مجھے تنگدلی اور بری رائے ملی اور نبی ﷺ کے ہاں سے مجھے وسعت قلبی اور اچھی رائے ملی، انہوں نے مجھے تمہارا صدقہ لینے کا حکم دیا ہے۔

۱، ۲- صحیح سنن ابن ماجہ ح ۱۶۷۷

۳- وسق: ساٹھ صاع کا ایک پیمانہ (جو تقریباً ایک سو پچاس کلوگرام بنتا ہے)

۳-(۲۳۲) رسول اللہ ﷺ کا اس بات کے بارے میں فیصلہ کہ ظہار کا کفارہ ایک ہی ہے

احکامات:

☆ اس بات کا بیان کہ ظہار کا کفارہ ایک ہی ہے اور وہ کم یا زیادہ نہیں ہوسکتا۔

☆ نبی ﷺ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دعوت وارشاد کے اسلوب کی تفصیل۔

☆ داعیان حق کے لیے راہنمائی کہ وہ اپنی دعوت میں موعظہ حسنہ اور حکمت کا اسلوب اپنائیں۔

دلائل:

۱- **حدیث** سلمہ بن صخر البیاضیؓ:(۱) نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس ظہار کرنے والے کے بارے میں، جو کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہم بستری کرلے، فرمایا: اس پر ایک ہی کفارہ ہے۔

۲- **حدیث** ابن عباسؓ:(۲) ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا، اس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا، اور [کفارہ ادا کرنے سے پہلے](۳) اس کے ساتھ ہم بستری کرلی تھی۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا تھا، لیکن کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس کے ساتھ ہم بستری کرلی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے، تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے ابھارا؟ تو اس نے کہا: میں نے چاندنی میں اس کے پاؤں کی پائل دیکھی [تو اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور اس کے ساتھ ہم بستری کرلی، رسول اللہ ﷺ ہنس دیے](۴) اور فرمایا: اب اس کے پاس اس وقت تک نہیں جانا جب تک وہ کام نہ کرلو جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

۱- صحیح سنن الترمذی ۹۵۷

۲- صحیح سنن الترمذی ۹۵۸

۳،۴- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۰۶۵

۴-(۲۳۳) ظہار کے فیصلے کی طرح رسول اللہ کا اس آدمی کے بارے میں فیصلہ جس نے رمضان میں دن کے وقت اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کر لی

احکامات:

☆ اس بات کا بیان کہ صحابہ کرامؓ سے جب کوئی غلطی ہو جاتی یا کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تو وہ اسے بہت بڑا خیال کرتے۔

☆ اس بات کا بیان کہ رمضان میں (روزے کی حالت میں) بیوی کے ساتھ ہم بستری کا کفارہ وہی ہے جو ظہار کا ہے۔

☆ نبی ﷺ کی اپنی امت کے لیے رحمت اور فقراء و مساکین کے لیے شفقت و ہمدردی کا بیان۔

دلائل:

۱- **حدیث ابوھریرۃؓ**:[۱] انہوں نے فرمایا: ایک دفعہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ہلاک ہو گیا، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے کہا میں نے [رمضان میں][۲] روزے کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کر لی ہے تو نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا کوئی گردن (غلام یا لونڈی) آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ ﷺ نے پوچھا: کیا دو مہینے کے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ ﷺ نے پوچھا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! پھر نبی ﷺ کے پاس ہی بیٹھا رہا۔ ہم ابھی یہی باتیں کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا کھجوروں کا آ گیا، آپ ﷺ نے پوچھا: مسئلہ پوچھنے والا کدھر ہے؟ اس نے کہا: میں یہاں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ٹوکرا لو اور اسے صدقہ کر دو، اس نے کہا: ان لوگوں میں جو مجھ سے زیادہ نادار ہوں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی قسم! [مدینہ][۳] کی دونوں جانب کی پتھریلی زمین کے درمیان میرے گھرانے سے زیادہ نادار گھر کوئی نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ اتنے کھلکھلا کر ہنسے کہ آپ ﷺ کی داڑیں مبارک نظر آنے لگیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا، جاؤ! اور اسے اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔

۱- بخاری ۱۹۳۶

۲- بخاری ۶۸۲۲ عائشہؓ کی روایت سے۔

۳- بخاری ۶۱۶۴

۵- (۲۳۳) رسول اللہ ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فیصلہ جو اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز اپنے اوپر حرام کر لے

احکامات:

☆ کسی آدمی کا اپنی کسی ایک بیوی کے پاس زیادہ رہنے اور اپنے آپ کو اس کے پاس دن کے وقت پابند کر لینے کا جواز۔

☆ اس بات کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ خوشبو پسند اور بدبو ناپسند فرماتے تھے۔

☆ اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام کرنے کی ممانعت۔

☆ اس بات کا بیان کہ کسی چیز کو حرام قرار دے دینا قسم ہے، جس کا کفارہ ضروری ہے۔

☆ جس نے اپنی لونڈی، کھانا یا پینا حرام قرار دیا اس پر کفارہ لازم ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث عائشہ** رضی اللہ عنہا:[۱] انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ شہد اور میٹھی چیزیں پسند کرتے تھے اور جب عصر کی نماز سے فارغ ہوتے تو امہات المومنین کے ہاں سے ہو آتے اور ان میں سے کسی کے پاس زیادہ بیٹھ جاتے۔ ایک دن ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور [ان کے ہاں][۲] عام عادت سے زیادہ ٹھہر گئے تو میں نے اس پر غیرت کھائی اور اس کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا: حفصہ کو اس کی برادری کی کسی عورت نے شہد کی کپی تحفے میں بھیجی تھی تو اس نے اس میں سے تھوڑا سا نبی ﷺ کو بھی پلا دیا (اس لیے کچھ دیر ہو گئی) تو میں نے دل میں کہا: ہم اس کا ضرور کوئی حل سوچیں گی، پھر میں نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا:[۳] رسول اللہ ﷺ تمہارے پاس آئیں گے، جب تمہارے قریب ہوں تو کہنا کہ آپ نے مغافیر (ایک درخت کا بدبودار گوند) کھایا ہے۔ جب وہ آپ سے کہیں: نہیں! تو تم کہنا: ''تو پھر آپ سے یہ بدبو کس چیز کی آ رہی ہے''؟ [اور رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ بات ناقابل برداشت تھی کہ ان سے بدبو آئے][۴] وہ آپ کو فوراً کہیں گے

۱- بخاری ۵۲۶۸

۲،۴- مسلم ۳۶۶۴

۳- بخاری کی روایت ۵۲۶۸ میں ہے کہ رسول اللہ حضرت زینب بنت جحش کے پاس ٹھہرتے تھے اور ان کے ہاں سے شہد پیتے تھے تو میں اور حفصہ نے سازش تیار کی۔

کہ مجھے حفصہ نے شہد پلایا تھا، تو آپ کہنا اس کی مکھی نے عرفط [1] کے درخت سے شہد لیا ہے اور میں بھی [انہیں] [2] ایسے ہی کہوں گی۔ اے صفیہ! تم بھی ایسے ہی کہنا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا: سودہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ دروازے پر کھڑے ہوئے تو میں نے تمہارے ڈر سے ان سے وہی گفتگو شروع کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر جب وہ سودہؓ کے قریب ہوئے تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے مغافیر کھایا ہے؟ فرمایا: نہیں! سودہؓ نے کہا تو آپ ﷺ سے آنے والی یہ بدبو کیسی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حفصہؓ نے مجھے شہد پلایا تھا [اور آئندہ کبھی نہیں پیوں گا] [3] تو سودہؓ نے کہا: شاید اس کی مکھی نے عرفط سے شہد لیا ہے۔ پھر جب وہ گھوم کر میری طرف آئے تو میں نے بھی اسی طرح کہا، پھر جب صفیہؓ کی طرف پلٹے تو اس نے بھی اسی طرح کہا، پھر حفصہؓ کی طرف گئے تو حفصہؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کو وہی شہد نہ پلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: سودہؓ کہتی ہیں کہ [سبحان اللہ] [4] اللہ کی قسم! ہم نے حضرت کو شہد پینے سے روک دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے اس سے کہا: خاموش ہو جا! [پھر جب حفصہؓ کی باری کا دن آیا تو انہوں نے آپ ﷺ سے اپنے باپ کے گھر جانے کی اجازت مانگی، آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی] [5] [تو حفصہؓ اپنے باپ کے ساتھ بات چیت کرنے ان کے ہاں چلی گئیں] [6] جب نبی ﷺ آئے اور انہیں گھر میں نہ پایا [7] [تو آپ ﷺ نے اپنی لونڈی] [8] [ماریہ قبطیہؓ] [9] [والدہ ابراہیمؓ] [10] کو بلوا بھیجا، وہ حضرت حفصہؓ کے گھر نبی ﷺ کے ساتھ رہیں اور یہ وہ دن تھا جس دن وہ عائشہؓ کے پاس آتے تھے [11]] [12] [حضرت حفصہؓ واپس لوٹیں تو ماریہ قبطیہؓ کو اپنے گھر پایا، انہوں نے ماریہ قبطیہؓ کے باہر آنے کا انتظار شروع کر دیا اور بہت غیرت میں آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی لونڈی ماریہ قبطیہؓ کو باہر نکالا تو حفصہؓ داخل ہوئیں اور کہنے لگیں: جو آپ ﷺ کے پاس تھی، میں نے اسے دیکھ لیا ہے، آپ ﷺ نے مجھے دکھ دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے ضرور راضی کر لوں گا، میں تجھے ایک راز بتانے

۱- عرفط اس درخت کا نام ہے جس کی گوند مغافیر ہے۔
۲،۴- مسلم ۳۶۶۴
۳- بخاری ۵۲۶۷
۵- فتح الباری ۲۰۰/۹
۶،۷،۸،۹،۱۲- السنن الکبریٰ بیہقی: ۳۵۳/۷
۱۰- طبقات ابن سعد ۲۱۳/۸
۱۱- بعض روایات میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ وہ حفصہؓ کی باری کا دن تھا۔ سنن سعید بن منصور ۳۹۰/۱۔

والا ہوں اسے محفوظ کرلو][1]

[پھر آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہؓ کو مت بتانا کیونکہ میں تمہیں ایک خوشخبری سنا رہا ہوں، وہ یہ کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو ابوبکرؓ کے بعد خلافت کے منصب پر تمہارے والد فائز ہوں گے][2] [میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میری یہ لونڈی تمہاری رضا کے لیے مجھ پر حرام ہے][3] [توحفصہؓ نے کہا: آپ ﷺ ایک حلال چیز کو اپنے اوپر کیسے حرام کر رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ آئندہ اس سے ہم بستری نہیں کروں گا][4] [حفصہؓ اور عائشہؓ نے مل کر امہات المومنین کے خلاف یہ پلاننگ تیار کی تھی][5] [حفصہؓ، عائشہؓ کے پاس گئیں اور انہیں اس بات کی خبر دی][6] [کہ خوش ہو جاؤ محمد ﷺ نے اپنی لونڈی کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے، جب حفصہ نے نبی ﷺ کے اس راز کو فاش کیا تو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اس سے آگاہ کر دیا اور اپنے رسول ﷺ پر یہ آیات اتاریں [**یاایھا النبی لم تحرم ما احل الله لک تبتغی مرضات ازواجک** :۔ اے نبی! آپ اس چیز کو کیوں حرام بناتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے، آپ اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہیں][7][8]

۱- السنن الکبری بیہقی: ۷/۳۵۳

۲- فتح الباری ۹/۳۰۰ ابن عباس کی روایت سے۔

۳، ۵، ۶، ۸- بیہقی ۷/۳۵۳

۴- فتح الباری ۹/۲۸۸

۷- سورہ تحریم آیت نمبر ا

ساتواں باب

متفرق مسائل کے بارے میں

اور اس میں (۷) فیصلے ہیں۔

۱-(۲۳۵) باپ جب مسلمان ہو تو بچے کو باپ کی تحویل میں دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ بچے کو اس کے باپ کے سپرد کرنا جب باپ مسلمان ہو جائے اور ماں غیر مسلم رہے۔

☆ اس بات کا بیان کہ جب کسی اختلاف کی وجہ سے والدین میں تفریق ہو جائے تو بچے کو ماں یا باپ کے ساتھ رہنے کا اختیار دیا جائے گا وہ جس کی طرف مائل ہوگا اسی کے ساتھ چلا جائے گا۔

☆ اختیار دینے کی یہ کارروائی اس بچے کے لیے ہوگی جو ابھی بلوغت کو نہ پہنچا ہو خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔

دلائل:

۱- **حدیث** رافع بن سنانؓ:[۱] وہ مسلمان ہو گئے اور ان کی بیوی نے اسلام لانے سے انکار کر دیا [ان کی ایک بیٹی تھی جو عمیرہ کے نام سے پکاری جاتی تھی، عورت نے بیٹی مانگی تو خاوند نے دینے سے انکار کر دیا][۲] تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: یہ میری بیٹی ہے، اس کا دودھ چھڑا دیا گیا ہے یا اس طرح کے کوئی اور الفاظ کہے۔ اور رافع نے کہا: یہ میری بیٹی ہے! تو نبی ﷺ نے رافع سے فرمایا: آپ ایک طرف ہو کر بیٹھ جائیں اور اس کی بیوی سے کہا: تو بھی ایک طرف ہو کر بیٹھ جا، راوی کہتے ہیں کہ بیٹی کو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان بٹھا دیا اور پھر کہا: دونوں اسے بلاؤ تو بچی اپنی ماں کی طرف مائل ہو گئی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ! اسے ہدایت دے تو بچی اپنے باپ کی طرف مائل ہو گئی، باپ نے اسے پکڑ لیا [اور لے کر چلا گیا][۳]

۲- **حدیث** عبدالحمید بن مسلمۃ الانصاریؓ:[۴] وہ اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں: وہ مسلمان ہو گئے اور ان کی بیوی نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا [دونوں اپنا مقدمہ لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے][۵] [یہ بچے کے بارے میں تھا][۶] پھر ان کا وہ کم سن بچہ بھی آیا جو ابھی بلوغت کو نہیں پہنچا تھا [تو نبی ﷺ نے ان دونوں سے

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۶۳

۲،۳- دارقطنی ۴ ۴۳، عبدالحمید بن جعفر کی اپنے باپ سے ان کی ان کے دادا رافع بن سنان کی روایت ہے۔

۴- صحیح سنن النسائی ۳۲۷۰

۵- مسند امام احمد بن حنبل ۵ ۴۴۶

۶- نصب الرایہ ۳ ۲۷۰ اور کہا: ایک روایت میں ہے کہ وہ بچہ تھا دوسری میں ہے کہ بچی تھی ممکن ہے دو قضیے ہوں ایک میں بچہ ہو اور ایک میں بچی۔

فرمایا: اگر تم چاہو تو بچے کو اختیار دے سکتے ہو، راوی نے کہا:]⁽¹⁾ پھر نبی ﷺ نے باپ کو ادھر اور ماں کو ادھر بٹھایا پھر بچے کو اختیار دیا [بچہ ماں کی طرف جانے لگا]⁽²⁾ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! اسے ہدایت دے تو بچہ باپ کی طرف چلا گیا [تو آپ ﷺ نے باپ کے حق میں فیصلہ دے دیا]⁽³⁾

۲-(۲۳۶) رسول اللہ ﷺ کا طلاق کی بجائے صلح کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ جب عورت خاوند کی طرف سے ناقابل برداشت ترجیحی سلوک کا سامنا کر رہی ہو تو اس کا خاوند سے طلاق طلب کرنے کا جواز

☆ خاوند کے ساتھ صلح جوئی کے لیے عورت کا اپنے بعض حقوق سے دستبرداری کا جواز تاکہ اس کا خاوند اسے طلاق دینے سے باز رہے۔

☆ اس بات کا بیان کہ سلسلۂ ازدواج کی بقاء اس کے توڑنے سے بہتر ہے اگرچہ اس کی کوئی بھی قیمت چکانی پڑے۔

☆ اس بات کا بیان کہ ازدواجی گھرانا اور خاندانی فضا قناعت، صلح اور باہمی اعتماد کی محتاج ہے اگر یہ چیز مفقود ہو جائے تو تفریق زیادہ بہتر ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث رافع بن خدیج** ؓ:⁽⁴⁾ انہوں نے محمد بن مسلمہ انصاری ؓ کی بیٹی سے شادی کی اور وہ ان کی زوجیت میں رہی یہاں تک کہ وہ بوڑھی ہوگئی، بڑھاپے کو پہنچی تو رافع بن خدیج اس پر ایک سوکن لے آئے اور اس جوان بیوی کو پہلی بوڑھی بیوی پر ترجیح دی [تو ان کی پہلی بیوی نے ان حالات میں راضی رہنے سے انکار کر دیا]⁽⁵⁾ اور ان سے طلاق کا مطالبہ کر دیا تو انہوں نے اسے ایک طلاق دے دی۔ پھر جب مدت ختم ہونے کو آئی تو رجوع کر لیا۔ پھر پہلی عادات کی طرف لوٹ آئے اور جوان بیوی کو پہلی پر ترجیح دینے لگے، اس نے پھر طلاق کا مطالبہ کیا تو انہوں نے اسے ایک طلاق دے دی

۱،۲،۳- مسند احمد ۵: ۴۴۶

۴- موطا امام مالک ۲: ۵۴۸

۵- مستدرک حاکم ۲: ۳۰۸ اور بیہقی ۔ ۲۹۶

پھر جب مدت ختم ہونے کو آئی تو رجوع کر لیا، پھر اسی طرح کیا اور جوان کو بوڑھی پر ترجیح دینے لگے تو اس نے پھر طلاق کا مطالبہ کیا تو انہوں نے کہا: کیا چاہتی ہو؟ صرف ایک طلاق باقی رہ گئی ہے اگر چاہو تو اس ناانصافی کے ہوتے ہوئے یہاں ٹِکی رہو اور چاہو تو تمہیں علیحدہ کر دیتا ہوں تو اس نے کہا: میں اس ناانصافی کے باوجود یہیں رہنا چاہتی ہوں تو انہوں نے اسے اس شرط پر گھر رکھ لیا۔ حضرت رافع نے جب ناانصافی کے باوجود اسے پاس روک لیا تو اس چیز کو انہوں نے گناہ نہیں سمجھا [حضرت رافع نے فرمایا: یہی وہ صلح ہے جس کے بارے میں ہماری شنید کے مطابق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ہے ﴿وان امراء ۃ خافت من بعلها نشوزا او اعراضا فلاجناح عليهما ان يصلحا بينهما صلحا﴾ (اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی جانب سے نفرت یا بے تعلقی کا خوف ہو تو کوئی حرج نہیں کہ وہ دونوں آپس میں صلح کر لیں)[1]][2]

۲- **حدیث عائشہؓ:**[3] ﴿وان امراء ۃ خافت من بعلها نشوزا او اعراضا﴾ فرمایا: یہ وہ عورت ہے جو کسی ایسے مرد کی زوجیت میں ہو جو اس سے زیادہ سروکار نہ رکھے اور اسے طلاق دینا چاہتا ہو اور کسی دوسری سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو وہ عورت اسے کہے: مجھے رہنے دو، طلاق نہ دو اور جس سے چاہو شادی کر لو، تمہیں مجھ پر خرچہ کرنے اور میری باری باندھنے کے بارے میں آزادی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ گرامی اسی بارے میں ہے ﴿فلاجناح عليهما ان يصلحا بينهما صلحا والصلح خير﴾

۳- **حدیث زھری:** وہ سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں[4]: مرد جب عورت پر ظلم کرے اور اس سے نفرت کا برتاؤ کرے اور اس کے ساتھ غیر مساوی سلوک کرے تو اس کا حق ہے کہ وہ اسے یا تو طلاق دینے کی پیشکش کرے یا یہ کہ وہ وقت، ذات اور مال کی غیر مساوی تقسیم کے باوجود اس کے پاس ٹکی رہے۔ پھر اگر وہ ان تمام حالات کے باوجود اس کے پاس ٹک جائے اور یہ پسند نہ کرے کہ اس کا خاوند اسے طلاق دے تو پھر خاوند اگر اس کے

۱- مستدرک حاکم ۲/ ۳۰۸، سنن کبریٰ، بیہقی ۔ ۲۹۶

۲- سورۃ النساء آیت ۱۲۸

۳- بخاری ۵۲۰۶

۴- السنن الکبریٰ بیہقی ۷/ ۲۹۶

ساتھ غیر مساوی سلوک کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اگر وہ اس کو طلاق کی پیشکش نہ کرے اور وہ دونوں اس بات پر صلح کر لیں کہ خاوند اس کو اپنے مال سے اتنا کچھ دے گا جس سے وہ راضی رہے گی اور اس کے پاس مال اور ذاتی توجہ میں غیر مساوی تقسیم کے باوجود ٹکی رہے گی، تو خاوند کے لیے یہ بھی ٹھیک ہوگا اور اس پر ان دونوں کی صلح جائز ہوگی۔

۳-(۲۳۷) نبی ﷺ کا غلام کو طلاق کا اختیار دینے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ آدمی کے لیے اپنے غلام کا اپنی لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کا جواز۔

☆ غلام اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حق رکھتا ہے۔

☆ آقا غلام اور لونڈی کے درمیان طلاق سے تفریق نہیں کر سکتا۔

دلائل:

حدیث ابن عباسؓ:[1] انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے آقا نے اپنی لونڈی کے ساتھ میرا نکاح کیا تھا اور اب وہ میرے اور اس کے درمیان علیحدگی ڈالنا چاہتا ہے، ابن عباس نے فرمایا: نبی ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا: یہ کیا معاملہ ہے کہ تم میں سے کوئی پہلے تو اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کرتا ہے پھر یہ چاہتا ہے کہ ان کے درمیان تفریق کرا دے؟ طلاق صرف اس کا حق ہے جس نے پنڈلی پکڑی ہو"[2]

۴-(۲۳۸) جب خاوند اپنی بیوی کو خرچہ دینے سے عاجز آجائے تو رسول اللہ ﷺ کا عورت کو اسے چھوڑنے کا اختیار دینے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

۱- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۶۹۲، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱/ ۱۶۵ حدیث نمبر ۳-۴ اور مجمع الزوائد ۴/ ۳۳۴ اور نصب الرایہ ۴/ ۱۶۵ ارواء الغلیل ۲۰۴۱

۲- ہم بستری کی طرف اشارہ ہے۔

☆ خرچ کرنے والے ہاتھ کی فضیلت کا بیان۔

☆ آدمی پر اس کی بیوی، اس کے غلام اور اس کے بچے کا خرچہ واجب ہے۔

☆ صدقہ میں بہترین بات یہ ہے کہ آدمی اپنے اہل و عیال پر صدقہ کرے۔

☆ اس بات کا بیان کہ خاوند کے لیے جب عورت کا خرچہ دینا مشکل ہو جائے تو عورت کے لیے اس سے طلاق کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث ابوھریرۃؓ:**[1] انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے فرمایا: بہترین صدقہ وہ ہے جو تونگری باقی رکھے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے اچھا ہے۔ اور صدقے کی ابتدا ان لوگوں سے کرو جو تمہاری کفالت میں ہیں [اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری کفالت میں کون ہے؟ فرمایا: تمہاری بیوی][2] عورت کہتی ہے یا مجھے کھلاؤ پلاؤ یا طلاق دے دو، غلام کہتا ہے مجھے کھلاؤ اور مجھ سے کام لو اور بیٹا کہتا ہے مجھے اس وقت تک کھلاؤ جب تک مجھے چھوڑ نہیں دیتے۔

۲- **حدیث ابوالزناد:**[3] انہوں نے فرمایا: میں نے [سعید المسیب سے][4] اس آدمی کے بارے میں پوچھا، جس کے پاس اپنی بیوی پر خرچ کرنے کے لیے کچھ نہ ہو تو انہوں نے جواب دیا: ان دونوں کے درمیان علیحدگی کرا دی جائے گی۔ راوی نے کہا: میں نے پوچھا: یہ سنت ہے؟ فرمایا: سنت ہے۔

۵- (۲۳۹) نبی ﷺ کا نسب نامہ کو مرد کے ساتھ جوڑنے کا فیصلہ جب اس کے بیٹے کا رنگ اس کے رنگ کے خلاف ہو

احکامات:

☆ رنگ کا اختلاف بچے سے باپ کا نسب سلب ہونے کی دلیل نہیں۔

۱- بخاری ۵۳۵۵

۲- دارقطنی ۳/ ۲۹۷ اور اس کی سند صحیح ہے۔

۳- مصنف عبدالرزاق ۱۲۳۵۷

۴- دارقطنی ۳/ ۲۹۷

☆ نبی ﷺ کے جواب دینے میں بلاغت اور حاضر جوابی کا بیان۔

☆ انسان پر واجب ہے کہ وہ لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرے۔

دلائل:

حدیث ابوھریرۃؓ:(۱) انہوں نے فرمایا: بنوفزاز کے قبیلے کا ایک [دیہاتی](۲) آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میری بیوی نے ایک سیاہ رنگ کے بچے کو جنم دیا ہے [اور میں نے اسے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے](۳) تو نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارے اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے پوچھا: ان کا رنگ کیسا ہے؟ اس نے کہا: سرخ ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا ان میں کوئی گندمی رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! ان میں کچھ گندمی بھی ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ گندمی رنگ ان میں کہاں سے آیا؟ اس نے کہا ممکن ہے کہ کسی رگ نے (پچھلے نسب سے) کھینچ لیا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بھی ممکن ہے کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔

۶-(۲۴۰) رسول اللہ ﷺ کا گم شدہ آدمی کی بیوی کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ گم شدہ آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کا عدم جواز۔

☆ گم شدہ آدمی کی بیوی اس کے نکاح میں ہے جب تک اس کے بارے میں کوئی واضح حتمی خبر نہ مل جائے، اس وقت تک وہ نکاح نہیں کر سکتی۔

☆ گم شدہ آدمی کی بیوی پر صبر کا واجب ہونا اور یہ کہ اس پر آزمائش آئی ہے، اسے صبر کرنا چاہیے حتی کہ اسے پتہ چل جائے کہ وہ زندہ ہے یا مردہ۔

دلائل:

حدیث مغیرہ بن شعبہؓ:(۴) انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گم شدہ آدمی کی بیوی اسی کی بیوی ہے جب

۱- مسلم ۳۷۶۵

۲،۳- مسلم ۳۷۶۷

۴- دارقطنی ۳/۳۱۲، بیہقی نے اسے ۷/۴۴۵ میں ذکر کر کے سوار بن مصعب کی وجہ سے معلول کہا ہے۔

تک اس کے پاس واضح خبر نہ آ جائے۔

۷-(۲۴۱) پرورش کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور یہ کہ ماں بچے کی پرورش کی باپ سے زیادہ حق دار ہے اور یہ کہ خالہ ماں کے مرتبہ میں ہے

احکامات:

☆ ماں اپنے بچے کی پرورش کی زیادہ حقدار ہے جب تک کہ وہ نکاح نہ کر لے۔

☆ بچے کو ماں اور باپ کے درمیان اختیار دینے کا بیان جب وہ تمیز کی حد تک پہنچ گیا ہو۔

☆ آپس میں مصالحتی اور اتفاقی امور لکھ لینا جائز ہے۔

☆ خالہ ماں کے مرتبہ میں ہے۔

☆ رضاعی بھائی کی بیٹی کے ساتھ نکاح کی حرمت۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:[۱] ایک عورت [نبی ﷺ کے پاس آئی][۲] اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے اس بیٹے کے لیے میرا پیٹ برتن تھا، میرے پستان اس کے لیے مشکیزہ تھے اور میری گود اس کے لیے جائے پناہ تھی، بات یہ ہے کہ اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور وہ اسے مجھ سے چھیننا چاہتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو اس کی زیادہ حقدار ہے جب تک کہ نکاح نہیں کرتی۔

۲- **حدیث** ابو میمونہ سلیم رحمہ اللہ:[۳] جو اہل مدینہ میں سے کسی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ انہوں نے فرمایا: میں ایک دفعہ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ان کے پاس ایک فارسی عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ خاوند، بیوی دونوں نے بچے کو گود لینے کا دعویٰ کیا، خاوند اسے طلاق دے چکا تھا، عورت نے فارسی میں کہا: اے ابوھریرۃ: میرا خاوند

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۹۱

۲- مسند احمد ۲/۱۸۲ اور مستدرک حاکم ۲/۲۰۷

۳- صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۹۲، صحیح سنن ترمذی ۱۰۹۴، اور مصنف عبدالرزاق ۱۲۶۱۱

میرا بیٹا مجھ سے چھیننا چاہتا ہے تو ابوھریرۃ نے (بات سمجھ لی اور) فرمایا: اس کے لیے قرعہ ڈال لو، اور خاوند کو بھی یہ بات فارسی میں سمجھا دی تو خاوند آگے بڑھا اور بولا: میرے بیٹے کو میرے پاس رہنے سے کون روک سکتا ہے؟ تو ابوھریرۃ ؓ نے فرمایا: اے اللہ! میں یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میں نے ایسا فیصلہ اپنے کانوں سے سنا ہے، میں ایک دفعہ نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک عورت نے آ کر کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا خاوند مجھ سے میرا بیٹا چھیننا چاہتا ہے جبکہ میرے اس بیٹے نے ابوعنبہ کنویں سے مجھے پانی پلایا ہے اور میری ہر طرح سے خدمت کی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرعہ اندازی کر لو، تو خاوند نے کہا: میرے بیٹے کو مجھ سے کون روک سکتا ہے! تو نبی ﷺ نے بچے سے مخاطب ہو کر فرمایا: یہ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہاری ماں، ان دونوں میں سے جس کا چاہو ہاتھ پکڑ لو۔ اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ اسے لے کر چلی گئی۔

۳- **حدیث براءؓ:**(۱) انہوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ نے ذوالقعدہ میں عمرہ کیا اور اہل مکہ نے آپ ﷺ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ معاہدہ کیا کہ اس میں تین دن تک قیام کریں گے جب اس معاہدہ کو تحریر کرنے لگے تو انہوں نے لکھا ''یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے، تو اہل مکہ نے کہا: ہم اس کا اقرار نہیں کرتے کیونکہ اگر ہم یہ مانتے ہوتے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو کسی بھی چیز سے کبھی نہ روکتے، آپ محمد بن عبداللہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے ورق اپنے ہاتھ میں لے لیا اور باوجود اس کے کہ آپ ﷺ صحیح لکھ نہیں سکتے تھے، آپ نے لکھا: یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد بن عبداللہ نے کیا ہے، مکہ میں کوئی ہتھیار داخل نہیں ہوگا سوائے تلواروں کے اور وہ بھی نیاموں میں ہوں گی اور اہل مکہ میں سے کوئی اگر ساتھ جانا چاہے تو اسے مکہ سے نکلنے نہیں دیا جائے گا اور ساتھیوں میں سے اگر کوئی مکہ میں قیام کرنا چاہے تو اسے روکا نہیں جائے گا، پھر آپ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے اور مقررہ وقت گزر گیا تو وہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا: اپنے ساتھی سے کہو کہ اب یہاں سے نکل جائے کیونکہ مقررہ وقت ختم ہو چکا ہے۔ نبی ﷺ مکہ سے نکلے تو حضرت حمزہ کی بیٹی چچا چچا کہتی ہوئی آپ کے پیچھے دوڑ پڑی۔ حضرت علیؓ نے اسے اٹھایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت فاطمہ سے مخاطب ہو کر کہا: اپنے چچا کی بیٹی کو پکڑ لو، حضرت

(۱) بخاری ۴۲۵۱، صحیح سنن ابوداؤد میں ۱۹۹۳-۱۹۹۴-۱۹۹۵ میں الفاظ کے اختلاف کے ساتھ

فاطمہؓ نے اسے اٹھالیا۔اب حضرت علیؓ،حضرت زیدؓاور حضرت جعفرؓ کا بچی کے بارے میں جھگڑا ہوگیا،حضرت علیؓ نے کہا: میں نے اسے پکڑا ہے یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔حضرت جعفرؓ بولے:یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ حضرت زیدؓ بولے:میرے بھائی کی بیٹی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ دے دیا اور فرمایا:خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے اور حضرت علیؓ سے فرمایا:تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔اور حضرت جعفرؓ سے فرمایا:تو جسمانی اوراخلاقی لحاظ سے میرے مشابہ ہے اور حضرت زید سے فرمایا:تو ہمارا بھائی ہے،ہمارا آزاد کردہ غلام،حضرت علیؓ نے کہا:آپ حمزہ کی بیٹی سے شادی نہیں کرتے؟فرمایا:یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

كتاب الأقضية

پہلا باب: قاضی سے متعلقہ امور کے بارے میں

دوسرا باب: گواہیوں اور دلائل کے بارے میں

تیسرا باب: جھگڑوں کے حل کے بارے میں

چوتھا باب: قَسموں اور معاہدوں کے بارے میں

پانچواں باب: متفرقات کے بارے میں

پہلا باب
قاضی سے متعلقہ امور کے بارے میں

اس میں (۱۱) فیصلے ہیں۔

۱-(۲۴۲) حق سے لاعلم اور ڈٹ نہ سکنے والے کو قضا کے شعبے سے دور رکھنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ جو قضا کا اہل نہ ہو، یہ منصب قبول کرنے کی صورت میں اس کے لئے سخت وعید۔

☆ اسلام میں فیصلہ اور قضا کا شعبہ ایک امانت ہے۔ اس کی حفاظت کرنا اور اس کا حق ادا کرنا واجب ہے۔

☆ جسے قضا کا منصب سونپا گیا وہ اپنے نفس کو ذبح کرنے اور اسے ہلاک کرنے کے درپے ہوا۔

دلائل:

۱- **حدیث سعید المقبری:**[1] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے قضا کا منصب سونپا گیا اسے بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔

۲- **حدیث ابوذرؓ:**[2] وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ کیا آپ ﷺ مجھے کسی علاقے کا عامل نہیں بنائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے کندھے پر مارا اور فرمایا: اے ابوذر! تو کمزور ہے اور یہ ذمہ داری امانت ہے اور قیامت والے دن یہ رسوائی اور شرمساری کا سبب بنے گی، مگر (اس شخص کے لئے نہیں) جس نے اسے قبول کیا اور اس کا حق ادا کیا اور اس بارے میں اپنے فرض کو پوری طرح ادا کیا۔

۲-(۲۴۳) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ اس شخص کو قضا کا منصب سونپنا ناجائز ہے جو اس کے بارے میں سوال کرے یا اس کی خواہش رکھتا ہو

احکامات:

☆ قضا کا منصب طلب نہ کرنے کی ترغیب۔

☆ جسے زبردستی قضا کا منصب سونپا گیا، اللہ تعالیٰ اسے اس بارے میں توفیق دے گا اور اس کی راہنمائی فرمائے گا۔

۱- سنن ابوداؤد ۳۵۷۱ اور سنن ترمذی ۱۳۲۵، انہوں نے کہا کہ یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے، اسے ابن ماجہ نے اور الحاکم ۲۳۰۸ میں نکالا ہے۔

۲- مسلم ۱۸۲۶

دلائل:

۱- **حدیث** ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ[۱]: وہ کہتے ہیں: میں اپنے دو چچا زاد بھائیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' ان دونوں میں سے ایک کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو سلطنت سونپی ہے اس میں سے کچھ کا مجھے حاکم بنا دیں۔ دوسرے نے بھی ویسی ہی بات کہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم یہ منصب کسی ایسے شخص کو نہیں سونپتے جو اس کا سوال کرے یا اس کی خواہش رکھتا ہو۔

۲- **حدیث** انسؓ:[۲] نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے قضا کے منصب کی خواہش کی اور اس میں سفارشی ڈھونڈے، اسے اس کے نفس کے سپرد کر دیا جائے گا۔ (یعنی اللہ کی طرف سے اس کی کوئی راہنمائی نہ ہوگی) اور جسے زبردستی یہ منصب دیا گیا' اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ نازل کرے گا جو اس کی راہنمائی کرے گا۔

۳-(۲۴۴) قضا کا منصب قبول کرنے پر ترغیب دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اسلام میں منصب قضا کی اہمیت کا بیان۔

☆ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرنے کی ترغیب

☆ دو کاموں میں رشک کرنے کا جواز' (ایسا مال جو اللہ کے راستے میں خرچ کیا جائے' اور ایسا علم جس کے ساتھ فیصلہ کیا جائے اور لوگوں کو سکھایا جائے)

☆ انصاف کرنے والے قاضی کا صلہ جنت ہے۔

☆ قضا کے شعبہ میں انصاف کی اہمیت کا بیان' اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والے قاضی کے ساتھ ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبداللہ بن مسعودؓ:[۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کے علاوہ کسی کے معاملے میں شک کرنا

۱۔ مسلم ۱۸۲۵

۲۔ سنن ابوداؤد اور ترمذی ۳۵۷۸ اور سنن ترمذی ۱۳۲۴ اور بیہقی ۱۵/۱۰ - ۱۰۰

۳- بخاری ۷۱۴۱ اور مسلم ۸۱۶

جائز نہیں، ایک ایسا آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اسے حق کے راستے میں خرچ کرنے پر تل جائے، اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے علم وحکمت سے نوازا ہو اور وہ اس کے ساتھ فیصلہ کرے اور اسے لوگوں کو سکھائے۔

۲- **حدیث** ابو ہریرۃ:(۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمانوں کے قضا کے منصب کی خواہش کی پھر اسے حاصل کر لیا، پھر اس کا عدل اس کے ظلم پر غالب آ گیا اس کے لئے جنت ہے، اور جس کا ظلم اس کے عدل پر غالب آ گیا اس کے لئے آگ ہے۔

۳- **حدیث** عبداللہ بن ابو اوفیٰ:(۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت تک قاضی کے ساتھ ہوتے ہیں جب تک وہ ظلم نہیں کرتا، اگر وہ ظلم کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے جدا ہو جاتے ہیں اور اس سے شیطان چمٹ جاتا ہے۔

۴- (۲۴۵) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ قاضی کے لئے غصے کی حالت میں فیصلہ کرنا ناجائز ہے۔

احکامات:

☆ قاضی کے لئے ضروری ہے کہ وہ حق کو تلاش کرے، اور ہر اس چیز سے دور رہے جو اس کی سوچ کو پراگندہ کرتی ہے اور اس کے دل کو ایسے معاملات میں لگا دے جو اس کی صحیح سوچ کو سلب کر لیں۔

☆ قاضی کے لئے غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا جائز نہیں۔

☆ سخت غصہ انسان کو حق کی پہچان اور صحیح سوچ سے دور کر دیتا ہے۔

دلائل:

حدیث ابو بکرۃ:(۳) انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی قاضی غصہ کی حالت میں دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے۔

۱- سنن ابو داؤد ۳۵۷۵

۲- سنن ابن ماجہ ۲۳۱۳، سنن ترمذی ۱۳۳۰ انہوں نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

۳- بخاری ۷۱۵۸، مسلم ۱۷۱۷

۵- (۲۴۲) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ قاضی کے لئے تحفہ لینا حرام ہے

احکامات:

☆ قاضی کے لئے تحفہ لینا حرام ہے اور یہ رشوت شمار ہو گی جو کہ حرام ہے۔

☆ ملازم کے لئے مملکت کی طرف سے تنخواہ یا وظیفہ وغیرہ لینا جائز ہے۔

☆ قاضی وغیرہ کے لئے رشوت لینا حرام ہے۔

☆ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا اگر ان دونوں کا ارادہ ایک ہی ہو تو وہ دونوں سزا میں برابر ہیں۔

۱- **حدیث بریدہؓ:**(۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جسے ہم نے کوئی منصب سونپا اور اسے اس کی اجرت دی' اس کے بعد اگر وہ کچھ لے تو یہ خیانت ہو گی۔

۲- **حدیث عبداللہ بن عمرو:**(۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [فیصلہ میں](۳) رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

۶- (۲۴۷) حاکم حق بات معلوم کرنے کے لئے فیصلے کے خلاف کوئی فرض بات کر سکتا ہے

احکامات:

☆ فیصلہ اور حکم میں انبیاء کی ایک دوسرے پر فضیلت کا بیان۔

☆ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو فیصلہ کی جو سمجھ عطا کی تھی اس کا بیان۔

☆ حق بات معلوم کرنے کی خاطر قاضی کے لئے اپنے فیصلے کے خلاف کوئی فرض بات کرنا جائز ہے۔

☆ قاضی کے لئے حق بات معلوم کروانے اور اس کے ساتھ فیصلہ کرنے کے لئے مختلف قسم کے طریقے استعمال کرنا جائز ہے۔

۱- سنن ابو داؤد ۲۹۴۳ اور بیہقی ۶/۳۵۵

۲- مسند احمد ۲/۲۱۲ اور سنن ابن ماجہ ۲۳۱۳، ابو داؤد اور ترمذی نے بھی اسے بیان کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔

۳- مجمع الزوائد ۴/۱۹۹ انہوں نے کہا: اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

دلائل:

حدیث ابو ہریرہؓ:⁽¹⁾ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [ایک دفعہ کا ذکر ہے]⁽²⁾ دو عورتیں تھیں ان کے ساتھ ان کے بیٹے تھے [جو کہ چھوٹے بچے تھے]⁽³⁾ اچانک ایک بھیڑیا آیا اور ایک عورت کے بچے کو اٹھا کر لے گیا۔ [وہ دونوں دوسرے بچے کے بارے میں جھگڑنے لگیں]⁽⁴⁾ [ایک]⁽⁵⁾ اپنی دوسری ساتھی سے کہنے لگی: وہ [تیرے]⁽⁶⁾ بیٹے کو لے کر گیا ہے' جبکہ دوسری کہنے لگی: وہ تیرا بیٹا لے کر گیا ہے۔ وہ داؤد علیہ السلام کے پاس اس جھگڑے کا فیصلہ لے گئیں' انہوں نے [ان میں سے]⁽⁷⁾ بڑی کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ پھر وہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس سے گزریں [انہوں نے ان دونوں کو بلایا]⁽⁸⁾ [اور پوچھا: تمہارا کیا معاملہ ہے؟]⁽⁹⁾ ان عورتوں نے انہیں بتایا تو وہ کہنے لگے: مجھے چھری دو میں اسے ان دونوں کے درمیان تقسیم کردوں [آدھا ایک کے لئے اور آدھا دوسری کے لیے، بڑی کہنے لگی: ٹھیک ہے اسے کاٹ دو]⁽¹⁰⁾ چھوٹی کہنے لگی: [کیا آپ واقعی اسے کاٹ دیں گے' انہوں نے فرمایا: ہاں! تو وہ کہنے لگی]⁽¹¹⁾ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے ایسا مت کیجئے [اس میں سے میرا حصہ بھی اسے دے دیجئے]⁽¹²⁾ وہ اسی کا بیٹا ہوگا [حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: وہ تیرا بیٹا ہے]⁽¹³⁾ انہوں نے بچہ چھوٹی کو دینے کا فیصلہ کر دیا۔

۷- (۲۴۸) گائے کے مالک پر حضرت علیؓ کے تاوان ڈالنے کے فیصلے پر نبی کریم کی تائید

احکامات:

☆ بڑے کی موجودگی میں چھوٹے کے لئے فیصلہ کرنا جائز ہے۔

☆ ایک جھگڑے میں متعدد فیصلے کرنا جائز ہے۔

☆ قاضی کے لئے ضروری ہے کہ وہ فیصلے سے پہلے جھگڑے کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرے اور

۱- بخاری ۶۷۶۹

۲،۸- مسند احمد ۲/۳۲۲

۳،۴،۷،۹،۱۰،۱۱،۱۲،۱۳- سنن نسائی ۸/۲۳۵-۲۳۶

۵،۶- مسلم ۱۷۲۰

پوچھ گچھ کر لے۔

☆ نقصان دینے والے جانور کے مالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسے اچھی طرح باندھ کر رکھے' ورنہ نقصان کی صورت میں اس پر تاوان ہوگا۔

دلائل:

ماوردی کہتے ہیں:[1] روایت کیا جاتا ہے کہ دو آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں سے ایک کہنے لگا: میرا گدھا ہے اور اس کی گائے ہے۔ اس کی گائے نے میرے گدھے کو ہلاک کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ انہوں نے جواب دیا: جانوروں پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ پھر آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا وہ دونوں جانور آزاد تھے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں! پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا وہ دونوں بندھے ہوئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: کیا گائے بندھی ہوئی اور گدھا آزاد تھا، انہوں نے کہا: نہیں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پوچھا! کیا گدھا بندھا ہوا اور گائے آزاد تھی' وہ کہنے لگے: ہاں! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ گائے کے مالک پر تاوان ہے۔

۸- (۲۴۹) رسول اللہ ﷺ کا اپنے علم کی بنا پر فیصلہ

احکامات:

☆ دو جھگڑنے والوں کے لئے قاضی کے سامنے دعویٰ کی دلیل پیش کرنا سب سے اہم ہے۔

☆ قاضی اپنے ظاہری علم کی بنا پر دعویٰ کا فیصلہ کرے گا۔

☆ رسول اللہ ﷺ علم غیب نہیں جانتے تھے۔

☆ توحید آگ سے چھٹکارے اور نجات کا واحد وسیلہ ہے۔

۱- ادب القاضی مصنف ماوردی ۲/ ۳۸۷

دلائل:

حدیث ابن عباسؓ:[1] انہوں نے کہا: دو آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے [آپ ﷺ نے ایک آدمی سے دلیل مانگی۔ اس نے کہا: میرے پاس کوئی دلیل نہیں ہے][2] تو ان میں سے ایک پر قسم لاگو ہوگئی۔ اس نے قسم اٹھائی کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میرے ذمہ اس کا کوئی حق نہیں۔ راوی کہتے ہیں: پھر نبی کریم ﷺ پر جبریل نازل ہوئے اور کہا: یہ جھوٹا ہے اس کے ذمہ دوسرے کا حق ہے۔ تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کا حق ادا کرے اور آپ ﷺ نے اس کی توحید یا شہادت کو پہچانتے ہوئے اسے قسم کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ [اللہ تعالیٰ نے اسے توحید کی وجہ سے بخش دیا][3]

۹- (۲۵۰) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ عورت کو حاکم بنانا اور اسے مسلمانوں کا معاملہ سونپنا ناجائز ہے

احکامات:

☆ عورت کو لوگوں کا حاکم بنانا ناجائز ہے۔

☆ عورتوں کی کمزوری اور فیصلے پر قدرت نہ ہونے کا بیان۔

☆ اسلامی مملکت میں عورت کو امیر، وزیر اعظم یا صدر بنانا ناجائز ہے۔

☆ جس قوم کی حاکم اور ان کے اموال کی سربراہ عورت بن جائے۔ ذلت و رسوائی اس قوم کا مقدر بن جاتی ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث عائشہؓ:**[4] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کو قاضی نہ بنایا جائے کہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں۔

۲- **حدیث ابوبکرہؓ:**[5] اہل فارس میں سے ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا:

۱- مسند احمد ۱/۲۹۶

۲- مستدرک حاکم ۴/۹۲ انہوں نے کہا اس کی سند صحیح ہے لیکن بخاری مسلم نے اسے نہیں نکالا۔ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

۳- مسند احمد ۴/۳

۴- کنز العمال ۶/۹ ح ۱۴۹۲۱

۵- مسند احمد ۵/۴۳ بخاری ۴۴۲۵ اور سنن نسائی ۸/۲۲۷

میرے رب نے تیرے رب یعنی کسریٰ کو ہلاک کر دیا ہے۔ راوی کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو بتایا گیا کہ کسریٰ نے اپنی بیٹی کو اپنا جانشین بنایا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس کی سربراہ ایک عورت ہو۔

۱۰- (۲۵۱) ظاہری دلائل کے ساتھ حقوق دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ رسول اللہ ﷺ کی بشریت کا ثبوت۔

☆ انبیاء غیب نہیں جانتے، صرف وہی جانتے ہیں جو ان کی طرف وحی کیا جاتا ہے۔

☆ قاضی دو فریقوں کے درمیان ان کے ظاہری بیانات کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔

☆ قاضی کا فیصلہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کر سکتا۔

☆ چھوٹی عمر کا ایسا نوجوان جس میں منصب قضا کی تمام شرائط موجود ہوں اسے یہ منصب سونپنا جائز ہے۔

☆ قاضی کے لئے واجب ہے کہ وہ فیصلہ سے پہلے دونوں فریقوں کے بیانات سنے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ام سلمہؓ:[1] جو کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں: ایک دفعہ آپ ﷺ نے اپنے حجرہ کے دروازے کے سامنے جھگڑے کی آواز سنی [یہ ام سلمہؓ کا دروازہ تھا][2] آپ ﷺ ان کے پاس باہر آئے اور فرمایا: میں انسان ہی ہوں، میرے پاس جھگڑنے والے آتے ہیں، شاید تم میں سے کوئی [اپنی دلیل کی وجہ سے][3] دوسرے سے زیادہ تیز ہو، میں اسے سچا سمجھتے ہوئے اس کے حق میں فیصلہ کر دوں، میں نے اس طرح جس کے حق میں [اس کی قوی دلیل کی وجہ سے][4] کسی مسلمان کے حق کے خلاف [کوئی][5] فیصلہ کر دیا، (وہ سمجھ لے) یہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے [جو میں کاٹ کر اسے دے رہا ہوں][6] وہ چاہے تو اسے لے لے یا چاہے تو اسے چھوڑ دے۔

۱۔ بخاری: ۷۱۸۱۔

۲۔ مسلم ۴۴۵۱

۳، ۴، ۵، ۶۔ بخاری ۲۶۸۰

۲- حدیث علیؓ: [۱] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ مجھے [ایسی قوم کی طرف جو زیادہ عمر والے ہیں] [۲] بھیج رہے ہیں جبکہ میں تو ابھی کم عمر ہوں اور مجھے منصب قضا کا بھی زیادہ علم نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تیرے دل کو ہدایت دے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا۔ تیرے پاس جس بھی دو فریق جھگڑے کا فیصلہ لے کر آئیں تو پہلے فریق کی طرح دوسرے فریق کا بیان سننے سے قبل [پہلے فریق کے لئے] [۳] فیصلہ نہ کر دینا [جلد ہی تجھے فیصلہ کرنے کا طریقہ معلوم ہو جائے گا] [۴] یہ طریقہ تجھے فیصلہ واضح کرنے کے لئے سب سے زیادہ مناسب ہے۔ [علی] [۵] کہتے ہیں: اس کے بعد میں نے قاضی کی حیثیت سے کبھی غلطی نہیں کی یا میں فیصلے میں کبھی شک کا شکار نہیں ہوا۔

۱۱- (۲۵۲) قاضی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ اگر وہ کتاب وسنت میں کسی جھگڑے کا فیصلہ نہیں پاتا تو وہ کتاب وسنت کے موافق اپنی رائے سے اجتہاد کر سکتا ہے

احکامات:

- ☆ اس بات کی دلیل کہ حاکم کے لئے درست نہیں کہ وہ فیصلے میں اپنے علاوہ کسی دوسرے کی تقلید کرے۔
- ☆ قاضی کے لئے فیصلہ کرنے میں کتاب وسنت ہی سب سے پہلا مرجع ہے۔
- ☆ احکام کو سمجھنے کے لئے نصوص سے ملنے والے اشارات سے اجتہاد کرنا جائز ہے اور اسی طرح اگر کتاب و سنت سے کسی موضوع کے بارے میں کوئی واضح دلیل نہ ملے تو اس مسئلے کو اس طرح کے کسی دوسرے مسئلے کے ساتھ قیاس کرنا بھی جائز ہے۔

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۵۷

۲- مستدرک حاکم ۴/ ۹۳

۳، ۴، ۵- صحیح سنن ترمذی ۱۰۷۰

دلائل:

حدیث معاذ بن جبلؓ:[1] رسول اللہ ﷺ نے جب معاذ کو یمن کی طرف بھیجنا چاہا تو ان سے پوچھا: جب تمہارے پاس کوئی جھگڑا آئے گا تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا: میں اللہ کی کتاب کی رو سے فیصلہ کروں گا' آپ ﷺ نے پوچھا: اگر تو اللہ کی کتاب میں نہ پائے؟ تو انہوں نے جواب دیا پھر اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کے مطابق۔ آپ ﷺ نے دوبارہ پوچھا! اگر تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی سنت اور اللہ تعالیٰ کی کتاب دونوں میں نہ پائے تو انہوں نے جواب دیا: میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی کمی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ نے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جو رسول اللہ ﷺ کو پسند ہے۔

۱- سنن ابوداود ۳۵۹۲ اور سنن ترمذی ۱۳۲۷

دوسرا باب

گواہیوں اور دلائل کے بارے میں

اس میں (۱۳) فیصلے ہیں۔

۱- (۲۵۳) جھوٹی گواہی سے روکنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ جھوٹی گواہی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

☆ کبیرہ گناہوں کے جدا جدا درجات کا بیان۔

☆ چند کبیرہ گناہوں کا بیان، جن میں اللہ کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی، قتل نفس اور جھوٹی گواہی شامل ہیں۔

دلائل:

۱- **حدیث** انس رضی اللہ عنہ:[۱] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک، قتل نفس اور والدین کی نافرمانی۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کے بارے میں بتاؤں؟ وہ جھوٹی بات یا جھوٹی گواہی ہے۔

۲- **حدیث** ابوبکرہ رضی اللہ عنہ:[۲] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی۔ آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ پھر آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار! وہ جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی ہے، آپ ﷺ اسے دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم کہنے لگے کہ کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔

۲- (۲۵۴) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ باپ کے لئے بیٹے کی گواہی قبول نہیں ہوگی

احکامات:

☆ بیٹے کی باپ کے لیے اور باپ کی بیٹے کے لیے گواہی قبول نہیں ہوگی۔

☆ زوجیت کی وجہ سے میاں بیوی کی ایک دوسرے کے لیے گواہی قبول نہیں ہوگی۔

۱- بخاری ۲۶۵۳، مسلم ۸۸ اور مسند احمد ۱۳۱/۳

۲- مسلم ۸۷

☆ ولاء کے تعلق کی وجہ سے غلام اور مالک کی ایک دوسرے کے لئے گواہی قبول نہیں ہوگی۔

☆ نوکر سے مالک کے لئے گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

دلائل:

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: [1] وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: باپ کے لئے بیٹے کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور نہ ہی بیٹے کے لئے باپ کی گواہی قبول ہوگی، نہ بیوی کی خاوند کے لیے اور نہ خاوند کی بیوی کے لیے گواہی قبول کی جائے گی۔ نہ غلام کی آقا کے لیے اور نہ آقا کی غلام کے لیے گواہی قبول ہوگی۔ اسی طرح نوکر کی مالک کے لیے گواہی بھی قبول نہیں ہوگی۔

۳- (۲۵۵) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ دیہاتی کے لئے شہریوں کے خلاف گواہی دینا ناجائز ہے

احکامات:

☆ جس میں جہالت اور درشتی ہو اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

☆ گواہی کی قبولیت کی شرط یہ ہے کہ گواہ عادل اور ثقہ ہو۔

☆ کسی بڑے اور تہذیب یافتہ شہر میں رہنے والے کے خلاف جاہل قسم کے دیہاتی کا گواہی دینا ناجائز ہے۔

دلائل:

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: [2] انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شہری کے خلاف دیہاتی کا گواہی دینا ناجائز ہے۔

۱- خصاف نے اس روایت کو اپنی اسناد کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا ہے' اسی طرح نصب الرایہ ۴/ ۸۳ میں ہے' زیلعی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق میں یہ شریح اور ابراہیم کے قول سے ذکر ہے مصنف عبدالرزاق ۸/ ۳۴۴، ابن ہمام کہتے ہیں: ابوبکر رازی کہ خصاف جو کہ بڑے بڑے مشائخ سے ملے ہیں اور خود بھی بہت بڑے عالم ہیں۔ انہوں نے اس روایت کو اپنی اسناد کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا ہے۔ ان کی فضیلت اور فقاہت پر ان کی کتاب احکام القرآن گواہ ہے۔ فتح القدیر ۲/ ۳۱

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۶۹، ابن ماجہ کتاب ۱۱ حکام ۲۳۶۷ منذری نے کہا کہ اس کے راویوں سے مسلم نے اپنی صحیح میں دلیل پکڑی ہے، مختصر سنن ابوداؤد منذری ۵/ ۲۱۹، ابوعبداللہ حاکم نے اس سے خاموشی اختیار کی ہے' مستدرک ۴/ ۹۹، دارقطنی ۴/ ۲۱۹ میں ''قروی'' کی بجائے صاحب قریہ کے لفظ آئے ہیں۔

۴- (۲۵۶) جن کی گواہی قبول نہیں ہوگی ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ گواہی امانت ہے اور عادل اور قابل اعتبار شخص ہی اس کا امین بنایا جائے گا۔

☆ خیانت' بدعت اور زنا کبیرہ گناہوں میں سے ہیں جس نے ان میں سے کسی کا ارتکاب کیا اس کی صفت عدل ختم ہو جائے گی اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

☆ مسلمانوں کے درمیان عداوت و دشمنی کا حرام ہونا' یہ مسلمان کی صفت عدل کو ختم کر دیتے ہیں۔

دلائل:

حدیث عمرو بن شعیب: (۱) وہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے بیان کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خائن مرد اور خائنہ عورت کی گواہی قبول نہیں ہوگی۔ [اور جھگڑا کرنے والے کے لئے گواہی دینا ناجائز ہے] (۲) [اور اسلام میں بدعت کا ارتکاب کرنے والے مرد اور عورت کی گواہی قبول نہیں ہوگی] (۳) [جسے اسلام میں کوئی حد لگی ہو اس کی گواہی بھی قبول نہیں ہوگی] (۴) [حد والی عورت کی گواہی بھی قبول نہیں ہوگی] (۵) [جس پر دین کے معاملے میں کوئی تہمت لگی ہو یا کسی قوم کا غلام ہو اس کی گواہی بھی قبول نہیں ہوگی] (۶) [مجنون کی گواہی بھی قبول نہیں ہوگی] (۷) اسی طرح زانی مرد اور زانیہ عورت اور اپنے بھائی کے خلاف کینہ رکھنے والے کی گواہی بھی قبول نہیں ہوگی [کسی اہل خانہ کے ملازم کی ان کے حق میں گواہی قبول نہیں ہوگی] (۸) [ان کے علاوہ سب کے لیے گواہی دینا جائز ہے] (۹)

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۶۸۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ لیکن انہوں نے اسے بیان نہیں کیا، ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے ۹۹/۴

۲، ۷- سنن کبریٰ ۲۰۱/۱۰

۳- مصنف عبدالرزاق ۳۲۰/۸' ۱۵۳۶۳' ۱۵۳۶۵

۴- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۹۱۶۔

۵، ۸- دارقطنی ۲۴۴/۴ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔

۶- مستدرک حاکم ۹۹/۴، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے۔ بیہقی ۲۰۱/۱۰ اور ۱۵۵

۹- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۶۷

۵- (۲۵۷) اکیلے خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قبول کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ ایک تجارت پر دوسری تجارت کرنا ناجائز ہے۔

☆ خریدار کے لیے بیچنے والے کے ساتھ اس صورت میں اپنے کلام میں ہیر پھیر کرنا جائز ہے جب وہ تجارت سے انکار کر رہا ہو اور گواہ پیش کرنے کا مطالبہ کر رہا ہو۔

☆ حاکم کے لئے ایک ہی آدمی کی گواہی کی بنا پر فیصلہ کرنا جائز ہے جب اسے اس کی سچائی کا یقین ہو۔

دلائل:

حدیث عمار بن خزیمہ:[۱] ان کے چچا نے انہیں بیان کیا جو کہ نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے ایک دیہاتی[۲] سے گھوڑا خریدا اور گھوڑے کی قیمت کی ادائیگی کے لیے اسے اپنے پیچھے آنے کے لیے کہا، نبی کریم ﷺ تیز چلنے لگے جبکہ دیہاتی سست روی سے چلتا رہا۔ لوگ دیہاتی سے گھوڑے کا بھاؤ تاؤ کرنے کے لیے اس کے پاس آنے لگے [انہیں][۳] یہ معلوم نہیں تھا کہ نبی کریم ﷺ اس گھوڑے کو خرید چکے ہیں۔ [جس قیمت میں آپ ﷺ نے وہ گھوڑا اس دیہاتی سے خریدا تھا ایک آدمی نے اس سے بھی زیادہ قیمت لگا دی][۴] تو دیہاتی نے نبی کریم ﷺ کو آواز دی اور کہا: اگر آپ ﷺ اس گھوڑے کو نہیں خریدنا چاہتے تو میں اسے بیچ رہا ہوں [اس نے پہلے تو نبی کریم ﷺ پر قیمت کا اضافہ کیا۔ پھر وہ اس بات سے ہی مکر گیا کہ اس نے یہ گھوڑا بیچا تھا][۵] نبی کریم ﷺ نے جب دیہاتی کی آواز سنی تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے: کیا میں نے تجھ سے یہ گھوڑا خریدا نہیں تو دیہاتی کہنے لگا:

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۷۳

۲- مصنف عبدالرزاق ۱۵۵۶۷ میں ہے کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے ساتھ جھگڑتا ہوا آیا۔

۳،۴- صحیح سنن نسائی ۴۳۳۲

۵- مصنف عبدالرزاق ۱۵۵۶۶

اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کو یہ نہیں بیچا۔ نبی کریم ﷺ فرمانے لگے: میں نے تجھ سے یہ خریدا ہے۔ [لوگ نبی کریم ﷺ اور دیہاتی کی طرف متوجہ ہونے لگے جب کہ وہ دونوں آپس میں بحث کر رہے تھے][1]۔ دیہاتی کہنے لگا: اگر ایسا ہے تو پھر گواہ پیش کرو [کہ میں نے تجھے یہ بیچ دیا ہے][2] خزیمہ بن ثابت کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ آپ ﷺ کو بیچ دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: [کیا تو ہمارے پاس موجود تھا؟][3] تو کس چیز کی گواہی دے رہا ہے؟ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کی تصدیق کی وجہ سے [کیونکہ میں نے تو آپ ﷺ کی اس سے بھی بڑی بات کی تصدیق کی ہے، میں نے آسمان کی خبر کے متعلق آپ ﷺ کی تصدیق کی ہے][4] [آپ ﷺ نے فرمایا: تیری گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے قائم مقام ہے][5] رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو آدمیوں کے قائم مقام کر دی۔

۶-(۲۵۸) جن معاملات سے آدمی باخبر نہیں ہیں ان میں عورتوں کی گواہی قبول کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

- ☆ جن معاملات سے آدمی اکثر بے خبر ہوتے ہیں ان میں عورتوں کی گواہی کا جواز۔
- ☆ بچے کے چیخنے کے بارے میں دایہ کی گواہی قبول کرنے کا جواز بشرطیکہ وہ عادلہ ہو۔
- ☆ عورتوں کے متعلق اسلام کے وسیع اہتمام کا بیان۔

دلائل:

۱- **حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ:**[6] رسول اللہ ﷺ نے دایہ کی گواہی کو جائز قرار دیا۔

۱،۲- صحیح سنن نسائی ۴۳۳۲

۳،۵- مصنف عبدالرزاق ۱۵۵۶۶

۴- مصنف عبدالرزاق ۱۵۵۶۷۔

۶- سنن دارقطنی ۲۳۲/۴، امام دارقطنی کہتے ہیں کہ محمد بن عبدالملک نے اعمش سے نہیں سنا ان کے درمیان ایک راوی مجہول ہے جو کہ ابوعبدالرحمن المدائنی ہے۔ نصب الرایہ ۸۰/۴

۲- حدیث زہری:[۱] انہوں نے کہا سنت طریقہ یہ ہے کہ جن معاملات میں عورتوں کے ساتھ مرد موجود نہ ہوں ان میں عورتوں کا گواہی دینا جائز ہوگا مثلاً عورتوں کی ولادت اور بچے کے چیخنے وغیرہ جیسے عورتوں کے متعلقہ امور، جن میں صرف عورتیں موجود ہوتی ہیں، اگر کوئی مسلمان عورت بچے کے چیخنے کے بارے میں گواہی دے دے تو اس کی گواہی جائز ہوگی۔[اور بچے کی چیخ کے بارے میں اکیلی دایہ کی گواہی بھی قبول ہوگی][۲]

۳- حدیث علیؓ:[۳] وہ کہتے ہیں: بچے کی چیخ پر دایہ کی گواہی جائز ہے۔

۷- (۲۵۹) نکاح میں ایک آدمی اور دو عورتوں کی گواہی کے جواز کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ نکاح میں ایک آدمی اور دو عورتوں کی گواہی کے جواز کا بیان۔

☆ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے قائم مقام ہوگی۔

☆ عورتوں کی فطرت میں بھول چوک کا مادہ بہت زیادہ ہے' ایک عورت میں غلطی اور بھولنے کا احتمال زیادہ ہے اس لیے اس کے ساتھ دوسری کو ملانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

دلائل:

حدیث عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:[۴] وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نکاح میں ایک آدمی اور دو عورتوں کی گواہی کو جائز قرار دیا ہے۔

۱- مصنف عبدالرزاق ۸/۳۳۳، ۵۴۳۷، نصب الرایہ ۳/۲۶۴

۲- مصنف عبدالرزاق ۸/۳۳۴، ۱۵۴۲۸ شریح کی روایت سے۔

۳- دارقطنی ۴/۲۳۳

۴- سنن دارقطنی ۴/۲۳۳ مولانا شمس الحق عظیم آبادی کہتے ہیں: اس روایت کی سند میں بقیہ اور حجاج بن ارطاة دو ایسے راوی ہیں جو دونوں مدلس ہیں۔

۸- (۲۶۰) ایسے گواہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جو مطالبے سے پہلے ہی گواہی پیش کر دے

احکامات:

☆ گواہی دینے کی ترغیب۔

☆ بہترین گواہوں کا وصف۔

☆ گواہ سے گواہی کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

دلائل:

حدیث زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ:[1] نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں بہترین گواہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (یہ وہ ہے) جو مطالبے سے پہلے ہی گواہی پیش کر دے۔

۹- (۲۶۱) ایسے آدمی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جو عورت کو صرف چھوتا ہے اور جماع تک نہیں پہنچتا' اور اس بارے میں اللہ کے نازل کردہ حکم کا بیان۔

احکامات:

☆ آدمی عورت سے جماع کے علاوہ جو بھی چھیڑ چھاڑ کرتا ہے اس کا تعلق صغیرہ گناہوں سے ہے جو کہ نیکی کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔

☆ آدمی اگر کسی گناہ کا ارتکاب کر لے اور اللہ اس پر پردہ ڈال دے تو اس گناہ کا چھپا لینا جائز ہے۔

☆ نیکیاں برائیوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔

☆ حاکم کے لئے مجرم کو دوبارہ بلانا جائز ہے تا کہ وہ اس پر حکم لگا سکے۔

---

[1] مسلم کتاب الاقضیہ ۱۷۱۹، ابوداؤد کتاب الشہادات ۳۵۹۶، ترمذی کتاب الشہادات ۴/۲۲۷۳'۲۲۷۴'۲۲۷۴'ابن ماجہ نے اسے حسن کہا ہے ۲۳۶۴۔

دلائل:

حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:[1] انہوں نے کہا: ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے مدینہ کے آخری کنارے میں ایک عورت سے بوس وکنار کیا ہے' میں نے جماع کے علاوہ اس سے چھیڑ چھاڑ کی ہے۔ میں آپ ﷺ کے سامنے ہوں، لیجئے! میرے بارے میں جو مرضی ہو فیصلہ فرما دیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اگر تو اپنے آپ پر پردہ ڈالتا تو اللہ تعالیٰ نے بھی تجھ پر پردہ ڈال دیا تھا' نبی کریم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا' وہ آدمی چلا گیا تو آپ ﷺ نے اس کے پیچھے ایک آدمی بھیج کر اسے بلایا اور اس پر یہ آیت تلاوت کی: ﴿ان الحسنات یذهبن السیئات﴾ (بے شک! نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں) ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ اس کے لئے خاص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے۔

۱۰- (۲۶۲) دو ایسے دعویٰ کرنے والوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جن میں سے ہر کوئی دلیل پیش کرے

احکامات:

☆ دعویٰ میں دونوں فریقوں کی دلیل قبول کرنے کا بیان۔

☆ فیصلہ کرنے کے لیے قرعہ ڈالنا جائز ہے اگر اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو۔

☆ یہ بھی جائز ہے کہ جس چیز کے بارے میں دعویٰ کیا جارہا ہو' قاضی اسے دونوں فریقوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دے' یہ اس صورت میں ہوگا جب فریقین کے دلائل ایک دوسرے کے خلاف ہوں اور ان دونوں میں سے ایک کو راجح کرنے والی کوئی چیز نہ ہو۔

۱- مسلم ۸/۱۰۲، بخاری ۶/۷۵، ترمذی ۱۱/۲۷۹، طبری ۵۱/۵۱۹، مسند احمد ۴/۴۱، ۱۴۱، لباب النقول ۱/۵۱۵، اسباب النزول واحدی صفحہ ۲۶۹، درالمنثور ۳/۳۵۲

دلائل:

حدیث سعید بن ابو بردہ:[1] وہ اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کا دعویٰ کیا۔ دونوں نے گواہ بھی پیش کیے تو نبی کریم ﷺ نے اسے ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا۔

۲- **حدیث** سعید بن میسب رضی اللہ عنہ:[2] وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی ایک جھگڑے کا فیصلہ لے کر آئے۔ اس کے ساتھ وہ دونوں ایک ہی مرتبہ عادل گواہوں کو بھی ساتھ لے کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرمایا۔ پھر جس کے بارے میں قرعہ نکلا آپ ﷺ نے اس کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔

۳- **حدیث** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:[3] دو آدمیوں نے ایک سواری کے بارے میں دعویٰ دائر کیا، اور دونوں نے گواہ بھی پیش کیے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دینے کا فیصلہ فرمایا۔

۱۱- (۲۶۳) دو ایسے دعویٰ کرنے والوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جن کے پاس دلیل نہ ہو۔

احکامات:

☆ دلیل موجود نہ ہونے کی صورت میں دعویٰ کرنے والوں کو قسم کی بنا پر حصہ دیا جائے گا۔

☆ اگر دو دعویٰ کرنے والوں میں سے ایک کے پاس یا دونوں کے پاس دلیل نہ ہو تو دعویٰ شدہ چیز ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کی جائے گی۔

۱- ضعیف سنن ابو داؤد ۷۷۸۰، ابوعبداللہ حاکم کہتے ہیں: یہ روایت شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نہیں نکالا مستدرک علی الصحیحین ۹۵/۴

۲- سنن کبریٰ دارقطنی ۲۵۹/۱۰ مولانا شمس الحق عظیم آبادی نے دارقطنی پر اپنی تعلیق میں (اسے نقل کیا ہے)

۳- نصب الرایہ ۱۰۹/۴

دلائل:

۱- **حدیث** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:[1] دو آدمی ایک تجارت میں جھگڑتے ہوئے آئے، ان میں سے کسی کے پاس دلیل نہیں تھی، تو نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ طوعاً وکرھاً قرعہ اندازی کریں۔

۲- **حدیث** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:[2] وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر دونوں آدمی قسم اٹھانا ناپسند کرتے ہوں یا دونوں ہی ناپسند کرتے ہوں تو وہ قرعہ اندازی کرلیں۔

۳- **حدیث** ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:[3] دو آدمیوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک اونٹ کا دعویٰ دائر کیا۔ دونوں میں سے کسی کے پاس دلیل نہیں تھی تو نبی کریم ﷺ نے وہ اونٹ ان دونوں کے درمیان [نصف نصف][4] تقسیم کردیا۔

۴- **حدیث** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:[5] دو آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ سامان کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے، دونوں میں سے کسی کے پاس دلیل نہیں تھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ وہ قسم پر قرعہ اندازی کریں چاہے وہ اسے پسند کرتے ہیں یا ناپسند۔

۵- **حدیث** ام سلمہ رضی اللہ عنہا:[6] وہ کہتی ہیں دو آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے درمیان وراثت کے حصے کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے، ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ دونوں آپس میں تقسیم کرلو اور ایک دوسرے سے اچھا سلوک کرو، پھر آپس میں قرعہ اندازی کرو اور دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو کفارہ ادا کرے۔

۱- صحیح ابن حبان ۱۸۹۹

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۷۹

۳- ضعیف سنن ابوداؤد ۷۷۶

۴- ضعیف سنن ابن ماجہ ۵۱۰

۵- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۷۸، ارواء الغلیل ۲۷۵/۸

۶- مستدرک حاکم ۹۵/۴ انہوں نے کہا: اس کی سند صحیح ہے لیکن بخاری مسلم نے اسے نہیں نکالا اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

٦- **حدیث** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:[1] نبی کریم ﷺ نے ایک قوم پر قسم پیش کی تو انہوں نے قسم اٹھانے میں جلدی کی تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ قسم کے بارے میں ان کے درمیان قرعہ ڈالو کہ کون قسم اٹھائے گا۔

١٢- (٢٦۴) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ دلیل کی عدم موجودگی میں مدعا علیہ پر قسم ہوگی

احکامات:

☆ جھوٹی قسم کبیرہ گناہوں سے ہے۔ جھوٹی قسم اٹھانے والا اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہوگا۔

☆ قاضی مدعی سے دلیل کا مطالبہ کرے گا' بصورت دیگر مدعا علیہ پر قسم عائد کی جائے گی۔

☆ مدعا علیہ اگرچہ فاجر ہی ہو' قاضی کے لیے اس کی قسم کے مطابق فیصلہ کرنا جائز ہے۔

دلائل:

١- **حدیث** عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:[2] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کے مال کو غصب کرنے کے لیے جھوٹی قسم اٹھائی وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا' پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں آیات نازل فرمادیں ﴿ بے شک! جو لوگ اللہ کے معاہدے اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت کے عوض بیچ دیتے ہیں' ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ﴾[3] راوی کہتے ہیں: پھر اشعث بن قیس داخل ہوئے اور کہنے لگے: ابوعبدالرحمن نے آپ کو کیا بیان کیا ہے؟ ہم نے کہا: ایسے ایسے' وہ کہنے لگے: یہ آیات میرے بارے میں نازل ہوئیں' میرے چچا زاد بھائی[4] [خفیش بن معران بن معدی کرب][5] کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا[میں اس کے ساتھ

١- بخاری ٢٦٧۴

٢- بخاری ۴٥٥٠

٣- سورہ آل عمران آیت نمبر ٧٧

۴- سنن ابوداؤد ٣٢٧٩ کی ایک روایت میں ہے کہ میرے اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا تھا' ابن حجر کہتے ہیں کہ اس کے اس قول (میرے چچازاد بھائی) یا دوسرے قول (یہودی) کے درمیان کوئی مخالفت نہیں ہے۔ کیونکہ جب یوسف ذوانواس نے یمن پر غلبہ حاصل کیا تو یمن کی ایک جماعت یہودی ہوگئی تھی' وہ ان کے خوف سے حبشہ کی طرف بھاگ گیا۔ اسلام آیا تو وہ اسی حالت میں تھے فتح الباری ٥٦٩/١١۔

٥- فتح الباری ٥٦٩/١١

جھگڑے کا فیصلہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گیا] [1] [تو] [2] نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیرے پاس گواہ ہے یا اس کی قسم سے فیصلہ کروں، میں نے کہا: [میرے پاس گواہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کی قسم کے مطابق فیصلہ ہوگا، میں نے کہا:] [3] اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ تو قسم اٹھا دے گا۔ [اس وقت] [4] نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کا مال غصب کرنے کے لئے جھوٹی قسم اٹھائی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ناراض ہوگا [پھر یہ آیت ﴿ان الذین یشترون﴾ نازل ہوئی] [5]

۲- **حدیث** ابن ابی ملیکہ: [6] وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے میری طرف خط لکھا کہ نبی کریم ﷺ نے مدعا علیہ پر قسم کا فیصلہ فرمایا۔

۳- **حدیث** علقمہ بن وائل: [7] وہ اپنے باپ [وائل بن حجر] [8] سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا] [9] حضر موت سے ایک آدمی [ربیع بن عبدان] [10] اور ایک آدمی [امرؤ القیس بن عابس الکندی] [11] کندہ سے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے [وہ زمین کے بارے میں جھگڑ رہے تھے] [12] [جو کہ یمن میں واقع تھی] [13] حضرمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس آدمی نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے جو [جاہلیت کے زمانہ میں] [14] مجھے میرے باپ کی طرف سے ملی تھی [اس آدمی کے باپ نے وہ زمین مجھ سے چھینی تھی اب وہ اس کے قبضے میں ہے] [15] کندی کہنے لگا: یہ زمین میرے قبضے میں ہے میں اس پر کھیتی باڑی کرتا ہوں۔ اس لئے اس زمین پر اس کا کوئی حق نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرمی سے پوچھا: تیرے پاس کوئی گواہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں! [میرے پاس کوئی گواہ نہیں] [16] پھر آپ ﷺ نے کندی سے کہا: تیرے لیے قسم ہے۔ حضرمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آدمی فاجر ہے یہ جو بھی قسم اٹھائے اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں۔ وہ قسم اٹھانے کے لیے چل پڑا

۱،۲،۳،۴،۵- مسلم ۳۵۳، بخاری ۶۶۷۷

۶- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۸۱

۷- مسلم ۳۵۶

۸،۹،۱۰،۱۱،۱۲،۱۴،۱۶- مسلم ۳۵۷

۱۳،۱۵- صحیح سنن ابوداؤد ۲۷۸۰

۔تو جب وہ واپس لوٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اس نے اس کا مال ظلماً کھانے کے لیے جھوٹی قسم اٹھائی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس سے اعراض کیے ہوئے ہوگا۔[کندی کہنے لگا: یہ اسی کی زمین ہے][1]

۱۳- (۲٦۵) جس شخص کا کسی چیز پر قبضہ ہو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اگر دونوں گواہوں کے بیان میں تعارض ہو تو اس شخص کے گواہ کا اعتبار ہوگا جس کا مطلوبہ چیز پر قبضہ ہوگا۔

☆ قبضہ گواہی کو قوی کرنے والا ہے اگرچہ دونوں فریق گواہ پیش کر دیں۔

دلائل:

حدیث جابر رضی اللہ عنہ:[2] دو آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس ایک اونٹنی کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے، دونوں نے کہا: اس اونٹنی نے میرے ہاں بچہ جنا ہے اور گواہ بھی پیش کیے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا فیصلہ اس آدمی کے حق میں کیا جس کا اس اونٹنی پر قبضہ تھا۔

- صحیح سنن ابوداؤد ۲۷۸۰

۱- دارقطنی ۲۰۹/۴، شافعی نے اسے اپنی مسند میں دوسری سند کے ساتھ ذکر کیا ہے ۱۸۰/۲، حافظ نے تلخیص ۲۱۰/۴ میں کہا کہ اسے دارقطنی اور بیہقی نے بیان کیا ہے حدیث ابن الطلاح المالکی کی کتاب الاقضیہ میں بیان کردہ حدیث کے مخالف ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے وہ اونٹنی دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دی، فقہ السنہ ۳۵۰/۳

تیسرا باب

جھگڑوں کے حل کے بارے میں

اس میں (۱۶) فیصلے ہیں۔

۱- (۲۶۶) فیصلہ کرنے والے کے فیصلہ پر رسول اللہ ﷺ کی رضامندی

احکامات:

☆ ایسے جھگڑے جن میں کوئی شرعی دلیل وارد نہیں ہوئی ان میں کوئی فیصلہ کرنے والا مقرر کرنا جائز ہے۔

☆ اسلامی حکومت لوگوں کے صدقات کو جمع کرے گی۔

☆ جو لوگ بغاوت اور سرکشی سے صدقات کو روک لیں انہیں قید کرنا اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا جائز ہے۔

☆ قیدیوں کی آزادی کے بدلے فدیہ لینا جائز ہے۔

دلائل:

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ:[۱] انہوں نے کہا: بنوالعنبر نے اپنی قوم میں سے کسی کا قتل کر دیا، اس لیے وہ اپنے علاقے سے کوچ کر کے خزاعہ قبیلے میں اپنے ماموؤں کے پاس ٹھہر گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے خزاعہ کی طرف ایک آدمی کو صدقہ اکٹھا کرنے کے لیے بھیجا۔ اس آدمی نے ان سے صدقے کا مطالبہ کیا۔ پھر اس نے بنوالعنبر سے صدقے کا مطالبہ کیا۔ جب بنوالعنبر نے دیکھا کہ صدقے کا مال تو بہت زیادہ ہے تو وہ اس آدمی پر جھپٹ پڑے اور اس سے مال چھین لیا، وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! بنوالعنبر نے صدقہ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن کو ایک سو ستر آدمیوں کا دستہ دے کر ان کی طرف بھیجا۔ انہوں نے دیکھا کہ لوگ تو کام کاج کی غرض سے نکلے ہوئے ہیں اس لیے وہ نو آدمیوں اور گیارہ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر کے لے آئے' بنوعنبر کے لوگوں کو اس بات کی خبر پہنچی تو ان کے ستر آدمی جن میں اقرع بن حابس اور اعور بن بشامہ عنبری جو کہ سب سے کم عمر تھے نبی کریم ﷺ کی طرف سوار ہو کر گئے' جب وہ مدینہ پہنچے تو عورتوں اور بچوں نے ان کی طرف جلدی سے دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے حجروں پر جھپٹ پڑے۔ آپ ﷺ اس وقت آرام فرما رہے تھے۔ وہ چیخنے لگے: اے محمد ﷺ! تو نے ہماری عورتوں اور بچوں کو کیوں قید کیا ہے؟ حالانکہ ہم نے تیری اطاعت میں سے ہاتھ نہیں نکالا؟ آپ ﷺ ان کی طرف

۱- الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۱/ ۶۹

باہر آئے اور فرمایا: اپنے اور میرے درمیان کوئی فیصلہ کرنے والا مقرر کرلو۔ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اعور بن بشامہ کو مقرر کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تم ابن عمرو کو مقرر کرو جو کہ تم میں سے سب سے زیادہ بزرگ ہیں۔ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! اعور بن بشامہ ہی ٹھیک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فیصل تسلیم کرلیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ نصف لوگوں کا فدیہ لے لیا جائے اور نصف کو آزاد کر دیا جائے۔

۲- (۲۶۷) مسلمانوں کے درمیان صلح کروانے اور ان کے درمیان نرمی برتنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ برے کام میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانا مکروہ ہے۔

☆ اگر مقروض تنگ دست ہو تو اس سے نصف قرضہ یا قرض کا کچھ حصہ معاف کر دینا مستحب ہے۔

☆ قرض میں سے کچھ حصے کی معافی کے بعد اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا حرام ہے۔

☆ اگر کوئی کسی کی دیوار پر چھت کی لکڑی رکھنے کی اجازت طلب کرے تو اسے روکنا مکروہ ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** کعب بن مالک رضی اللہ عنہ: (۱) عبداللہ بن ابو حدرد اسلمی کے ذمہ ان کا کچھ قرضہ واجب الادا تھا، ایک دفعہ [رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی میں] (۲) وہ انہیں مل گیا تو انہوں نے اسے پکڑ لیا [رسول اللہ ﷺ نے دروازے کے پیچھے سے جھگڑنے کی آواز سنی، ایک دوسرے سے کچھ کمی اور نرمی کا مطالبہ کر رہا تھا جبکہ دوسرا کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا] (۳) ان دونوں نے باتیں کیں تو ان کی آواز بلند ہوگئی۔ [رسول اللہ ﷺ اپنے گھر سے نکلے کہ

۱- بخاری ۲۴۲۴
۲- مسلم ۳۹۶۱
۳- بخاری ۲۷۰۵

آپ ﷺ کے حجرہ کا پردہ ظاہر ہوگیا] [۱] [آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص کہاں ہے؟ جس نے اللہ تعالیٰ پر قسم ڈالی ہے کہ وہ نیک کام نہیں کرے گا۔ کعب کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ہوں] [۲] تو نبی کریم ﷺ ان دونوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: اے کعب! [انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں حاضر ہوں] [۳] آپ ﷺ نے [ان کی طرف] [۴] اپنے دست مبارک سے ایسے اشارہ فرمایا گویا کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے: ''نصف [معاف کردے] [۵] [کعب کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے کردیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھڑا ہو اور اسے پورا کر] [۶] انہوں نے اس کی ذمہ قرض میں سے آدھا لے لیا اور آدھا معاف کردیا۔

۲- حدیث جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: [ے] رسول اللہ ﷺ نے خثعم کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ [خثعم والوں میں سے] [۸] کچھ لوگوں نے سجدوں کے ذریعے پناہ چاہی، لیکن انہوں نے انہیں قتل کرنے میں جلدی کی، نبی کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے انہیں نصف دیت ادا کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ضروری ہے کہ وہ اس سے اتنا دور رہے کہ ان میں سے کسی کو ایک دوسرے کی آگ بھی نظر نہ آئے۔

۳- حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: [۹] وہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے اس کی دیوار پر لکڑی رکھنے کی اجازت طلب کرے تو اسے چاہیے کہ اسے مت روکے۔ لوگوں نے اپنے سر جھکا لیے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وجہ ہے؟ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم منہ پھیر رہے ہو، میں اسے تمہارے کندھوں کے درمیان رکھ دوں گا۔

۱- مسلم ۳۹۶۱۔

۲- بخاری ۲۷۰۵۔

۳،۴،۵،۶- مسلم ۳۹۶۱۔

ے- صحیح سنن ترمذی ۱۳۰۷۔

۸- صحیح سنن ابوداؤد ۲۳۰۴۔

۹- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۹۰۔

۳- (۲۶۸) جو کسی کا پیالہ توڑ دے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ امہات المومنین کے درمیان جو انسانی غیرت تھی اس کا بیان۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا اپنے اہل وعیال اور ازواج مطہرات کے ساتھ عظیم اخلاق کا بیان۔

☆ جو کسی کا کھانا ضائع کر دے یا اس کا برتن توڑ دے وہ تاوان ادا کرے گا۔

دلائل:

حدیث انس رضی اللہ عنہ: [۱] نبی کریم ﷺ اپنی ایک بیوی [عائشہ رضی اللہ عنہا] [۲] کے پاس تھے کہ امہات المومنین میں سے [صفیہ رضی اللہ عنہا] [۳] نے اپنے خادم کے ہاتھ ایک پیالہ بھیجا، جس میں کھانا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے ہاتھ مارا تو پیالہ ٹوٹ گیا [رسول اللہ ﷺ نے] [۴] اس کے ٹکڑے اکٹھا کرنا شروع کئے اور اس میں وہ کھانا ڈال دیا [جو پیالے میں موجود تھا اور فرمایا تمہاری ماں کو غیرت آ گئی ہے] [۵] آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کھاؤ۔ کھانے سے فارغ ہونے تک رسول اللہ ﷺ نے غلام اور پیالے کو اپنے پاس ہی روکے رکھا [پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کھانے کے بدلے کھانا اور برتن کے بدلے برتن] [۶] [آپ ﷺ نے صحیح پیالہ] [اس کی طرف لوٹا دیا جس کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا] [۷] اور ٹوٹا ہوا پیالہ رکھ دیا [اس کے گھر میں جہاں وہ ٹوٹا تھا] [۸]

۱- بخاری ۲۴۸۱۔

۲، ۶- صحیح سنن ترمذی ۱۰۹۶، اور صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۴۶۔

۳- بیہقی ۹۶/۶۔

۴، ۵، ۷، ۸- بخاری ۵۲۲۵۔

۴۔ (۲۶۹) رسول اللہ ﷺ کا اس شکار کے بارے میں فیصلہ جسے کوئی تیر مارے لیکن کوئی اور اسے لے لے۔

احکامات:

☆ ہرن کو شکار کرنا جائز ہے۔

☆ جس نے جال سے چھوٹا ہوا شکار پکڑ لیا اسے بھی کچھ حصہ دیا جائے گا۔

☆ شکار کے جال سے چھوٹ جانے کی وجہ سے اس سے شکار کرنے والے کا حق ساقط نہیں ہوگا۔

☆ ہر جاندار کو پانی پلانے سے اجر کا ثابت ہونا۔

☆ اسلام میں انسان کی کوشش کبھی ضائع نہیں ہوتی۔

دلائل:

حدیث مخول بہزی پھر سلمی:[1] [انہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے پائے تھے][2] وہ کہتے ہیں: میں نے ابواء کے مقام پر اپنے جال نصب کیے، ان میں سے ایک جال میں ایک ہرن پھنس گیا پھر وہ اسے چھڑا کر لے گیا' میں اس کے تعاقب میں نکلا [تاکہ اسے روکوں][3] میں نے دیکھا کہ ایک آدمی نے اسے پکڑ لیا ہے' ہم نے اس کے بارے میں جھگڑا کیا۔ پھر ہم ایک دوسرے کو دھکیلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ہم نے آپ ﷺ کو پالیا' آپ ﷺ نے ابوا کے مقام پر ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ ہم آپ ﷺ کے پاس جھگڑا لے گئے تو آپ ﷺ نے ہمارے درمیان اس کے نصف نصف کا فیصلہ فرما دیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کے پاؤں میں میرا جال ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تو درست ہے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم پانی کے پاس موجود ہوتے ہیں تو ہمارے پاس

۱۔ طبرانی ۶۳ ۷، ہیثمی نے المجمع ۷/۳۰۴ میں کہا ہے: اسے ابویعلی اور طبرانی نے روایت کیا ہے ابویعلی کی روایت میں ایک راوی محمد بن سلیمان بن مسمول ہے جو کہ ضعیف ہے اور طبرانی کی سند میں ایک راوی سلیمان بن داؤد الشاذ کونی ہے جو کہ ضعیف ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہیثمی کو التباس ہو گیا ہے کیونکہ محمد بن سلیمان بن مسمول نام کا راوی طبرانی کی اسناد میں ہے ابویعلی کی اسناد میں نہیں (مؤلف)

۲،۳۔ المجمع ۴/۱۶۴

اونٹ وارد ہوتے ہیں جو کہ پیاسے ہوتے ہیں ہم اسے کچھ پانی پلا دیتے ہیں کیا اس کا ہمیں اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! گرمی کی شدت سے ہر پیاس محسوس کرنے والے جانور کو پانی پلانے میں اجر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے حدیث ذکر فرمائی۔

۵- (۲۷۰) جو کسی کی زمین میں عمارت بنائے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ کسی قوم کی زمین میں ان کی اجازت سے عمارت تعمیر کرنا جائز ہے۔

☆ اگر کوئی اپنی زمین میں کسی کو عمارت کی تعمیر کی اجازت دے دے پھر اسے وہاں سے نکالے تو اس عمارت کی قیمت کی ادائیگی اس پر واجب ہوگی۔

☆ کسی کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی ہیر پھیر کرنا ناجائز ہے۔

دلائل:

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا:[1] وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی قوم کی زمین میں ان کی اجازت سے کوئی عمارت تعمیر کی [پھر انہوں نے اسے نکالنا چاہا][2] تو اسے قیمت ادا کی جائے گی۔ اور جس نے ان کی اجازت کے بغیر عمارت تعمیر کی [پھر انہوں نے اسے نکالنا چاہا][3] تو اسے صرف عمارت کا ملبہ ملے گا۔

۶- (۲۷۱) کھیتی باڑی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ زمین سے نکلنے والے پھل اور کھیتی کے نصف کی شرط پر کھیتی باڑی اور معاملہ کرنا جائز ہے۔

☆ کھیتی باڑی میں اس شرط پر حصہ داری ناجائز ہے کہ بیج ایک آدمی کا ہو محنت دوسرے کی ہو بیلوں کی جوڑی تیسرے کی ہو جبکہ زمین کسی اور کی ہو۔

۱- سنن کبریٰ بیہقی ۱۹۱/۶ انہوں نے کہا: اس میں عمر بن قیس کی ضعیف ہے۔ اور دارقطنی ۴/ ۲۴۳

۲،۳- کنز العمال ۳/ ۳۰۳

☆ صرف بیج اور محنت کے مقابلے میں کھیتی میں ایک نصف کی شرط ناجائز ہے۔

☆ بیع محاقلہ [۱] اور مزابنہ [۲] حرام ہے۔

☆ ایسی زمین جو کسی کو عطیہ کے طور پر دی گئی ہو یا وہ زمین جو اس نے سونے یا چاندی کے عوض کرائے پر لی ہو یا وہ اس کی ملکیتی زمین ہو اس کے لیے وہاں کھیتی باڑی کرنا جائز ہے۔

☆ زمین کو سونے، چاندی یا کسی بھی معلوم چیز کے عوض کرائے پر دینا جائز ہے۔

☆ نہر کے کنارے پر، نالیوں کے سروں پر، یا کنوؤں پر یا کچھ فصل کے عوض زمین کرایہ پر دینا ناجائز ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ: [۳] نبی کریم ﷺ نے خیبر والوں سے وہاں کی زمین سے پیدا ہونے والے پھلوں اور کھیتی کے ایک نصف کا معاملہ کیا۔ آپ ﷺ اپنی بیویوں کو سو وسق دیا کرتے تھے۔ اسی وسق کھجور اور بیس وسق جو۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دور خلافت میں) خیبر کو تقسیم کیا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو اختیار دے دیا کہ یا تو ان کے لیے پانی اور زمین کا حصہ مقرر کر دیا جائے۔ یا ان کے لیے وہی پرانا طریقہ چلتا رہے [یعنی ہر سال وسق کی مقررہ مقدار]، تو انہوں نے اختلاف کیا] [۴] بعض نے زمین [اور پانی] [۵] کو پسند کیا جبکہ بعض نے [ہر سال کے حساب سے] [۶] وسق کو پسند کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا [اور حفصہ رضی اللہ عنہا] [۷] ان میں سے تھیں جنہوں نے زمین [اور پانی] [۸] پسند کیا۔

۲- **حدیث** مجاہد: [۹] وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چار آدمیوں نے مشترکہ کھیتی باڑی شروع کی۔ ایک کہنے لگا: میری طرف سے بیج ہوگا، دوسرا کہنے لگا: میری طرف سے محنت ہوگی، تیسرا کہنے لگا: میری طرف سے بیل

۱- محاقلہ: یعنی کھیتی کو اس کے خوشہ میں ہی بیچ دینا۔ یہ حرام ہے۔

۲- مزابنہ: درخت کے اوپر لگے ہوئے ناپختہ پھل کو جس کی مقدار نامعلوم ہے کسی معلوم مقدار کے عوض بیچنا یہ بھی حرام ہے۔

۳- بخاری ۲۳۲۸

۴،۵،۶،۷،۸- مسلم ۳۹۴۰

۹- کتاب الآثار شیبانی ۱۷۲

ہوں گے' چوتھا کہنے لگا: میری طرف سے زمین ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے زمین والے کو لغو قرار دے دیا۔ بیلوں کے مالک کے لیے ایک اجرت مقرر فرمادی۔ محنت والے کے لیے ایک درہم یومیہ مزدوری مقرر فرمادی اور باقی کی تمام کھیتی بیج والے کو دے دی۔

۳- **حدیث** رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ:[۱] انہوں نے ایک زمین فصل کاشت کی۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور وہ فصل کو پانی دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے سوال کیا: کھیتی کس کی ہے؟ اور زمین کس کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کھیتی میری ہے' اس میں بیج اور محنت بھی میری ہے۔ میرا اس میں سے نصف حصہ ہے اور دوسرا نصف فلاں آدمی کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم سودی کاروبار کر رہے ہو؟ زمین اس کے مالک کو واپس لوٹا دو اور اس سے اپنا خرچہ لے لو۔

۴- **حدیث** رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ:[۲] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور فرمایا: صرف تین آدمی کھیتی باڑی کر سکتے ہیں۔ ایک ایسا آدمی جس کی ملکیتی زمین ہو وہ اسے کاشت کرے۔ دوسرا ایسا آدمی جسے کچھ زمین عطیہ کے طور پر ملے اور وہ اسے کاشت کرے اور تیسرا ایسا آدمی جو سونے یا چاندی کے عوض زمین کرائے پر حاصل کرے۔

۵- **حدث** حنظلہ بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ:[۳] وہ کہتے ہیں میں نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سونے یا چاندی کے عوض زمین کرایہ پر حاصل کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہر کے کناروں پر اور نالیوں کے سروں پر پیداوار ہونے کی صورت میں جو زمین کرایہ پر دیتے تو بعض اوقات ایک چیز تلف ہو جاتی اور دوسری بچ جاتی اور کبھی یہ تلف ہو جاتی اور وہ بچ جاتی۔ اس لیے لوگوں کو کرایے میں کچھ نہ ملتا مگر وہی جو بچ رہتا۔ اس لیے آپ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا۔ البتہ اگر کرایہ کے عوض کوئی معین چیز جس کی ذمہ داری ہو سکے مقرر کی جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

۱- ضعیف سنن ابوداود ۳۸۷ حاکم کہتے ہیں اس کی اسناد درست ہیں لیکن بخاری مسلم نے اسے نہیں نکالا، مستدرک ۴۱/۲۔

۲- صحیح سنن ابوداود ۲۹۰۳

۳- مسلم ۳۹۲۹

٦- **حدیث** سعد رضی اللہ عنہ:(۱) انہوں نے کہا: ہم کنوؤں پر واقع زمین کو کھیتی اور اس زمین میں چڑھنے والے پانی کے عوض کرایہ پر دیتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرما دیا اور حکم دیا کہ ہم اسے سونے یا چاندی کے عوض کرایہ پر دیں۔

۷-(۲۷۲) مساقات (یعنی سراب کرنے) کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ مساقات کے جائز ہونے کا بیان۔

☆ مساقات میں مزدور کو معلوم اور عام حصہ دیا جائے گا جیسے نصف اور ثلث۔

☆ مساقات کی مدت درخت کا مالک متعین کرے گا۔

☆ درخت کو پانی پلانے والے مزدور اور درخت کے مالک کے درمیان پھلوں کی تقسیم کی کیفیت کا بیان' یہ اندازے سے ہوگی۔

دلائل:

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ:(۲) انہوں نے کہا: [جب خیبر فتح ہوا تو یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ انہیں اس شرط پر اس زمین میں برقرار رکھیں کہ ہم اس زمین کی پیداوار کا نصف آپ ﷺ کو دینے کا معاملہ کرتے ہیں](۳) نبی کریم ﷺ نے خیبر کے پھلوں اور کھیتی کی پیداوار کے نصف حصے کا معاملہ کرلیا[اور آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک ہم چاہیں گے تمہیں یہاں برقرار رکھیں گے]:(۴)[آپ ﷺ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا کرتے' وہ اپنے اور یہودیوں کے درمیان اندازے سے تقسیم کرتے پھر کہتے: اگر تم چاہو تو تمہارے لیے ہے اور اگر تم چاہو تو میرے لیے ہے](۵)[جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اس کا اندازہ چالیس ہزار وسق لگایا۔ اور جب ابن رواحہ

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۹۶۵

۲- متفق علیہ' بخاری ۲۳۲۹' مسلم ۳۹۳۹

۳،۴- مسلم ۳۹۴۲

۵- موطا امام مالک ۲/۷۰۳

نے انہیں اختیار دیا تو انہوں نے پھل لے لیے اور ان کے ذمہ بیس ہزار وسق تھے][1] رسول اللہ ﷺ ہر سال اپنی ازواج مطہرات کو سو وسق دیا کرتے تھے جس میں اسی وسق پھل اور بیس وسق جو ہوتے تھے][2]

۸- (۲۷۳) پانی کی تقسیم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ ہر وہ معاملہ اور تصرف جسے اسلام اس کے ختم ہونے سے پہلے پالے تو وہ معاملہ اسلامی اصولوں کے مطابق کیا جائے گا۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم کرنا واجب ہے۔

☆ نالے اور سیلاب وغیرہ کے پانی کا مستحق سب سے پہلے بلند زمین والا پھر اس سے نچلا پھر اس سے نچلا اسی طرح ترتیب کے مطابق۔

☆ باغ کے مالک کے لیے باغ کو پانی پلانے کے لیے اتنے پانی پر حق ہے کہ پانی ٹخنوں تک پہنچ جائے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن عباس رضی اللہ عنہ:[3] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ تقسیم جو جاہلیت میں تقسیم ہو گئی وہ اسی تقسیم پر قائم رہے گی اور جس تقسیم کو اسلام پالے وہ اسلامی اصولوں کے مطابق تقسیم ہوگی۔

۲- **حدیث** عبداللہ بن زبیرؓ:[4] [انصار کے][5] ایک آدمی نے زبیر سے پتھریلی زمین کے ایک نالے کے بارے میں جس سے وہ [کھجوروں][6] کو پانی دیتے تھے۔ جھگڑا کیا۔ انصاری کہنے لگا: پانی کو گزرنے دو [وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جھگڑے کا فیصلہ لے کر گئے][7] رسول اللہ ﷺ نے زبیر سے فرمایا: اے زبیر! پہلے تم سیراب کرلو کر پھر اپنے

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۹۱۴

۲- مسلم ۳۹۴۰

۳- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۰۱۵' ارواء الغلیل ۱۷۱۷

۴- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۹۲' اور بخاری ۲۷۰۸

۵، ۶، ۷- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۰۱۱ اور بخاری ۲۳۶۰

پڑوسی کی طرف چھوڑ دو۔ انصاری غضبناک ہوگیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آپ ﷺ کی پھوپھی کا بیٹا ہے اسی وجہ سے!!! رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس کا رنگ تبدیل ہوگیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے زبیر! تم سیراب کرلو پھر اسے روک لو۔ یہاں تک کہ وہ دیواروں سے واپس لوٹ جائے۔ زبیر کہتے ہیں: میرا خیال ہے یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ﴿قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ آپس کے تمام اختلافات میں آپ ﷺ کو حاکم نہ مان لیں﴾ (۱)

۳- حدیث ثعلبیہ بن ابو مالک: (۲) انہوں نے اپنے بڑوں کو اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا کہ قریش کے ایک آدمی کا بنو قریظہ میں حصہ تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس سیلاب کے بارے میں جھگڑے کا فیصلہ لے کر گیا جس کا پانی وہ تقسیم کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ وہ پانی کو [اس وقت تک روکے رکھے] (۳) [یہاں تک کہ وہ پہنچ جائے] (۴) ٹخنوں تک [اور یہ طریقہ اسی طرح اپنایا جائے گا یہاں تک کہ یا تو باغ پورے ہو جائیں یا پانی ختم ہو جائے] (۵)

۹- (۲۶۴) بنجر زمین کو آباد کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ زمین کو آباد کرنا ملکیت کا سبب ہے۔

☆ جس نے کسی دوسرے کی زمین پر پودا لگایا یا کنواں کھودا یا ناحق قبضہ کی کوشش کی اسے کوئی حق نہیں دیا جائے گا۔

☆ کسی دوسرے کی ملکیتی زمین کو شجر کاری سے آباد کرنے سے زمین کے مالک کی ملکیت ختم نہیں ہوتی۔

☆ قاضی کا فرض ہے کہ وہ درختوں کے مالک کے بارے میں فیصلہ کرے کہ وہ وہاں سے اپنے درخت

۱- سورۃ النساء آیت ۶۵

۲- صحیح سنن ابوداود ۳۰۶۳

۳،۴- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۰۱۳

۵- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۰۱۴

اکھاڑ لے۔

دلائل:

۱- **حدیث** سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا:[۱] وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی [غیر آباد][۲] زمین کو آباد کیا۔ اس زمین پر کسی مسلمان کا حق بھی نہیں تھا اور نہ ہی وہ زمین کسی کی ملکیت تھی تو وہ آباد کار اس زمین کی ملکیت کا زیادہ حق دار ہے۔ [عروہ کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ زمین اللہ کی ہے اور بندے بھی اللہ کے ہیں، اس لیے جس کسی نے کسی بنجر زمین کو آباد کیا' وہ اس کا زیادہ حق دار ہے، یہ خبر ہم تک نبی کریم ﷺ کے واسطے سے پہنچی ہے جو کہ زمین لے کر آئے ہیں][۳] عروہ کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔

۲- **حدیث** سعید بن زید رضی اللہ عنہ:[۴] وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسا آدمی جو کسی کی زمین پر پودا لگا کر اس زمین پر قبضہ کرنا چاہتا ہے' اس ظالم کے لیے کوئی حق نہیں۔

۳- **حدیث** عروہ رضی اللہ عنہ:[۵] انہوں نے کہا: مجھے اس شخص نے بتایا جس نے مجھے حدیث بیان کی کہ دو آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے' ایک نے دوسرے کی زمین پر کھجور کا پودا لگایا تھا۔ آپ ﷺ نے زمین کے مالک کے لیے زمین کا فیصلہ فرمایا' اور کھجور کے مالک کو حکم فرمایا کہ وہ وہاں سے اپنا کھجور کا درخت اکھاڑ لے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے اس کھجور کے درخت کو دیکھا کہ اس کی جڑوں پر کلہاڑے مارے جا رہے تھے کیونکہ یہ لمبائی اور پھیلاؤ کے اعتبار سے ایک مکمل کھجور کا درخت تھا۔ یہاں تک کہ اسے وہاں سے اکھاڑ لیا گیا۔

۱- بخاری ۲۳۳۵

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۲۶۳۸

۳- صحیح سنن ابوداؤد ۲۶۴۱

۴- صحیح سنن ابوداؤد ۲۶۳۸

۵- صحیح سنن ابوداؤد ۲۶۳۹

۱۰- (۲۷۵) طبیب کے تاوان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اپنے کام میں مکمل تجربہ اور پختگی حاصل کرنا واجب ہے۔

☆ اسلام میں انسانی جان اور اس کے اعضا کی وسیع قدر و قیمت کا بیان۔

☆ جو طب کے شعبے سے واقف ہو اس کے لیے کسی کا علاج کرنا جائز ہے۔

☆ ان پڑھ اور جاہل کے لیے کسی کا علاج کرنا ناجائز ہے

☆ جاہل طبیب اپنے کام کے برے نتیجے کا تاوان ادا کرے گا خواہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔

دلائل:

حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:[1] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کا علاج کیا اور اس شخص کے طبیب ہونے کے بارے میں [اس سے پہلے][2] کسی کو علم نہ تھا [اس سے کسی کا جانی نقصان ہو گیا یا جسمانی نقصان ہوا][3] تو وہ شخص اس کا تاوان ادا کرے گا۔

۱۱- (۲۷۶) کھجور کے درخت کے احاطہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اگر کسی شخص کا کسی دوسرے کے باغ میں ایک یا چند کھجور کے درخت ہوں اور باغ کے مالک کو وہ نقصان بھی نہ پہنچاتے ہوں اور یہ اسے ناگوار بھی نہ گزرتے ہوں تو ان درختوں کا وہاں قائم رکھنا جائز ہے۔

☆ کسی کو تکلیف پہنچانا اسلام میں حرام ہے۔

☆ تکلیف دہ عوامل کو دور کرنے کے لیے کوئی سے وسائل اختیار کرنا جائز ہے۔

۱- صحیح سنن ابوداود ۳۸۳۴

۲- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۷۹۱

۳- سنن کبریٰ بیہقی ۱۴۱/۸، مستدرک حاکم ۴/ ۲۱۲

☆ اپنے باغ میں سے کسی دوسرے کی کھجور اس صورت میں اکھاڑنا جائز ہے جب وہ تکلیف کا باعث ہو اور اس کا مالک اسے نہ تو بیچ رہا ہو اور نہ ہی کہیں اور منتقل کر رہا ہو۔

☆ کھجور کے درخت کا احاطہ پانچ سے سات ہاتھ تک مقرر کیا جائے گا۔

دلائل:

۱۔ **حدیث** سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ:[1] ایک انصاری کے باغ میں ان کے کھجور کے کچھ درخت تھے۔ انصاری کے ساتھ اس کے بیوی بچے بھی تھے۔ سمرہ رضی اللہ عنہ جب اپنی کھجوروں کے پاس جاتے تو انصاری کو بہت تکلیف ہوتی اور اسے یہ بہت ناگوار گزرتا۔ اس نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ ان درختوں کو اسے بیچ دے لیکن انہوں نے انکار کر دیا پھر انہوں نے مطالبہ کیا کہ وہ ان درختوں کو وہاں سے منتقل کرے لیکن انہوں نے پھر انکار کر دیا۔ وہ انصاری نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے ان کھجوروں کو انصاری کے ہاتھ بیچ دینے کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا' پھر آپ ﷺ نے ان سے ان کھجوروں کو منتقل کرنے کا مطالبہ کیا' انہوں نے پھر انکار کر دیا' پھر آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ ان کھجوروں کو اسے ہبہ کر دے اور آپ ﷺ نے راغب کرنے کے لیے فرمایا کہ اس سے تجھے یہ یہ اجر ملے گا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: تو موذی شخص ہے۔ پھر آپ ﷺ نے انصاری کو حکم دیا جا اور اس کی کھجوروں کو اکھاڑ دے۔

۲۔ **حدیث** ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ:[2] رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی ایک کھجور کے احاطہ کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے۔ ایک حدیث میں ہے آپ ﷺ نے اس درخت کی پیمائش کرنے کا حکم دیا تو وہ سات ہاتھ تھا جبکہ دوسری حدیث میں ہے کہ وہ پانچ ہاتھ تھا تو آپ ﷺ نے اس کے مطابق فیصلہ فرما دیا۔ عبدالعزیز کہتے ہیں: آپ ﷺ نے اس درخت کی ایک شاخ کے بارے میں حکم دیا تو اس کی پیمائش کی گئی۔

۱۔ ضعیف سنن ابوداود ۸۵۴۔

۲۔ صحیح سنن ابوداود ۳۰۹۵

۱۲- (۲۷۷) راستے کی مقدار کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ راستہ بند کرنے کے لیے عمارت تعمیر کرنا ناجائز ہے۔

☆ راستے کی زیادہ سے زیادہ وسعت کا بیان، کم از کم مقدار سات ہاتھ ہونی چاہیے۔

دلائل:

حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ:[1] "رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے راستے کی وسعت کا فیصلہ فرمایا' پھر وہاں کے لوگوں نے اس راستے میں ایک عمارت تعمیر کرنا چاہی تو آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اس میں سے راستے کے لیے سات ہاتھ چھوڑ دیے جائیں راوی کہتے ہیں: اس راستے کا نام میتاء رکھا گیا جس کا مطلب ہے بہت چلنے والا راستہ۔

۱۳- (۲۷۸) جھونپڑی کے معاملہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ حاکم کے لیے کسی آدمی کو جھگڑنے والوں کے دعویٰ میں فیصلہ کرنے کے لیے بھیجنا جائز ہے۔

دلائل:

حدیث نمران بن جاریہ:[2] "وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک جھونپڑی کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے جو کہ ان کے درمیان واقع تھی تو آپ ﷺ نے ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو انہوں نے ان لوگوں کے حق میں فیصلہ کیا جن کی زمین پر جھونپڑا باندھنے والی رسی پہنچتی تھی۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آئے اور آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے درست اور اچھا فیصلہ کیا ہے۔

۱- مسند احمد ۵/۳۲۷

۲- ضعیف ابن ماجہ ۲۳۴۳ یہ روایت زوائد میں سے ہے۔ اس کی اسناد میں ایک راوی نمران بن جاریہ ہے جسے ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے جبکہ ابن قطان نے کہا ہے کہ اس کے حالات نامعلوم ہیں۔

۱۴- (۲۷۹) باپ کے ذمہ بیٹے کے قرض کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ باپ کے ذمہ بیٹے کا قرض ہونے پر بیٹے کا اپنے قرض کے بارے میں باپ سے جھگڑا کرنا جائز ہے۔

☆ بیٹے پر باپ کے بہت زیادہ حقوق کا بیان۔

☆ بیٹا بھی باپ کی کمائی میں سے ہے۔

☆ باپ کے لیے بیٹے کا مال اس کی رضامندی کے بغیر بھی کھانا جائز ہے۔

دلائل:

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہ: [1] ایک آدمی اپنے باپ سے اس کے ذمہ قرض ہونے کی وجہ سے جھگڑتا ہوا نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو اور تیرا مال تیرے باپ کی ملکیت ہے۔

۱۵- (۲۸۰) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ کسی کو دوسرے کے گناہ کے بدلے نہیں پکڑا جائے گا

احکامات:

☆ رسول اللہ ﷺ کے بالوں کا تذکرہ کہ وہ بہت گھنے تھے' اور آپ ﷺ کے کپڑوں کا تذکرہ کہ وہ سبز رنگ کے تھے۔

☆ مہر نبوت کا ثبوت' یہ کسی بیماری کی وجہ سے نہیں تھی۔

☆ کسی کو دوسرے کے گناہ کے بدلے نہیں پکڑا جائے گا۔

☆ حرم میں ظلم و زیادتی کبیرہ گناہوں سے ہے اور ایسا کرنے والا اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔

☆ اسلام میں جاہلیت کے کسی طریقے کو رواج دینا حرام ہے۔

☆ مسلمانوں کے خون اور مال محفوظ ہیں اور دوسروں کے گناہ کے بدلے انہیں نہیں پکڑا جائے گا۔

۱- ترتیب صحیح ابن حبان ۶/۲۲۷، ۴۲۲۸

دلائل:

حدیث ابورمثہ[1] [رفاعہ بن یثربی رضی اللہ عنہ]:[2] انہوں نے کہا: میں اپنے باپ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی طرف گیا۔ [میں اس وقت بچہ تھا][3] [رسول اللہ ﷺ ہمیں راستے میں ہی مل گئے تو مجھ سے میرے باپ نے کہا: اے میرے بیٹے! کیا تو جانتا ہے کہ یہ آنے والا کون ہے؟ میں نے کہا: نہیں! انہوں نے کہا: یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ راوی کہتے ہیں: میرے باپ نے جب یہ کہا تو میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے، اس کی وجہ یہ تھی کہ میرا خیال تھا کہ آپ ﷺ لوگوں کے مشابہہ نہیں ہونگے۔ لیکن آپ ﷺ تو بشر تھے' آپ ﷺ کے بال گھنے تھے' آپ ﷺ پر مہندی رنگ کی چادر اور دو سبز رنگ کے کپڑے تھے۔ میرے باپ نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا][4] [میرے باپ نے وہ چیز دیکھی جو آپ ﷺ کی پشت مبارک پر تھی][5] [جو کہ اونٹ کے گوبر یا کبوتر کے انڈے جتنی تھی][6] [میرا باپ کہنے لگا: مجھے اجازت دیجئے میں آپ ﷺ کی پیٹھ کی بیماری کا علاج کروں کیونکہ میں طبیب ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو دوست ہے][7] [اس کا طبیب وہی ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے][8] پھر رسول اللہ ﷺ نے میرے باپ سے کہا: یہ تیرا بیٹا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کعبہ کے رب کی قسم! جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: بہت اچھا! پھر انہوں نے کہا: میں اس کی گواہی دیتا ہوں [آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس سے محبت کرتا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں!][9] راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے باپ میں میری شبیہہ ثابت ہونے پر اور میرے باپ کی مجھ پر قسم اٹھانے پر مسکرائے [اس وقت آپ ﷺ کے پاس بنو ربیعہ کے کچھ لوگ موجود تھے جو کہ ایک قتل عمد کے بارے میں جھگڑا کر رہے][10] پھر آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تجھ پر زیادتی نہیں کرسکتا اور نہ تو اس پر زیادتی کرسکتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: [کوئی بوجھ اٹھانے والی دوسری کا

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۷۳
۲- تقریب التہذیب ۲/ ۴۲۳
۳- مسند احمد ۷۱۱۰
۴، ۵، ۶- بیہقی ۸/ ۲۷
۷- مسند احمد ۷۱۰۸
۸- مسند احمد ۷۱۰۹
۹- مسند احمد ۱۷۰۷
۱۰- مسند احمد ۷۱۰۸

بوجھ نہیں اٹھائے گی][1]

۲- **حدیث** ثعلبہ بن زہدم:[2] جو کہ بنو ثعلبہ بن یسر بوع کے ایک آدمی ہیں' ان کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ بنو ثعلبہ بن یربوع نے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کو شہید کر دیا تھا' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ بنو ثعلبہ کے لوگ ہیں جنہوں نے فلاں آدمی کو قتل کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی نفس دوسرے پر زیادتی نہیں کر سکتا۔

۳- **حدیث** ابن عباس رضی اللہ عنہ:[3] نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ہاں لوگوں میں سے سب سے ناپسندیدہ تین قسم کے انسان ہیں۔ ایک حرم میں ظلم وزیادتی کرنے والا' دوسرا اسلام میں جاہلیت کا کوئی طریقہ رواج دینے والا اور تیسرا ناحق کسی کے خون کا مطالبہ کرنے والا تاکہ اس کا خون بہا دیا جائے۔

۴- **حدیث** حصین بن ابوالحر:[4] ان کے باپ مالک اور دو چچا قیس اور عبید ان سب کا تعلق بنو خشخاش سے تھا' نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے پاس اپنے چچازاد بھائیوں کے گھڑ سواروں کی شکایت کی جو کہ لوگوں پر حملہ آور ہوتے رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے لکھا: یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے بنو خشخاش کے مالک' قیش اور عبید کے نام تمہارے خون اور مال محفوظ ہیں' دوسروں کے گناہ کا تم سے مؤاخذہ نہیں ہو گا۔ اور تم پر اپنے ہاتھوں کے سوا کوئی زیادتی نہیں کر سکتا۔

۱۶- (۲۸۱) اس شخص کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جو اپنی بیوی کو تھپڑ مارے اور اس بارے میں اللہ کے نازل کردہ حکم کا بیان

احکامات:

☆ عورت کے لیے اپنے خاوند کے ساتھ جھگڑے کا فیصلہ حاکم کی طرف لے جانا جائز ہے۔

۱- سورۃ الانعام آیت ۱۶۴، سورۃ اسراء آیت ۱۵، سورۃ فاطر آیت ۱۸، سورۃ زمر ۷

۲،۴- بیہقی ۸/ ۲۷

۳- بخاری ۶۸۸۲

☆ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔

☆ مرد کا اپنی بیوی کو تھپڑ مارنا اسے سیدھا کرنے کے لوازمات میں سے ہے اس لیے اس کا کوئی قصاص نہیں ہے۔

دلیل:

حدیث حسن: [1] انہوں نے کہا: ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تھپڑ مارا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس جھگڑے کا فیصلہ لے گئی اس عورت کے گھر والے بھی اس کے ساتھ آئے۔ [ایک روایت میں ہے کہ اس عورت کا باپ اس کو ساتھ لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور کہا: میں نے اس کے بستر پر اپنی معزز بیٹی کو بھیجا تو اس نے اسے تھپڑ جڑ دیا۔] [2]

عورت کے گھر والے کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! فلاں آدمی نے ہماری عزیزہ کو تھپڑ مارا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمانا شروع کر دیا: قصاص لیا جائے گا، قصاص لیا جائے گا۔ ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی [مرد عورتوں پر حاکم ہیں] [3] تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم نے کچھ اور چاہا جبکہ اللہ کا ارادہ اور ہی تھا۔

۱۷- (۲۸۲) ان لوگوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جنہوں نے آپ ﷺ کی موجودگی میں تقدیر میں جھگڑا کیا اور اس بارے میں اللہ کے نازل کردہ حکم کا بیان

احکامات:

☆ تمام چیزیں اللہ کی تقدیر کے مطابق چلتی ہیں۔

☆ ان لوگوں کا رد جو کہتے ہیں کہ نیکی کا خالق اللہ ہے اور برائی کے خالق ہمارے نفس ہیں۔

☆ مجرموں کے انجام کا بیان، وہ منہ کے بل آگ میں ہوں گے۔ اللہ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔

☆ تقدیر پر کلام کرنا اور اس پر یقین نہ رکھنا اللہ کے ساتھ جھگڑا ہے۔

۱- درالمنثور ۲/۱۵۱ اور اسباب النزول واحدی ۱۴۹

۲- تفسیر طبری ۸/۲۹۱

۳- سورۃ النساء آیت ۳۴

دلائل:

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:[1] انہوں نے کہا: قریش تقدیر کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نجران کا پادری رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے محمد ﷺ! تمہارا خیال ہے کہ گناہ تقدیر سے ہیں اور سمندر تقدیر سے ہیں آسمان تقدیر سے ہیں اور یہ تمام امور تقدیر سے چلتے ہیں۔ گناہوں کے بارے میں ایسا نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ سے جھگڑا کرنے والے ہو][2] تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿بے شک گناہ گار گمراہی میں اور عذاب میں ہیں۔ جس دن وہ اپنے منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا، دوزخ کی آگ لگنے کے مزے چکھو۔ بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ انداز سے پر پیدا کیا ہے﴾[3]

۱- طبری ۲۷/۶۵، درالمنثور ۶/۱۳۷، ترمذی ۱۲/ ۱۷۷ اور صحیح مسلم ۸/۵۲

۲- قرطبی ۱۷/۱۴۸

۳- سورۃ القمر آیت ۴۷-۴۹

چوتھا باب

قَسموں اور معاہدوں کے بارے میں

اس میں (۵) فیصلے ہیں۔

۱- (۲۸۳) قسم کھانے والے کی قسم کی کیفیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ قسم کھانے والے کی قسم کی کیفیت کا بیان' اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ وہ کہے "میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں"

☆ غیر اللہ کی قسم کھانا ناجائز ہے۔

☆ یہودیوں کی خباثت اور تورات میں ان کی زنا کے حکم میں تبدیلی کا بیان۔

☆ اہل کتاب سے قسم طلب کرنا جائز ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کے ساتھ فیصلہ کرنا واجب ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:[۱] نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آدمی کے لیے اس کی قسم کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کہے: "میں اس اللہ کے نام کی قسم اٹھاتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ اس کے لیے میرے پاس کچھ نہیں"۔ یعنی مدعی کے لیے[۲]۔

۲- **حدیث** عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:[۳] رسول اللہ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا' وہ اس وقت ایک قافلے میں چل رہے تھے اور اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے۔ [تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں پکارا][۴] اور فرمایا: خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع کیا ہے کہ تم اپنے باپوں کے نام کی قسم کھاؤ' جو کوئی قسم کھانا چاہے اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔ [عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے جب سے رسول اللہ ﷺ سے سنا

۱- ضعیف سنن ابوداؤد ۷۷۹

۲- امام بخاری نے کہا: قسم کے لیے یہ الفاظ کہے جاتے ہیں باللہ' تاللہ' واللہ۔ بخاری کتاب الشہادت باب ۲۶ قسم کیسے کھائی جائے گی اور اس بارے میں انہوں نے اللہ کے اس فرمان سے استدلال کیا (یحلفون باللہ التوبہ/۵۶) اور اللہ عزوجل کا فرمان: ثم جائوک یحلفون باللہ ان اردنا الا احسانا وتوفیقا۔ سورۃ النساء/ ۶۲) اور نبی کریم نے فرمایا: ایسا آدمی جس نے عصر کے بعد اللہ کے نام کی جھوٹی قسم کھائی۔ بخاری ۲۶۷۲۔

۳- بخاری ۲۶۴۶

۴- بخاری ۶۱۰۸

ہے، اپنے متعلق یا کسی دوسرے کے متعلق بات کرتے ہوئے میں نے وہ قسم کبھی نہیں کھائی][1]

۳- حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:[2] وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک یہودی گزرا جس کا چہرہ سیاہ کیا گیا تھا اور اسے کوڑے لگائے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا: کیا تم اپنی کتاب میں زنا کی حد اسی طرح پاتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! تو آپ ﷺ نے ان کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلایا [وہ آپ ﷺ کے پاس صوریا کے دو بیٹوں کو لے آئے] تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو قسم دی][3] آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے [تمہیں فرعونیوں سے نجات دی اور تمہارے لئے سمندر کو پھاڑ دیا اور تم پر بادلوں کا سایہ کیا، اور تم پر من وسلویٰ نازل کیا اور][4] موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی، کیا تم اپنی کتاب میں زنا کی حد اسی طرح پاتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں! اگر آپ ﷺ نے مجھ پر قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ کو کبھی بھی سچی بات نہ بتاتا، ہم وہاں رجم ہی پاتے ہیں لیکن یہ زنا ہمارے اشراف میں بہت عام ہو گیا، جب ہم کسی معزز انسان کو پکڑتے تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کسی کمزور کو پکڑ لیتے تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ پھر ہم نے کہا: آؤ! ہم ایسی چیز پر متفق ہو جاتے ہیں جسے ہم شریف اور کمزور دونوں پر لاگو کر سکیں۔ پھر ہم نے چہرہ سیاہ کرنے اور کوڑے لگانے کو رجم کی جگہ مقرر کر لیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں پہلا انسان ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا جبکہ انہوں نے اسے مار دیا تھا، پھر آپ ﷺ نے اسے رجم کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿اے رسول! تجھے کفر میں جلدی کرنے والے غمگین نہ کر دیں۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر تمھیں یہ دیا جائے تو اسے لے لو۔۔۔ تک﴾[5] وہ کہنے لگے: محمد ﷺ کے پاس جاؤ اگر وہ تمہیں منہ سیاہ کرنے اور کوڑے لگانے کا حکم دے تو اسے مان لو اور اگر رجم کا فتویٰ دے تو اس سے بچ جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم نہیں لگاتے پس یہی لوگ کافر ہیں[6] اور جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم نہیں لگاتے یہی لوگ ظالم ہیں[7]۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم نہیں لگاتے، یہی لوگ فاسق و فاجر ہیں﴾[8] یہ احکام تمام کافروں کے بارے میں ہیں۔

۱- بخاری ۶۶۴۷

۲- مسلم ۴۴۱۵

۳- صحیح سنن ابو داؤد ۳۷۶۳

۴- صحیح سنن ابو داؤد ۳۰۸۵

۵، ۶، ۷، ۸- سورۃ المائدہ آیت ۴۱، ۴۴، ۴۵، ۴۷

۲- (۲۸۴) جاہلیت کی قسم اور حلف کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اسلام میں جاہلیت کے بعض امور کو برقرار رکھنے کا بیان

☆ جاہلیت میں جو حلیف تھا وہ مدد کا مستحق ہے اور اس بات کا بھی مستحق ہے کہ اس کی طرف سے دیت دی جائے۔

☆ حلف کی بنا پر وراثت ثابت نہیں ہوگی، وراثت صرف آدمی کے رشتے داروں کے لئے ہے۔

دلائل:

حدیث عمرو بن شعیب: [1] [وہ اپنے باپ، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں] [2] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: جاہلیت میں جو کسی کا حلیف تھا اور ابھی تک اپنے حلف پر قائم ہے اور اسے دیت اور نصرت سے اس کا حصہ ملتا رہے گا، حلیف کی طرف سے اس کی دیت ادا کی جائے گی جبکہ اس کی وراثت اس کے رشتہ داروں کو ملے گی وہ جو کوئی بھی ہوں اور آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں کوئی حلف نہیں ہے، تم صرف جاہلیت کے حلف کو ہی پکڑے رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں صرف اس کی سختی کا اضافہ کیا ہے [اور اسلام میں حلف کو نئے سرے سے ایجاد مت کرو] [3] عمرو کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے اس چیز کے ساتھ فیصلہ کیا کہ اگر کسی قوم کا کوئی حلیف یا دوست ہو جس کی انہوں نے دیت ادا کی ہو یا اس کی مدد کی ہو تو اس حلیف کے کسی وارث کے موجود نہ ہونے کی صورت میں اس کی میراث بھی اسی قوم کو ملے گی۔

۳- (۲۸۵) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ معاہدے توڑنا حرام ہے

احکامات:

☆ معاہدے کی مدت گزرنے سے پہلے معاہدہ توڑنا حرام ہے۔

☆ معاہدہ پورا ہونے سے قبل اسے سخت کرنا بھی ناجائز ہے۔

۱- مصنف عبدالرزاق ۱۹۴۰۰ - ۳۰۷/۱۰

۲،۳- صحیح سنن ترمذی ۱۶۵۰

☆ معاہدہ کرنے والوں کے لیے برابری کی حالت میں معاہدہ توڑنا ناجائز ہے۔

☆ اسلام کا عہد و میثاق کیلئے اہتمام۔

دلائل:

حدیث عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:[1] وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اگر کسی کا کسی قوم کے ساتھ معاہدہ ہو تو اس معاہدے کو نہ تو مضبوط کیا جائے گا اور نہ ہی اسے بالکل ختم کیا جائے گا یہاں تک کہ اس کی مدت ختم ہو جائے یا اسے برابری کی حالت میں ختم کر دیا جائے۔

۴- (۲۸۶) اہل کتاب کو اپنے علاقوں میں مسلمانوں کے بچوں کو عیسائی بنانے سے روکنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ عیسائیوں کے ساتھ مصالحت کرنا جائز ہے۔

☆ عیسائیوں کے ساتھ مصالحت میں یہ لازمی شرط ہوگی کہ وہ مسلمانوں کے بچوں کو اپنے عیسائی دین کی دعوت نہیں دیں گے۔

☆ اگر عیسائی مسلمانوں کے بچوں کو عیسائیت کی دعوت دینا شروع کر دیں تو ان کا کوئی معاہدہ اور تعلق برقرار نہیں رہے گا۔

☆ مسلمانوں کے بچوں کی اسلام پر نشو و نما کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا اہتمام۔

دلائل:

حدیث علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:[2] وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے بنو تغلب کے عیسائیوں سے

- سنن ابو داؤد ۲۷۵۹ اور سنن ترمذی ۱۵۸۰ اور مسند احمد ۴/ ۱۱۳ اور بیہقی ۹/ ۲۳۱

۱- مصنف عبد الرزاق ۱۹۳۹۳ ۔ ۱۰/ ۳۶۸

مصالحت کی تو میں بھی وہاں موجود تھا، آپ ﷺ نے اس شرط پر [صلح کی] کہ وہ بچوں کو عیسائیت کی تبلیغ نہیں کریں گے اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کا کوئی معاہدہ باقی نہیں رہے گا۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہا کہ میں ان سے لڑائی کروں گا۔

۵- (۲۸۷) جس نے اپنے غلام کو مارا اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ تمام بنی آدم انسانیت میں برابر ہیں، اس لیے آزاد اور غلام کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

☆ اسلام سردار اور حاکم کو اپنی رعایا کے ساتھ شفقت اور نرمی کا سلوک کرنے اور ان کے ساتھ سختی نہ برتنے کا حکم دیتا ہے ورنہ وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہوگا۔

دلائل:

حدیث ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ:[1] انہوں نے کہا: ایک دفعہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ اچانک میں نے اپنے پیچھے سے تین دفعہ یہ آواز سنی کہ ابومسعود جان لے۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو جو اس کو سزا دے رہا ہے، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کو تجھ پر اس سے بھی زیادہ قدرت ہے تو میں نے قسم کھائی کہ میں کبھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔

۱- مسلم ۳/۱۲۸۰ سنن ابوداؤد ۲/۱۳۳ اور سنن ترمذی ۳/۲۲۵

پانچواں باب
متفرقات کے بارے میں

اس میں (۱۴) فیصلے ہیں۔

۱- (۲۸۸) تھوڑی مقدار میں گری پڑی چیز کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اگر کوئی حقیر یا کم قیمت چیز گری پڑی مل جائے تو ایک سال تک اس کا اعلان کرنا ضروری نہیں بلکہ صرف اتنا ہی اعلان کیا جائے کہ یقین ہو جائے کہ اب اس کا مالک اس کی طلب نہیں کرے گا۔

☆ گری پڑی حقیر چیز کے مالک کا اگر پتہ نہ چل سکے تو اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔

☆ رسی، عصا، درہم، کوڑا اور جوتا یہ سب کم قیمت چیزیں ہیں جن کا ایک سال تک اعلان کروانا ضروری نہیں۔

دلائل:

۱- حدیث یعلی رضی اللہ عنہ بن مرہ:(۱) وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے کوئی کم قیمت چیز گری پڑی ملے۔ جیسے رسی، درہم یا اس طرح کی کوئی اور چیز تو اسے چاہیے کہ تین دن تک اس کا اعلان کرے، اگر زیادہ کرنا چاہے تو چھ دن تک اس کا اعلان کرے۔

۲- حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:(۲) وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عصا، کوڑے اور رسی وغیرہ کے بارے میں رخصت دی کہ اگر یہ کسی جگہ گری پڑی ملتی ہے تو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

۳- حدیث فروخ:(۳) جو کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں، انہوں نے کہا: میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا جبکہ ان سے گرا پڑا کوزا اٹھانے کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ انہوں نے فرمایا: اگر کوئی اپنے بھائی کا گرا پڑا کوزا اٹھا کر استعمال کرتا ہے تو میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں۔ پوچھنے والے نے کہا: رسی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا: رسی بھی اسی طرح ہے۔ اس نے پوچھا: جوتا کس طرح ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جوتا بھی اسی طرح ہے، اس نے پوچھا: برتن کا کیا حکم ہے؟ وہ کہنے لگیں: میں اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال نہیں کروں گی، برتن پر تو خرچ ہوتا ہے اور سامان کے مد میں ہے۔

۱، ۲- سنن کبری بیہقی ۶/ ۱۹۵، انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن یعلی اس حدیث کے ساتھ منفرد ہیں اور یحییٰ بن معین وغیرہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔

۳- سنن کبری بیہقی ۶/ ۱۹۶

۳- **حدیث** ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ:[1] علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو ایک دینار گرا پڑا ملا، وہ اسے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائے، انہوں نے کہا: یہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے، تمام تعریفات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ انہوں نے اس سے گوشت اور کھانا خریدا۔ علی رضی اللہ عنہا فاطمہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: اپنے ابا جان کی طرف پیغام بھیجو، اگر آپ ﷺ نے اسے حلال قرار دیا تو پھر ہم اسے کھائیں گے۔ جب انہوں نے کھانا تیار کرلیا تو رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی، جب آپ ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کا رزق ہے، آپ ﷺ نے بھی اس سے تناول فرمایا اور سب نے کھایا۔ اس کے بعد ایک عورت آئی وہ اپنے دینار کی گمشدگی کا اعلان کر رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! دینار ادا کرو۔

۲-(۲۸۹) گری پڑی چیز کے اعلان کی مدت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور اگر اس چیز کے ضائع ہونے کے بعد اس کا مالک آجائے تو کیا اس کا تاوان دیا جائے گا

احکامات:

☆ گری پڑی چیز اٹھانے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کے مالک کے آنے تک اس کی حفاظت کرے۔

☆ گری پڑی چیز کا ایک سال تک اعلان کرنا واجب ہے۔

☆ گری پڑی چیز کی تعداد، اس کی تھیلی کی شکل و صورت اور تسمہ وغیرہ یاد رکھنا ضروری ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** عیاض بن حمار مجاشعی:[2] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو کوئی گری پڑی چیز ملے، اسے چاہیے کہ کسی عادل کو گواہ بنائے اور کسی چیز کو نہ تو چھپائے اور نہ غائب کرے۔ جب اس کا مالک مل جائے تو اسے واپس لوٹا دے ورنہ وہ اللہ کا مال ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

---

[1] سنن کبری بیہقی ۶/ ۱۹۴ امام بیہقی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے اسے اعلان سے پہلے ہی فوراً خرچ کر دیا تھا۔

[2] سنن کبری بیہقی ۶/ ۱۹۳

۲- **حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:**[1] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مجھے ایک تھیلی ملی جس میں سو دینار تھے، میں اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا اور آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا ایک سال تک اعلان کر۔ میں نے تین دفعہ اعلان کیا لیکن مجھے اس کا مالک نہ ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی تعداد اور تسمے کی شکل و صورت یاد رکھ لے اگر تو اس کا مالک آ جائے تو ٹھیک ورنہ اس سے فائدہ اٹھا۔ شعبہ کہتے ہیں: اس کے بعد میں سلمہ سے ملا، اور کہا: مجھے نہیں معلوم کہ تین سال تھے یا ایک سال، تو مجھے وہ حدیث بہت عجیب معلوم ہوئی میں نے اپنے باپ صادق سے کہا: آیئے! اس سے یہ حدیث سینے، بہز بن اسد نے شعبہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے سلمہ سے روایت کی۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے دس سال بعد اسے کہتے ہوئے سنا کہ اس نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا تھا۔

۳- (۲۹۰) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ عورت کے لیے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو صدقہ یا تحفہ دینا حرام ہے۔

احکامات:

☆ عورت کے لیے اپنے مال سے صدقہ کرنے کے لیے بھی خاوند کی اجازت لینا شرط ہے۔

☆ مرد عورت کی عصمت و عزت کا محافظ ہوتا ہے۔

☆ عورت کے تصرفات اور اپنی مصلحتوں کے متعلق اس کی معرفت میں کمی کی طرف واضح اشارہ۔

☆ امور کی تاکید اور وضاحت کا بیان، اور عورتوں کے متعلقہ امور کے علاوہ ایک عورت کی شہادت قبول کرنے پر اکتفا نہیں کیا جائے گا۔

دلائل:

۱- **حدیث خیرہ:**[2] جو کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا زیور لے کر

۱- سنن بیہقی ۶/ ۱۹۳

۲- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۹۳۵

آ ئیں اور کہنے لگیں: میں نے یہ صدقہ کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: عورت کے لیے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں سے بھی صدقہ کرنا ناجائز ہے تو کیا تو نے کعب رضی اللہ عنہ سے اجازت لی ہے؟ وہ کہنے لگیں: جی ہاں! تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے خاوند کعب بن مالک کی طرف پیغام بھیجا اور پوچھا: کیا تو نے خیرہ کو اپنا زیور صدقہ کرنے کی اجازت دی ہے؟ وہ کہنے لگے: جی ہاں! تو رسول اللہ ﷺ نے وہ زیور اس سے قبول فرمالیا۔

۲- **حدیث** عمرو بن شعیب:[۱] وہ اپنے باپ سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا: عورت کے لیے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال سے صدقہ کرنا ناجائز ہے کیونکہ وہ اس کی عزت کا مالک ہے۔

۴- (۲۹۱) ایسے مویشی جو کسی کی فصل خراب کر دیں ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ دن کے وقت مویشیوں کو آزاد چھوڑنا جائز ہے۔

☆ مویشی اگر دن کے وقت باغات وغیرہ میں تباہی مچادیں تو ان کے مالکوں پر کوئی تاوان نہیں۔ اور اگر رات کو تباہی مچائیں تو مویشیوں کے مالک پر تاوان ہوگا۔

☆ اسلام میں کسی کو تکلیف پہنچانا درست نہیں۔

دلائل:

حدیث حرام بن محیصہ انصاری:[۲] وہ براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا میری ایک ایسی اونٹنی تھی جو لوگوں کی فصلیں چر جایا کرتی تھی۔ ایک دفعہ وہ ایک [آدمی کے][۳] باغ میں داخل ہوئی اور

۱- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۹۳۴

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۴۸ اور ابن ماجہ ۲۳۳۲

۳- صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۴۷

وہاں تباہی مچادی۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں بات کی گئی تو آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ دن کے وقت باغ کی حفاظت اس کے مالکوں کے ذمہ ہے جبکہ رات کے وقت مویشیوں کی حفاظت ان کے مالکوں کے ذمہ ہے۔ رات کے وقت مویشی اگر کوئی نقصان کردیں تو ان کے مالکوں پر تاوان ہوگا۔

۵- (۲۹۲) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ مالک کی اجازت کے بغیر مویشی کا دودھ نکالنا منع ہے

احکامات:

☆ مالک کی اجازت کے بغیر مویشی کا دودھ نکالنا ناجائز ہے۔

☆ مویشی کے تھن بھی ایک خزانے کے حکم میں ہیں۔ جس طرح کسی کے خزانے سے کچھ لینا ناجائز ہے اسی طرح کسی کے مویشی کے تھنوں سے دودھ نکالنا بھی ناجائز ہے۔

☆ ضرورت کے وقت کسی کے کھانے اور پینے کے سامان سے کچھ کھانا پینا جائز ہے۔

☆ کسی کے کھانے پینے کے سامان سے اس کی اجازت کے بغیر فائدہ اٹھانا ناجائز ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:[۱] رسول اللہ ﷺ نے [منع فرمایا کہ مالک کی اجازت کے بغیر مویشی کا دودھ نکالا جائے اور آپ ﷺ نے][۲] فرمایا: کوئی کسی کے جانور کا اس کی اجازت کے بغیر دودھ مت نکالے۔ کیا تم میں سے کسی کو یہ پسند ہے کہ وہ اپنے گودام میں جائے اور دیکھے کہ اس کا [دروازہ][۳] توڑ کر اس کا کھانا نکال لیا گیا ہے؟ مویشیوں کے تھن بھی اپنے مالکوں کے لیے کھانے کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں اس لیے کوئی کسی کے مویشی کا دودھ مت نکالے [خبردار! مویشی کے تھنوں میں موجود دودھ حلال نہیں ہے][۴] سوائے مالک کی اجازت کے۔

۱- بخاری ۲۴۳۵ اور مسلم ۱۷۲۶

۲- مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۴۹

۳- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۸۶۴

۴- مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۵۰

۲- **حدیث** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:[۱] انہوں نے کہا: ایک دفعہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' اچانک ہم نے ایک بندھے ہوئے تھنوں والا اونٹ دیکھا' ہم اس کی طرف لپکے' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آواز دی تو ہم آپ ﷺ کی طرف واپس لوٹ آئے' آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اونٹ ایک مسلمان گھرانے کا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بعد ان کی روزی کا سہارا ہے۔ کیا تمہیں یہ اچھا لگتا ہے کہ اگر تم اپنے گوداموں کی طرف واپس جاؤ اور دیکھو کہ وہاں کا سارا سامان نکال لیا گیا ہے کیا تم اسے عدل کہو گے؟ انہوں نے کہا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی اسی طرح ہے۔ ہم نے کہا! ہمیں بتایئے اگر ہمیں کھانے اور پینے کی ضرورت ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ اور اٹھاؤ مت' پیؤ اور اٹھاؤ مت۔

٦- (۲۹۳) ایسے شخص کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جو فوت ہو جائے' اس کے ذمہ قرض ہو اور اس نے کچھ وقت کے بعد کسی سے قرض لینا ہو۔

احکامات:

☆ قرض میت کے ترکہ کے متعلقہ حقوق سے ہے۔

☆ میت کے ذمہ بندوں کے قرض کو اس کے ذمہ تمام حقوق پر مقدم رکھا جائے گا۔

☆ میت نے اگر کسی سے قرضہ لینا ہو تو وہ اس کے ورثا کا حق ہے اور اس کے ترکہ کا حصہ ہے۔

☆ میت کے ورثا میت کا قرضہ لینے کے لیے جلدی نہیں کریں گے بلکہ وقت مقررہ تک انتظار کریں گے۔

دلائل:

حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:[۲] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ کچھ وقت بعد کسی کا قرض ہو اور اس نے بھی کچھ وقت بعد کسی سے قرض لینا ہو' جو اس کے ذمہ ہے وہ فوراً ادا کیا جائے گا اور جو اس نے لینا ہے اس کے لیے وقت مقررہ کا انتظار کیا جائے گا۔

۱- ضعیف سنن ابن ماجہ ۵۰۵

۲- دار قطنی ۴/ ۲۳۲

۷- (۲۹۴) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ اگر مکاتب غلام اپنی مکاتبت کی رقم ادا کرنے سے عاجز آ جائے تو اس کی مکاتبت کا معاہدہ لوٹا دیا جائے گا۔

احکامات:

☆ مکاتب غلام جب تک اپنی مکاتبت کی رقم مکمل ادا نہیں کرے گا وہ غلامی سے نہیں نکلے گا۔

☆ غلام کو اپنی مکاتبت کی رقم کی ادائیگی کے لیے کوئی کام کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

☆ غلام سے پردہ نہ کرنا بھی جائز ہے۔

☆ پردہ ضروری نہ ہونے کے معاملے میں مکاتب غلام کا حکم بھی عام غلام جیسا ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث عمرو بن شعیب:**[۱] وہ اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: مکاتب اس وقت تک غلام ہی رہے گا جب تک اس کی مکاتبت کی رقم سے ایک درہم بھی باقی ہے۔

۲- **حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:**[۲] نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس غلام نے سو اوقیہ پر مکاتبت کی اور دس کے سوا باقی سب ادا کر دیئے۔ [پھر وہ ادا نہ کر سکا][۳] وہ غلام ہی رہے گا [اسے غلامی میں لوٹا دیا جائے گا][۴] اور جس غلام نے سو دینار پر مکاتبت کی اور دس کے علاوہ سبھی ادا کر دیئے وہ بھی غلام ہی ہے۔

۳- **حدیث ابو قلابہ رضی اللہ عنہ:**[۵] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات مکاتب غلام سے اس وقت تک پردہ نہیں کرتی تھیں جب تک اس کے ذمہ ایک دینار بھی باقی رہتا تھا۔

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۳۹۲۶

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۳۳۲۴' بیہقی سنن کبریٰ ۱۰/ ۳۲۴ مستدرک حاکم ۲/۲۱۸۔ حاکم کہتے ہیں: اس کی اسناد صحیح ہیں لیکن بخاری مسلم نے اسے نہیں نکالا اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

۳،۴- مصنف ابن ابی شیبہ ۶/۳۹۱ عمرو بن شعیب کی روایت سے۔

۵- بیہقی ۱۰/۳۲۵

۸- (۲۹۵) اس سواری کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جسے اس کے مالک چھوڑ دیں اور کوئی دوسرا پکڑ کر اسے کھلائے پلائے تو وہ اسی کی ہوگی

احکامات:

☆ اسلام میں فائدہ اسی کو ملے گا جو کوئی نقصان اٹھاتا ہے۔

☆ جس نے اپنی سواری کو بے آب و گیاہ بیابان اور خوفناک جگہ میں چھوڑ دیا اس سے اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی، اگر کسی دوسرے نے اسے پکڑ کر اسے کھلا پلا کر درست کر دیا تو پہلے کا دعویٰ اس بارے میں نہیں سنا جائے گا۔

☆ کسی چارے اور پانی والی جگہ پر جانور کو کھلا چھوڑنے سے مالک کی ملکیت اس سے ختم نہیں ہوتی۔

دلائل:

۱- **حدیث** قتادہ:[۱] وہ شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی جانور کو کھلا پلا کر زندہ کیا وہ اس کا ہوگا۔

۲- **حدیث** مطرف:[۲] وہ شعبی سے روایت کرتے ہیں، شعبی سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی سواری کو کھلا چھوڑ دیا، اور کسی دوسرے آدمی نے پکڑ کر اسے درست کر لیا۔ انہوں نے جواب دیا: اس بارے میں ایک دن پہلے بھی فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ اگر تو اس نے اسے گھاس پھوس اور پانی والی زمین میں چھوڑا ہو تو جس نے اس سواری کو پکڑ کر کھلایا پلایا ہے وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔

۲۰- مصنف عبدالرزاق ۸/۲۱۰_۱۴۹۲۱، یہ حدیث مرسل ہے۔

۹- (۲۹۶) ایسی آگ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جسے آدمی اپنی ملکیتی زمین میں جلاتا ہے پھر اسے ہوا اڑا کر لے جائے اور وہ کسی عمارت یا سامان وغیرہ کو جلا دے

احکامات:

☆ کوئی آدمی اپنی ملکیتی زمین میں آگ جلاتا ہے' پھر ہوا اس آگ کو اڑا کر لے جاتی ہے، اگر وہ آگ کسی چیز کو جلا دے تو اس آدمی پر کوئی تاوان نہیں ہوگا۔

دلائل:

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:[1] وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ سرکش ہے۔

۱۰- (۲۹۷) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنا واجب ہے

احکامات:

☆ دودھ پلانے کی مدت کا بیان' یہ دو سال ہوگی۔

☆ خاوند کے لیے بیوی کو خرچ دینا اور کپڑے پہنانا واجب ہے۔

☆ بچے پر ماں کے بہت بڑے حق کا بیان۔

☆ تنگی کی صورت میں قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنا واجب ہے۔

☆ غلام کو خرچہ وغیرہ دینا مالک پر واجب ہے۔

☆ سوال کرنے والے پر خرچ کرنے والے اور دینے والے کی فضیلت کا بیان۔

☆ خرچ کرنے میں اپنے کنبے سے ابتدا کی جائے گی۔

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۳۸۴۰ خطابی کہتے ہیں: میں نے محدثین سے ہمیشہ یہ بات سنی کہ اس حدیث میں عبدالرزاق کو ابہام ہوا ہے یہاں کنویں کے لفظ ہیں۔ لیکن پھر میں نے اسی حدیث کو ابوداؤد میں پالیا۔ انہوں نے عبدالملک صنعانی سے' انہوں نے معمر سے روایت کی ہے' تو یہ پتہ چل گیا کہ عبدالرزاق اس حدیث کے ساتھ منفرد نہیں ہیں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی اپنے استاد احمد بن الازہر سے حدیث نمبر ۲۶۷۶ کے تحت ذکر کیا ہے۔

☆ خرچ کرنے کی ترتیب کا بیان، سب سے پہلے اپنے آپ سے شروع کیا جائے گا' پھر اپنی بیوی پر پھر بچے پر پھر نوکر پر۔

دلائل:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿ مائیں اپنے بچوں کو دو سال دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ کی مکمل مدت پوری کرنے کا ہو اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو کہ دستور کے مطابق ہو' ہر شخص کو اتنی ہی تکلیف دی جاتی ہے جتنی اس کی طاقت ہو۔ ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے یا باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچائی جائے' وارث پر بھی اسی جیسی ذمہ داری ہے ﴾[1]

دلائل:

۱- **حدیث** معاویہ بن حیدہ:[2] وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری نیکی کا کون زیادہ حق دار ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں' پھر تیری ماں' پھر تیری ماں' پھر تیرا باپ' پھر ترتیب سے قریبی رشتہ دار [تیری بہن' تیرا بھائی اور تیرے ساتھ رہنے والا تیرا غلام۔ یہ واجب حقوق ہیں اور صلہ رحمی کا ذریعہ ہیں][3] [اگر کوئی غلام اپنے آقا سے کچھ مال کا سوال کرتا ہے اور وہ اس سے یہ مال روک لیتا ہے تو قیامت کے دن اس مال کو ایک گنجے اژدھے کی شکل دے دی جائے گی][4]

۲- **حدیث** طارق المحاربی:[5] وہ کہتے ہیں: ہم مدینہ آئے تو رسول اللہ ﷺ منبر پر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے آپ ﷺ فرمار ہے تھے: [بہترین صدقہ وہ ہے جس کے پیچھے تونگری برقرار رہے][6] دینے والا ہاتھ جو کہ اوپر ہے [نچلے ہاتھ سے بہتر ہے][7] اپنے کنبے سے شروع کر تیری ماں' تیرا باپ' تیری بہن' تیرا بھائی پھر تیرا غلام۔

۱- سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۳۳

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۴۲۸۵ اور صحیح سنن ترمذی ۱۵۴۶ بہز بن حکیم کی روایت سے۔

۳- ضعیف سنن ابوداؤد ۱۱۰۰

۴- صحیح سنن ابوداؤد ۴۲۸۶

۵- صحیح سنن نسائی ۲۳۷۲

۶، ۷- صحیح سنن نسائی ۲۳۷۴

۳- **حدیث** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:[۱] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' صدقہ کرو تو ایک آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس دینار ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنے نفس پر خرچ کر' اس نے کہا: میرے پاس اور بھی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنی بیوی پر خرچ کر' اس نے کہا: میرے پاس اور بھی ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنے بچے پر خرچ کر' اس نے کہا: میرے پاس اور بھی ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنے نوکر پر خرچ کر' اس نے کہا: میرے پاس اور بھی ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: تو خوب واقف ہے۔

۱۱- (۲۹۸) غلام جب بھاگ جائے تو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ غلام کا اپنے مالک کی خدمت سے بھاگ جانا جرم ہے جس کی اسے سزا دی جائے گی۔

☆ اسلام ایک معاشرتی نظام ہے' جس نے اپنے قانون میں ہر چیز کو جگہ دی ہے۔

☆ بھاگا ہوا غلام جب پکڑ کر لایا جائے تو اسے دس درہم جرمانہ کیا جائے گا۔

دلائل:

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ:[۲] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے بھاگے ہوئے غلام کے بارے میں فیصلہ فرمایا جسے حرم کے [باہر][۳] پایا جائے [جب اسے لایا جائے گا][۴] تو اس پر دس درہم جرمانہ ہوگا۔

۱- صحیح سنن نسائی ۲۳۷۵

۲- سنن کبری ۲۰۰/۶ بیہقی نے کہا: یہ ضعیف ہے۔

۳- مصنف ابن ابی شیبہ ۱۸۳/۱۰

۴- مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵۴۴/۶ ابن ابی ملیکہ اور عمرو بن دینار سے مرفوع روایت ہے' اس میں ''دس درہم'' کی بجائے ''ایک دینار'' کے الفاظ ہیں۔

۱۲- (۲۹۹) فقیر اور تونگر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور اس بارے میں اللہ کے نازل کردہ حکم کا بیان۔

احکامات:

☆ دو مخالف فریقوں کے درمیان ان کے دعویٰ میں عدل و انصاف قائم کرنا واجب ہے۔

☆ ظلم، تونگر اور فقیر کی فطرت میں سے نہیں ہیں۔

☆ فقیر بعض اوقات دعویٰ میں تونگر پر ظلم کرنے والا ہوتا

دلائل:

حدیث سدی:[1] وہ کہتے ہیں: دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے جن میں ایک تونگر اور دوسرا فقیر تھا۔ آپ ﷺ کا جھکاؤ فقیر کی طرف تھا کیونکہ آپ ﷺ کا خیال تھا کہ فقیر تونگر پر ظلم نہیں کر سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو تونگر اور فقیر کے بارے میں صرف انصاف ہی قائم کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿اے ایمان والو! عدل و انصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور اللہ کی خوشنودی کے لیے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ﴾[2]

۱۳- (۳۰۰) اہل کتاب کی دین ابراہیم سے بیزاری کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ۔

احکامات:

☆ یہودیوں اور عیسائیوں کی دین ابراہیم سے بیزاری کا بیان

☆ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو تسلیم کرنا واجب ہے۔

☆ یہودیت اور نصرانیت دونوں مذہبوں میں تحریف ہو چکی ہے لہٰذا اب ان کا اللہ تعالیٰ کے دین سے کوئی تعلق نہیں۔

۱- درالمنثور ۲/۲۳۴، تفسیر طبری ۹/۳۰۳، اسباب النزول الواحدی صفحہ ۱۷۸۔

۲- سورۃ النساء آیت ۱۳۵

دلائل:

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ:[1] وہ کہتے ہیں: دو کتابوں (تورات اور انجیل) والے نبی کریم ﷺ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے' ان کا دین ابراہیم کے بارے میں آپس میں اختلاف تھا' ہر فرقے کا خیال تھا کہ وہ ان کے دین کا زیادہ حق دار ہ۔تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دونوں گروہ ہی دین ابراہیم سے بیزار ہیں۔اس لیے وہ ناراض ہو گئے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہم آپ ﷺ کے فیصلے سے راضی نہیں ہیں اور نہ ہی آپ ﷺ کے دین کو تسلیم کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ کیا وہ اللہ کے دین کے علاوہ کوئی اور دین چاہتے ہیں ﴾[2]

۱۴- (۳۰۱) یہود و نصاریٰ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا اس وقت فیصلہ جب وہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے دین کے بارے میں فتنے میں ڈالنے کے لیے آئے اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کا بیان۔

احکامات:

☆ یہودیوں کی خباثت اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی دشمنی کا بیان۔

☆ حاکم کے لیے ضروری ہے کہ وہ نتیجے کی پرواہ کیے بغیر عدل وانصاف سے فیصلہ کرے۔

☆ مسلمانوں کو ان کے دین کے بارے میں فتنہ میں ڈالے جانے سے بچاؤ کے انتظامات کرنا ضروری ہے۔

دلائل:

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ:[3] یہودیوں کی ایک جماعت جن میں کعب بن اسد' عبد اللہ بن صوریا اور شاس بن قیس شامل تھے' وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہم محمد ﷺ کے پاس چلتے ہیں شاید ہم اسے اس کے دین کے بارے میں

۱- اسباب النزول واحدی ص ۱۰۸

۲- سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۳

۳- درالمنثور ۲/۲۹۰، طبری ۱۰/۳۹۳، قرطبی ۶/۱۱۳ اور اسباب النزول واحدی صفحہ ۱۹۱

فتنے میں مبتلا کر سکیں۔

وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے محمد ﷺ! آپ ﷺ جانتے ہیں کہ ہم یہودیوں کے علماء اور معزز لوگ ہیں، اگر ہم آپ ﷺ کی پیروی کر لیں تو تمام یہودی بھی ہماری اتباع کریں گے اور ہماری مخالفت نہیں کریں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے اور کچھ لوگوں کے درمیان ایک جھگڑا ہے ہم آپ ﷺ سے اس کا فیصلہ کروانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ ﷺ ان کے خلاف ہمارے حق میں فیصلہ فرمادیں تو ہم آپ ﷺ پر ایمان بھی لائیں گے اور آپ ﷺ کی تصدیق بھی کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے انکار فرمادیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ان سے ہوشیار رہیے کہیں یہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے کسی حکم سے ادھر ادھر نہ کردیں﴾ [1]"

۱- سورۃ المائدہ آیت ۴۹

کتاب الھبہ والوصایا

پہلا باب: ہبہ، وقف اور عمریٰ کے بارے میں

دوسرا باب: گری پڑی چیز، امانت رکھی ہوئی چیز اور ادھار دی ہوئی چیز کے بارے میں

تیسرا باب: وصیت کی شرائط کے بارے میں

چوتھا باب: وصیت کی مقدار کے بارے میں

پانچواں باب: متفرقات کے بارے میں

پہلا باب

ہبہ، وقف اور عمریٰ کے بارے میں

اس میں (۵) فیصلے ہیں۔

۱-(۳۰۲) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ صدقہ میں رجوع حرام ہے

احکامات:

☆ ہبہ کرنے کے بعد واپسی حرام ہے۔

☆ صدقہ اور ہبہ کرنے کے بعد واپسی کمینگی اور گھٹیا پن ہے جو مسلمان کی سخاوت اور انسان کے اخلاق حسنہ کے خلاف ہے۔

☆ جسے تحفہ دیا گیا اگر وہ تحفہ وصول کرنے سے پہلے مر گیا تو تحفہ واپس لینے کا جواز۔

☆ ہبہ کے ثبوت کے لیے قرض شرط نہیں۔

دلائل:

۱- **حدیث** ابن عباسؓ:[۱] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی ہبہ کی گئی چیز واپس لینے والا، اپنی قے واپس لوٹانے والے شخص کی طرح ہے۔ [اور ایک روایت میں ہے، ہمارے لیے اس شخص سے بری مثال نہیں ہے جو اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس لیتا ہے جس طرح کتا اپنی قے لوٹاتا ہے][۲] [ایک روایت میں ہے جو شخص صدقہ واپس لوٹاتا ہے اس کی مثال اس کتے کی ہے جو قے کرتا ہے اور پھر اپنی قے واپس نگل لیتا ہے][۳]

۲- **حدیث** ام کلثوم بنت ابی سلمہؓ:[۴] انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جب ام سلمہؓ سے شادی کی تو انہیں فرمایا: میں نے نجاشی (بادشاہ) کو ایک جوڑا اور چند اوقیہ[۵] کستوری تحفہ بھیجی۔ اب دیکھتا ہوں کہ وہ کیا اقدام کرتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ نجاشی کا انتقال ہو چکا ہے اور میرا ہدیہ واپس کر دیا جائے گا۔ اگر تحائف مجھے لوٹائے گئے تو وہ تیرے لیے ہوں گے۔ راوی نے کہا: جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا، وہ تحفے آپ ﷺ کو واپس کر دیے گئے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام بیویوں میں سے ہر ایک کو ایک اوقیہ کستوری دی اور باقی کستوری اور جوڑا ام سلمہؓ کو عطا کر دیا۔

۱- متفق علیہ: بخاری ۲۶۲۱ ومسلم ۴۱۵۰

۲- متفق علیہ: بخاری ۲۶۲۲ ومسلم ۴۱۵۰

۳- مسلم ۴۱۴۹

۴- مسند احمد ۶/۴۰۴

۵- اوقیہ رطل کا بارھواں حصہ اور ایک رطل میں ۱۲ اوقیہ یا ۴۰ تولہ ہوتے ہیں۔

۲-(۲۰۳) ہبہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اولاد کے درمیان ہبہ اور صدقہ وغیرہ میں انصاف کرنا چاہیے۔

☆ تحائف کا بدلہ مستحب ہے۔

☆ قریش، انصار، ثقیف اور دوس قبائل کی فضیلت کا بیان۔

☆ بعض لوگوں کا تحفہ قبول نہ کرنے کا جواز۔

دلائل:

۱- **حدیث نعمان بن بشیرؓ:**[۱] ان کی والدہ [عمرۃ][۲] بنت رواحہ نے ان کے والد سے اپنے مال میں سے اس کے بیٹے کو کچھ ہبہ کرنے کے لیے کہا تو انہوں نے ایک سال تک اس معاملے کو ملتوی رکھا پھر انہوں نے دینا چاہا تو وہ کہنے لگیں: میں تب راضی ہوں گی جب آپ میرے بیٹے کو جو ہبہ کریں اس پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنالیں تو میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، میں اس وقت بچہ تھا، وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کی والدہ بنت رواحہ نے [مجھ سے کچھ ہبہ کرنے کا مطالبہ کیا اور یہ][۳] چاہا کہ میں جو اس کے بیٹے کو ہبہ کروں اس پر آپ ﷺ کو گواہ بنالوں [کہ میں نے اپنے بیٹے کو اپنا یہ غلام دے دیا][۴] تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بشیر! کیا اس بیٹے کے علاوہ بھی تیری اولاد ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اپنے ان تمام بیٹوں کو یہی کچھ دیا ہے تو اس نے کہا: نہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [یہ بات درست نہیں ہے اور میں حق کے سوا گواہی نہیں دوں گا][۵] ان کا تجھ پر حق

۱- مسلم ۴۱۵۸
۲- مسلم ۴۱۵۷
۳- صحیح سنن النسائی ۳۴۴۳
۴- مسلم ۴۱۵۳
۵- صحیح سنن ابی داؤد ۳۰۲۹، جابرؓ کی روایت سے۔

ہے کہ تم ان کے درمیان انصاف کرو۔ جس طرح تیرا ان پر حق ہے کہ وہ تیرے ساتھ نیکی کریں] [1] [کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ وہ سب تیرے ساتھ نیکی اور مہربانی میں برابر ہوں اس نے کہا: جی ہاں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:] [2] تو مجھے اب گواہ نہ بنا کیونکہ میں ظلم پر گواہی نہیں دوں گا [تو میرے سوا کسی اور کو گواہ بنا لے] [3] [اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد سے انصاف کرو] [4] [اسے واپس کردو] [5] [تو میرے والد واپس آئے اور یہ صدقہ ختم کردیا] [6]

۲- **حدیث ابوھریرۃ** رضی اللہ عنہ: [7] ایک اعرابی (بدو) نے آپ ﷺ کو ایک جوان اونٹنی دی تو رسول اللہ ﷺ نے چھے اونٹنیاں بدلے میں دے دیں تو وہ ناراض ہوگیا، یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا: فلاں آدمی نے مجھے ایک اونٹنی کا تحفہ دیا۔ میں نے اس کے بدلہ میں چھے اونٹنیاں دیں تو وہ ناراض ہوگیا۔ اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ قریشی، انصاری، ثقفی اور دوسی کے علاوہ کسی کا تحفہ قبول نہیں کروں گا۔

۳- **حدیث عائشہ** رضی اللہ عنہا: [8] انہوں نے فرمایا: ام سنبلہ رسول اللہ ﷺ کے لیے دودھ کا تحفہ لائی تو اس نے آپ ﷺ کو (گھر میں) نہ پایا۔ میں نے اسے کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اعراب (بدوؤں) کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ (گھر میں) داخل ہوئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے ہمراہ تھے۔ فرمایا: اے ام سنبلہ! یہ تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! یہ آپ کے لیے دودھ کا تحفہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس دودھ کو (برتن میں) انڈیلو! ام سنبلہ نے انڈیلا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ابوبکر کو پکڑا دو، جب اس نے ایسا کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ام سنبلہ انڈیلو! اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو دو۔ جب انھیں دیا گیا تو انہوں نے پی لیا۔ پھر فرمایا: ام سنبلہ ڈالو۔ اس نے پھر رسول اللہ ﷺ کو دیا تو انہوں نے پی لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ام سنبلہ انڈیل! اس نے آپ ﷺ کو دودھ دیا تو آپ ﷺ نے پی لیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جبکہ رسول اللہ ﷺ اسلم قبیلے کا دودھ پی رہے تھے اور کلیجے کے لئے کتنا ٹھنڈا ہے، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے اعرابیوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا تھا، رسول اللہ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! وہ

۱، ۲، ۳- صحیح سنن ابی داؤد ۳۰۲۶،

۴، ۶- مسلم ۴۱۵۷

۵- مسلم ۴۱۵۴

۷- صحیح سنن الترمذی ۳۰۹۱، سلسلۃ احادیث الصحیحۃ ۱۶۸۴

۸- مجمع الزوائد ۴/۱۴۹، ہیثمی کہتے ہیں اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں۔

اعرابیوں کی طرح نہیں ہیں۔ وہ ہماری بستی کے ہیں اور ہم ان کے شہری ہیں۔ وہ دعوت دیں تو ان کی دعوت قبول کرو کیونکہ وہ اعرابی نہیں ہیں [آپ ﷺ نے اسے فلاں فلاں وادی دے دی، اس وادی کو عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ نے ان سے خرید لیا اور اسے ایک اونٹ دے دیا][1]

۳- (۳۰۴) رسول اللہ ﷺ کا تحائف واپس کرنے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ کام اور مشقت کے بدلے میں زمین کے پھل تقسیم کرنے کا جواز۔

☆ مالکوں کو ان کے تحائف واپس کرنے کا جواز۔

دلائل:

حدیث انس بن مالکؓ:[2] انہوں نے فرمایا: جب مہاجرین مکہ سے مدینہ منورہ آئے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا اور انصار زمین اور جائیداد کے مالک تھے تو انصارؓ نے اس شرط پر اسے تقسیم کر دیا کہ وہ ہر سال انھیں اپنے مال سے نصف پھل دیں گے اور وہ (مہاجرین) ان کی محنت مشقت کریں گے۔ انسؓ بن مالک کی ماں جو ام سلیم کہلاتی تھیں اور عبداللہ بن ابی طلحہ کی (بھی) ماں تھی، یہ ماں کی طرف سے حضرت انسؓ کے بھائی تھے، ام انسؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی کھجور دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی لونڈی ام ایمن جو اسامہ بن زید کی ماں تھی، ان کو دے دی، ابن شہابؒ نے کہا: مجھے انس بن مالک نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ جب اہل خیبر کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور مدینہ لوٹے تو مہاجرینؓ نے انصارؓ کے تحائف واپس کر دیے جو انہوں نے مہاجرین کو اپنے پھلوں کے درختوں میں سے دیے تھے۔ انس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے میری ماں کو ان کی کھجور واپس کر دی اور رسول اللہ ﷺ نے ام ایمن کی جگہ اپنا باغ دے دیا۔ ابن شہاب نے کہا: ام ایمن، اسامہ بن زید کی والدہ، کی شان یہ ہے کہ وہ عبداللہ بن عبدالمطلب کی خادمہ تھیں اور حبشہ کی تھیں۔ جب والد کی وفات کے بعد، رسول اللہ ﷺ کی حضرت آمنہ سے ولادت باسعادت ہوئی تو ام ایمن نے آپ ﷺ کی بڑے ہونے تک تربیت

۱- مجمع الزوائد ۴/ ۱۲۶ ام سنبلہ کی روایت سے۔

۲- مسلم ۱۷۷۱

کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انھیں آزاد کر دیا۔ پھر ان کا نکاح زید بن حارثہ سے کر دیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے پانچ ماہ بعد فوت ہو گئیں۔

۴-(۳۰۵) رسول اللہ ﷺ کا وقف کرنے کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ وقف کی اصل کے صحیح ہونے کا بیان اور وہ جاہلیت کی عادتوں کے برعکس ہے۔

☆ وقف شدہ چیز کی بیع، ہبہ اور وراثت نہیں ہے۔ اس میں صرف وقف کرنے والے کی شرط کی پیروی ہے۔

☆ وقف کرنے والی شرائط کے صحیح ہونے کا بیان۔

☆ وقف کی فضیلت اور یہ کہ وہ صدقہ جاریہ ہے۔

☆ پسندیدہ چیز کے خرچ کرنے کی فضیلت کا مستحب ہونا۔

☆ عمرؓ کی فضیلت کا بیان۔

☆ معاملات اور بھلائی کے راستوں میں فضیلت اور صلاح والے لوگوں سے مشورہ کا بیان۔

☆ خیبر زبردستی فتح کر لیا گیا اور فتح کرنے والے اس کے مالک بن گئے اور آپس میں تقسیم کر لیا اور اس میں ان کے قانون جاری ہو گئے۔

☆ صلۂ رحمی اور رشتہ داروں کے لیے وقف کرنے کی فضیلت۔

دلائل:

۱- **حدیث ابن عمرؓ:**(۱) انہوں نے فرمایا کہ عمرؓ نے خیبر میں زمین حاصل کی تو نبی ﷺ کے پاس آئے [تا کہ آپ ﷺ سے پوچھیں](۲) تو عرض کی: [اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے](۳) [خیبر میں](۴) زمین حاصل کی [اسے

۱- البخاری ۲۷۷۲

۲،۳- مسلم ۴۲۰۰

۴- الدارقطنی ۱۸۶/۴

ثمغ کہا جاتا ہے][1] [اور ایک روایت میں: کھجور تھی][2] میں نے اس سے اچھا مال کبھی حاصل نہیں کیا، آپ ﷺ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو اس کا اصل وقف کر دو اور اسے صدقہ کر دو تو عمرؓ نے صدقہ کر دیا کہ اس کا اصل بیچا نہ جائے گا [اور نہ خریدا جائے گا][3] نہ ہبہ کیا جائے اور نہ وارث بنایا جائے گا۔ [ابن عمرؓ نے کہا کہ عمرؓ نے صدقہ کر دیا][4] فقیروں، قریبی رشتہ داروں، غلاموں، اللہ کے راستے میں اور مہمانوں اور مسافروں کے لیے، اس کے مالک پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اس میں سے اچھے طریقے سے کھائے یا اپنے غریب دوست کو کھلائے [جو مال جمع کرنے والا نہ ہو][5]

۲- حدیث مسور بن رفاعۃؒ:[6] ابن کعب قرظی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ میں سات باغ وقف تھے، اعراف[1]، صافیہ[2]، دلول[3]، مثیب[4]، برقہ[5]، حسنی[6] اور ابراہیم کی ماں کا چشمہ[7]۔ عثمان بن زیاد نے کہا: یہ سات باغ بنی نضیر کے مال میں سے تھے۔

۳- حدیث ابن عمرؓ:[7] وہ کہتے ہیں عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے مال حاصل کیا کہ اس سے پہلے ایسا مال مجھے کبھی نہیں ملا۔ میرے پاس سو (اونٹ یا گائے وغیرہ) تھے۔ میں نے ان کے بدلے خیبر میں خیبر والوں سے (زمین کے) سو حصے خرید لیے۔ میں اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو اصل (زمین) اپنے پاس رکھ اور اس کے فائدہ کو (رفاہ عامہ کے لیے) خیرات کر دے۔

۱- الدارقطنی ۴/۱۸۶

۲- البخاری ۲۷۶۴

۳،۴- مسلم ۴۲۰۰

۵- البخاری ۲۷۳۷

۶- احکام الاوقاف للخصاف ۶/۲

۷- صحیح سنن نسائی ۳۳۷۰ اور الدارقطنی ۴/۱۸۷

۴- حدیث انسؓ: [۱] انہوں نے فرمایا: جب یہ آیت **لن تنالو البر حتی تنفقوا مما تحبون** [۲] نازل ہوئی تو ابوطلحہ نے کہا: ہمارا رب ہم سے مال کا سوال کرتا ہے، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی زمین اللہ کے لیے دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے رشتہ داروں حسان بن ثابت اور ابی بن کعب کے تصرف میں دے دے۔

۵- حدیث عمرو بن الحارثؓ: [۳] جو رسول اللہ ﷺ کے سالے، ام المومنین جویریہؓ بنت حارث کے بھائی تھے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے وفات کے وقت نہ روپیہ چھوڑا، نہ اشرفی، نہ غلام، نہ لونڈی اور نہ کوئی اور چیز سوائے ایک خچر کے [۴] [جس پر سواری کرتے تھے] [۵] اور ہتھیار اور کچھ زمین [خیبر میں] [۶] جسے آپ ﷺ صدقہ کر گئے [۷] [مسافروں کے لیے] [۸] [اللہ کے راستے میں] [۹]

۶- حدیث حصینؓ بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ: [۱۰] انہوں نے کہا: ہم نے اسلام میں وقف کے بارے میں سوال کیا تو کہنے والے نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا صدقہ ہے اور وہ انصاریوں کا قول ہے۔ مسور بن مخرمہ نے ابن کعب کے حوالے سے بیان کیا کہ اسلام میں پہلا صدقہ وہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے اپنا مال وقف کیا۔ میں نے ابن کعب سے پوچھا: لوگ کہتے ہیں عمرؓ بن خطاب کا صدقہ پہلا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مخیرّق ہجرت کے بتیس ماہ بعد مقام احد میں قتل (شہید) ہوئے اور انھوں نے وصیت کی کہ اگر میں اپنی خواہش کو پہنچ گیا تو میرا مال رسول اللہ ﷺ کے لیے ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے اس مال کو قبضے میں لیا اور صدقہ کر دیا اور یہ صدقہ عمرؓ کے صدقہ سے پہلے ہے، عمرؓ نے صدقہ ثمغ مقام پر کیا جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے سات ہجری کو واپس لوٹے۔

۱- صحیح سنن النسائی ۳۳۶۸
۲- سورۃ آل عمران الآیۃ ۹۲
۳- البخاری ۴۷۳۹
۴- ایک روایت میں سیاہی ملا ہوا سفید خچر آیا ہے، صحیح سنن نسائی ۳۳۶۱
۵، ۸- البخاری ۴۴۶۱
۶- البخاری ۲۹۱۲
۷- ایک روایت میں ''جسے آپ چھوڑ گئے'' کے الفاظ ہیں، بخاری ۳۰۹۸
۹- صحیح سنن النسائی ۳۳۶۱
۱۰- احکام الاوقاف للخصاف ۶/۴

۵-(۳۰۶) رسول اللہ ﷺ کا عمریٰ (تاعمر وقف) کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ عمریٰ کے جواز کا بیان کہ انسان اپنی عمر کے ختم ہونے تک ہبہ کرے۔

☆ ملکیت کا عمر تک ثبوت جب تک وہ انسان زندہ رہے گا پھر اس کے وارثوں کی ہوگی۔

☆ بوڑھے کے لیے عمریٰ میں شرط اور استثناء کا جواز نہیں۔

☆ عمریٰ میں وراثت واقع ہوتی ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** جابر بن عبداللہ انصاریؓ: [۱] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی آدمی کسی شخص اور اس کے پیچھے آنے والوں کے لیے عمریٰ کرے، پھر وہ کہے کہ میں نے یہ تجھے تیرے وارثوں کو، جب تک ایک بھی تم سے باقی رہے، صدقہ کر دیا [تو اس نے اپنی بات اس کے حق میں ختم کر دی] [۲] پھر جو اس نے دیا ہے، دینے کے بعد دینے والے کو واپس نہ ہوگا کیونکہ اس نے دے دیا ہے، اس میں وراثت واقع ہوگی۔

۲- **حدیث** جابر بن عبداللہؓ: [۳] رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فیصلہ کیا جس کے لیے اور جس کے وارثوں کے لیے عمریٰ کیا گیا، وہ اس کی ملکیت ہے۔ عمریٰ کرنے والے کے لیے اس میں شرط یا رجوع جائز نہیں۔ ابو سلمہؓ نے کہا: کیونکہ اس نے ایسا صدقہ کیا جس میں وراثت واقع ہوتی ہے پس وراثت شرط کو ختم کر دیتی ہے۔

۳- **حدیث** جابر بن عبداللہؓ: [۴] انہوں نے کہا: ایک عورت نے مدینہ میں اپنا باغ اپنے بیٹے کے لیے عمریٰ کیا، پھر وہ فوت ہوگیا، اس کے بعد وہ بھی وفات پا گئی۔ اس شخص کا ایک بیٹا اور بھائی تھے جو عمریٰ کرنے والی کے بیٹے تھے۔ عمریٰ

۱- مسلم ۴۱۶۶

۲- مسلم ۴۱۶۵

۳- مسلم ۴۱۶۸

۴- مسلم ۴۱۷۴

کرنے والی کے بیٹوں نے کہا: باغ ہمیں واپس مل گیا۔ جس کو عمریٰ کیا گیا اس کے بیٹے نے کہا: (نہیں) بلکہ باغ زندگی اور موت کی صورت میں ہمارے باپ کا تھا۔ پھر وہ اپنا جھگڑا حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام طارق کے پاس لے گئے۔ انھوں نے حضرت جابرؓ کو بلوایا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق گواہی دی کہ عمریٰ اسی کا ہے جس کو دیا جائے۔ پھر طارق نے یہی فیصلہ کیا، پھر انہوں نے عبدالملک (بن مروان) کو لکھ کر یہی خبر دی اور انھیں جابرؓ کی گواہی کے بارے میں بتایا۔ عبدالملک نے کہا: جابر نے سچ فرمایا۔ پھر طارق نے وہ حکم جاری کر دیا اور وہ باغ آج تک اس کی اولاد کے پاس ہے جسے عمریٰ کیا گیا تھا۔

دوسرا باب

گری پڑی چیز، امانت رکھی ہوئی چیز اور ادھار دی ہوئی چیز کے بارے میں

اس میں (۳) فیصلے ہیں۔

۱-(۳۰۷) گری پڑی چیز کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ گری ہوئی چیز کو اٹھانا جائز ہے۔

☆ اس کی سال بھر تشہیر کرنا واجب ہے، اگر اس کا مالک آ گیا تو ٹھیک ورنہ اس کا استعمال جائز ہوگا۔

☆ (آوارہ) اونٹ پکڑنا جائز نہیں۔

☆ گری پڑی چیز کے اٹھانے پر گواہی لانا واجب ہے۔

☆ گری پڑی چیز کی خوبیوں کو چھپانا اور بدلنا حرام ہے۔

☆ گری پڑی چیز کی حفاظت اپنے مال کی طرح ضروری ہے۔

☆ مکہ مکرمہ کی حرمت کا بیان۔

☆ حدیث لکھنے کا جواز۔

دلائل:

۱- **حدیث** زید بن خالدؓ:[۱] انہوں نے کہا: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور ان سے گری پڑی چیز کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے جواب دیا: اس کی تھیلی (غلاف) اور (باندھنے والے) تسمے کو پہچان لے پھر اس کی ایک سال تک تشہیر[۲] کر۔ اگر اس کا مالک آ گیا [تو اسے وہ دے دے][۳] ورنہ جس طرح تو چاہے۔ اس نے پوچھا: گم شدہ بکری؟ فرمایا: وہ تیرے لیے یا تیرے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کے لیے ہے۔ اس نے پوچھا: گم شدہ اونٹ؟ [تو رسول اللہ ﷺ غصے میں آ گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے رخسار یا چہرہ سرخ ہو گیا پھر][۴] آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے اس

- البخاری ۲۴۲۹، وموطا ۳/۷۵۷ ومسند احمد ۴/۱۱۶۔
- نووی نے کہا: اس جگہ پر اعلان کرے گا جہاں وہ چیز ملی اور بازاروں، مساجد کے دروازوں اور لوگوں کے اجتماع میں کہے گا، کس کی کوئی چیز گم ہوئی؟ کس کا جانور گم ہوا؟ کس کی رقم گم ہوئی؟ وغیرہ وغیرہ، المسلم ۱۲/۲۳۹۔
- صحیح سنن ابی داؤد ۱۴۹۸
- صحیح مسلم ۴۴۷۴

کے ساتھ کیا؟ اس کا کھانا پینا اس کے ساتھ ہے، وہ پانی پیے گا، درخت کھائے گا یہاں تک کہ اس کا مالک اسے پا لے۔

۲- حدیث عیاض بن حمارؓ:[۱] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص گم شدہ چیز پائے تو ایک عادل گواہ یا دو عادل گواہ بنائے۔ پھر وہ اسے تبدیل نہ کرے نہ ہی چھپائے، پھر اگر اس کا مالک آ گیا تو زیادہ حقدار ہے ورنہ وہ اللہ کا مال ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

۳- حدیث سوید بن غفلہ:[۲] انہوں نے فرمایا کہ میں جنگ میں سلیمان ربیعہ اور زید بن صوحان کے ساتھ تھا[یہاں تک کہ جب ہم عذیب مقام پر آئے تو وہاں ایک کوڑا گرا پڑا تھا][۳] ان دونوں نے کہا: اسے پھینک دے، میں نے کہا: نہیں! کیونکہ اگر میں نے مالک کو پا لیا تو ٹھیک ورنہ میں اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ جب ہم واپس لوٹے تو ہم نے حج کیا۔ میں مدینہ گیا اور ابی بن کعبؓ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا[تو نے درست کیا][۴] مجھے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھیلی پڑی ملی، جس میں ایک سو دینار تھے۔ میں اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لایا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا ایک سال تک اعلان کر! تو میں نے اس کا ایک سال تک اعلان کیا۔[میں نے اس کی پہچان کرنے والا کوئی نہ پایا][۵] پھر اسے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک سال پھر اعلان کر! میں نے اعلان کیا[تو میں نے نہ پایا][۶] پھر تیسری مرتبہ میں نے اسے (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) پیش کیا۔ پھر چوتھی مرتبہ لایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی تعداد، غلاف اور تسمہ کا اعلان کر اگر اس کا مالک آ جائے، اس کی تعداد، غلاف اور تسمہ کا (نشان) تجھے بتائے تو اسے دے دو[۷] [ورنہ وہ تیرے مال کی طرح ہے][۸] اس سے فائدہ حاصل کر[میں نے اس سے فائدہ حاصل کیا][۹] شعبہ راوی کہتے ہیں پھر میں (اگلے راوی سلمہ سے) اس کے بعد مکہ میں ملا۔ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا کہ (سوید نے) تین سال تک بتلانے کا ذکر کیا تھا یا ایک سال۔

۱- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۰۳۲ وصحیح سنن ابی داؤد ۱۵۰۳

۲- صحیح بخاری ۲۴۳۷۔

۳،۴- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۵۰۶

۵،۶- صحیح بخاری ۲۴۲۶

۷،۸- صحیح مسلم ۴۴۸۳

۹- صحیح بخاری ۲۴۲۶

۴- **حدیث عمرو بن شعیب:** (۱) وہ اپنے باپ، وہ ان کے دادا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے بیان کرتے ہیں کہ مزینہ قبیلہ کا ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ پہاڑی باڑے (کے جانور کی چوری) کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا: ان چرنے والے جانوروں میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے مگر وہ چیز جس کی قیمت ڈھال کے برابر ہو جائے تو اس میں ہاتھ کاٹنے کی سزا ہو سکتی ہے اور جو چیز ڈھال کی قیمت کو نہ پہنچے تو اس کی سزا تاوان اور کوڑے ہے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ لٹکے ہوئے پھلوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: وہ پھل اور اس جیسے ان کے ساتھ (اور پھل بھی دے گا) اور سزا (بھی پائے گا) اور لٹکے ہوئے پھلوں میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے مگر جو کھلیان کے اندر (محفوظ) ہوں (ان پر ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے) کھلیان کے اندر سے جو کچھ اٹھائے گا، اگر، وہ ڈھال کی قیمت کو پہنچے تو اس میں ہاتھ کاٹے جائیں گے، جو چیز ڈھال کی قیمت کو نہ پہنچے اس میں تاوان اور کوڑوں کی سزا ہوگی۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ ویران راستے یا رہائشی بستی سے ملنے والی چیز کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک سال تک اعلان کر، اگر اسے تلاش کرنے والا آ جائے تو اسے دے دو، ورنہ جو تیری مرضی اور اگر اس چیز کا طالب زمانے (یعنی زندگی) میں کسی ایک دن (بھی) آ جائے تو اسے دے دو اور جو چیز آباد راستے، بے آباد بستی میں ملے تو اس میں اور دفینہ (خزانے) میں پانچواں حصہ ہے۔ انہوں نے کہا: گم شدہ بکری کے بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تو کھانا ہے تو یا تیرا بھائی کھا سکتے ہیں یا بھیڑیا کھا جائے گا۔ اپنے بھائی کی گم شدہ بکری کو باندھ رکھ۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! گم شدہ اونٹ کے بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے اس سے کیا واسطہ ہے جبکہ اس کے ساتھ اس کا کھانا اور پانی موجود ہے، بھیڑیئے سے اس کا خطرہ نہیں ہے، وہ گھاس کھائے گا، پانی پیے گا، اسے چھوڑ دو، یہاں تک کہ اسے تلاش کرنے والا آ جائے۔

۵- **حدیث ابی ھریرہؓ اور ابن عباسؓ:** (۲) ان دونوں نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مکہ پر فتح عطا کر دی، رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں کو مکہ سے روکے رکھا، اپنے رسول اور مومنوں کو اس پر غالب کیا، کیونکہ وہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھا اور میرے لیے بھی دن کی ایک گھڑی حلال کیا گیا اور میرے بعد بھی یہ کسی کے لیے حلال نہیں ہوگا۔

۱- الدارقطنی ۴/۲۳۶ اور مسند امام احمد ۲/۱۸۶۔
۲- صحیح بخاری ۲۴۳۴۔

اس کے شکار کو متنفر نہ کیا جائے نہ تو اس کا کانٹا اٹھایا جائے اور نہ ہی اس کی کوئی گری پڑی چیز حلال ہوگی سوائے اس کے جس کا اعلان کیا گیا۔ اور جس کا کوئی آدمی قتل ہو جائے تو وہ دو فیصلوں میں سے بہتر کا اختیار رکھتا ہے یا تو فدیہ لے لے یا قصاص۔ حضرت عباسؓ نے کہا: سوائے اذخر گھاس کے کیونکہ ہم اسے قبروں اور گھروں کے لیے استعمال کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوائے اذخر گھاس کے۔ پھر یمنیوں میں سے ایک شخص ''ابوشاہ'' کھڑا ہوا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے یہ (خطبہ) لکھ دیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوشاہ کو لکھ دو! امام اوزاعیؒ نے کہا: یعنی یہ خطبہ جو اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔

۲-(۳۰۸) رسول اللہ ﷺ کا امانتوں کے بارے میں فیصلہ

احکامات:

☆ امانت میں ضمانت نہیں ہے۔

☆ ادھار لی ہوئی چیز کی ادائیگی اور منیحہ واپس کرنا واجب ہے۔

☆ ادھار چیز کی ضمانت کا بیان جب ادھار لینے والا بالاتفاق زیادتی قبول کرے اور کمی نہ کرنے کی صورت میں، اکثر کے نزدیک ضمانت ہوگی، سمرہؓ کی حدیث کی بنیاد پر۔

دلائل:

۱۔ حدیث عمرو بن شعیب :[۱] وہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کو امانت دے تو اس پر کوئی ضمانت نہیں ہے۔

۲۔ حدیث انس بن مالکؓ :[۲] انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ادھار لی ہوئی چیز اور منیحہ[۳] واپس لوٹایا جائے گا۔

۱- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۹۴۵، ارواء الغلیل ۱۵۴۷، سلسلہ احادیث الصحیحہ ۲۳۱۵۔

۲- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۹۴۴، سلسلہ احادیث الصحیحہ ۶۱۱ اور ارواء الغلیل ۱۴۱۲۔

۳- المنحہ (تحفہ) دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک وہ جو آدمی اپنے ساتھی کو صلہ دے دے تو وہ اس کا ہوگا، دوسرا وہ جو آدمی اپنے ساتھی کو بکری یا اونٹنی کچھ وقت کے لیے دودھ اور گوبر وغیرہ کا نفع حاصل کرنے کے لیے دے، اس کا واپس کرنا ضروری ہے (النھایہ)۔

۳۔ حدیث عمرو بن شعیب:[۱] وہ اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امانت دار پر ضمانت نہیں ہے۔

۴۔ حدیث ابوامامہ باھلیؓ:[۲] انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع کے سال خطبہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے اب وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں اور بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھروں کی سزا ہے اور ان کا حساب اللہ پر ہے جس نے غیر کی طرف اپنے باپ ہونے کا دعویٰ کیا یا غیر کی طرف اپنے آقا ہونے کو منسوب کیا تو اس پر اللہ [فرشتوں اور تمام لوگوں][۳] کی لعنت قیامت تک کے لیے۔ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے، سوال کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ اور کھانا بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہمارے مالوں میں سب سے افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مستعار لی ہوئی چیز واپس کی جائے گی، منیحہ واپس لوٹایا جائے گا، قرض ادا کیا جائے گا اور ضامن پر تاوان ہے۔

۵۔ حدیث عمرو بن شعیب:[۴] وہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ادھار لینے والے غیر خائن پر ضمانت نہیں اور امانت رکھنے والے غیر خائن پر ضمانت نہیں۔

۶۔ حدیث سمرۃؓ:[۵] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تو نے لیا ہے وہ ادائیگی تک تیرے ذمہ ہے۔

۳-(۳۰۹) ایسی ادھار لی ہوئی چیز کی ضمانت کے بارے میں جو غائب ہو جائے،

رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ کافر سے مستعار لینا جائز ہے۔

۱- الدار قطنی ۳/۴۱

۲- صحیح سنن ترمذی ۱۷۲۱

۳،۴- الدار قطنی ۳/۴۱، انہوں نے کہا یہ روایت عمرو اور عبیدہ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے اور شریح قاضی سے روایت غیر مرفوع ہے۔ پھر انہوں نے شریح سے اپنی سندوں سے روایت کی ہے۔

۵- ضعیف الترمذی ۲۱۷ اور ضعیف ابن ماجہ ۵۲۳ اور ارواء الغلیل ۱۵۱۶

☆ مسلمانوں کی طرف سے کافر کا لڑائی میں شامل ہونا جائز ہے۔

☆ زرہ وغیرہ ہتھیاروں کا ادھار لینا جائز ہے۔

☆ ادھار قابل واپسی اور قابل ضمانت ہونے کا بیان۔

دلائل:

۱۔ **حدیث** ابن شہابؒ:(۱) انہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں غیر مہاجر عورتیں اپنے وطن میں اسلام لائیں اور جب وہ مسلمان ہوئیں تو ان کے خاوند کافر تھے۔ ان میں سے ولید بن مغیرہ کی بیٹی جو صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھیں، وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوگئیں، جبکہ اس کا خاوند صفوان بن امیہ اسلام سے بھاگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف اس کے چچا کے بیٹے وھب بن عمیر کو اپنی چادر مبارک (صفوان بن امیہ کے لیے) امان دے کر بھیجا۔ اور اسے رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی دعوت دی اور اگر وہ اسلام قبول کرنے پر راضی ہو جائے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا جائے ورنہ اسے دو مہینے کی مہلت ہے۔ جب صفوان بن امیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی چادر لے کر آیا تو لوگوں کے سامنے اس نے آپ ﷺ کو آواز دی اور کہا: اے محمد ﷺ! یہ میرے چچا کا بیٹا وھب، میرے پاس آپ ﷺ کی چادر لے کر آیا اور کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے اپنی طرف آنے کی دعوت دی ہے، اگر میں اس معاملہ میں راضی ہوں تو اسے قبول کر لوں ورنہ مجھے دو ماہ کی مہلت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابا ذھب! اتر آؤ، اس نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! جب تک مجھ پر واضح نہ کر دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تیرے لیے چار ماہ کی مہلت ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ مقام حنین سے ہوازن کی طرف چل پڑے تو صفوان بن امیہ کی طرف پیغام بھیجا اور اس سے عاریتاً زرہیں اور ہتھیار طلب کیے۔ صفوان نے کہا: کیا خوشی سے؟ یا مجبوراً؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوشی سے، صفوان نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہتھیار وغیرہ جو اس کے پاس تھے عاریتاً دے دیے، پھر صفوان رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کفر کی حالت میں (جنگ کے لیے) نکلا، حنین اور طائف میں کفر ہی کی حالت میں حاضر ہوا اور اس کی بیوی مسلمان تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈالی یہاں تک کہ صفوان مسلمان ہو گیا اور اس کی بیوی اسی نکاح میں اس کے ساتھ ٹھہری رہی۔

۱۔ موطا امام مالک ۲/۵۴۳

۲۔ حدیث بعض بنی صفوان بن امیہ:[۱] انہوں نے کہا: رسول اللہ نے صفوان سے دو چیزیں ادھار طلب کیں، ان دونوں میں سے ایک ضمانت کے ساتھ دوسری بغیر ضمانت کے۔

۳۔ حدیث صفوان بن یعلی:[۲] وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: جب تیرے پاس میرا پیغام آئے تو انہیں ۳۰ زرہیں اور ۳۰ اونٹ دینا، اس نے کہا: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! ادھار قابل واپسی یا ادھار قابل ضمانت؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قابل واپسی۔

۴۔ حدیث عبدالعزیز بن رفیع:[۳] وہ عبداللہ بن صفوان کی اولاد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے صفوان! کیا تیرے پاس ہتھیار ہیں؟ اس نے عرض کی: ادھار کے طور پر یا غصب کرنے کے لیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں! ادھار کے طور پر [قابل ضمانت[۴]][۵] [جو ہم تمہیں واپس لوٹائیں گے][۶] تو اس نے آپ ﷺ کو تیس اور چالیس کے مابین زرہیں دے دیں، رسول اللہ ﷺ نے حنین کی جنگ لڑی، جب مشرکین کو شکست ہوئی تو صفوان بن امیہ کی زرہوں کو جمع کیا گیا، ان میں سے کچھ زرہیں گم ہو گئیں تو رسول اللہ نے صفوان کو فرمایا: ہم نے تیری زرہوں میں کچھ زرہیں گم پائی ہیں، کیا ہم تجھے جرمانہ دیں۔ اس نے کہا: نہیں! اے اللہ کے رسول ﷺ! آج میرے دل میں وہ چیز نہیں ہے جو اس دن تھی، ابوداؤد نے کہا: اس نے اسلام لانے سے پہلے آپ ﷺ کو زرہیں ادھار دی تھیں پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

۱۔ مصنف عبدالرزاق ۱۴۷۸۹

۲۔ صحیح سنن ابی داؤد ۳۰۴۵، الصحیحہ ۶۳۰

۳۔ صحیح سنن ابی داؤد ۳۰۴۳

۴۔ زیلعیؒ نے کہا: کہ ان دونوں واقعات کی دلیل عبدالرزاق کی روایت ۴۷۸۹ ہے کہ نبی ﷺ نے دو قسم کے ادھار لیے۔ ان میں سے ایک ضمانت کے ساتھ اور دوسرا بغیر ضمانت کے۔ نصب الرایہ ۴/ ۱۱۷۔ اور البانیؒ نے کہا: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ ادھار کی ضمانت ہوگی۔ اس حدیث اور اس سے پہلے والی حدیث میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ ادھار لینے والا اس صورت میں ضامن ہوگا جب وہ اس کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ اور سابقہ حدیث سے مراد یہ ہے کہ وہ اس صورت میں ضامن نہیں ہوگا جب وہ اس کی ذمہ داری نہیں لیتا۔ لہٰذا ان دو احادیث میں کوئی تعارض نہیں اصل یہ ہے کہ ادھار چیز ضائع ہونے کی صورت میں اس کی ضمانت نہیں ہوگی البتہ اگر ادھار لینے والا اس چیز کی ذمہ داری لے لے تو وہ ضامن ہوگا (الصحیحہ ۴/ ۲۱۰)

۵۔ صحیح سنن ابی داؤد ۳۰۴۲ صفوان بن امیہ کی روایت سے۔

۶۔ مستدرک حاکم ۳/ ۴۹۔ انہوں نے کہا اس کی سند صحیح ہے لیکن اسے ذھبی نے نہیں نکالا اور نہ ہی اس کی موافقت کی۔

تیسرا باب

وصیت کی شرائط کے بارے میں

اس میں (۴) فیصلے ہیں۔

۱-(۳۱۰) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ قرض وصیت سے پہلے ہے

احکامات:

☆ وصیت پوری کرنے سے پہلے میت کے قرض کی ادائیگی واجب ہے۔

☆ وارث کے لیے وصیت کرنا ناجائز ہے۔

☆ برکت کی دعا کرنا جائز ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ کا بیان۔

دلائل:

۱- **حدیث علیؓ:**[۱] رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ قرض کی ادائیگی وصیت سے پہلے ہے جیسا کہ تم پڑھتے ہو[اللہ کے فرمان میں: (وصیت کو پورا کرنے کے بعد اور قرض کی ادائیگی کے بعد (وارثوں کو حق ملے گا)[۲])] قرض سے پہلے (یعنی اگرچہ وصیت قراءۃً مقدم ہے مگر اداءً مؤخر ہے)۔

۲- **حدیث ابوامامہ الباہلیؓ:**[۳] انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے۔اب وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں، بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہوں گے اور ان کا حساب اللہ پر ہوگا، جس شخص نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا یا غلام نے اپنے مالکوں کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کی تو اس پر قیامت کے دن تک اللہ کی لعنت ہوگی۔عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔عرض کی گئی اے اللہ کے رسول ﷺ! اور کھانا بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہمارے مالوں میں سے سب سے افضل ہے، پھر فرمایا: ادھار لی ہوئی چیز ادا کی جائے اور وقتی تحفہ واپس کیا جائے گا۔اور قرض ادا کیا جائے گا اور ضامن اس چیز کا ذمہ دار ہے جس کی اس نے ضمانت لی ہے۔

۱- صحیح سنن ترمذی ۱۷۲۳

۲- سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱

۳- صحیح سنن الترمذی ۱۷۲۱

۳- **حدیث** جابر بن عبداللہؓ:[۱] انہوں نے کہا: میرے والد فوت ہوئے تو ان پر قرضہ تھا۔ میں نے ان کے قرض خواہوں کو پیشکش کی کہ قرض کے بدلے پھل لے لو، انہوں نے انکار کر دیا، کیونکہ انہیں ان پھلوں سے اپنا حق پورا ہوتا نظر نہیں آتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس بات کا آپ ﷺ سے تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو پھل توڑ لے تو انہیں کھلیان میں رکھ کر مجھے اطلاع کر دینا۔ میں نے جب پھل توڑ کر کھلیان میں رکھ لیے تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی تھے۔ آپ ﷺ وہاں پر بیٹھے اور برکت کی دعا کی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ اور انہیں (ان کے مال کے حساب سے) تول کے دیتے جاؤ۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے باپ کے ذمہ موجود تمام قرضہ ادا کر دیا (اس کے باوجود) میرے پاس تین وسق پھل بچ گئے۔ میں نے اس بات کا رسول اللہ ﷺ سے تذکرہ کیا تو آپ ﷺ ہنس دیئے اور مجھے فرمایا کہ ابو بکرؓ و عمرؓ کے پاس جا اور انہیں یہ بتا۔ میں ابو بکرؓ و عمرؓ کے پاس گیا اور انہیں اس بات کی خبر دی تو ان دونوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا کی تھی تو ہمیں اسی وقت معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کام ضرور پورا ہو کر رہے گا۔

۲- (۳۱۱) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ کافر کی وصیت کو پورا کرنا ضروری نہیں

احکامات:

☆ کافر کی وصیت کو پورا کرنا ضروری نہیں۔

☆ مسلمان کی وصیت کو پورا کرنا ضروری ہے۔

☆ وصیت کرنے والے مسلمان کو صدقہ، حج اور غلام آزاد کرنے کا ثواب پہنچتا ہے۔

دلائل:

۱۔ **حدیث** عبداللہ بن عمرؓ:[۲] عاص بن وائل [السہمی][۳] نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تو اس کے بیٹے ہشام نے اس کی طرف سے صرف پچاس غلام آزاد کیے۔ اس کے (دوسرے) بیٹے عمرو نے اس کی طرف سے باقی

۱- صحیح سنن نسائی ۳۳۰۱ اور صحیح سنن ابن ماجہ ۱۹۷۴

۲- صحیح سنن ابو داؤد ۲۵۰۷

۳- سنن کبریٰ بیہقی ۶/۲۷۹

پچاس غلام بھی آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو کہا: میں (پہلے) رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے باپ نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی، ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے جبکہ پچاس غلام ابھی باقی ہیں، کیا میں اس کی طرف سے آزاد کر دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [کافر کی طرف سے آزاد نہیں کیا جائے گا][1] اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے، صدقہ کرتے یا حج کرتے تو اسے اس کا ثواب پہنچتا۔

۳-(۳۱۲) رسول اللہ ﷺ کا ایسے مسلمان کی وصیت کے بارے میں فیصلہ جس پر دو عیسائی گواہی دیں

احکامات:

☆ جب گواہوں پر حق بات چھپانے کا گمان ہو تو دونوں گواہوں سے قسم لینا جائز ہے۔

☆ آیت: "اے ایمان والو! تمہارے آپس میں دو شخص کا گواہ ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے" کا شان نزول۔

☆ وصیت میں دونوں گواہوں سے عصر کے بعد قسم لینا اہمیت و ترجیح کا حامل ہے۔

☆ دلیل کی بنا پر دعویٰ ثابت ہو جاتا ہے اور حق کے ساتھ فیصلہ کرنا واجب ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنا جائز نہیں۔

دلائل:

۱۔ **حدیث** ابن عباس:[2] انہوں نے کہا: بنی سہم کا ایک آدمی، تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ سفر پر نکلا، وہ سہمی شخص ایسی جگہ پر فوت ہو گیا جہاں کوئی مسلمان نہ تھا تو جب وہ دونوں اس کا ترکہ لے کر واپس آئے تو وارثوں نے

۱۔ مصنف عبدالرزاق ۹/۶۱ (۱۶۳۹۰)

۲۔ بخاری ۱۰/۲ـ۳، ترمذی ۳۲۶۶ اور صحیح سنن ابی ۳۶۰۶،۳۰۰۱

چاندی کا ایک پیالہ گم پایا جسے سونے کے تاروں سے مزین کیا گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے قسم لی [اللہ کی قسم! نہ تو ہم نے اسے چھپایا ہے اور نہ ہی ہمیں اس کا پتہ ہے][1] پھر وہ پیالہ مکہ میں مل گیا، جن سے وہ پیالہ ملا تھا انہوں نے کہا: ہم نے یہ پیالہ تمیم اور عدی سے خریدا ہے تو سہمی کے ورثا میں سے دو آدمیوں نے کھڑے ہو کر قسم اٹھائی کہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور پیالہ ان کے ساتھیوں کے لیے ہے، راوی نے کہا: یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی ﴿ اے ایمان والو! تمہارے آپس میں دو شخص کا گواہ ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اور وصیت کرنے کا وقت ہو، وہ دو شخص دیندار ہوں، خواہ تم میں سے ہوں یا غیر لوگوں میں سے دو شخص ہوں ﴾[2]

۲۔ حدیث شعبی:[3] انہوں نے کہا: ایک مسلمان کو دقوقاء مقام پر موت آ گئی، انہیں وہاں کوئی مسلمان نہ ملا جو ان کی وصیت پر گواہی دیتا تو انہوں نے اہل کتاب کے دو آدمی گواہ بنا لیے۔ وہ دونوں کوفہ میں ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس آئے اور اس بات کی خبر دی اور اس کا ترکہ اور وصیت پیش کی تو اشعریؓ نے کہا: یہ معاملہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے بعد کبھی پیش نہیں آیا تو انہوں نے ان سے عصر کے بعد قسم لی کہ انہوں نے نہ خیانت کی ہے، نہ جھوٹ بولا ہے، نہ یہ وصیت تبدیل کی ہے اور نہ ہی اس میں سے کچھ چھپایا ہے، یہ اسی آدمی کی وصیت اور ترکہ ہے پھر انہوں نے ان دونوں کی گواہی کو جاری کر دیا۔

۳۔ حدیث عکرمہ:[4] انہوں نے کہا: تمیم الداری اور عدی بن بداء دو نصرانی شخص تھے جو دورِ جاہلیت میں مکہ میں سامانِ تجارت لاتے اور وہاں دیر تک قیام کرتے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نے ہجرت فرمائی تو دونوں نے مکہ کی بجائے مدینہ سامانِ تجارت لانا شروع کر دیا، (اس دور میں) بدیل بن ابو ماریہ جو عمرو بن العاصؓ کے غلام تھے، تجارت کے لیے مدینہ آئے، وہاں سے یہ سب مل کر تجارت کی غرض سے شام کی طرف نکلے۔ ابھی یہ راستے ہی میں تھے کہ بدیل بیمار ہو گئے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنی وصیت لکھی اور اسے اپنے سامان میں رکھ دیا اور ان دونوں کو وصیت کی، جب وہ فوت

۱۔ درالمنثور ۲/۳۴۲

۲۔ سورۃ المائدۃ آیت ۱۰۸-۱۰۶

۳۔ صحیح سنن ابوداؤد ۳۰۷۱، البانی نے کہا اگر شعبی کا موسیٰ سے سماع ثابت ہو جائے تو اس روایت کی اسناد صحیح ہے۔

۴۔ اسے ابن جریر نے روایت کیا ان سے الدرالمنثور ۲/۳۴۲ میں سیوطی نے روایت کیا۔ ترمذی نے اسے ایک دوسرے سیاق کے ساتھ ضعیف سنن ترمذی ۵۸۶ میں مختصراً نکالا اور بخاری نے بھی اس کا کچھ حصہ بیان کیا، فتح الباری ۵/۴۸۰

ہو گئے تو ان دونوں نے ان کا سامان کھولا اور اس میں سے کوئی چیز نکالی پھر اسے اسی طرح بند کر دیا جس طرح وہ تھا۔ پھر وہ دونوں اس کے وارثوں کے پاس مدینہ منورہ پہنچے اور اس کا سامان انہیں دے دیا۔ جب اس کے وارثوں نے اس کا سامان کھولا تو انہیں اس میں سے اس کی وصیت اور سامان مل گیا لیکن انہوں نے ایک چیز گم پائی۔ انہوں نے اس گم شدہ چیز کے بارے میں ان دونوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ سارے کا سارا سامان ہے جو اس سے ہمیں ملا اور اس نے ہمیں دیا۔ انہوں نے ان دونوں سے کہا: پھر اس کے ہاتھ سے لکھی ہوئی اس تحریر کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہم نے اس میں سے کوئی چیز نہیں چرائی تو وہ اس جھگڑے کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔ پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿ اے ایمان والو! تمہارے درمیان گواہی کا طریقہ۔۔۔ ﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ان دونوں سے عصر کی نماز کے بعد قسم لو، کہ اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہم نے اس سے اس سامان کے علاوہ کچھ نہیں لیا اور نہ ہی ہم نے کوئی چیز چرائی ہے۔ جتنی دیر اللہ نے چاہا وہ ٹھہرے رہے (یعنی ان کا جھوٹ چھپا رہا) پھر ان دونوں سے سونے سے منقش چاندی کا ایک برتن مل گیا تو اس (مرنے والے) کے وارثوں نے کہا: یہ اس کے سامان میں سے ہے، انہوں نے کہا: ہم نے یہ چرایا نہیں بلکہ یہ ہم نے اس سے خریدا تھا۔ ہم قسم کے وقت اس کا تذکرہ کرنا بھول گئے تھے، ہمیں خود بھی جھوٹ بولنا ناپسند ہے۔ وہ (وارث) یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے تو دوسری آیت نازل ہوئی ﴿ پھر اگر معلوم ہو جائے کہ وہ دونوں گواہ گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔۔۔ ﴾ پھر نبی کریم ﷺ نے میت کے وارثوں میں سے دو آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ اس چیز کا حلف اٹھائیں جو ان دونوں نے چرائی اور غائب کی ہے اور جس کے وہ دونوں مرتکب ہوئے ہیں۔ پھر (بعد میں) تمیم الداری مسلمان ہو گئے اور نبی کریم ﷺ کی بیعت کی۔ وہ کہا کرتے تھے: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا، میں نے برتن لیا تھا۔

۴۔ **حدیث** قتادہ بن النعمانؓ:[1] انہوں نے کہا: ہمارے خاندان میں ایک گھرانا تھا جو بنو ابیرق کہلاتے تھے ان میں بشر، بشیر اور مبشر تھے، بشیر منافق تھا جو شعروں میں صحابہ کرامؓ کی ہجو (برائی بیان) کرتا تھا۔ پھر وہ اس شعر کو عربوں کے کسی شاعر کے ساتھ غلط منسوب کر کے کہتا: فلاں شخص نے ایسے ایسے کہا ہے۔ صحابہ کرامؓ جب اس شعر کو سنتے تو کہتے اللہ کی قسم! یہ شعر اس خبیث کے علاوہ کسی اور نے نہیں کہے، وہ یہ کہتے یا میرے چچا کے قول کے مطابق کہتے کہ یہ شعر ابن ابیرق

۱۔ صحیح سنن ترمذی ۲۴۴۳، حاکم ۴/ ۳۸۵۔ انہوں نے کہا: یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن ان دونوں نے اسے نہیں نکالا۔

نے کہے ہیں۔ راوی نے کہا: وہ لوگ اسلام میں بھی اور جاہلیت میں بھی محتاج اور فاقہ والے تھے اور مدینہ میں لوگوں کا کھانا کھجور اور جو ہی تھا۔ اور اس آدمی (یعنی میرے چچا کو) کو جب کچھ میسر ہوتا اور ملک شام سے کوئی بنجارہ میدہ لے کر آجا تا تو وہ اس سے خاص اپنے لیے خرید لیتا جبکہ دوسرے خاندان والوں کا کھانا کھجور اور جو ہی رہتا تھا۔ ایک دفعہ ایک بنجارہ شام سے آیا تو میرے چچا رفاعہ بن زید نے اس سے کچھ میدہ خرید لیا اور اسے ایک جھروکے میں رکھ دیا۔ اس جھروکے میں تلوار اور زرہ کی صورت میں اسلحہ بھی رکھا ہوا تھا۔ پھر اس پر گھر کے نیچے سے زیادتی کی گئی اور جھروکے میں نقب لگا کر کھانا اور اور اسلحہ چرا لیا گیا، دوسری صبح کے وقت میرے پاس میرے چچا رفاعہ آئے اور کہا: اے بھتیجے! گزشتہ رات ہم پر زیادتی ہوگئی ہے، ہمارے جھروکے میں نقب لگا کر ہمارا کھانا اور اسلحہ چرا لیا گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں: ہم نے اہل محلّہ سے اس بارے میں دریافت کیا تو ہمیں کسی نے بتایا کہ اس رات ہم نے بنی ابیرق کو آگ جلاتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہمارا یہی خیال ہے کہ وہ تمہارے ہی کھانے پر ہوگی (یعنی جو چوری ہوگیا ہے) بنو ابیرق کہتے تھے، ہم نے اہل محلّہ سے پوچھا تو (یہ نتیجہ نکالا کہ) ہمارے خیال میں تمہارا چور لبید بن سہل ہے اور وہ ایک نیک مسلمان آدمی تھا۔ جب لبید نے یہ بات سنی تو اپنی تلوار سونت لی اور کہا: کیا میں نے چوری کی ہے؟ اللہ کی قسم! میں تم پر یہ تلوار چلاؤں گا یا تم اس چوری کو ظاہر کر دو گے۔ انہوں نے کہا: اے آدمی! اس تلوار کو ہم سے دور کرلو، تو چور نہیں ہے۔ پھر اس چوری کے متعلق اہل محلّہ سے دوبارہ پوچھ گچھ کی تو ہمیں یقین ہو گیا کہ بنی ابیرق ہی چور ہیں۔ میرے چچا نے مجھ سے کہا: اے بھتیجے! اگر تو رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتا اور اس بات کا تذکرہ کرتا (تو کیا ہی اچھا ہوتا)۔

قتادہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: ہمارے خاندان میں سے ایک گھرانا بہت ظالم ہے، وہ میرے چچا رفاعہ کے گھر آئے اور اس کے جھروکے میں نقب لگا کر اسلحہ اور کھانے کا سامان چرا لے گئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے ہتھیار ہمیں واپس کر دیں جبکہ کھانے کی ہمیں اتنی ضرورت نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اس بارے میں فیصلہ کرتا ہوں۔ بنو ابیرق نے جب یہ بات سنی تو وہ اپنے ایک آدمی جس کا نام اسیر بن عروہ تھا، کے پاس آئے اور اس سے اس بارے میں بات چیت کی اور اس بارے میں محلّہ والوں میں سے کچھ لوگ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے کہا: اے اللہ

کے رسول ﷺ! قتادہ بن نعمان اور اس کے چچا نے ایک مسلمان اور نیک خاندان پر جان بوجھ کر بغیر کسی ثبوت اور دلیل کے چوری کا الزام لگایا ہے۔ قتادہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے ایک نیک اور مسلمان خاندان پر بغیر کسی ثبوت اور دلیل کے جان بوجھ کر چوری کا الزام لگایا ہے۔ قتادہ نے کہا: میں وہاں سے واپس پلٹا، میں سوچ رہا تھا کہ اچھا ہوتا اگر مال ضائع ہو جاتا اور میں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بات نہ کرتا۔ میرا چچا میرے پاس آیا۔ اور کہا: اے بھتیجے! تو نے کیا کیا ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یوں فرمایا تھا۔ تو وہ کہنے لگے: اللہ مددگار ہے۔ پھر زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿ہم نے یہ کتاب تیری طرف کتاب اس لیے نازل کی ہے تاکہ تو اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے اور تو چوروں کی طرف سے جھگڑنے والا نہ ہو﴾[1] (چوروں سے مراد) بنی ابیرق ہیں۔ اور جو تو نے بات اس بارے میں اللہ سے بخشش طلب کر۔ جب قرآن کی یہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ کے پاس سلحہ لایا گیا، آپ ﷺ نے اسے رفاعہ کی طرف لوٹا دیا، قتادہ کہتے ہیں جب میں اپنے چچا کے پاس اسلحہ لایا وہ بوڑھے ہو چکے تھے اور جاہلیت کے زمانے سے ان کی بینائی کمزور ہو چکی تھی، میرا خیال تھا کہ ان کے اسلام میں کچھ خلل ہے۔ جب میں اسلحہ ان کے پاس لایا تو انہوں نے کہا: اے بھتیجے! یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے تو میں نے جان لیا کہ اس کا اسلام صحیح ہے۔ جب قرآن کی یہ آیت اتریں تو بشیر مشرکوں سے مل گیا اور سلافہ بنت سعد بن سمیہ کے پاس قیام پذیر ہوا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿جو ہدایت کے ظاہر ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ سے الگ ہو کر چلے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرتا ہے، پھر ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے﴾[2]

۱- سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰۵

۲- سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۵-۱۱۶

۴-(۳۱۴) مشتبہ امور کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ کافر کی وصیت کو پورا کرنا ناجائز ہے۔

☆ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا۔

☆ بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔

☆ مشتبہ امور میں پڑنے سے بچنا چاہیے۔

☆ شکوک وشبہات کے ذرائع ختم کرنے کے متعلق کہنے والوں کی دلیل۔

دلائل:

حدیث عائشہؓ[۱] جو نبی کریم ﷺ کی بیوی ہیں۔ انہوں نے کہا: عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو یہ وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرے نطفہ سے ہے، اس لیے تم اسے لے لینا۔ راویہ کہتی ہیں: ''فتح مکہ کے سال سعد نے اسے پکڑ لیا اور کہا یہ میرا بھتیجا ہے، اس کے بارے میں مجھے وصیت کی تھی [میرے بھائی عتبہ نے کہ جب میں مکہ جاؤں تو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھوں اور اسے لے لوں کیونکہ وہ میرا بیٹا ہے][۲] عبد بن زمعہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: یہ میرا بھائی ہے کیونکہ یہ میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور یہ میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے، وہ دونوں اس جھگڑے کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے، سعد کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ میرا بھتیجا ہے کیونکہ میرے بھائی نے اس کے بارے میں مجھے وصیت کی تھی۔ عبد بن زمعہ کہنے لگے: یہ میرا بھائی ہے کیونکہ یہ میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور اس کے بستر پر ہی پیدا ہوا ہے۔ [رسول اللہ ﷺ نے اس (لڑکے) کی شکل وصورت کی طرف دیکھا تو واضح طور پر عتبہ سے ملتی تھی][۳] تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ یہ تیرا ہی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔ جب آپ ﷺ نے عتبہ بن ابی وقاص کے ساتھ اس کی شکل ملتی دیکھی تو سودۃ بنت زمعہ سے کہا: اس سے پردہ کر۔ سودۃ کہتی ہیں: پھر میں نے مرتے تک اسے دوبارہ نہیں دیکھا۔

۱- متفق علیہ۔ بخاری ۱۸۲۷ اور مسلم ۳۵۹۸ اور موطا امام مالک ۲/۷۳۹

۲- صحیح سنن ابی داؤد ۱۹۸۹

۳- بخاری ۶۷۶۵

چوتھا باب

وصیت کی مقدار کے بارے میں

اس میں (۴) فیصلے ہیں۔

١-(٣١٤) رسول اللہ ﷺ کا وصیت کے بارے میں فیصلہ

اور یہ صرف ایک تہائی تک محدود ہے

احکامات:

☆ مریض کی عیادت کرنا مستحب ہے اور یہ عام لوگوں کی طرح حاکم وقت کے لیے بھی مستحب ہے۔

☆ مریض اپنے محسوسات مثلاً تکلیف وغیرہ وصیت یا دریافت حال کی صحیح غرض کی بنا پر بیان کر سکتا ہے۔

☆ مال جمع کرنا جائز ہے، کیونکہ لفظ "مالدار" عرف عام میں بہت زیادہ مال والے شخص پر بولا جاتا ہے۔

☆ ورثا اور وصیت میں انصاف کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اگر وارث مالدار ہوں تو پرہیزگاری کی نیت سے ایک تہائی تک وصیت کرنا جائز ہے، اگر وارث مفلس ہوں تو ایک تہائی سے کم وصیت کرنا بہتر ہے۔

☆ جس کے وارث ہوں اس کی ایک تہائی سے زائد وصیت نافذ نہیں ہوگی۔

☆ وصیت میں رغبت دلانے کی وجہ صلہ رحمی، قریبی رشتہ داروں پر احسان اور وارثوں پر شفقت کرنا ہے۔

☆ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور نیت کے مطابق عمل کا ثواب دیا جائے گا۔

☆ اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اگر اہل وعیال پر خرچ کیا جائے تو یہ کارِ ثواب ہے۔ اگر اللہ کی رضامندی کے حصول کے لیے کوئی بھی جائز کام کیا جائے تو یہ فرماں برداری اور کارِ ثواب ہے۔

دلائل:

١- **حدیث** سعد بن ابی وقاص:[1] وہ کہتے ہیں [حجۃ الوداع کے موقع پر][2] میں مکہ میں [بیمار][3] تھا، [ایک درد کی وجہ سے میں قریب الموت تھا][4] رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ (سعد) کہتے ہیں کہ وہ اس زمین میں فوت ہونا ناپسند سمجھتے تھے۔ جہاں سے وہ ہجرت کر چکے تھے۔ [سعد نے جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو

١،٣- مسلم ٤١٨٥، عامر بن سعید اپنے باپ سے روایت

٢- بخاری ٥٣٥٤

٤- صحیح سنن نسائی ٣٣٩٢

رونا شروع کر دیا] [1] [رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تجھے کیوں رونا آرہا ہے۔ انہوں نے جواب دیا: مجھے ڈر ہے کہ سعد بن خولہ کی طرح میں بھی اس زمین میں فوت نہ ہو جاؤں جہاں سے میں ہجرت کر چکا ہوں] [2] آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: [اگر اللہ نے چاہا تو ایسا نہیں ہوگا] [3] اللہ عفراء کے بیٹے پر رحم فرمائے۔ [اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما، آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا] [4] میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! [مجھے جیسا درد ہے آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں اور میں مالدار ہوں۔ ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں] [5] کیا میں اپنا تمام مال [اللہ کے راستے میں] [6] خرچ کرنے کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: نہیں! [ایک روایت میں ہے، کیا میں اپنے مال میں سے دو تہائی صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں!] [7] میں نے کہا: آدھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے کہا: ایک تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی خرچ کر حالانکہ یہ بھی زیادہ ہے، اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں محتاج چھوڑ جائے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ [اپنے خاندان پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے] [8] جب بھی کوئی چیز [اللہ کی رضامندی کے حصول کے لیے] [9] خرچ کرے گا، وہ صدقہ ہے [تجھے اس کا ثواب ملے گا] [10] یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے (صدقہ ہے) [میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے نہیں رہ جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ہرگز پیچھے نہ رہے گا تو اللہ کی خوشنودی کے لیے جو بھی عمل کرے گا تو اس سے تیرا رتبہ بلند ہو جائے گا] [11] میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے میری ایڑیوں پر واپس نہ لوٹائے آپ ﷺ نے فرمایا: [12] شاید اللہ تیرا درجہ بلند کر دے اور تجھ سے بعض لوگوں کو فائدہ اور بعض لوگوں کو نقصان پہنچے گا۔ [اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت پوری فرما اور انہیں ان کی ایڑیوں پر مت پھیر۔ لیکن بیچارہ سعد بن خولہ بدقسمت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دکھ کا اظہار فرمایا

۱، ۳، ۴۔ مسلم ۱۶۲۸۔ حمید بن عبدالرحمٰن کی سعد کی اولاد میں سے تین آدمیوں سے روایت

۲، ۵۔ صحیح نسائی ۳۳۹۲

۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰۔ مسلم ۱۶۲۸، عامر بن سعد کی اپنے باپ سے روایت

۱۱، ۱۲۔ بخاری ۳۹۳۶

کیونکہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے تھے][1] [اس کے بعد ایک تہائی مال کا صدقہ کر دینا جائز ہو گیا][2]۔ (سعد) کی اس وقت صرف ایک ہی بیٹی تھی۔

۲- حدیث عائشہؓ:[3] ایک آدمی [عبدالرحمٰن بن عوف][4] نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ میری ماں اچانک فوت ہو گئیں اور کوئی وصیت نہیں کی [میں اس وقت موجود نہ تھا][5] [میرے غیر حاضر ہونے کی وجہ سے ہی وہ وصیت نہ کر سکیں][6]۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ بولتیں تو ضرور صدقہ کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کر دوں [یا ان کے لیے گردن (غلام یا لونڈی) آزاد کر دوں][7] تو کیا انہیں اس کا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! [تو انہوں نے ان کی طرف سے دس گردنیں آزاد کیں][8]

۳- حدیث سعد بن عبادہؓ:[9] وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کسی غزوہ میں شریک تھے۔ (پیچھے) مدینہ میں ان کی والدہ فوت ہو گئیں۔ انہیں کہا گیا: وصیت کر دو! تو انہوں نے کہا: میں کس چیز میں وصیت کروں، یہ مال تو سعد کا ہے، وہ سعد کے لوٹنے سے پہلے ہی فوت ہو گئیں۔ جب سعد واپس آئے تو انہیں یہ بات بتلائی گئی۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا انھیں فائدہ پہنچے گا؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں، تو سعدؓ نے باغ کا نام لے کر کہا کہ فلاں فلاں باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

۲- (۳۱۵) وصیت اور آزادی میں رسول اللہ ﷺ کا قرعہ کے ذریعے فیصلہ

احکامات:

☆ تمام مال کی وصیت کرنا ناجائز ہے۔

☆ وصیت ایک تہائی ہی میں نافذ ہو گی اگرچہ تمام مال کی وصیت کی جائے۔

۱- مسلم ۴۱۸۵ عامر بن سعید کی اپنے باپ سے روایت

۲- مسلم ۴۱۸۸، مصعب بن سعد کی اپنے باپ سے روایت

۳- مسلم ۴۱۹۷، اور صحیح سنن نسائی ۳۴۱۰ اور صحیح سنن ابن ماجہ ۲۱۹۷

۴، ۵، ۶، ۷، ۸- مصنف عبدالرزاق ۱۶۳۴۲، عبداللہ بن عمر کی روایت سے

۹- صحیح سنن نسائی ۳۴۱۱، یہ روایت صحیح ابن خزیمہ میں بھی ہے ۲۵۰۰۔

☆ اگر غلاموں کے علاوہ مالک کا اور کوئی مال نہ ہو اور اس نے ان تمام کو آزاد کرنے کی وصیت کر دی ہو تو ان کے درمیان قرعہ ڈال کر فیصلہ کرنا جائز ہے۔

☆ اسلام کے حکم کی مخالفت کرنے والے کے لیے سخت وعید۔

دلائل:

۱۔ حدیث ابن عمرؓ:[1] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا [اس کے ذمہ اس غلام کی تمام آزادی ہے][2] تو [اگر][3] اس کے پاس اتنا مال ہو جو غلام کی قیمت کو پہنچ جائے تو انصاف سے اس غلام کی قیمت مقرر کی جائے گی اس میں [کمی زیادتی نہیں کی جائے گی][4] اس کے شرکاء کو ان کے حصے دیے جائیں گے اور غلام اس کی طرف سے آزاد کر دیا جائے گا۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو غلام اس کے حصے کا آزاد ہو جائے گا۔ [پھر وہ غلام اپنے اس حصے کی آزادی کے لیے کوشش کرے گا جو ابھی تک آزاد نہیں ہوا۔ اس پر مشقت بھی نہیں ڈالی جائے گی][5]

۲۔ حدیث عمران بن حصینؓ:[6] [انصار کے][7] ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت اپنے چھے غلام آزاد کر دیئے، اس کے پاس ان کے علاوہ کوئی مال نہ تھا۔ [یہ بات نبی کریم ﷺ کو پہنچی][8] تو آپ ﷺ نے ان (غلاموں) کو بلایا اور انہیں تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر ان میں قرعہ ڈال کر ان میں سے دو کو آزاد کر کے باقی چار کی غلامی کو برقرار رکھا۔ آپ ﷺ نے اس آدمی کے لیے سخت الفاظ کہے [آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اسے دفن کرتے وقت موجود ہوتا تو مسلمانوں کے قبرستان میں ہرگز دفن نہ کیا جاتا][9]

۱۔ مسلم ۳۷۴۹
۲،۳۔ مسلم ۴۳۰۲
۴۔ مسلم ۴۳۰۵
۵۔ مسلم ۳۷۵۳
۶۔ مسلم ۴۳۱۱
۷۔ مسلم ۴۳۱۲
۸۔ صحیح سنن ابی داؤد ۳۳۴۹
۹۔ صحیح سنن ابی داؤد ۳۳۵۱

۳-(۳۱۶) جس نے اپنے مال میں سے نامعلوم حصے کی وصیت کر دی اس کی وصیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اپنے مال میں سے نامعلوم حصے کی وصیت کرنا جائز ہے۔

☆ نامعلوم حصے کی وصیت چھٹا حصہ مقرر کی جائے گی۔

☆ وصیت میں چھٹا حصہ سب سے زیادہ افضل ہے۔

دلائل:

۱۔ حدیث عبداللہ بن مسعودؓ:[۱] ایک آدمی نے کسی کے لیے اپنے مال میں سے ایک نامعلوم حصے کی وصیت کی تو نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے چھٹا حصہ مقرر فرما دیا۔

۲۔ حدیث عبداللہ بن مسعودؓ:[۲] رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی نے اپنے مال میں سے دوسرے کے لیے ایک نامعلوم حصہ مقرر کر دیا۔ وہ آدمی فوت ہو گیا، لیکن دوسرا اس حصے کے بارے میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کتنا ہے؟ یہ فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جایا گیا تو آپ ﷺ نے فوت ہو جانے والے کے مال میں سے اس کے لیے چھٹا حصہ مقرر فرما دیا۔

۴-(۳۱۷) جس لونڈی سے مالک کا بچہ پیدا ہوا اسے آزاد کرنے کے بارے میں اور عزل (جماع کے بعد رحم میں اخراج نہ کرنا) کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ عزل جائز ہے۔

☆ بچے والی لونڈی کو بیچنا ناجائز ہے۔

۱- مجمع الزوائد ۴/۲۱۶

۲- مجمع الزوائد ۴/۲۱۶، طبرانی نے اوسط میں کہا کہ اس میں ایک راوی محمد بن عبداللہ العرزمی ضعیف ہے۔

جس تہائی مال کی وصیت کی جا رہی ہو اس میں بچوں والی لونڈی کو شامل کرنا ناجائز ہے۔

۲: اللہ نے آدمی کے لیے جو اولاد لکھ دی ہے وہ عزل یا اس جیسے دوسرے طریقے استعمال کرنے سے روکی نہیں جا سکتی۔

دلائل:

۱۔ **حدیث** ابوسعید الخدریؓ:[۱] ایک دفعہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم لڑائی میں قیدی عورتوں سے صحبت کرتے ہیں اور ان کا بیچنا منظور ہوتا ہے تو آپ ﷺ عزل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسا کرتے ہو؟ اگر ایسا نہ کرو تب بھی کوئی قباحت نہیں کیونکہ جس جان کا (دنیا میں) پیدا ہونا اللہ نے لکھ دیا ہے وہ ضرور پیدا ہوگی۔

۲۔ **حدیث** ابن عباسؓ:[۲] انہوں نے کہا: جب ماریہ کے بچہ پیدا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے بیٹے نے اس کو آزاد کروایا ہے۔

۳۔ **حدیث** سعید بن المسیبؒ:[۳] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بچوں والی لونڈیوں کو آزاد کرنے کا حکم دیا، انہیں (وصیت والی) ایک تہائی میں نہیں ڈالا جائے گا اور نہ ہی انہیں قرض کے معاملے میں بیچا جائے گا۔

۴۔ **حدیث** جابرؓ:[۴] انہوں نے کہا: انصار کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: میری ایک لونڈی ہے جس سے میں مباشرت کرتا رہتا ہوں، مجھے اس کا حاملہ ہونا ناپسند ہے۔[میں وہی چاہتا ہوں جو عام طور پر آدمی چاہتے ہیں (یعنی جماع) لیکن یہودی بیان کرتے ہیں کہ عزل چھوٹا زندہ درگور کرنا ہے۔][۵] آپ ﷺ نے فرمایا: [یہودی جھوٹے ہیں، اگر اللہ اسے پیدا کرنا چاہے تو اسے پھیرنے کی تجھ میں طاقت نہیں ہے][۶] اگر تو چاہتا ہے تو اس سے عزل کر جو اس کی قسمت میں ہوگا ضرور پیدا ہوگا۔ وہ شخص ایک مدت کے بعد آیا اور کہا: وہ لونڈی حاملہ ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تجھے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ جو اس کی تقدیر میں ہوگا ضرور پیدا ہوگا۔

۱۔ صحیح بخاری ۲۲۲۹
۲۔ سنن کبری بیہقی ۳۴۶/۱۰ بیہقی کہتے ہیں کہ مرسل حدیث میں ایک عجیب علت ہے اس کی اسناد صحیح ہیں۔
۳۔ سنن کبری بیہقی ۳۴۴/۱۰
۴۔ صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۰۵
۵،۶۔ صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۰۳

پانچواں باب

متفرقات کے بارے میں

اس میں (۷) فیصلے ہیں۔

۱-(۳۱۸) غیر حاضر کے مال کو وقف کرنے اور اس کی تقسیم کے لیے وکیل بنانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اجازت کے بغیر کسی کا مال لینا ناجائز ہے۔

☆ شکار زخمی کرنے والے یا تیر پھینکنے والے کی ملکیت ہے۔

☆ تقسیم کے لیے وکیل مقرر کرنا جائز ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث بہزیؓ:**[1] رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں مکہ جانے کے لیے نکلے، جب آپ ﷺ روحا مقام پر پہنچے تو اچانک ایک جنگلی گدھا (زیبرا) زخمی حالت میں ظاہر ہوا، رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے رہنے دو! اس کا مالک آتا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس بہزی آ گئے جو اس کے مالک تھے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ گدھا آپ ﷺ لے لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا، انہوں نے اسے ساتھیوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ پھر آگے چلے، جب اثابیہ مقام جو رویثہ اور عرج کے درمیان ہے پر پہنچے تو ایک ہرن کو سائے میں سویا ہوا پایا جسے تیر لگا ہوا تھا۔ بہزی کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اس کے پاس کھڑا رہنے کا حکم دیا تاکہ کوئی اس کو نہ چھیڑے یہاں تک کہ آپ ﷺ آگے بڑھ گئے۔

۱- صحیح سنن نسائی ۲۶۴۲

۲-(۳۱۹) دشمن کو آگ میں جلانے کی حرمت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ کسی جانور کو آگ میں جلانا اور اسے آگ کا عذاب دینا حرام ہے۔

☆ پرندوں اور جانوروں کے بچوں کو ان سے دور کرنا جائز نہیں۔

☆ انسانوں کی طرح تمام جانوروں میں بھی اللہ تعالیٰ نے شفقت ورحمت پیدا کی ہے۔

☆ اسلام دین رحمت ہے اور رسول اللہ ﷺ تمام بنی نوع انسان، جانوروں اور پرندوں کے لیے رحمت ہیں۔

دلائل:

۱۔حدیث ابوھریرۃ:[۱] انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا اور حکم دیا اگر تمہیں قریش کے فلاں فلاں دو آدمی مل جائیں، آپ ﷺ نے ان کا نام بھی لیا۔[ایک دوسری روایت میں کہ ھبار بن اسود نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینبؓ کو کسی چیز سے نقصان پہنچایا تھا جس سے ان کا حمل ساقط ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا دستہ بھیجا اور فرمایا][۲] ان دونوں کو آگ سے جلا دو۔ راوی نے کہا جب ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا تو ہم الوداع کہنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں آدمی کو آگ سے جلا دو۔[مجھے اللہ سے حیا آتا ہے][۳] کیونکہ آگ سے صرف اللہ ہی عذاب دیتے ہیں، اگر تم ان دونوں کو پکڑ لینا تو انہیں قتل کر دینا[۴]۔

۲۔حدیث عبدالرحمن بن عبداللہ:[۵] وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے وہاں سے گئے تو ہم نے چڑیا کی طرح کا ایک چھوٹا سا پرندہ دیکھا جس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے، ہم نے اس کے دونوں بچوں کو پکڑ لیا، وہ پرندہ آیا اور اپنے پر زمین پر بچھا دیے،

۱- بخاری ۲۹۵۴

۲،۳- سنن سعید بن منصور ۲۶۴۶

۴- اس حدیث کی شرح میں ابن حجر نے کہا ہے کہ وہ دستہ ان دونوں آدمیوں کو نہ پکڑ سکا، بعد میں ان میں سے ایک آدمی ھبار نے اسلام قبول کر لیا اور وہ معاویہؓ کے دور خلافت تک زندہ رہے۔ دوسرے کا تذکرہ میں نے صحابہؓ میں نہیں پایا شاید وہ اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی فوت ہو چکا ہو، فتح الباری ۶ / ۱۷۳

۵- صحیح سنن ابوداود ۲۳۲۹

رسول اللہ ﷺ آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: اس پرندے کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے دکھی کیا ہے؟ اس کے بچے اسے واپس لوٹا دو۔ (اس کے بعد) آپ ﷺ نے چیونٹیوں کی ایک بستی دیکھی جسے ہم نے جلا دیا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا! اس بستی کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے جواب دیا: ہم نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے علاوہ کسی کے لیے درست نہیں کہ وہ کسی کو آگ کا عذاب دے۔

۳- (۳۲۰) جس نے اپنے غلام کو تکلیف پہنچائی یا اسے تھپڑ مارا وہ اسے آزاد کر دے

احکامات:

☆ جس نے اپنے غلام کو خصی کیا یا اسے تکلیف پہنچائی، وہ اسے آزاد کرے۔

☆ جس نے ناحق اپنے غلام کو مارا، اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسے آزاد کرے۔

☆ غلاموں سے اچھا سلوک کرنا اور ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالنا واجب ہے۔

☆ کسی زیادتی کی وجہ سے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو آزاد کر دے تو وہ غلام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا غلام ہے، اس کی مدد کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔

دلائل:

۱۔ حدیث سلمہ بن روح بن زنباع: [۱] وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، انہوں نے اپنے ایک غلام کو خصی کر دیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس تکلیف کی وجہ سے اس غلام کو آزاد کر دیا۔

۲۔ حدیث زاذان: [۲] ابن عمرؓ نے اپنے غلام کو بلایا تو اس کی پیٹھ پر ایک نشان دیکھا، انہوں نے پوچھا: کیا میں نے تجھے تکلیف پہنچائی ہے، اس نے کہا: نہیں! تو انہوں نے کہا: تو آزاد ہے، پھر انہوں نے زمین سے کوئی چیز اٹھائی اور کہا: مجھے (اس کے آزاد کرنے) کا اجر اس چیز کے وزن کے برابر بھی نہیں ملے گا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اپنے غلام پر اس جرم کی حد لگائی جو اس نے نہیں کیا یا اسے تھپڑ مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسے آزاد کر دے۔

۱- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۱۴۷

۲- مسلم ۴۲۷۵

۳۔ حدیث ہلال بن یساف:[1] انہوں نے کہا: ایک آدمی نے جلدی کی اور اپنی خادمہ کو تھپڑ مار دیا۔ سوید بن مقرن نے اسے کہا: تجھے مارنے کے لیے اس کے عمدہ چہرے کے علاوہ کوئی جگہ نہ ملی۔ مجھے دیکھ! میں مقرن کا ساتواں بیٹا تھا (یعنی ہم سات بھائی تھے) ہماری صرف ایک لونڈی تھی۔ سب سے چھوٹے بھائی نے اسے تھپڑ مارا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسے آزاد کرنے کا حکم دیا۔

۴۔ حدیث عمرو بن شعیب:[2] وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس چیختا ہوا آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: [بہت برا ہوا][3] میرے مالک نے مجھے اپنی لونڈی کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھ لیا [اسے غیرت آ گئی][4] اس نے میرا عضو تناسل کاٹ دیا، رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: اس آدمی کو میرے پاس لاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا مگر وہ نہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [ان پر ایسا بوجھ مت ڈالو جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے اور انہیں وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو، انہیں وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو، جنہیں تم ناپسند سمجھتے ہو انہیں بیچ دو اور جنہیں تم پسند کرتے ہو انہیں اپنے پاس رکھ لو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب مت دو۔ جسے تکلیف پہنچائی گئی یا اسے آگ سے جلایا گیا، وہ آزاد ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا غلام ہے][5] جا! تو آزاد ہے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد کس کے ذمہ ہے؟ اگر میرا مالک دوبارہ مجھے غلام بنا لے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان اور مومن پر تیری مدد کرنا ضروری ہے۔

۵۔ حدیث عمرو بن شعیب:[6] وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جسے کوئی تکلیف پہنچائی گئی یا اسے آگ میں جلایا گیا وہ آزاد ہے اور وہ

۱۔ مسلم ۴۳۷۸

۲۔ صحیح سنن ابن ماجہ ۲۱۷۱

۳،۴۔ صحیح سنن ابوداؤد ۳۷۸۹، امام ابوداؤد نے کہا کہ آزاد ہونے والے کا نام روح بن دینار اور عضو تناسل کاٹنے والے کا نام زنباع تھا۔

۵۔ سنن کبریٰ بیہقی ۸/۳۶

۶۔ مسند احمد ۲/۲۲۵ اور ۱۸۲۔ ہیثمی نے المجمع ۴/۲۳۹ میں کہا کہ اس روایت کو احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے اس کے راوی ثقہ ہیں، اس میں ایک راوی حجاج بن ارطاۃ مدلس ہے لیکن وہ ثقہ ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا غلام ہے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جسے خصی کر دیا گیا تھا، اس کا نام سندر تھا، آپ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس آیا، انہوں نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا، پھر حضرت عمرؓ کے پاس آیا انہوں نے بھی اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا، پھر اس نے مصر جانا چاہا تو حضرت عمرؓ نے اسے عمرو بن العاص کے نام خط لکھ کر دیا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے اور اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی وصیت کی حفاظت کیجئے۔

۴-(۳۲۱) کتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ ضرورت کے بغیر کتا رکھنا مکروہ ہے۔

☆ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

☆ شروع اسلام میں تمام اقسام کے کتوں کو قتل کرنے کا حکم تھا، بعد میں جانوروں اور کھیتی کی نگرانی کرنے والے کتوں اور شکاری کتوں کو اس سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔

☆ سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرنا جائز ہے اور اس کا کیا ہوا شکار حلال ہے۔

☆ آیت "**یسئلونک ماذا احل لھم**" کا شان نزول۔

☆ سیاہ رنگ کا کتا شیطان ہے، اسے قتل کرنا ضروری ہے۔

دلائل:

۱۔ حدیث ابو ھریرۃؓ:[۱] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کتا رکھا، ہر روز اس کے اعمال میں سے ایک قیراط کے برابر اجر کم کر دیا جاتا ہے۔ مگر کھیتی اور جانوروں کی حفاظت کرنے والا کتا اور شکاری کتا اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۲۔ حدیث میمونہؓ:[۲] ایک دفعہ [جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے][۳] [اور

۱- صحیح بخاری ۲۳۲۲
۲- صحیح سنن نسائی ۳۹۸۷
۳- شرح معانی الآثار ۴/۵۷

آپ ﷺ سے اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی، لیکن انہوں نے داخل ہونے میں دیر کر دی آپ ﷺ اپنی چادر پکڑے باہر نکلے، اور فرمایا: ہم نے آپ کو اجازت دے دی ہے] [۱] جبرائیل نے جواب دیا: [اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ تو ٹھیک ہے] [۲] لیکن ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔ [انہوں نے دیکھا تو ان کے ایک گھر میں کتے کا بچہ تھا] [۳] رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ حتی کہ آپ ﷺ نے چھوٹے کتوں کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا۔ [آپ ﷺ نے ابورافع کو حکم دیا کہ مدینہ میں موجود ہر کتے کو قتل کر دو۔ (ابورافعؓ کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا) یہاں تک کہ مدینہ کے ایک کونے میں ایک عورت تھی جس کا ایک کتا تھا جو اس کی بکریوں کی رکھوالی کرتا تھا۔ میں نے اس پر رحم کیا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، مجھے آپ ﷺ نے اسے بھی قتل کرنے کا حکم دیا تو میں نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! جس گروہ (یعنی کتوں) کو قتل کرنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے اس میں سے ہمارے لیے کیا جائز ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ **یسئلونک ماذا احل لهم قل احل لكم الطيبات وما علمتم من الجوارح مكلبين** [۴]] [۵] (آپ ﷺ سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے لیے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ ﷺ کہہ دیں کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں اور جن شکار کرنے والے جانوروں کو تم نے سدھا رکھا ہے)

۳۔ حدیث ابن عمرؓ: [۶] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے مدینہ کی اطراف میں کتوں کو قتل کرنے کے لیے لوگ بھیجے [ہمیں مدینہ اور اس کی اطراف میں بھیجا جاتا، ہم کسی کتے کو قتل کرنے کے بغیر نہ چھوڑتے] [۷] [یہاں تک کہ اگر دیہات سے کوئی عورت اپنے کتے کی حفاظت میں آتی تو ہم اس کتے کو بھی قتل کر دیتے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کتے کو قتل کرنے سے منع فرما دیا] [۸] [پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی اور کتوں کی کیا

۱،۲۔ شرح معانی الآثار ۴/ ۵۷

۳،۵۔ شرح معانی الآثار ۴/ ۵۷

۴۔ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۴

۶۔ مسلم ۳۹۹۳

۷۔ مسلم ۳۹۹۴

۸۔ مسلم ۳۹۹۶، جابر بن عبداللہ کی روایت سے

صورت حال ہے؟ [1] [اگر کتے اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق نہ ہوتی تو میں اس کے مستقل قتل کا حکم دے دیتا] [2] [آپ ﷺ نے فرمایا: دو نقطوں والے سیاہ کتے کو قتل کر دو کیونکہ وہ شیطان ہے] [3] [پھر آپ ﷺ نے شکار کرنے والے، بکریوں کی حفاظت کرنے والے اور کھیتی کی حفاظت کرنے والے کتے] [4] کے بارے میں رخصت دی] [5]

۵-(۳۲۲) کنوؤں کے اردگرد احاطہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

- ☆ کھجور کے درخت کے اردگرد کا احاطہ اس کی شاخوں کے پہنچنے کی جگہ تک ہے۔
- ☆ پانی والے کنویں اور مجلس والے کنویں کا احاطہ۔
- ☆ جانوروں والے چشمے کا احاطہ تین سو ہاتھ اور کھیتی والے چشمے کا احاطہ چھ سو ہاتھ ہے۔
- ☆ کھیتی کو سیراب کرنے اور ابلنے والے کنویں کے احاطہ کا ثبوت۔

دلائل:

۱۔حدیث عبادہ بن صامتؓ: [6] رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے ایک دو اور تین درختوں کے بارے میں فیصلہ فرمایا جو ایک ہی باغ میں ایک ہی شخص کے ہوں پھر وہاں کے لوگ اختلاف کریں کہ اس شخص کا کتنی زمین پر حق ہے (آپ ﷺ نے اس طرح فیصلہ فرمایا) کہ ہر درخت کے لیے اتنی زمین ملے گی جہاں تک اس کی ڈالیاں پھیلی ہوئی ہیں وہ اس درخت کا احاطہ ہوگا۔

۲۔حدیث ابوھریرۃؓ: [7] وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: پانی کے لیے عام چلنے والے کنویں کا احاطہ [اس کی تمام اطراف سے] [8] پچاس ہاتھ ہے اور بیٹھک کے لیے استعمال ہونے والے کنویں کا

۱،۴- مسلم ۳۹۹۷ عبداللہ بن مغفل کی روایت سے

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۲۴۷۱ عبداللہ بن مغفل کی روایت سے

۳- مسلم ۳۹۹۶ جابر بن عبداللہ کی روایت سے

۵- مسلم ۳۹۹۸

۶- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۰۱۷

۷- مستدرک حاکم ۴/۹۷

۸- سنن کبریٰ ۶/۱۵۵ سعید بن مسیب کی روایت سے

احاطہ [تمام اطراف سے][1] پچیس ہاتھ ہے۔ [جانوروں کے لیے استعمال ہونے والے چشمے کا احاطہ تین سو ہاتھ اور کھیتی باڑی کے لیے استعمال ہونے والے چشمے کا احاطہ چھ سو ہاتھ ہے][2] [کھیتی کے لیے استعمال ہونے والے کنویں کا تمام اطراف سے احاطہ تین سو ہاتھ ہے][3] [اور ابلنے والے کنویں کا احاطہ ساٹھ ہاتھ ہے][4]

۳۔ **حدیث** عبداللہ بن مغفل:[5] نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کنواں کھودا، اس کے لیے مویشیوں کے بیٹھنے کے لیے چالیس ہاتھ زمین ہے۔

۶-(۳۲۳) نمک اور زمین کی جاگیر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ زمین، معدنی کانیں اور پھلوں وغیرہ کی جاگیر دینا جائز ہے۔

☆ حاکم کسی کو جاگیر دینے کے بعد اس سے وہ جاگیر واپس طلب کر سکتا ہے۔

☆ جس کو جاگیر عطا کی جائے اس کا اس جاگیر سے دستبردار ہونا اس کی طرف سے صدقہ شمار ہوگا۔

☆ مسلمان کے حق سے جاگیر دینا جائز نہیں۔

دلائل:

۱۔ **حدیث** ابیض بن حمال:[6] وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ان سے مآرب کے مقام پر واقع نمک کی کان کی جاگیر کا مطالبہ کیا، آپ ﷺ نے اسے وہ جاگیر عطا کر دی، جب وہ واپس پلٹے تو مجلس میں موجود ایک آدمی نے کہا: آپ ﷺ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے کیا چیز اسے جاگیر میں دے دی ہے؟ آپ ﷺ نے تو ایسا پانی جاگیر میں دے دیا ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور ختم نہیں ہوتا۔ [پھر اس کے بعد اقرع بن حابس التمیمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا:

۱،۳- سنن کبریٰ ۶/ ۱۵۵ سعید بن مسیب کی روایت سے
۲- دار قطنی ۴/ ۲۲۰
۴- نصب الرایہ ۴/ ۲۹۲
۵- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۰۱۶ اور سلسلہ احادیث الصحیحہ ۲۵۱
۶- صحیح سنن ابو داؤد ۲۶۳۴ اور صحیح سنن ترمذی ۱۱۱۵

اے اللہ کے رسول ﷺ! میں جاہلیت کے زمانہ میں نمک کی ایک کان پر گیا، وہ کان ایسی زمین میں تھی جہاں کوئی پانی وغیرہ بھی نہیں تھا جو وہاں جاتا اسے لے سکتا تھا، وہ ایک جاری پانی کی طرح تھی (یعنی اسے جو چاہتا لے سکتا تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے ابیض بن حمال سے اس نمک کی جاگیر سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کر دیا][1] پھر آپ ﷺ نے اس سے وہ واپس لے لی۔ [اس نے کہا: میں اس شرط پر آپ ﷺ کو واپس کروں گا کہ آپ ﷺ اسے میری طرف سے صدقہ شمار کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چلو! یہ تمہاری طرف سے صدقہ ہے۔ یہ جاری پانی کی طرح ہے جو وہاں جائے وہ اسے لے سکتا ہے۔ فرج نے کہا: وہ کان آج بھی اسی حالت میں ہے جو وہاں جاتا ہے وہ وہاں سے نمک لے سکتا ہے۔ جب وہ اس کان سے دستبردار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس کان کی جگہ جرف کے مقام پر کچھ زمین اور کھجوروں کا باغ جاگیر کے طور پر دے دیا][2] پھر اس نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ پیلو کے درختوں کے لیے کون سی جگہ گھیری جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جہاں اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچ سکیں، (یعنی بیابان جگہ پر ہو) ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ پیلو کہ درخت میں چراگاہ نہیں بن سکتی۔

۲۔ حدیث عوف المزنی:[3] نبی کریم ﷺ نے بلال بن حارث مزنی کو قبیلے کی کانیں جو بلند زمین پر اور پست زمین پر تھیں جاگیر کے طور پر دے دیں[یہ کانیں فرع مقام کی ایک جانب تھیں][4] اور قدس پہاڑ میں جو زمین زراعت کے قابل تھی وہ انہیں دے دی۔ لیکن آپ ﷺ نے اسے کسی مسلمان کا حق نہیں دیا اور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے یہ لکھا [ان کانوں سے اب زکوٰۃ کے علاوہ کچھ نہیں لیا جائے گا][5]

۳۔ حدیث وائل:[6] نبی کریم ﷺ نے انہیں (یمن کے شہر) حضر موت کے مقام پر کچھ زمین جاگیر کے طور پر دے دی اور ان کے ساتھ امیر معاویہ کو بھیجا تا کہ وہ انہیں یہ زمین لے کر دے دیں۔

۲،۱۔ صحیح سنن ابن ماجہ ۲۰۰۶

۳۔ صحیح سنن ابی داؤد ۲۶۳۳

۵،۴۔ موطا امام مالک ۱/۲۴۸

۶۔ صحیح سنن ترمذی ۱۰۴۳

۷-(۳۲۴) جس نے کہا میرا باغ اللہ کے لیے صدقہ ہے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اگر آدمی اپنا مال اللہ کے راستے میں صدقہ کردے تو وہ مال اس کے لیے فائدہ مند ہوگا۔

☆ افضل ترین صدقہ وہ ہے جو آدمی اپنے قریبی رشتہ داروں کو دیتا ہے۔

☆ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ نیکی اور ان پر صدقہ کرنے کی فضیلت۔

☆ صلۂ رحمی کی فضیلت۔

☆ قریبی رشتہ داروں پر صدقہ کرنا، صدقہ اور صلۂ رحمی کی ایک قسم ہے۔

دلائل:

۱۔ **حدیث** انس بن مالکؓ:[۱] وہ کہتے ہیں: مدینہ میں تمام انصار میں سے ابوطلحہؓ سب سے زیادہ مالدار تھے۔ ان کے بہت سے باغ تھے اور سب باغوں میں سے ان کو بیرحاء کا باغ بہت پسند تھا، وہ مسجد کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ وہاں جایا کرتے تھے اور وہاں کا پاکیزہ پانی پیا کرتے۔ انسؓ نے کہا: جب سورۃ آل عمران کی یہ آیت "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون"[۲] "تم اس وقت تک نیکی کا درجہ نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو" نازل ہوئی تو ابوطلحہؓ کھڑے ہوئے، رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے تم نیکی کا درجہ اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک پیاری چیزوں میں سے خرچ نہ کرو اور مجھے اپنے سب مالوں میں سے بیرحاء کا باغ زیادہ پیارا ہے اور (اب) یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہے، اللہ سے امید ہے وہ مجھے اس کا ثواب دے گا اور وہ میرا ذخیرہ رہے گا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ جس کام میں مناسب سمجھئے اس کی آمدنی خرچ کیجئے، رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: واہ واہ! شاباش! یہ تو بڑی آمدنی کا مال ہے، یہ مال بہت فائدہ کا ہے، تو نے جو کہا

۱- بخاری ۱۴۶۱

۲- سورۃ آل عمران آیت نمبر ۹۲

ہے اسے میں نے سن لیا ہے، لیکن میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دو، ابوطلحہؓ نے کہا: بہت خوب میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ پھر ابوطلحہؓ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ [ان میں ابیؓ اور حسانؓ بھی تھے۔ اس میں سے حسانؓ نے اپنا حصہ معاویہؓ کو بیچ دیا تو ان سے کہا گیا کہ تو ابوطلحہؓ کا صدقہ کیا ہوا بیچ رہا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کیا میں کھجوروں کا ایک صاع درہموں کے ایک صاع] کے عوض نہیں بیچتا؟ راوی نے کہا: یہ باغ بنی حدیلہ کے محل کی جگہ پر تھا جسے معاویہؓ نے تعمیر کیا تھا] [1]

۲۔ حدیث میمونہ بنت حارثؓ: [2] انہوں نے ایک لونڈی آزاد کر دی اور اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے اجازت نہ لی، جب ان کی باری کا دن آیا جس میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آتے تھے تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تو نے ایسا کر دیا ہے تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو اسے اپنے ننھالیوں کو دے دیتی تو اس سے تیرا اجر بہت بڑھ جاتا۔

۱- بخاری ۲۷۵۸

۲- بخاری ۲۵۹۲

کتاب الفرائض

پہلا باب: وراثت سے منع کرنے والی چیزوں کے بارے میں

دوسرا باب: اصحاب الفروض [یعنی حصہ داروں] کے بارے میں

تیسرا باب: عصبات [یعنی باپ کی طرف سے رشتہ داروں] کے بارے میں

چوتھا باب: ولاء سے وراثت ثابت ہونے کے بارے میں

پانچواں باب: متفرقات کے بارے میں

پہلا باب

وراثت سے منع کرنے والی چیزوں کے بارے میں

اس میں (٦) فیصلے ہیں۔

۱- (۳۲۵) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ مسلمان، کافر کا اور کافر، مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔

احکامات:

☆ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے وراثت قائم نہیں ہوتی۔

☆ وراثت کی اساس، آپس میں تعاون اور ایک دوسرے کی مدد پر قائم ہے، اس لیے کافر اور مسلمان کے درمیان اسے ختم کر دیا گیا ہے۔

☆ مذاہب کا اختلاف، ولاء [۱] میں وارث بننے پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ عیسائی غلام کا مسلمان آقا، ولاء کی وجہ سے اس کا وارث ہوگا۔

دلائل:

۱- حدیث اسامہ بن زیدؓ: [۲] انہوں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کل کہاں قیام فرمائیں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر ہی کہاں چھوڑا ہے؟ (کہ جہاں ہم قیام کریں)۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن، کافر کا وارث نہیں ہوگا؛ اور نہ ہی کافر مومن [۳] کا وارث ہوگا۔ [ایک روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کل، اگر اللہ نے چاہا، تو ہمارا قیام خیف بنی کنانہ میں ہوگا، جہاں لوگوں نے کفر کی حمایت پر قسمیں اٹھائیں تھیں] [۴]

۲- حدیث عمرو بن شعیب: وہ اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں [۵]، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو مختلف مذاہب والے، ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ فیصلہ فرمایا: مسلمان اور عیسائی آپس میں وارث نہیں ہوں گے [سوائے اس صورت کے، وہ اس کا غلام ہو یا لونڈی] [۶]

۱- وہ میراث جو آزاد کردہ غلام سے یا عقد موالاۃ کی وجہ سے حاصل ہو۔

۲- بخاری ۴۲۸۲۔

۳- ایک روایت میں، مومن کی بجائے، مسلم کا لفظ آیا ہے، دیکھئے: مستدرک ۴/ ۳۴۵ اور شرح السنۃ ۱۱/ ۱۵۴۔

۴- بخاری ۴۲۸۵، ابوھریرہؓ کی روایت سے۔

۵- مصنف عبدالرزاق ۹۸۵۷۔

۶- مستدرک حاکم ۴/ ۳۴۵، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذھبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

۲-(۳۲۶) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ قاتل وراثت کے حصہ سے محروم ہوگا۔ بعض نے تاویل کی ہے کہ یہ قتل عمد کے بارے میں ہے۔

احکامات:

☆ سونے کے چار سو دینار، یا اس کے برابر چاندی کے دیت ہونے کا بیان۔

☆ گائیوں والوں کی دیت، دو سو گائیں اور بکریوں والوں کی دیت دو سو بکریاں ہوگی۔

☆ دیت، مقتول کے وارثوں میں، وراثت کے طور پر تقسیم ہوگی۔

☆ ناک، ہاتھ، انگلیوں اور دماغ تک پہنچ جانے والے زخم اور پیٹ تک پہنچ جانے والے زخم کی دیت کا بیان۔

☆ قاتل کسی چیز کا وارث نہیں ہوگا۔

☆ دینے اور خرچ کرنے کی ترغیب اور سوال کرنے سے بچنے کا بیان۔

☆ کام کرنے اور ہاتھ سے کمانے کی ترغیب، چاہے جیسا بھی کام ہو۔

دلائل:

۱- **حدیث عبداللہ بن عمروؓ:**[1] وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شہر والوں کے لیے دیت چار سو دینار یا اس کی قیمت کے برابر چاندی مقرر فرماتے تھے، آپ ﷺ اسے اونٹوں کی قیمت کے اعتبار سے مقرر فرماتے تھے، جب اونٹوں کی قیمت بڑھ جاتی تو یہ رقم زیادہ کر دیتے؛ جب ان کی قیمت کم ہوتی تو یہ رقم کم کر دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یہ رقم چار سو دینار سے آٹھ سو دینار کے درمیان رہی یا اس کے برابر چاندی یعنی آٹھ ہزار درھم۔ رسول اللہ ﷺ نے گائیوں والوں کے لیے دو سو گائیں اور بکریوں والوں کے لیے دو ہزار بکریاں، دیت مقرر فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیت، مقتول کے وارثوں کے درمیان، قرابت کے اعتبار سے تقسیم ہوگی، جو بچ جائے گی، وہ عصبات[2] کے لیے ہوگی۔ اگر ناک کاٹ دی جائے تو اس کے بدلے میں رسول اللہ ﷺ نے مکمل دیت کا فیصلہ فرمایا، اگر ایک پستان کاٹ دیا جائے تو نصف دیت

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۳۸۱۸ اور ارواء الغلیل ۶/ ۱۱۸-۱۱۷

۲- باپ کی جانب سے رشتہ دار۔

ہوگی۔یعنی پچاس اونٹ یا ان کی قیمت کے برابر سونا یا چاندی یا ایک سو گائیں یا ایک ہزار بکریاں۔اگر ہاتھ کاٹ دیا جائے تو اس کی نصف دیت ہے، پاؤں کی دیت بھی نصف ہے۔ایسا زخم، جو دماغ تک پہنچ جائے، اس کی دیت ایک تہائی ہے۔ یعنی تینتیس اونٹ یا ان کی قیمت کے برابر سونا یا چاندی یا گائے یا بکریاں اور پیٹ تک پہنچ جانے والے زخم کی بھی یہی دیت ہوگی۔ انگلیوں میں ہر انگلی کی دیت، دس اونٹ اور دانتوں میں سے ہر دانت کی دیت، پانچ اونٹ ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: کہ عورت کی دیت، عصبات کے درمیان تقسیم ہوگی جو کہ صرف وارثوں سے بچنے والے مال کے وارث ہوتے ہیں۔اگر اسے قتل کر دیا جائے تو اس کی دیت اس کے وارثوں کے درمیان تقسیم ہوگی اور وہ اپنے قاتل کو قتل کریں گے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قاتل کے لیے (وراثت میں) کچھ نہیں، اگر اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کے انتہائی قریبی لوگ، اس کے وارث ہوں گے اور قاتل کسی چیز کا وارث نہیں ہوگا۔

۲- حدیث عدیؓ:[1] وہ دو عورتوں کے درمیان جا رہے تھے، اچانک انہوں نے ایک عورت کو پتھر مارا اور اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ اس بارے میں پوچھنے کے لیے، رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔رسول اللہ ﷺ اس وقت تبوک میں تھے۔ عدیؓ نے ان سے مقتولہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: وہ (عدی) اس کی دیت ادا کرے گا اور اس کا وارث نہیں ہوگا۔عدیؓ کہتے ہیں، میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ رہا تھا، وہ سرخ رنگ کی کان کٹی یا ناک کٹی اونٹنی پر سوار تھے، انہوں نے فرمایا: اے لوگو! بے شک ہاتھ تین قسم کے ہوتے ہیں، اللہ کا ہاتھ، وہ بلند ہے؛ دینے والے کا ہاتھ، وہ درمیان میں ہے؛ سوال کرنے والے کا ہاتھ، وہ نیچے ہے؛ اس لیے تم سوال کرنے سے بچو، اگر چہ وہ ایندھن کا گٹھا ہی کیوں نہ ہو۔ پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟

۱- مجمع الزوائد ۴/ ۲۳۰۔ ہیثمی کہتے ہیں اس روایت کے راوی صحیح ہیں۔صرف ایک ایسا راوی ہے جس کا نام معلوم نہیں ہے۔

۳-(۳۲۷) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ قتل خطا کی صورت میں قاتل، دیت کے علاوہ باقی مال میں وارث ہوگا۔

احکامات:

☆ شادی کے تعلق کی بناپر خاونداور بیوی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

☆ مال یا دیت کا وارث بننے سے صرف قتل عمد روکتا ہے، جبکہ قتل خطا صرف دیت کا وارث بننے سے روکتا ہے، مال کا وارث بننے سے نہیں روکتا۔

دلائل:

حدیث عمرو بن شعیبؒ: وہ کہتے ہیں، میرے باپ نے مجھے، میرے دادا عبداللہ بن عمرو کے ذریعے سے بتایا:[1] کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن کھڑے ہوئے اور فرمایا: دو مذاہب کے لوگ، ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے۔ بیوی اپنے خاوند کی دیت میں سے اور خاوند اپنی بیوی کی دیت میں سے، اس وقت تک وارث ہوں گے، جب تک ان میں سے کوئی دوسرے کو عمداً قتل نہ کرے۔ اگر ان میں سے کسی نے اپنے ساتھی کو عمداً قتل کر دیا تو وہ اس کی دیت اور مال میں سے کسی چیز کا وارث نہیں ہوگا۔ اگر اس نے اپنے ساتھی کو غلطی سے قتل کیا تو وہ اس کے مال میں سے وارث ہوگا، دیت میں سے نہیں۔

۴-(۳۲۸) حرامی بچے کی نسبت اور وراثت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ زنا کی وجہ سے نسبت اور وراثت کا حصہ ثابت نہیں ہوگا۔

☆ جاہلیت میں زنا کی بنا پر نسب ثابت ہو جاتا تھا، لیکن اسلام نے اسے لغو قرار دیا ہے۔

☆ بغیر شرعی نکاح کے، بچے کے متعلق دعویٰ کرنے سے بچے کی وراثت ثابت نہیں ہوتی۔

۱- سنن کبریٰ للبیہقی ۶/۲۲۱

☆ زنا کے دعویٰ کی بنا پر بچے کی کسی سے نسبت کر دینا اور اسے اس کا وارث بنا دینا، جاہلیت میں عام تھا، لیکن اسلام نے اس کا انکار کیا ہے۔

☆ حرامی بچہ اپنی والدہ کی طرف منسوب ہوگا، خواہ وہ آزاد ہو یا لونڈی۔

دلائل: اپنی

۱- حدیث ابن عباسؓ:[۱] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں زنا[۲] نہیں ہے۔ جس نے جاہلیت میں زنا کیا، تو بچہ عورت کے رشتہ داروں کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ جس نے بغیر دلیل کے بچے کا دعویٰ کیا تو وہ اس کا وارث نہیں بنے گا اور نہ ہی وہ (بچہ) اس کا وارث ہوگا۔

۲- حدیث عمرو بن شعیب: وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں[۳] کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جس بچہ کا نسب، اس کے باپ کے مرنے کے بعد، اس سے ملایا جائے، مثلاً [اس کے بعد][۴] اس کے وارث دعویٰ کریں (کہ یہ ہمارے مورث کا بچہ ہے) تو آپ ﷺ نے اس میں فیصلہ کیا کہ اگر وہ بچہ لونڈی کے پیٹ سے ہو اور وہ لونڈی اس دن اس کے باپ کی ملک ہو جس دن اس نے اس سے جماع کیا تھا تو ایسا بچہ اپنے باپ سے مل جائے گا لیکن اس کو اس میراث میں سے حصہ نہیں ملے گا جو جاہلیت میں اس کے باپ کے دوسرے وارثوں نے تقسیم کر لی ہو۔ اگر ایسی میراث ہو جو ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو تو اس میں سے وہ بھی حصہ پائے گا، لیکن اس کے باپ نے -- جس سے وہ اب ملایا جاتا ہے -- اگر اپنی زندگی میں اس سے انکار کیا ہو (یعنی یوں کہا کہ یہ بچہ میرا نہیں) تو وہ بچہ اس کا نہیں ہوگا۔ اگر وہ بچہ ایسی لونڈی سے ہو، جو اس مرد کی ملک نہ تھی یا آزاد عورت سے ہو جس سے اس نے زنا کیا تھا تو اس بچے کا نسب کبھی اس مرد سے ثابت نہیں ہوگا اور وہ بچہ اس مرد کا وارث بھی نہیں بنے گا۔ اگرچہ [اس کے باپ][۵] نے خود اپنی زندگی میں یہ کہا ہو کہ یہ بچہ میرا ہے پھر بھی وہ ولد الزنا ہی ہوگا۔ [وہ (بچہ) عورت کے کنبے والوں کے پاس رہے گا][۶] خواہ وہ عورت آزاد ہو یا لونڈی۔

۱- احمد ۳۴۱۶۔ اور ضعیف سنن ابوداؤد ۴۹۸ اور ضعیف الجامع الصغیر ۶۳۱۰۔

۲- حدیث میں لفظ ''مساعاۃ'' استعمال ہوا ہے جس سے مراد ایسا زنا ہے جس کے لیے زانی اور زانیہ دونوں نے برضا و رغبت کوشش کی ہو۔ زمانہ جاہلیت میں اسے قانونی حیثیت حاصل تھی۔ مگر اسلام نے اس خباثت کی نفی کر دی۔ (مترجم)

۳- صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۸۲

۴، ۵، ۶- سنن کبری بیہقی ۶/ ۲۶۰۔

۵-(۳۲۹) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ حرامی بچے کا وراثت میں حصہ نہیں ہوگا۔

احکامات:

☆ وراثت، شرعی تعلق کی بنا پر ثابت ہوتی ہے، زنا کا تعلق غیر شرعی اور حرام تعلق ہے۔

دلائل:

حدیث عمرو بن شعیب: وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں[1] کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی آزاد یا لونڈی سے زنا کیا پھر بچہ پیدا ہوا تو وہ ولد الزنا ہے، نہ مرد اس بچہ کا وارث ہوگا اور نہ بچہ اس مرد کا وارث ہوگا۔

۶-(۳۳۰) بچہ بستر والے کو دینے اور جس کا نسب اس کے باپ کے مرنے کے بعد اس سے ملایا جائے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فیصلہ

احکامات:

☆ زنا کی بنا پر نسب اور وراثت ثابت نہیں ہوگی۔

☆ ولد الزنا اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگا اور زانی کے لیے رجم کی سزا ہے۔

☆ مرنے والا اپنے وارثوں کے لیے (مال میں) وصیت نہیں کر سکتا۔

☆ باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف نسبت حرام ہے۔

☆ عورت کے لیے، خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر مال خرچ کرنا ناجائز ہے۔

☆ ادھار لی ہوئی چیز کو واپس کرنا اور قرض ادا کرنا واجب ہے۔

۱- صحیح سنن ترمذی ۱۷۱۷۔ ابو عیسیٰ کہتے ہیں: اس حدیث پر بعض اہل علم کے نزدیک اس طرح عمل ہوگا کہ ولد الزنا اپنے باپ کا وارث نہیں ہوگا۔

دلائل:

۱- **حدیث** عمرو بن شعیب: وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں [۱] انہوں نے کہا: ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! فلاں میرا بیٹا ہے کیونکہ میں نے اس کی ماں سے جاہلیت کے زمانہ میں زنا کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں کوئی دعویٰ نہیں ہے کیونکہ جاہلیت کا معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ (اب تو) بچہ بستر والے کے لیے ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔

۲- **حدیث** ابوامامہ الباہلیؓ: [۲] وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ حجۃ الوداع میں یہ فرماتے ہوئے سنا: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر ایک کا حصہ مقرر فرما دیا ہے۔ اس لیے اب وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے اور بچہ صاحب فراش کی طرف منسوب ہوگا اور زانی پتھروں کا مستحق ہے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا مشہور کیا یا اپنے آپ کو اپنے موالی کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کیا اس پر اللہ کی پے در پے لعنت ہے۔ قیامت کے دن تک، کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ خرچ مت کرے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! کھانا بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کھانا ہمارے سب مالوں سے افضل ہے۔ اور فرمایا: مانگی ہوئی چیز واپس کر دینی ہے اور قرض ادا کرنا ہے اور ضامن اس چیز کا ذمہ دار ہے جس کی اس نے ضمانت دی ہے۔

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۹۰۔

۲- صحیح سنن ترمذی ۱۷۲۱۔

دوسرا باب

اصحاب الفروض (یعنی حصہ داروں) کے بارے میں

اس میں (۹) فیصلے ہیں۔

۱- (۳۳۱) ماں اور چچا کی موجودگی میں دو بیٹیوں کو دو تہائی حصہ دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ آیت ﴿یوصیکم اللہ فی اولادکم﴾ کا شان نزول۔

☆ بعض حالات میں لڑکے کی وراثت دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہوگی۔

☆ عصبہ کے طور پر بھائی نہ ہونے کی صورت میں دو بیٹیوں کا حصہ دو تہائی ہوگا۔

☆ اولاد ہونے کی صورت میں میت کی بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا۔

☆ چچا عصبہ ہے، حصہ داروں سے بچ جانے والا مال اسے ملے گا۔

دلائل:

حدیث جابر بن عبداللہؓ:[۱] انہوں نے کہا: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی دو بیٹیوں کو لائی اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ دونوں ثابت بن قیس کی بیٹیاں ہیں یا اس نے سعد بن ربیع کہا (راوی کو شک ہے) جو آپ ﷺ کے ساتھ احد کے دن شہید ہو گیا تھا۔ اب ان لڑکیوں کے چچا نے، ان کی مکمل وراثت اور مال پر قبضہ کر لیا ہے اور ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کا کیا فیصلہ ہے؟ اللہ کی قسم! اگر ان کے پاس مال نہ ہوا تو ان کا نکاح بھی نہیں ہو سکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارے میں اللہ فیصلہ فرمائے گا تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین﴾[۲] اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے متعلق نصیحت فرماتا ہے کہ لڑکے کے لیے دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے) (جابرؓ کہتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اس عورت اور اس کے ساتھی کو میرے پاس بلاؤ، آپ ﷺ نے چچا کو حکم دیا: لڑکیوں کو دو تہائی اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو، جو باقی بچے گا وہ تیرا ہے۔

۱- درالمنثور ۲/۱۲۵، ۱-باب النزول للواحدی صفحہ ۱۳۹۔

۲- سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۔

۲-(۳۳۲) حقیقی بیٹی کی موجودگی میں پوتی کی وراثت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اگر حقیقی بیٹی ایک ہی ہو اور اس کے ساتھ عصبہ کے طور پر میت کا بھائی نہ ہو تو اس کا حصہ نصف ہے۔

☆ حقیقی بیٹی کی موجودگی میں، پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا جس سے دو تہائی پورے ہو جائیں گے۔

☆ بیٹی یا پوتی کی موجودگی میں حقیقی بہن عصبہ بالغیر (جو کسی دوسرے سے مل کر عصبہ کا درجہ حاصل کرے) شمار ہوگی اس لیے بیٹی اور پوتی کے حصہ سے بچنے والی رقم لے لے گی۔

دلائل:

حدیث ہزیل بن شرحبیل: [1] [الاودی] [2] انہوں نے کہا: ابوموسیٰ [الاشعریؓ] [3] [اور سلمانؓ بن ربیعہ] [4] سے بیٹی، پوتی اور [حقیقی] [5] بہن کی وراثت کے بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا: بیٹی کے لیے نصف ہے اور [حقیقی] [6] بہن کے لیے بھی نصف ہے [انہوں نے پوتی کو کسی چیز کا وارث نہیں بنایا] [7] (انہوں نے کہا) ابن مسعود [8] کے پاس جاؤ وہ بھی میری متابعت کریں گے تو وہ آدمی ان کے پاس گیا] [9] اور ان سے سوال کیا اور ابوموسیٰؓ کا قول بھی انہیں بتایا۔ ابنِ مسعودؓ نے کہا: (میں بھی اگر ایسا ہی کہوں) پھر تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ نہیں رہوں گا۔ میں تو اس بارے میں نبی کریم ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ بیٹی کے لیے نصف ہے، پوتی کے لیے چھٹا حصہ ہے جو دو تہائی کو پورا کر دے گا اور باقی [حقیقی] [10] بہن کے لیے ہے۔ پھر ہم ابوموسیٰ کے پاس گئے اور انہیں ابن مسعودؓ کا قول بتایا تو انہوں نے کہا: جب تک یہ عالم تمہارے اندر موجود ہے مجھ سے سوال نہ کیا کرو۔

۱- بخاری ۶۷۳۶

۲،۳،۴،۵،۶،۷،۹،۱۰- صحیح سنن ابوداؤد ۲۵۱۳

۸- ایک روایت میں ہے: ان دونوں نے اس سے کہا تو ابن مسعودؓ کے پاس جا وہ بھی ہماری متابعت کریں گے۔ صحیح سنن ترمذی ۱۷۰۲

۳-(۳۳۳) خاوند اور حقیقی بہن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ۔

احکامات:

☆ خاوند اور حقیقی بہن کا شمار حصہ داروں میں ہوگا۔

☆ اگر میت کی اولاد نہ ہو تو خاوند کو نصف ملے گا۔

☆ مذکورہ شروط کے مطابق حقیقی بہن کا حصہ بھی نصف ہی ہوگا۔

دلائل:

حدیث زید بن ثابتؓ:[1] ان سے خاوند اور حقیقی بہن (کی میراث) کے بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے خاوند کو نصف دیا اور حقیقی بہن کو بھی نصف ہی دیا۔ اور کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا، آپ ﷺ نے اسی طرح فیصلہ فرمایا تھا۔

۴-(۳۳۴) دادا اور دادی کی وراثت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ۔

احکامات:

☆ حقیقی دادا کے لیے چھٹا حصہ ہے۔

☆ حقیقی دادی اگر اکیلی ہو تو اس کے لیے چھٹا حصہ ہے اور اگر اس درجے کے اور ورثا بھی ہوں تو سب چھٹے حصے میں شریک ہوں گے۔

☆ مذکورہ شروط کے مطابق حقیقی بہن کا حصہ بھی نصف ہی ہوگا۔

دلائل:

۱- **حدیث** قبیصہ بن ذؤیبؓ:[2] انہوں نے کہا: ابوبکرؓ کے پاس ایک دادی میراث طلب کرنے کے لیے آئی۔ انہوں نے کہا: تیرے لیے اللہ کی کتاب میں کوئی حصہ مقرر نہیں ہے اور نبی کریم ﷺ کی سنت سے بھی تیرے لیے کسی حصے کا

۱- مسند احمد ۵/ ۱۸۸۔ ہیثمی کہتے ہیں اس کی سند میں ایک راوی ابوبکر بن ابومریم ہے جس کے حافظہ میں اختلاط ہو گیا تھا۔ باقی راوی صحیح ہیں۔

۲- ضعیف سنن ابوداؤد ۶۱۷ اور ضعیف سنن ترمذی ۳۷۱، ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ضعیف سنن ابن ماجہ ۵۹۵ اور ارواء الغلیل ۱۶۸۰۔ ابن حجر نے کہا اس حدیث کے راویوں کی ثقاہت کی وجہ سے اس کی سند صحیح ہے لیکن یہ مرسل ہے۔ تلخیص الحبیر ص ۳/۸۲۔

مجھے علم نہیں ہے۔ تو واپس جا! میں لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ انہوں نے لوگوں سے سوال کیا تو مغیرہؓ بن شعبہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت موجود تھا جب آپ ﷺ نے دادی کو چھٹا حصہ دیا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا: کیا تیرے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ تو محمدؓ بن مسلمہ کھڑے ہوئے انہوں نے بھی مغیرہؓ بن شعبہ ہی کی طرح جواب دیا تو حضرت ابو بکرؓ نے اسے چھٹا حصہ دے دیا۔ پھر ایک دادی عمرؓ بن خطاب کے پاس اپنی میراث کا مطالبہ لے کر آئی تو انہوں نے کہا: تیرے لیے اللہ کی کتاب میں کوئی حصہ نہیں ہے، جو پہلے فیصلہ ہو چکا ہے وہ تیرے سوا کسی (دادی) کے لیے تھا۔ میں حصوں میں اضافہ کرنے کا مجاز نہیں ہوں۔ لیکن یہ وہی چھٹا حصہ ہے اگر تم دونوں اس میں اکٹھی ہو جاؤ تو تمہارے درمیان تقسیم ہوگا اور تم دونوں میں سے جو اکیلی ہو وہ چھٹا حصہ اسی کا ہے۔

۲- **حدیث منصور:** [۱] وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دادیوں کو چھٹا حصہ دلوایا، راوی کہتے ہیں: میں نے ابراہیم سے پوچھا وہ کون تھیں؟ انہوں نے کہا؛ اس کے باپ کی دو دادیاں -- اس کی دادی، اس کی ماں کی ماں اور اس کی نانی۔

۳- **حدیث عبادہ بن صامتؓ:** [۲] انہوں نے کہا: دو دادیوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کا میراث میں سے چھٹے حصے کا فیصلہ ہے جو ان کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا۔

۴- **حدیث حسنؒ:** [۳] عمرؓ نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے دادی کا جو حصہ مقرر کیا ہے اس کے بارے میں کسے علم ہے؟ معقل بن یسار نے کہا: مجھے، رسول اللہ ﷺ نے دادی کو چھٹے حصے کا وارث بنایا۔ حضرت عمرؓ نے پھر پوچھا: کس کے ساتھ؟ تو انہوں نے جواب دیا: اس کا مجھے علم نہیں ہے، حضرت عمرؓ نے کہا: پھر تم کیا جانتے ہو؟ کیا فائدہ؟

۱- مصنف عبدالرزاق ۱۹۰۷۹

۲- مستدرک حاکم ۴/ ۳۴۰، حاکم کہتے ہیں یہ حدیث بخاری، مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے ذکر نہیں کیا، ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

۳- صحیح سنن ابوداؤد ۲۵۱۷

۵-(۳۳۵) جس کی بہنیں ہوں اولاد نہ ہو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ آیت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ، کا شان نزول۔

☆ کلالہ کے معنی کی وضاحت۔ (یعنی کلالہ وہ وارث ہے جس کا میت سے بھائی یا بہن کا رشتہ ہے اور میت کی اولاد نہیں ہے)

☆ حقیقی بہن اگر ایک ہو تو نصف مال کی وارث ہوگی لیکن اس کے لیے شرط ہے کہ میت کے والدین اور اولاد نہ ہو اور نہ ہی اس بہن کے ساتھ عصبہ کے طور پر بھائی ہو۔

☆ حقیقی بہنیں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو انہیں دو تہائی حصہ ملے گا لیکن شرط یہ ہے کہ ان کے ساتھ عصبہ کے طور پر بھائی، بیٹا، بیٹیاں اور پوتیاں موجود نہ ہوں۔

دلائل:

حدیث جابر بن عبداللہؓ:[۱] وہ کہتے ہیں: ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ پیدل چلتے ہوئے [خچر یا گھوڑے کی سواری کے بغیر][۲] [بنی سلمہ کے محلے میں][۳] میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ انہوں نے مجھے دیکھا، مجھ پر غشی طاری تھی تو رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور اپنے وضو کا باقی پانی مجھ پر چھڑک دیا جس سے مجھے کچھ افاقہ ہوا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے مال کے بارے میں کیا کروں؟ میں اپنے مال کے بارے میں کیسے فیصلہ کروں؟ [میری میراث کس کے لیے ہوگی کیونکہ میرا وارث تو کلالہ ہے][۴] [میں اپنی بہنوں کے لیے ایک تہائی کی وصیت نہ کر دوں، آپ ﷺ نے جواب دیا اور زیادہ کر، میں نے کہا نصف، آپ ﷺ نے فرمایا: اور زیادہ کر، پھر آپ ﷺ (وہاں سے) نکل گئے اور مجھے چھوڑ دیا][۵] [جابر بن عبداللہ کی نو بہنیں تھیں][۶] (وہ کہتے ہیں) آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی [پھر آپ ﷺ واپس آئے][۷] [اور فرمایا: اے جابر! میرا

۱- بخاری ۵۶۵۱
۲- بخاری ۵۶۶۴
۳- بخاری ۴۵۷۷
۴- بخاری ۱۹۴
۵- صحیح سنن ابوداؤد ۲۵۱۰
۶- صحیح سنن ترمذی ۱۷۰۶
۷- سنن کبری بیہقی ۶/۲۳۱

خیال ہے اس بیاری میں آپ کو موت نہیں آئے گی، اللہ نے قرآن اتار کر تیری بہنوں کا حصہ واضح کر دیا ہے اور ان کے لیے دو تہائی حصہ مقرر کیا ہے۔ جابر کہا کرتے تھے: آیت ﴿یستفتونک قل الله یفتیکم فی الکلالة، ان امرو هلک لیس له ولد وله اخت فلها نصف ماترک﴾[1] میرے بارے میں نازل ہوئی تھی][2]

٦-(٣٣٦) بیٹی چھوڑ کر مرنے والے غلام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ غلام کی بیٹی، اس کے مالکوں کو محروم نہیں کرتی۔

☆ مالکوں کی موجودگی میں غلام کی بیٹی کی وراثت نصف ہوگی۔

☆ غلام کی اگر بیٹی ہو تو اس کے مالک اس کے مال میں سے نصف کے وارث ہوں گے۔

دلائل:

۱۔ **حدیث** عبداللہ بن شداد:[3] [بن الهاد]:[4] کہ [سلمی][5] بنت حمزہ [نے اپنا غلام آزاد کر دیا][6] محمد بن ابی لیلی کہتے ہیں: یہ (سلمی) ابن شداد کی ماں کی طرف سے بہن تھی۔ ابن شداد کہتے ہیں: میرا غلام فوت ہو گیا اور ایک بیٹی چھوڑ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا مال میرے اور اس کی بیٹی کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا۔

۲۔ **حدیث** ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ:[7] انہوں نے کہا: ایک آدمی فوت ہو گیا اور ایک بیٹی اور موالی چھوڑ گیا جنھوں نے اسے آزاد کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی وراثت اس کی بیٹی اور مالکوں کے درمیان تقسیم کر دی۔

۱- سورۃ النساء آیت نمبر ۱۷۶۔

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۲۵۱۰۔

۳- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۲۱۰ اور ارواء الغلیل ۱۶۹۶۔

۴، ۵- سنن کبری للبیہقی ۶/ ۲۴۱۔

۶، ۷- مجمع الزوائد ۴/ ۲۳۱ ہیثمی کہتے ہیں اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۷-(۳۴۷) دیت کی میراث کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ دیت میت کے ورثا کا حق ہے اس لیے اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔

☆ دیت میں میت کے ورثا کا حصہ، اس کے دوسرے مال کی طرح ہی ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث** قرہ بن دعموص النمیری:[1] وہ کہتے ہیں: میں اور میرا چچا نبی کریم ﷺ کے پاس آئے [تو][2] میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے باپ کی دیت اس کے پاس ہے، اسے حکم دیجیے کہ مجھے واپس دے دے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا: اسے اس کے باپ کی دیت دے دو۔ اس کا باپ جاہلیت کے زمانہ میں قتل ہو گیا تھا، (راوی کہتے ہیں) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! [کیا][3] اس میں سے میری ماں کا بھی کوئی حصہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس کے باپ کی دیت سو اونٹ تھی۔

۲- **حدیث** مغیرہؓ بن شعبہ: انہوں نے کہا:[4] رسول اللہ ﷺ نے جو فیصلے کیے، ان میں ایک فیصلہ یہ بھی تھا کہ دیت کتاب اللہ کے مقرر کردہ وراثت کے حصوں کے مطابق تقسیم ہو گی۔

۱- سنن کبریٰ بیہقی ۱۳۴/۸۔

۲،۳- تاریخ کبیر امام بخاری ۱۸۰/۷

۴- سنن کبریٰ بیہقی ۱۳۴/۸

٨- (٣٣٨) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ دیت مقتول کے وارثوں کے درمیان، ان کے حصوں کے حساب سے مال اور وراثت کے طور پر تقسیم ہو گی

احکامات:

☆ مقتول کی دیت، اس کے وارثوں کے درمیان، مال اور وراثت کے طور پر تقسیم ہو گی۔

☆ دیت کا وارث اسی تعلق کی بنا پر بنایا جائے گا جس تعلق کی بنا پر مقتول کے دوسرے مال کا وارث بنایا جاتا ہے۔

☆ عورت کی دیت ادا کرنا، اس کے باپ کی طرف سے رشتہ داروں کے ذمہ ہے جو اس کے عصبہ ہیں۔

دلائل:

حدیث عبداللہ بن عمروؓ:[1] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ دیت مقتول کے وارثوں کے درمیان، ان کے حصوں کے حساب سے تقسیم ہو گی جو بچ جائے گی، وہ عصبہ کے لیے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ عورت کی دیت کا ادا کرنا عصبہ کے ذمہ ہے، وہ جو کوئی بھی ہوں، وہ اس کے مال کے وارث نہیں ہوں گے۔ مگر جو وارثوں سے بچ جائے (وہ اس کے وارث ہوں گے)۔ اگر وہ عورت قتل کر دی جائے تو اس کی دیت اس کے وارثوں کے درمیان تقسیم ہو گی اور وہ اس کے قاتل کو قتل کریں گے۔

١- صحیح سنن نسائی ۴۴۶۸ اور صحیح سنن ابوداؤد ۳۸۱۸۔

۹-(۳۳۹) مدینہ میں مہاجرین کی بیویوں کو ان کے گھروں کا وارث بنانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ سر سے جوئیں نکالنے کا جواز۔

☆ عورت کے لیے اپنے خاوند کی خدمت کرنا ضروری ہے۔

☆ گھر کے تنگ ہونے کا شکوہ کرنا جائز ہے۔

☆ عورتوں کے لیے وراثت کا ثبوت۔

☆ دارالہجرت میں مہاجرین کے گھروں کی وراثت کے تعلق کا بیان۔

دلائل:

حدیث زینبؓ:[1] وہ رسول اللہ ﷺ کے سر سے جوئیں نکال رہی تھیں۔ان کے پاس عثمانؓ بن عفان کی بیوی اور کچھ مہاجر عورتیں بیٹھی ہوئیں تھیں، وہ شکوہ کر رہی تھیں کہ ان کے گھر تنگ ہیں اور (اس تنگی کی وجہ سے) وہ ان سے باہر نکل رہی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ عورتوں کو مہاجرین کے گھروں کا وارث بنا دیا جائے۔ جب عبداللہؓ بن مسعود فوت ہوئے تو ان کی بیوی مدینہ میں ان کے گھر کی وارث بنی۔

۱- سنن کبری للبیہقی ۶/۱۵۶۔

تیسرا باب

عصبات (یعنی باپ کی طرف سے رشتہ داروں) کے بارے میں

اس میں (۵) فیصلے ہیں۔

۱-(۳۴۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کہ حصہ داروں سے مال بچ جانے کی صورت میں عصبات میں تقسیم ہوگا

احکامات:

☆ حصہ داروں میں وراثت تقسیم کرنا واجب ہے۔

☆ عصبات کا حق قرآن وسنت کے مطابق حصہ لینے والوں کے بعد ہے۔

☆ عصبات کی ترتیب، اور وراثت کا وہی حقدار ہے جو میت کا سب سے قریبی ہے۔

☆ عصبات میں مرد، عورتوں سے زیادہ وراثت کے حقدار ہیں۔

دلائل:

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ:[1] وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: وراثت کا مال حصہ داروں کو پہنچا دو، جو باقی بچے وہ میت کے سب سے قریبی مرد رشتہ دار کا حصہ ہے۔

۲-(۳۴۱) حقیقی بھائیوں کی وراثت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

احکامات:

☆ میت کے ترکہ سے متعلق قرض اور وصیت کا بیان اور قرض وصیت سے پہلے ادا ہوگا۔

☆ حقیقی بہن بھائیوں کے درمیان وراثت کا ثبوت۔

☆ حقیقی بھائیوں کی موجودگی میں باپ کی طرف سے بھائی محروم ہوں گے۔

☆ حقیقی بھائی، باپ کی طرف سے بھائی کو محروم کردے گا۔

دلائل:

حدیث علی رضی اللہ عنہ:[2] انہوں نے فرمایا: تم یہ آیت ﴿من بعد وصية يوصى بها او دين﴾[3]۔(وصیت جو کی

۱- بخاری ۶۷۳۶۔
۲- صحیح سنن ترمذی ۱۰۷۳، اور سنن ابن ماجہ ۲۱۹۵، اور ارواء الغلیل ۱۶۶۷
۳- سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱

جائے اور قرض ادا کرنے کے بعد وراثت تقسیم ہوگی) پڑھتے ہو، جبکہ رسول ﷺ نے قرض کا وصیت سے پہلے فیصلہ فرمایا اور سوتیلے بھائیوں کے علاوہ حقیقی بھائی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے، آدمی اپنے حقیقی بھائی کا وارث ہوگا، باپ کی طرف سے بھائی کا نہیں۔

۴-(۳۴۲) بہنوں کی وراثت اور عصبات کی ترتیب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ باپ کی طرف سے عصبات میں حقیقی بھائی سوتیلے بھائیوں پر مقدم ہوں گے۔

☆ تعلق خواہ کیسا ہی ہو، لیکن میت کا وارث اس کا قریبی رشتہ دار ہی ہوگا۔

☆ عصبات میں باپ کی نسبت والے رشتہ دار، دادا کی نسبت والوں پر مقدم ہوں گے۔ یعنی بھائی اور بھتیجا، چچا اور چچازاد بھائی پر مقدم ہوں گے۔

☆ وراثت میں عصبات کا حق، قرآن وسنت کے مطابق حصہ لینے والوں کے بعد ہے۔

☆ جو مال جاہلیت میں تقسیم ہو گیا وہ اسی تقسیم پر برقرار رہے گا اور جو اسلام آنے کے بعد، ابھی تک تقسیم نہیں ہوا وہ اسلامی قانون کے مطابق تقسیم ہوگا۔

دلائل:

حدیث عمرو بن شعیب:[1] وہ کہتے ہیں. رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: اگر باپ یا بیٹا مال یا ولاء (میراث جو آزاد کردہ غلام سے حاصل ہو) چھوڑ کر مر جائے تو وہ اس کے تمام وارثوں میں تقسیم ہوگا، آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کلالہ (میت کی اولاد نہ ہو بلکہ صرف بھائی یا بہن ہو) کی صورت میں حقیقی بھائی وراثت کا زیادہ حقدار ہوگا، پھر باپ کی طرف سے بھائی حقیقی بھائی کے بیٹے سے زیادہ حقدار ہوگا۔ اگر حقیقی بھائی اور باپ کی طرف سے بھائی مرتبہ میں برابر ہوں تو حقیقی بھائی، باپ کی طرف والے بھائی سے زیادہ حقدار ہوں گے۔ اگر باپ کی طرف والے بھائی باپ کی وجہ سے حقیقی بھائیوں سے بلند مرتبہ میں ہوں تو باپ کی طرف والے بھائی زیادہ حقدار ہوں گے۔ اگر نسب میں سب برابر ہوں تو حقیقی بھائی، باپ کی طرف والوں سے زیادہ حقدار ہوں گے اور آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: حقیقی چچا، باپ کی طرف والے چچا سے زیادہ حقدار

۱- مصنف عبدالرزاق ۱۹۰۰۴۔

ہوگا اور باپ کی طرف والا چچا، حقیقی چچا کے بیٹے سے زیادہ حقدار ہوگا۔ اگر نسب کے اعتبار سے حقیقی بھائی اور باپ کی طرف والے بھائی ایک ہی مرتبہ میں ہوں تو حقیقی بھائی، باپ کی طرف والے بھائی سے زیادہ حقدار ہوں گے۔ بھائی اور بھتیجے کی موجودگی میں چچا اور چچا کا بیٹا وارث نہیں ہوں گے۔ بھائی یا بھتیجا۔ں سے اگر کوئی بھی موجود ہو تو وہ چچا اور چچا کے بیٹے سے زیادہ حقدار ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے آزاد لوگوں میں سے عصبات ہوں، انہیں کتاب اللہ کے مقرر کردہ حصوں کے مطابق مال ملے گا، اگر تقسیم کے بعد مال بچ رہے تو دوبارہ ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا یہاں تک کہ وہ تمام مال کے وارث بن جائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کافر کبھی مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا اگرچہ اس کا کوئی دوسرا وارث نہ بھی ہو۔ اسی طرح اگر کافر کے وارث یا رشتہ دار موجود ہوں تو مسلمان اس کا وارث نہیں بنے گا، اگر اس کے وارث یا رشتہ دار موجود نہ ہوں تو مسلمان اسلام کی وجہ سے اس کا وارث ہوگا۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ مال جو جاہلیت کے زمانہ میں تقسیم ہو چکا وہ اسی تقسیم پر برقرار رہے گا اور اسلام آنے کے بعد ابھی تک جو مال تقسیم نہیں ہوا وہ اسلامی قانون کے مطابق تقسیم ہوگا۔

۴- (۳۴۳) ولاء عصبہ کو دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ میت کی ولاء عصبہ کو ملے گی۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کرنا اور حکم لگانا واجب ہے۔

☆ کتاب وسنت کے مطابق حصہ لینے والوں سے مال بچ جانے کی صورت میں عصبات بقیہ تمام مال کے وارث ہوں گے۔

دلائل:

حدیث عمرو بن شعیب:[1] وہ اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رئاب بن حذیفہ [بن

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۵۳۱

سعید بن سہم][1] نے ایک عورت [ام وائل بنت معمر الجمحیہ][2] سے شادی کر لی جس سے ان کے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ ان کی ماں مرگئی تو وہ لڑکے اس کے مال اور ولاء کے وارث ٹھہرے۔ عمرو بن العاص اس عورت کے بیٹوں کے عصبہ تھے، وہ انہیں شام لے گئے، جہاں وہ [طاعون عمواس میں [فوت ہو گئے][3] تو عمرو بن العاص عصبہ ہونے کی بنا پر ان کے وارث بنے][4] عمرو بن العاص نے وراثت حاصل کی تو اس عورت کا ایک غلام فوت ہو گیا اور ان کے لیے مال چھوڑ گیا۔ اس عورت کے بھائی عمرؓ بن خطاب کی خدمت میں جھگڑے کا فیصلہ لے کر گئے تو انہوں نے فرمایا: [میں تمہارے درمیان ایسے ہی فیصلہ کروں گا جیسا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے][5] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹے یا باپ کا جمع شدہ مال اس کے عصبہ کے لیے ہے، وہ جو کوئی بھی ہوں۔

۵-(۳۴۴) والدین پر بیٹے کا صدقہ کرنے اور ان کی وفات کے بعد اس صدقہ کا وارث بننے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ صدقہ کی صورت میں ملنے والا مال ملکیت تصور ہوگا۔

☆ صدقہ کیے ہوئے مال سے صدقہ کرنے والے کی ملکیت ختم ہو جاتی ہے۔

☆ بیٹے نے اگر اپنے والدین میں سے کسی پر صدقہ کیا ہے تو وہ اس کا وارث بن سکتا ہے۔

☆ آدمی کا وہ مال جو اس کی وفات سے پہلے ہی آگے چلا جاتا ہے۔

☆ صدقہ کی ترغیب۔

دلائل:

۱- **حدیث مالک بن انس:**[6] انہیں خبر ملی کہ انصار کے بنی حارث بن خزرج قبیلے کے ایک آدمی نے اپنے

۱، ۲، ۳، ۴، ۵- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۲۰۸

۶- موطا امام مالک ۲/۷۶۰

والدین پر کچھ مال صدقہ کیا، جب وہ دونوں فوت ہوئے تو اپنے بیٹے کو مال کا وارث بنا گئے، وہ (مال) ایک کھجور کے درخت کی صورت میں تھا۔ اس آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے صدقہ کا ثواب مل گیا اب اسے اپنے ورثہ کے طور پر واپس لے لے۔

۲- **حدیث** جابر بن عبداللہؓ:(۱) وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے انصار کی ایک عورت کے بارے میں فیصلہ کیا جسے اس کے بیٹے نے کھجور کا ایک باغ دے دیا تھا، وہ عورت فوت ہوئی تو اس کے بیٹے نے کہا: میں نے تو اسے زندگی کے لیے دیا تھا، اس آدمی کے بھائی بھی تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اسی عورت کی ملکیت ہوگا خواہ یہ زندہ رہے یا مر جائے۔ اس آدمی نے کہا: میں نے تو یہ اس پر صدقہ کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو تیرے لیے اور زیادہ دور ہے۔

۳- **حدیث** سنان بن سلمہؓ:(۲) مہاجرین کے ایک آدمی نے اپنی زمین کا ایک بہت بڑا حصہ اپنی ماں پر صدقہ کر دیا۔ وہ فوت ہوئی تو اس کا اس بیٹے کے سوا کوئی وارث نہیں تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: میری ماں، فلاں عورت، مجھے سب سے زیادہ محبوب اور عزیز تھی، میں نے اس پر زمین کا ایک بہت بڑا ٹکڑا صدقہ کر دیا۔ اب وہ فوت ہوگئی ہے تو اس کا میرے سوا کوئی وارث نہیں ہے۔ مجھے آپ ﷺ اس کے ساتھ کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے تیرا اجر ثابت کر دیا ہے، اپنی زمین واپس لوٹا لے اور اسے جیسے چاہے استعمال کر۔

۴- **حدیث** ابن بریدہ: وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں(۳) انہوں نے کہا: ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنی ماں پر ایک لونڈی صدقہ کی تھی، اب میری ماں فوت ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا اجر ثابت ہو چکا ہے، اس لونڈی کو میراث کے طور پر واپس لے لے۔

۵- **حدیث** ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم:(۴) عبداللہ بن زید انصاری نے اپنا باغ صدقہ کر دیا[اس کا اس کے

۱- ضعیف سنن ابوداؤد ۶۰۷۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد ۴/۲۳۲ میں بغیر سیاق کے اس حدیث کو بیان کیا ہے، انہوں نے کہا: اسے احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں۔

۲- مجمع الزوائد ۴/۲۳۲، ہیثمی کہتے ہیں اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۳- مصنف عبدالرزاق ۱۶۵۸۷

۴- مصنف عبدالرزاق ۱۶۵۸۹

علاوہ کوئی مال نہیں تھا، وہ اور اس کا باپ اس باغ میں رہتے بھی تھے، وہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا][1] عبداللہ کا باپ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اپنی ضرورت کا تذکرہ کیا[کہنے لگا: عبداللہ بن زید نے اپنا وہ مال صدقہ کر دیا ہے جس میں وہ رہتا تھا][2] یا اس طرح (کی کوئی اور بات کہی)[رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن زید کو بلایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرا صدقہ قبول کر لیا ہے اس لیے اسے وراثت کے طور پر اپنے والدین کو لوٹا دے][3] نبی کریم ﷺ نے یہ باغ اس کے باپ کو دلا دیا۔ پھر جب باپ فوت ہوا تو نبی کریم ﷺ نے وہ باغ واپس لے کر[اس کے بیٹے کو اس کا وارث بنا دیا][4]

۶- **حدیث** مطرف: وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں[5] انہوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، وہ سورۃ الهکم التکاثر کی تلاوت فرما رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا: آدم کا بیٹا مال مال کرتا رہتا ہے، فرمایا: اے آدم کے بیٹے! کیا تیرا مال تیری ملکیت ہے؟ صرف اتنا کہ جو تو نے کھالیا اسے ختم کر دیا، جو پہن لیا اسے بوسیدہ کر دیا اور جو صدقہ کر دیا اسے بھیج دیا۔

۱، ۲، ۳- مجمع الزوائد ۴/۲۳۳ ہیثمی کہتے ہیں بشیر کے حالات مجھے نہیں ملے، اس حدیث کے باقی راوی صحیح ہیں۔

۴- مصنف عبدالرزاق ۱۶۵۸۸

۵- مسلم ۲۳۴۶ے

چوتھا باب

ولاء سے وراثت ثابت ہونے کے بارے میں

اس میں (۵) فیصلے ہیں۔

۱-(۳۴۵) مالک کا اپنے غلام کو وارث بنانے اور اسے بخش دینے کے بارے میں

رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ میت کا ترکہ اس کے ورثا کا حق ہے۔

☆ جس کا حصہ داروں، رشتہ داروں اور غلاموں میں سے کوئی وارث نہ ہو اس کا مال بیت المال کے لیے ہے۔

☆ آزاد شدہ غلام کا اگر کوئی وارث نہ ہو تو اس کا آقا اس کا وارث بن سکتا ہے۔

☆ آقا کا اگر کوئی وارث نہ ہو تو اس کا آزاد کردہ غلام اس کا وارث بن سکتا ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث عائشہؓ:**(۱) نبی کریم ﷺ کا آزاد کردہ غلام کھجور کے درخت سے گر کر مر گیا [وہ مال چھوڑ گیا اور کوئی اولاد یا رشتہ دار نہیں چھوڑا] (۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو! اس کا کوئی وارث ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا مال اس کے گاؤں والوں کو دے دو۔

۲- **حدیث ابن عباسؓ:**(۳) ایک آدمی فوت ہو گیا، اس نے اس ایک غلام کے سوا کوئی وارث نہ چھوڑا، جسے اس نے آزاد کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا اس کا کوئی وارث ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: نہیں! صرف ایک غلام ہے جسے اس نے آزاد کر دیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی میراث اس غلام کو دے دی۔

۳- **حدیث ابن عباسؓ:**(۴) ایک آدمی فوت ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کا کوئی وارث تلاش کرو

۱- صحیح سنن ترمذی ۱۷۱۰

۲- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۲۰۹

۳- ضعیف سنن ابو داود ۶۲۲۔ مشکاۃ المصابیح تحقیق ناصر الدین البانی ۳۰۶۵

۴- مستدرک حاکم ۴/۳۴۶، حاکم نے کہا یہ حدیث بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے اپنی کتاب میں ذکر نہیں کیا۔ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

(جب تلاش کی گئی تو) ایک غلام کے سوا جسے اس نے آزاد کیا تھا، کوئی وارث نہ ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا مال اسی غلام کو دے دو۔

۲-(۳۴۶) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کہ ایک عورت تین آدمیوں کی میراث پا سکتی ہے

احکامات:

☆ عورت اپنے آزاد کردہ غلام کی وارث ہوگی اور یہ غلام اس کا آزاد کردہ ہوگا۔

☆ بعض فقہاء کے نزدیک گرے ہوئے بچے کی وراثت، اٹھانے والے کے لیے ہے جبکہ جمہور کا مذہب اس کے خلاف ہے۔

☆ لعان شدہ بچے کی میراث اس کی ماں کے لیے ہے۔

دلائل:

۳- **حدیث واثلہ بن اسقع**(۱) وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: عورت تین آدمیوں کی میراث پا سکتی ہے، اپنے آزاد کیے ہوئے غلام کی، گرے پڑے ہوئے بچے کی جسے اس نے اٹھایا ہو اور اپنے اس بچے کی جس سے لعان ہو۔

۳-(۳۴۷) جو کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا، وہ مر گیا اور اس کا اصل قرابت کے اعتبار سے اور زوجیت کے اعتبار سے کوئی وارث نہ ہو تو اس کی میراث اس (مسلمان کرنے والے) کے لیے ہے۔

☆ ولاء حکم کے اعتبار سے قرابت کا درجہ رکھتی ہے۔

۱- ضعیف سنن ابوداؤد ۶۲۳ ابوعبداللہ حاکم نے مستدرک میں کہا ہے اس حدیث کی سند صحیح ہے، شیخین نے اسے نہیں نکالا، ذھبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ مستدرک حاکم ۴/۳۴۱ اور ضعیف سنن ترمذی ۳۷۵ اور ارواء الغلیل ۱۵۷۶۔

☆ کسی کو مسلمان کرنے والی ولاء بھی، آزاد کرنے والے کی ولاء کی طرح ہے، یہ دونوں ولاء نعمت ہیں کیونکہ جس نے کسی کو اسلام میں داخل کر دیا اس نے اسے آگ سے بچا کر اس پر احسان کیا۔

دلائل:

۱- **حدیث** عمرو بن العاص ؓ:[۱] وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی ایک آدمی میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا اس کے پاس مال بھی ہے، اب وہ فوت ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی میراث تیرے لیے ہے۔

۲- **حدیث** تمیم الداری ؓ:[۲] انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! [مشرکوں میں سے[۳]][۴] اس آدمی کے بارے میں سنت طریقہ کیا ہے؟ جو کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (مسلمان) اس کی زندگی اور موت کے ساتھ زیادہ حقدار ہے۔

۳- **حدیث** راشد بن سعد:[۵] انہوں نے کہا: رسول ﷺ نے فرمایا: جس کے ہاتھ پر کوئی شخص مسلمان ہو تو وہ اس کا وارث ہوگا اور اس کی طرف سے دیت بھی ادا کرے گا۔

۴-(۳۴۸) ولاء کی میراث کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ ولاء ایک معنوی تعلق ہے اور نسب کی رشتہ داری کی طرح ایک رشتہ داری ہے اس لیے مال سے مضبوط نہیں ہوتی۔

☆ ولاء کا بیچنا اور ہبہ کرنا ناجائز ہے۔

☆ ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔

۱- نصب الرایہ ۴/۱۵۸، طبرانی نے معجم میں اور اسحاق بن راھویہ نے اسے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے۔ ہیثمی کہتے ہیں طبرانی نے اسے بقیہ راوی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا مجھے بحیر بن مرۃ نے حدیث بیان کی اگر انہوں نے ان سے حدیث سنی ہے تو یہ صحیح ہے، مجمع الزوائد ۴/۲۳۲۔

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۲۵۳۲ اور صحیح سنن ابن ماجہ ۲۲۲۳، اور سلسلہ احادیث الصحیحۃ ۲۳۱۶۔

۳- صحیح ابن ماجہ روایت نمبر ۲۲۲۳ میں اہل کتاب کے لفظ ہیں اور سنن کبری بیہقی ۱۰/۲۹۶ میں اہل کفر کے لفظ ہیں۔

۴- صحیح سنن ترمذی ۱۷۱۶

۵- سنن سعید بن منصور ۱/۵۷

دلائل:

حدیث ابن عمرؓ:[۱] نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نسب کی قرابت داری کی طرح ولاء بھی قرابت داری ہے اس لیے اسے نہ تو بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے۔

۵-(۳۴۹) مکاتب غلام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اور اس کی ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہوگی

احکامات:

☆ ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔

☆ جو شرط کتاب اللہ کے مطابق نہ ہو وہ غلط ہے۔

☆ کتاب اللہ کی مخالفت میں شرط لگانا ناجائز ہے۔

☆ آقا کا اپنے غلام سے مکاتبت (معینہ رقم کی ادائیگی کے عوض آزادی کا معاہدہ) کرنا جائز ہے۔

☆ مکاتب غلام اگر معینہ رقم ادا کردے اور شرائط کو پورا کردے تو وہ آزاد ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث عائشہؓ:**[۲] بریرۃؓ اپنی مکاتبت[۳] کے معاملہ میں ان کی مدد حاصل کرنے کے لیے آئیں۔ بریرۃؓ کو پانچ[۴] اوقیہ[۵] چاندی پانچ سال کے اندر پانچ قسطوں میں [ایک اوقیہ سالانہ کے حساب سے][۶] ادا کرنی تھی۔ [ابھی تک اس نے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا][۷] عائشہؓ نے کہا: -- انہیں خود بریرۃؓ کے آزاد کرانے میں دلچسپی ہوگئی تھی -- کہ یہ

۱- مستدرک حاکم ۴/۳۴۱، اس کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے روایت نہیں کیا۔

۲- بخاری ۲۵۶۰۔

۳- مکاتبت: کوئی آدمی اپنے غلام سے معاہدہ کرلے کہ اتنا مال قسطوں میں ادا کردینے کی صورت میں وہ آزاد ہو جائے گا، اسے مکاتبت کہتے ہیں۔

۴- ایک روایت میں نو اوقیہ کے الفاظ ہیں۔ دیکھئے بخاری ۲۵۶۳ ابن حجر کہتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں میں اس طرح تطبیق دی جائے گی کہ ممکن ہے اصل نو اوقیہ ہوں اور جب وہ حضرت عائشہؓ کے پاس آئیں تو چار کہیں اور سے حاصل کرچکیں تھیں اور پانچ باقی رہ گئے تھے۔ قرطبی اور ابن جریر طبری نے بھی اسی بات پر زور دیا ہے۔ فتح الباری ۵/۲۲۱

۵- اوقیہ: ہمزہ کے ضمہ اور یاء کی شد کے ساتھ۔ چالیس درھم چاندی

۶- بخاری ۲۵۶۳۔

۷- بخاری ۲۵۶۱۔

بتاؤ اگر میں انہیں ایک ہی مرتبہ (چاندی کے یہ پانچ اوقیہ) ادا کردوں تو کیا تمہارے مالک تمہیں میرے ہاتھ بیچ دیں گے؟ پھر میں تمہیں آزاد کردوں گی اور تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو جائے گی۔ بریرہؓ اپنے مالکوں کے پاس گئیں اور ان کے سامنے یہ صورت رکھی۔ انہوں نے کہا: ہم یہ صورت اس وقت منظور کر سکتے ہیں کہ رشتہ ولاء[1] ہمارے ساتھ قائم رہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: پھر میرے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے ان سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا: تو خرید کر بریرہؓ کو آزاد کردے [اور ان کے ساتھ ولاء کی شرط مقرر کرلے][2] کیونکہ ولاء تو اس کی ہوتی ہے جو آزاد کرے، پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے [لوگوں کے درمیان اللہ کی حمد و ثنا بیان کی][3] اور فرمایا: کہ کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو (معاملات میں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کوئی بنیاد کتاب اللہ میں نہیں ہے، پس جو شخص کوئی ایسی شرط لگائے جس کی کوئی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ شرط غلط ہے [خواہ ایسی سو شرطیں کیوں نہ لگالی جائیں][4] اللہ تعالیٰ کی شرط ہی زیادہ حق اور زیادہ مضبوط ہے۔ [کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ کہتے ہیں: اے فلاں! تم آزاد کرو اور ولاء میرے ساتھ قائم رہے گی، ولاء تو صرف اسی کے ساتھ قائم ہوگی جو آزاد کرے][5]

۲- حدیث سلمانؓ:[6] انہوں نے کہا: میں نے اپنے مالکوں سے اس شرط پر مکاتبت کی کہ میں ان کے لیے پانچ سو کھجور کے پودے لگاؤں گا، جب وہ پھل دار ہو جائیں گے تو میں آزاد ہوں گا۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ان سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا: تو پودے لگا اور ان سے شرط مقرر کرلے، جب تو پودے لگانا چاہے تو مجھے بلا لینا۔ سلمان کہتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو بلا لیا، آپ ﷺ آئے اور اپنے دست مبارک سے پودے لگانے شروع کر دیے، ایک پودے کے سوا جسے میں نے لگایا (سبھی آپ ﷺ نے لگائے)۔ ایک کے علاوہ سبھی پودے پھل دار ہو گئے[7]۔

۱- ولاء: اگر آزاد شدہ غلام فوت ہو جائے تو اسے آزاد کرنے والا اس کا وارث ہوگا، اسے ولاء کہتے ہیں۔ عرب اسے بیچ دیتے تھے یا ہبہ کر دیتے تھے اسلام نے اس سے منع کر دیا۔

۲،۳،۴،۵- بخاری ۲۵۶۳۔

۶- مسند احمد ۵/۴۴۰، حاکم کہتے ہیں یہ حدیث بخاری مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے ذکر نہیں کیا۔ مستدرک حاکم ۲/ ۲۱۸۔

۷- ابن حجر نے کہا کہ اسلام میں مردوں میں سے سب سے پہلے کتابت کرنے والے سلمان ہی ہیں۔

پانچواں باب

متفرقات کے بارے میں

اس میں (۶) فیصلے ہیں۔

۱-(۳۵۰) ذوی الارحام کی وراثت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ مسلمانوں سے رسول اللہ ﷺ کے تعلق کا بیان۔

☆ وراثت کا مال میت کے ورثا کے لیے ہے۔

☆ حصہ دار اور عصبات نہ ہوں تو وراثت کا مال ذوی الارحام [۱] کو ملے گا۔

☆ ماموں ذوی الارحام میں سے ہے۔

دلائل:

۱- **حدیث مقدام الکندی:** [۲] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ہر مسلمان کے ساتھ اس کی جان سے بھی زیادہ لائق تر ہوں۔ جو کوئی اپنے ذمہ کچھ قرضہ چھوڑ جائے یا عیال چھوڑ جائے تو قرضہ ادا کرنا اور عیال کی پرورش کرنا میرے ذمہ ہے اور جو کوئی مال چھوڑ جائے، وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔ اور جس کا کوئی وارث نہیں ہے اس کا ماموں اس کے مال کا وارث ہوتا ہے اور اس کے قیدیوں کو چھڑاتا ہے [اس کی دیت ادا کرتا ہے] [۳]

۲- **حدیث عائشہؓ:** [۴] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا کوئی وارث نہیں اس کا ماموں اس کا وارث ہوگا۔

۳- **حدیث امامہ بن سہل بن حنیف:** [۵] ایک آدمی نے دوسرے کو تیر مار کر قتل کر دیا، اس کا ماموں کے سوا کوئی وارث نہ تھا۔ اس بارے میں ابوعبیدہ بن جراحؓ نے عمرؓ کی طرف لکھا، انہوں نے جواباً لکھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کا کوئی والی اور کارساز نہ ہو، اللہ اور اس کا رسول اس کا والی اور کارساز ہیں۔ اور جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں اس کا وارث ہے۔

۱- جو نہ اصحاب الفروض ہوں اور نہ عصبہ ہوں بلکہ ماں کی طرف سے رشتہ دار ہوں۔

۲- صحیح سنن ابوداؤد ۲۵۲۰

۳- صحیح سنن ابوداود ۲۵۱۹

۴- صحیح سنن ترمذی ۱۷۰۹

۵- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۲۱۲

۲-(۳۵۱) جو بچہ زندہ پیدا ہوا اور روکر مر گیا اس کی میراث کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ پیدا ہونے والے بچے کا رونا زندگی کے حکم میں آتا ہے، بلکہ یہ حقیقی زندگی ہے۔

☆ رونے سے میراث ثابت ہو جاتی ہے۔

☆ رونے والے بچے پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

☆ استہلال کی تفسیر:-اس کا مطلب رونا، چیخنا یا چھینک مارنا ہے۔

دلائل:

حدیث ابوھریرۃؓ:[۱] وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: جب پیدا ہونے والا بچہ رو دے [وہ وارث ہوتا ہے اور][۲] وارث بنایا جاتا ہے [اس کی دیت دی جائے گی][۳] [اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی][۴] [اور اگر وہ نہ روئے (یعنی مردہ پیدا ہو) تو نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور نہ اس کی میراث ثابت ہو گی اور نہ اس کی دیت دی جائے گی][۵]][اور ایک روایت میں ہے، بچہ اس وقت تک وارث نہیں ہو گا جب تک وہ چیخ کر نہ روئے۔ انہوں نے کہا: استہلال کا مطلب یہ ہے کہ روئے یا چیخ مارے یا چھینک مارے][۶]

۳-(۳۵۲) مخنث کی میراث کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ مخنث کی وراثت کا ثبوت۔

۱- صحیح سنن ابوداؤد ۲۵۳۴، سلسلہ احادیث الصحیحہ ۱۳۴، ارواء الغلیل ۱۷۰۷

۲،۴- سنن الکبریٰ بیھقی ۴/ ۸ اور مستدرک حاکم ۴/ ۳۴۸

۳،۵- نصب الرایہ ۴/ ۲۷۸ علیؓ کی روایت سے۔

۶- صحیح سنن ابن ماجہ ۲۲۲۲

☆ مخنث اپنے پیشاب کرنے کے اعتبار سے وارث ہوگا۔ اگر وہ مذکر والے عضوِ مخصوص سے پیشاب کرتا ہے تو مذکر ہے، اگر مؤنث والے عضو سے پیشاب کرتا ہے تو مؤنث ہے۔

حدیث ابن عباسؓ:[1] رسول اللہ ﷺ سے ایسے بچے کے بارے میں پوچھا گیا جس کے عضوِ مخصوص مرد اور عورت دونوں کے قسم کے تھے اسے کیسے وارث بنایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے پیشاب کرنے کے اعتبار سے وارث بنایا جائے گا۔

۴۔ (۳۵۳) پھوپھی اور خالہ کو وراثت سے محروم کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ پھوپھی اور خالہ دونوں وراثت سے محروم ہوں گی۔

☆ رسول اللہ ﷺ ہر مسئلہ اور حکم میں آسمانی حکم کا انتظار فرماتے تھے۔

دلائل:

حدیث ابن عمرؓ:[2] انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ گدھے پر سوار ہو کر [قبا کی طرف گئے][3] آپ ﷺ کو ایک آدمی ملا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ایک آدمی [فوت ہو گیا اور][4] اپنی پھوپھی اور خالہ چھوڑ گیا، ان دونوں کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا ورفرمایا: اے اللہ! ایک آدمی نے اپنی پھوپھی اور خالہ کو چھوڑا ہے، ان دونوں کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہیں۔

۱۔ بیہقی نے کہا: اس کی سند میں ایک راوی محمد بن سائب کلبی ہے جو قابلِ حجت نہیں ہے۔ بکر بن وائل نے کہا میں علیؓ کے پاس موجود تھا ان سے مخنث کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا تو کسی کو معلوم نہیں تھا تو علیؓ نے کہا: اگر وہ مذکر والے عضو سے پیشاب کرے تو وہ لڑکا ہے، اگر مؤنث والے عضو سے پیشاب کرے تو لڑکی ہے۔ قتادہ نے کہا: میں نے یہ بات سعید بن مسیب کو بیان کی تو انہوں نے پوچھا: اگر وہ دونوں سے پیشاب کرے تو پھر، میں نے کہا، میں نہیں جانتا تو سعید نے کہا: جس عضو سے پہلے پیشاب کرتا ہو اس اعتبار سے وارث بنایا جائے گا۔
صالح الدھان نے کہا: جابر بن زید سے مخنث کے وارث بننے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: وہ کھڑا ہو کر دیوار کے قریب ہو کر پیشاب کرے گا، اگر اس کا پیشاب دیوار تک پہنچ گیا تو وہ لڑکا ہے اور اگر اس کی رانوں کے درمیان بہہ گیا تو وہ لڑکی ہے سنن کبریٰ بیہقی ۲۶۱/۶۔

۲۔ مستدرک حاکم ۳۴۲/۴

۳،۴۔ کنز العمال ۳۰۵۶۶ زید بن اسلم کی روایت سے۔

[آپ ﷺ اسی طرح اس جملہ کو بار بار لوٹاتے رہے اور ان کے بارے میں وحی کا انتظار کرتے رہے][1] [تو ان پر جبریل علیہ السلام نازل ہوئے][2] آپ ﷺ نے فرمایا: سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں یہاں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: [مجھے جبریل نے بتایا ہے کہ][3] ان دونوں کے لیے میراث نہیں ہے۔

۵-(۵۹۵) جس بچے کے بارے میں تین آدمی جھگڑ پڑیں، اس پر قرعہ ڈالنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ اختلاف دور کرنے کے لیے قرعہ ڈالنا جائز ہے۔

☆ قرعہ سے حکم ثابت ہو جاتا ہے۔

☆ ہنسی مذکورہ بات کی تائید کرنے کے مترادف ہے۔

☆ بچہ ایک سے زیادہ باپوں کے ساتھ نہیں ملایا جائے گا۔

دلائل:

حدیث زید بن ارقمؓ:[4] انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں یمن سے ایک شخص آیا، اس نے کہا: تین یمنی آدمی حضرت علیؓ کے پاس [جب وہ یمن میں تھے][5] ایک بچے کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے، ان تینوں نے ایک عورت سے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا، انہوں نے ان میں سے دو کو الگ کر کے کہا: تم دونوں اس لڑکے کو تیسرے شخص کو دے دو۔ وہ نہ مانے اور چیخنے لگے [اور ایک اور روایت میں انہوں نے کہا، نہیں!][6] پھر حضرت علیؓ نے دو کو علیحدہ کر کے اسی طرح کہا: وہ نہ مانے اور چلائے۔ پھر حضرت علیؓ نے دو کو علیحدہ کر کے اسی طرح کہا:

۱- کنز العمال ۳۰۵۶۶ زید بن اسلمؒ کی روایت سے۔

۲- مستدرک حاکم ۴/۳۴۳، ابو سعید خدری کی روایت سے حاکم نے کہا کہ عبداللہ بن جعفر کی روایت، ان شواہد کے ساتھ صحیح ہے بخاری و مسلم نے اسے [illegible] نہیں ... ذہبی نے اس سے خاموشی اختیار کی ہے۔

۳- دارقطنی ۴/۸۰ عبداللہ بن ابو نمیر کی روایت سے۔

۴- صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۸۶

۵- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۹۰۱

۶- صحیح سنن ابوداؤد ۱۹۸۷

وہ نہ مانے اور چلا ئے۔

[وہ جن دوسے بھی پوچھتے کہ تم بچے سے کنارہ کش ہوتے ہو؟ تو وہ کہتے: نہیں!][1] [تو انہوں نے کہا: تم جھگڑنے والے شریک ہو، میں قرعہ ڈالوں گا، جس کے نام قرعہ نکل آئے وہ لڑکا لے لے اور اپنے دونوں ساتھیوں کو ایک ایک تہائی دیت ادا کرے۔ پھر انہوں نے قرعہ ڈالا اور جس کے نام قرعہ نکلا بچہ اسی کو دے دیا، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں یا کچلیاں ظاہر ہو گئیں۔

۶-(۳۵۵) قیافہ شناسی ثابت ہونے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

احکامات:

☆ حق کے ثابت اور ظاہر ہونے کے وقت خوش ہونا جائز ہے۔

☆ علمِ قیافہ کی بنیاد موجود ہے۔

☆ کسی فن کے بارے میں متعلقہ فن کے ایک ہی ماہر شخص کی گواہی کافی ہے۔

☆ حق وہی ہے جس کی دشمن بھی گواہی دے۔

دلائل:

حدیث حضرت عائشہؓ:[2] انہوں نے کہا: ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس بہت خوش خوش تشریف لائے [آپ ﷺ کا چہرہ چمک رہا تھا][3] انہوں نے فرمایا: اے عائشہؓ! تم نے نہیں دیکھا کہ مجزز المدلجی میرے پاس آیا [اس نے اسامہ اور زید بن حارثہ کو دیکھا][4] [لیٹے ہوئے][5] دونوں کے جسم پر ایک چادر تھی جس نے دونوں کے سروں کو ڈھانک لیا تھا اور ان کے صرف پاؤں کھلے ہوئے تھے تو اس نے کہا کہ یہ پاؤں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ [ابو داؤد نے کہا، اسامہ سیاہ رنگ کے تھے جبکہ زید سفید رنگ کے تھے][6]

۱- صحیح سنن ابن ماجہ ۱۹۰۱
۲- بخاری ۶۷۷۱
۳- مسلم ۳۶۰۲
۴- بخاری ۶۷۷۰
۵- مسلم ۳۶۰۴
۶- صحیح سنن ابوداود ۱۹۸۴

مصادر ومراجع

۱۔ احکام الاوقاف للخصاف
۲۔ ادب القاضیی للماوردي
۳۔ ارواء الغلیل للشیخ ناصر الدین الالباني
٤۔ اسباب النزوللواحدي
٥۔ الاصابة فی تمییز الصحابة لابن للسمعاني۔
٦۔ الاسباب للسمعاني
۷۔ البدایة والنهایة لابن کثیر
۸۔ التاریخ الکبیر للام البخاری
۹۔ التلخیص
۱۰۔التمهید لا بن عبدالبر
۱۱۔الجماع الدارمی
۱۲۔الجامع الصحیح للبخاری
۱۳۔الجامع الصغیر
۱٤۔الدار قطني
۱٥۔السنن الکبری للبیهقي
۱٦۔الصارم المسلول علی شاتم الرسول
۱۷۔الصحاح
۱۸۔الطبقات الکبری لابن سعد
۱۹۔الفائق للزمخشري
۲۰۔الفتح الزباني لترتیب مسند الامام احمد
۲۱۔القرآن الکریم
۲۲۔الکامل لابن عدي
۲۳۔المحلی لا بن حزم
۲٤۔المرسیل لابي داود
۲٥۔المستدرك للحاکم
۲٦۔المصنف لابن شیبة
۲۷۔المنتقی لا بن الجاورد
۲۸۔المنتقی من السنن المسندة
۲۹۔بذل المجهود
۳۰۔تاریخ جرجان
۳۱۔تجرید التمهید
۳۲۔تفسیر ابن کثیر
۳۳۔تفسیر طبري
۳٤۔تفسیر قرطبي
۳٥۔تقریب التهذیب
۳٦۔تلخیص الخبیر
۳۷۔تهذیب التهذیب
۳۸۔جامع الاصول للخطابی
۳۹۔در المنثور فی تفسیر المائثور
٤۰۔دلائل النبوة البیهقي
٤۱۔زاد المعاد
٤۲۔سلسلة الاحادیث الصحیحة
٤۳۔سلسلة الاحادیث الضعیفة

٤٤۔سنن ابي داود
٤٥۔سنن ابن ماجه
٤٦۔سنن الترمذي
٤٧۔سن الترمذي
٤٨۔سنن سعيد بن منصور
٤٩۔سير اعلام النبلاء
٥٠۔سيرة ابن هشام
٥١۔شرح السنة للام البغوي
٥٢۔شرح النووي
٥٣۔شرح معاني الاثار
٥٤۔صحيح ابن حبان
٥٥۔صحيح سنن ابى دادو
٥٦۔صحيح سنن ابن ماجه
٥٧۔صحيح سنن الترمذي
٥٨۔صحيح سنن النسانى
٥٩۔صحيح مسلم
٦٠۔ضعيف سنن ابي داود
٦١۔ضعيف سنن ابن ماجة
٦٢۔ضعيف سنن الترمذي
٦٣۔ضعيف سنن النساني
٦٤۔علل الحديث لابن ابي حاتم
٦٥۔علل الحديث ابن المنذر
٦٦۔عون المعبود
٦٧۔فتح الباري لابن حجر العسقلاني
٦٨۔فقه السنة للسيد سابق
٦٩۔قاموس المحيط
٧٠۔كتاب الاثار للشيباني
٧١۔كتاب الاموال لابي عبيد
٧٢۔كنز العمال
٧٣۔لباب النقول فى اسباب النزول
٧٤۔مجمع الزوائد للهيثمي
٧٥۔مختصر سنن ابي داود للحافظ للمنذري
٧٦۔مسند ابو يعلى
٧٧۔مسند احمد بن حنبل
٧٨۔مسند البزار
٧٩۔مصباح الزجاجة للبوصيرى
٨٠۔مصنف ابن ابي شيبة
٨١۔ مصنف عبدالرزاق
٨٢۔معاني الاثار للطحاوي
٨٣۔معجم الاوسط للطبراني
٨٤۔معجم الصغير الطبراني
٨٥۔معجم الكبير للطبراني
٨٦۔معجم الوسيط
٨٧۔موطا امام مالك
٨٨۔ مطلب الراية للزيلعي

KHALID BOOK DEPOT URDU BAZAR LAHORE

خالد بُک ڈپو

۴۰-اردو بازار لاہور فون: 7223881-7229740